(بِسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ)

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ

تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل

رسالہ براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹہوی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی میں بسبب اندراج مسئلہ امکان کذب باریتعالیٰ کے وامکان نظیر خاتم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بنی آدم کا بشریت میں آپسے برابر ہونا اور آپکا علم شیطان کے علم سے کم ہے اور آپکی مولود کی مجلس کنہیا کی جنم وغیرہ سے مشابہ ہے اور فاتحہ خوانی برہمنوں کے اشلوک پڑہنے کی مانند ہے اور حرمین کے مفتیوں کا فتوی جواری وغیرہ سے نامعتبر ہے ایسکے مؤلف سے ریاست بہاولپور میں جہاں وہ اول مدرس عربی تہا واقعہ شوال ۱۳۰۶ھ فقیر کاتب الحروف نے بغرض اعلاء کلمۃ اللہ مناظرہ کیا تہا کہ یہ مسائل سخت غلط ہیں جسپر تجویز حضرت صاحب شیخ المشائخ سجادہ نشین چاچڑان شریف جو حکم ہی فتوی شاہانہ ہوا تہا کہ مؤلف مذکور مع اپنے معاونین کے وہابی اہلسنت سے خارج ہیں تب انہوں نے کئی پرچہ اخبارات میں درج کرایا کہ ظاہر مباحثہ میں غالب ہیں جسکے جواب میں فقیر نے اخبار ریاست میں شائع کرایا تہا کہ اگر وہ فیصلہ منظور نہیں تو آئیے مکہ معظمہ میں مولانا رحمۃ اللہ صاحب جنکی کمال تعریف آپکی براہین میں مکرر درج ہے اور نیز حاجی امداد اللہ صاحب آپکے پیر مرشد برحق انکو منصف کر کے فیصلہ کرلیجیو ورنہ مباہلہ کرلیں اسپر وہ ایک پرچہ اخبار میں بجائے مباہلہ مقاتلہ پر مستعد ہوئے تہے چونکہ فقیر کا مقاتلہ غیر ممکن تہا منتقم حقیقی نے ریاست موصوفہ کی معزز جمعیت سے مؤلف مذکور کی کمال ذلت سے استیصال فرمائی الحمد للہ ہر عمل اجرا ہی و ہر کار بسزا او ہے پہر جمادی الاخری ۱۳۰۷ھ میں فقیر بعزم حج حب وارد بمبئی ہوا تو وہاں سے تحریرات مناظرہ کا اردو سے عربی میں ترجمہ کرنا شروع کردیا چنانچہ واقعہ ذیقعدہ مکہ معظمہ میں انکا جواب الجواب پورا ہوکر مولانا مولوی رحمۃ اللہ صاحب کے خدمت میں پیش ہوا انہوں نے احقاق حق کی نظر سے اسکی تصحیح فرمائی اور حاجی امداد اللہ صاحب نے بہی اسکی تصدیق کی اور باستفتاء سوال و جواب قبائح مفتیان حرمین شریفین جنہوں نے مسائل کے جواب الجواب پر حضرات مفتیان و مدرسان موصوف کی تصدیق ہوگئی الغرض سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص عنایات سے جسپر واقعہ رویا سفر مدینہ منورہ شاہد ہے ربیع اول ۱۳۰۸ھ میں یہ مبارک کتاب مکمل ہوگئی۔ واقعہ ۲۹ ذوالحجہ ۱۳۰۷ھ سلطان بایزید خان مرحوم کی مجلس میں مولانا علی عربی سے ابن الخطیب رومی نے کذب آلہی کے امتناع بالغیر میں بحث کرکے اخیر میں رسالہ امتناع [illegible]

[illegible]

بامداد حضرت صاحب سجادہ نشین چاچڑان شریف مطبع صادق پریس قصور میں چھپی ۱۳۰۸ھ

علم اجمالی کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل

تصحیح اغلاط

سطر	صفحہ
۴	۲
۷	۲
۱۶	۱۰۹
۱۸	۷
۱۵	۱۴۲
۱	۲۱۷
۱۲	۲۹۲
۱۱	۳۰۴

بعین مجمع کا الف زائد ہے

معرف باللام کی وصل میں الف ... ھذا اکارہ کیا

سطر	صفحہ
۱۹	۵
۱۱	۹
۹	۷
۷	۱۹
۱۲	۸۹
۱۹	۱۰۰
۱۸	۱۲۷
۱۰	۲۱۹
۱۰	۲۳۱
۱۵	۳۰۴
۳	۳۲۳

صفحہ ۱۲ میں لفظ توجیہ کو دو سطر میں ... صفحہ ۱۳۵ میں لفظ (النیساپوری) کو جو دو سطر میں جو لکھا ہے غلطی ہے۔

سطر	صفحہ
۱۰	۲۵
۲	۱۵۷
۳	۳۲۳
۲	۲۸۳

... کو ہذہ لکھا ہے

ابو داؤد ... غلط سے ... صفحہ ۱۴۵ و ... میں لکھا ہے

صفحہ	سطر	کالم	غلط	صحیح
۲۲۴	۲	۱	[illegible]	[illegible]
"	۱	۵	[illegible]	[illegible]
۲۲۴	۱	۶	[illegible]	[illegible]
"	۱	۶	[illegible]	[illegible]
۲۲۴	۹	۲	[illegible]	[illegible]
۲۲۸	۱۲	۲	[illegible]	[illegible]
۲۲۸	۱۱	۵	۱۳۶	۱۶۴
"	۱۳	۲	[illegible]	[illegible]
۲۳۴	۲	۵	[illegible]	[illegible]
۲۳۶	۲	"	[illegible]	[illegible]
۲۵۸	۲	۵	[illegible]	[illegible]
۲۴۶	۱۳	"	[illegible]	[illegible]
۲۴۹	۱۶	۴	[illegible]	[illegible]
۲۶۱	۱۶	"	[illegible]	[illegible]
۲۶۲	۱۶	۵	[illegible]	[illegible]
۲۶۳	۱۹	۴	[illegible]	[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین حمداً یوافی نعمہ ویکافی مزیدکرمہ اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد النبی و ازواجہ امہات المومنین وذریتہ واہل بیتہ کما صلیت علی آل ابراھیم انک حمید مجید اللہم انزلہ المقعد المقرب عندک یوم القیمۃ اللہم انفعنی بما علمتنی وعلمنی ما ینفعنی وزدنی علماً اللہم انی اعوذ بک من الاربع من علم لاینفع ومن قلب لایخشع ومن نفس لاتشبع ودعاء لایسمع وجزی اللہ تعالیٰ عنا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وعترتہ کلما ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون والحمد للہ علی کل حال واعوذ باللہ من حال اہل النار

امابعد فقد سئل بعض منکری مجلس المولود الشریف عن العلماء الغیر المقلدین بھذا السؤال ما قولکم علماء الدین والمفتین للشرع المتین فی ان قراءۃ المولود ومدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھیئۃ کذا ای فی مجلس یقرء الامارد بطیب الالحان مع تجمل المکان والحلواء والسرج الکثیرۃ ویخاطبون الرسول علیہ السلام فی الاشعار ایجوز ھذا ام لا والقیام عند ذکر ولادتہ علیہ السلام یجوز ام لا وحضور العلماء فی ھذا المجلس یجوز ام لا وایضا فی یوم العیدین والخمیس وغیرھا یحضرون الطعام والماء ویقرؤون الفاتحۃ وغیرھا ویرفعون الایدی ویوصلون ثواب ذلک للاموات ایجوز ھذا ام لا

اما بعد الحمد والصلوۃ واضح ہو کہ مجلس مولود شریف کے بعض منکرین نے علماء غیر مقلدین سے یہ سوال کیا۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مولود خوانی و مدح سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی ہیئت سے کہ جس مجلس میں امردان خوش الحان خوانندہ ہوں و زیب و زینت و شیرینی و روشنی ہائے کثیرہ اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اشعار میں مخاطب حاضر ہوں جائز ہے یا نہیں۔ اور قیام وقت ذکر ولادت کے جائز ہے یا نہیں اور حاضر ہونا مفتیان کا ایسی مجلس میں جائز ہے یا نہیں اور نیز بروز عیدین و پنجشنبہ وغیرہ کے آب و طعام سامنے رکھکر اسپر فاتحہ وغیرہ ہاتھ اٹھا کر پڑھنا اور ثواب اسکا اموات کو پہونچانا جائز ہے۔ یا نہیں۔

(اطلاع) کتاب صفحہ ۵ سے شروع ہو کر ختم ہوگئی ہے صفحہ (۸) فہرست کیواسطے چھوڑ دئیے گئے تھے بسبب بڑی فہرست کے صفحہ ۹ سے

اعلان

رسالہ التصریح ابحاث فرید کوٹ جو پہلے ۶۵ علماء کبار عجم کی تصحیح کر چھپا تھا اب دوبارہ مکہ معظمہ کی اکابر فضلاء کی بھی تصدیق سے مصدق ہو کر چھپا ہے اثبات وجوب تقلید شخصی میں بے نظیر کتاب ہے اہل اسلام کو اسکا پڑھنا اور سننا نہایت ضروری ہے کہ بدون تقلید ائمہ مجتہدین اسلام کامل و تمام نہیں ہو سکتا لاہور کی سنہری مسجد کے امام اور قصور بڑی مسجد کے امام سے ملسکتا ہے قیمت فی جلد ۸/

اور رسالہ ظہور المعرفی ظہر الجمعہ بھی دوبارہ چھپ رہا ہے قیمت ۲/

كابوة النبي صلى الله عليه وسلم تقتضي حكم الابوة الحقيقية في الحرمة كذا في تبصير الرحمن وغيره ثم قال صاحب البراهين بقلة علم رسول الله صلى الله عليه وسلم من الشيطان اللعين والحال انه عليه السلام عالم علوم الاولين والآخرين عند اهل العلم والايمان واليقين ثم نقل من مرشده الرشيد بدعية مجالس المولود اسوأ حالا من كفار الهنود فنعوذ بالله المعبود من امثال هذا القول المردود قائله المطرود وكتب ايضا صاحب البراهين بان العلماء المجوزين لمجالس الميلاد اهل بدعة وفسق وفساد فالحاصل انه ما نجي من لسان قلمه الله المعين ولا سيد المرسلين ولا عباده من العلماء الراسخين كما ستقف عليه من مطالعة اقواله بعين اليقين وكان هذا الخليل اي مؤلف البراهين رئيس المدرسين في المدرسة العربية ببلدة بهاولپور ومن اكابر العلماء في تلك الرياسة مع السرور الموفور وكنت احبه لله في سوابق الايام لعلمي بظاهره انه من علماء اهل السنة والكرام فلما وصلت في البلدة المذكورة في الربيع الآخر سنة ست وثلثماية بعد الالف لتحسين بعض امور الدين ورايت الرسالة البراهين تبدلت تلك الصداقة الراسخة بالعداوة المبين ورأيت تصديق رشيد احمد گنگوهي بهذه الرسالة مثبتا في آخرها

م الموالید والقیام فیها بدعة وحرام بل حکم بکفریة القیام وشبه هذا المجلس بمجلس ولادت کنیا معبود الهنود وصرح بان المؤمنین المعتقدین لمجالس

اور تفسیر تبصیر الرحمن وغیرہ میں ہے کہ آپکی ابوت حرمت یعنی تعظیم میں مقتضی ابوت حقیقی کے ہو انتہی پھر صاحب براہین نے لکھا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان لعین کے علم سے کمتر ہے حالانکہ باتفاق اہل علم ویقین آپ عالم علوم الاولین والآخرین ہیں پھر براہین والے نے اپنے مرشد رشید احمد سے نقل کیا ہے کہ مجلس مولود بدعت ہے اور تعظیم کے لیے کھڑا ہونا بھی بدعت وحرام بلکہ کفر ہے اور یہ مجلس مولود مشابہ ہے جنم گہنیا سے جو فعل کفار ہنود کا ہے بلکہ مسلمان مولود کرنیوالے کفار ہنود سے بدتر ہیں۔ یہ رشید احمد کے مقولے ہیں سو پناہ بخدا ایسے قول مردود اور قائل مطرود سے اور براہین والے نے بھی تصریح کی ہے کہ مجلس مولود کے جائز کہنے والے علما بدعتی اور فاسق اور فسادی ہیں الغرض اسکی قلم سے حقتعالی چھوٹا ہے نہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نہ علما ربانیین جیسا کہ اسکے اقوال کے بعینہ مطالعہ سے ناظرین کو یقین آجائیگا جو عنقریب منقول ہونگے اور یہ خلیل احمد براہین قاطعہ کا مؤلف مدرسہ عربیہ ریاست بہاولپور میں اول مدرس اور اکابر علما میں سے تہا اور فقیر کاتب الحروف بہی اُس سے محبت للٰہی رکہتا تہا کیونکہ اسکو علما اہلسنت سے جانتا تہا مگر جب فقیر ربیع آخر ۱۳۰۶ھ میں بغرض تحسین بعضے امور دین کے وارد ریاست مذکور ہوا اور رسالہ براہین قاطعہ دیکہا تو وہ مدت کی محبت سخت عداوت سے مبدل ہوگئی۔ اور جب خیبر اس رسالہ کے رشید احمد گنگوہی کی تصدیق دیکھی جو اُسنے

وشنعوا صاحب الانوار تشنيعاً كبيراً لانهم
يعدون اقواله كالوحي من السماء المحفوظة من الزلل
والخطاء فصنفوا في رد الانوار رسائل وزعموا انهم
اتوا في ابطالها باقوى دلائل منها الرسالة المسماة
بالبراهين القاطعة على ظلام الانوار الساطعة
الفها خليل احمد الانبيٹهوى الذى هو من اقربا
الرشيد وتلميذه والمريد فشمر عن ساق الجد فى
ترديد جميع اقواله ومن اوله الى اخره فى ابطاله
سواء قال نصيحة او عرض مسئلة صحيحة يا اخي
ان كنت فى شك من تصديقى فانظر قوله الاول
قال فيه بامكان كذب البارى القدير وهو
بشهادة القرآن المبين اصدق الصادقين
وبجواز نظير الرسول البشير النذير وهو بحكم القرآن
خاتم النبيين صلوات الله وسلامه عليه وآله
وصحبه اجمعين وقال فى القول الثانى بمماثلة
بشرية جميع الآدميين بسيد المرسلين صلى الله عليه وسلم والحال
ان فى ضمن جملة بنى آدم الكافرين والفاسقين
والكناسين والملحدين وقال فى قوله الثالث
انه لاريب فى ان جميع بنى آدم اخوان رسول الله
صلى الله عليه وسلم فى البشرية والآدمية والقرآن
ينطق بان ازواجه امهات المؤمنين وفى قراءة
ابن مسعود رضى الله عنه اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ
مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ كما فى المدارك وغيره

تب اُنہوں نے صاحب انوار کی کمال تشنیع کی کیونکہ
یہہ لوگ مولوی گنگوہی صاحب کے اقوال کو وحی آسمانی
کیطرح خطا و زلل سے محفوظ جانتے ہیں پس انوار ساطعہ
کے رد کئی رسائل تحریر کیے اور اپنے زعم میں اسکے ابطال
میں بہت دلائل لائے منجملہ اُنکے رسالہ براہین قاطعہ
علے ظلام انوار الساطعہ ہے جسکو گنگوہی صاحب کے قرابتی
اور شاگرد اور مرید مولوی خلیل احمد انبیٹہوی نے تالیف
کیا اور اول سے آخر تک جمیع اقوال انوار ساطعہ کو بہت
شدت سے رد کیا خواہ اُسنے محض نصیحت ہی کی تہی یا صحیح
صحیح بات لکہی تہی جسکو ہمیں شک ہو تو براہین کے پہلے
قول میں دیکہہ لے کہ اسکا مؤلف باریتعالی کے امکان
کذب کا قائل ہوا ہے حالانکہ قرآن مجید سے حقسبحانہ
کا اصدق الصادقین ہونا ثابت ہے۔ اور سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے امکان نظیر کا بہی قائل ہے۔ اور آپ
بحکم قرآن مبین خاتم النبیین ہیں۔ اور دوسرے قول میں
آنحضرت علیہ السلام کے ساتہہ جمیع بنی آدم کو بشریت
میں برابر لکہدیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جملہ بنی آدم میں
کفار گناہگار چوہڑے چمار بہی داخل ہیں۔ اور تیسری
قول میں دعوی ہے کہ بلا ریب جمیع بنی آدم آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی بشریت میں بہائی ہیں اور قرآن مجید ناطق
ہے کہ آپکے ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ اور حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے النبی اولی بالمؤمنین
من انفسہم وہو اب لہم جیسا کہ مدارک وغیرہ میں ہے

من علماء اطراف الرياسة المولوی سلطان محمود والمولوی عبد الرشید مدرس مدرسہ حضرت صاحب السیر علیہ الرحمۃ والمولوی عمر بخش والمولوی غلام نبی والمولوی الہ بخش ولشدۃ حر ایام الصیام تناسب انعقاد مجلس المناظرۃ بعد العید السعید فاجتمع اراکین الریاسۃ والعلماء وغیرہم فی الیوم الثالث من شوال بمستقر حضرت الحکم وھذا الفقیر بمحض غرض اعلاء کلمۃ اللہ وابتغاء مرضات اللہ عرض بالعبارۃ المختصرۃ عدۃ اعتراضات علی مسائل البراھین وقرءھا فی ذلک المجلس من اولہ الی اخرہ فی العبارۃ الھندیۃ وھھنا اترجمھا بلسان عربی مبین۔

الاعتراض الاول

قال صاحب الانوار فی ابتداء رسالتہ متاسفاً علی ضعف الاسلام طاعنا علی من قال بامکان کذب الملک العلام ان من الناس من قال بہ وھو سبحانہ یقول فی شانہ ومن اصدق من اللہ حدیثا انتہی وردہ صاحب البراھین فی الصفحۃ الثالثۃ منہ بان امکان کذب الباری مختلف فیہ بین القدماء کما فی رد المحتار ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لایعد نقصا بل جوداً وکرماً الخ وھکذا فی سائر الکتب فطعن المؤلف (ای صاحب الانوار) علی ھذا (ای القول بامکان کذبہ تعالی) طعن علی المشائخ وتعجبہ نشأ من عدم علمہ وامکان کذب الباری فرع خلف الوعید انتہی ملتقطۃ وملخص الاعتراض ان الحکم بفرعیۃ امکان کذب الباری سبحانہ علی مسئلۃ خلف الوعید تغلیط العوام

علماء اہلسنت سے مولوی سلطان محمود تھیری والی مولوی عبد الرشید مدرس مدرسہ حضرت صاحب السیر علیہ الرحمۃ مولوی عمر بخش مولوی غلام نبی و مولوی الہ بخش صاحبان کو بغرض تحقیق حق بلوایا اور رمضان شریف میں شدت گرمی کے سبب سے انعقاد مجلس مناظرہ بعد عید سعید قرار پایا پس ۳ شوال کو حضرت صاحب کے مقام فرودگاہ پر ارکین ریاست بہاولپور وجمیع علما روشرفا وغیرہم جمع ہوئے تو فقیر راقم الحروف نے محض تائید دین متین کی غرض سے چند اعتراضات مسائل براہین قاطعہ پر عرض کیئے اور اول سے آخر تک پڑہ سنائے جو بجنس منقول ہوتے ہیں۔

پہلا اعتراض

انوار ساطعہ کے ابتدا میں ضعف اسلام پر افسوس کرکے لکھا ہے کوئی یہہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ جسکی شان عالی ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا اسکو امکان کذب کا دہبہ لگاتا ہے انتہی براہین قاطعہ کے صفحہ ۳ میں اسکی تردید یوں کی ہے۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں چنانچہ رد محتار میں ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید الخ ایسا ہی ہر جگہ کتب میں لکہا ہے پس اسپر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے انتہی ملتقطہ اسپر خلاصہ اعتراض کا یہہ ہے کہ امکان کذب باریتعالی کو خلف وعید کی فرع بنانا عوام اہل اسلام کو دہوکہ دینا جس سے ظاہر ہے

بکمال اتقان وبغایۃ ایقان ولقب ہذہ الرسالۃ
بالدلائل الواضحۃ علی کراہۃ المروج من المولود والفاتحۃ
ودعا فی حق المؤلف باقسام الدعاء ووصفہ بانواع
الثناء وایضاً فی ابتدائہا تصریح بان ہذہ الرسالۃ
طبعت بامر الرشید فحصل لی تصدیق قول المولوی
فیض الحسن السہارنفوری فی حقہ بان اسمہ
رشید واما امرہ بر شید فاطلعت بعض اعیان
الریاسۃ علی قباحۃ مضامین تلک الرسالۃ
فوصل الخبر الیٰ والی الریاسۃ وحکم بان حضرت
صاحب چاچڑاں یعنی مرشدہ الحاج شیخ المشائخ
مولانا غلام فرید سلمہ اللہ الحمید لما یرجع من
سفر اجمیر یکون حکماً وعندہ تقع المناظرۃ لتحقیق
مطالب ہذہ الرسالۃ فرجعت الی الوطن وکتبت
رسالۃ فی رد البراہین وعرضت علی علماء الفنجاب
فصدقہا مشاہیر علماء اللاہور وامرت سرثم
وصلت فی بہاولفور ابتداء رمضان المبارک
علی حسب طلب الریاسۃ للمناظرۃ وجاء الخلیل
ایضاً فی العشرۃ الاخیرۃ منہ مع معاونیہ من علماء الہند
النصرۃ الاول محمود حسن مدرس مدرسہ دیوبند
والثانی صدیق احمد المقیم فی ریاسۃ کوٹلہ مالیر
والثالث محمد مراد والرابع عبد الحق المتوطن پور قاضی
والخامس جمعیت علی المدرس الثانی فی بہاولفور
وطلب حضرت الحکم لغرض ظہور الحق وکمال التحقیق

یعنے کلیا نصاحب چاچڑہ الزواہے ۱۲

بڑی شد و مد سے کی ہے اور اس رسالہ کو بلقب الدلائل الواضحہ
علے کراہۃ المروج من المولود والفاتحہ ملقب کیا ہے۔
اور اسکے مؤلف کو اقسام دعا اور ثنا سے یاد فرمایا ہے
اور نیز ابتدا یعنے لوح پر درج ہے کہ بامر جناب مولانا رشید احمد
صاحب گنگوہی مطبع ہاشمی میں مطبوع ہوا تب فقیر کو مولوی
فیض الحسن صاحب مرحوم سہارنپوری کے قول کی تصدیق
ہوئی جو انہوں نے انکے حق میں اخبار لاہور میں لکہا تہا کہ اسکا نام
رشید ہے اور کام غیر رشید ہے۔ پس فقیر نے براہین کو دیکہکر
بعضے اعیان ریاست بہاولپور کو اسکے مضامین کی قباحت
پر مطلع کیا۔ اور یہہ خبر والی ریاست موصوفہ اصلح اللہ تعالیٰ
حالنا وحالہ واحسن مآلنا ومآلہ تک پہونچی اور تجویز ہوئی
کہ حضرت صاحب چاچڑان شریف یعنے انکے مرشد حاجی
صاحب شیخ المشائخ مولانا شیخ غلام فرید سلمہ اللہ الحمید جب سفر
اجمیر شریف سے واپس تشریف لائیں تو وہ حکم کئے جائیں
اور براہین کے اقوال مردودہ کے رد میں ایک رسالہ لکہا اور
علماء پنجاب کی خدمت مین پیش کرکے مشاہیر علماء لاہور و
امرتسر سے تصدیق کرایا۔ پہر ابتدا رمضان مبارک میں حسب الطلب
ریاست بہاولپور کے فقیر مناظرہ کے لیے وارد بہاولپور
ہوا اور خلیل احمد جو رخصت پر تہا وہ بہی اپنے ہم مشرب علما
کو لیکر عشرہ اخیر رمضان مبارک میں وارد بہاولپور ہوا
جنکے نام یہہ ہیں۔ مولوی محمود حسن مدرس مدرسہ دیوبند
مولوی صدیق احمد مقیم ریاست کوٹلہ مالیر مولوی محمد مراد مولوی عبد الحق
متوطن پور قاضی۔ مولوی جمیعت علی مدرس فارسی بہاولپور اور حضرت

بدلائل منفصلة كما هو مشروط بعدم التوبة وفاقا انتهى وفي شرح المواقف المقصد الثامن في ان الله تعالى يعفو عن الكبائر الاجماع منعقد على انه تعالى عفو وان عفوه ليس في حق الكافرين بل في حق المؤمنين انتهى وقد كتب المفتي محمد عبد الله التونكي المدرس الاول في المدرسة العربية الكائنة ببلدة لاهور ان مؤلف البراهين مع الحوارين عرضوا علىّ عبارة شرح المواقف من صفحة (٧٠٩) المطبوعة النولكشورية لاثبات امكان كذبه تعالى فقلت جوابها مصرح به في مسلم الثبوت وعندي قائل امكان كذبه سبحانه خارج من اهل السنة انتهى ملخصا ويقول الفقير ان شارح المواقف صرح بمواقف كثيرة بانه يمتنع عليه الكذب اتفاقا لانه نقص والنقص على الله محال اجماعا واذا امتنع عليه الكذب وجب ان يكون كلامه صدقا انتهى ثم قال في اخر الكتاب في بيان عقائد اهل السنة ولا يصح عليه الحركة والسكون والانتقال ولا الجهل ولا الكذب ولا شيء من صفات النقص خلافا لمن جوزها عليه كما تقدم انتهى ونقل فيما تقدم في ذكر الفرق الضالة من مذهب المعتزلة ابي موسى عيسى ابن صبيح انه قال الله تعالى قادر على ان يكذب ويظلم ولو فعل لكان الها كاذبا ظالما تعالى الله عما قاله علوا كبيرا انتهى فبعد الاطلاع على هذه التصريحات لا يقول متدين بان امكان

بالاتفاق انتہے اور شرح مواقف میں ہے۔ آٹھواں مقصد اسمیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کبیرہ گناہ بخشدیتا ہے اتفاق ہے اسپر کہ اللہ تعالے بخشنے والا ہے اور اسکی بخشش کافروں کے حق میں نہیں ہے۔ بلکہ مومنوں کے حق میں ہے انتہی مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی مدرس اول مدرسہ یونیورسٹی لاہور نے لکھا کہ مؤلف براہین اور اسکے حوارین نے امکان کذب باریتعالی کی دلیل میں شرح مواقف مطبوعہ نولکشور کے صفحہ (۷۰۹) سے عبارت مجھکو دکھلائی تو مینے کہا کہ اسکا جواب مسلم الثبوت میں موجود ہے اور میرے نزدیک باریتعالی کے امکان کذب کا قائل اہلسنت سے خارج ہے انتہے ملخصاً۔ اور فقیر کہتا ہے کہ شارح مواقف نے بہت مقامات پر تصریح کی ہے کہ اللہ تعالے پر کذب بالاتفاق ممتنع ہے اور کذب نقص ہے اور نقص خدا پر بالاجماع محال ہے۔ اور جب کذب خدا پر ممتنع ہوا تو واجب ہے کہ اسکی کلام صادق ہوا انتہے اور پھر اخیر شرح موقف کے عقائد اہل السنۃ کے بیان میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر حرکت سکون انتقال جہل کذب وغیرہ صفات نقص صحیح نہیں ہیں بخلاف اُسکے جو حقتعالیٰ پر اُنکی تجویز کرتا ہے جیسا کہ پیشتر گزرا ہے انتہے اور اوپر گمراہ فرقوں کے ذکر میں معتزلہ کا مذہب ابو موسیٰ عیسے بن صبیح سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالے کذب اور ظلم پر قادر ہے اگر کرے تو خدا کاذب ظالم ہوگا خدا بہت بلند ہے۔ اس سے جو اسنے کہا۔ پس شرح مواقف

کی ان تصریحات پر مطلع ہوکر کوئی دیندار نہیں کہہ سکتا کہ امکان کذب

وتوضیح بان هذه عقیدة صاحب البراهین وهی بعینها عقیدة الوهابیین کما صرح فی رسالة جامع

الشواهد لاخراج الوهابیین عن المساجد بان العقیدة الاولی للوهابیین ان الکذب فی کلام الله تعالی ممکن قال المولوی شهود الحق تلمیذ المولوی نذیر حسین الدهلوی فی کتاب صیانة الایمان وهکذا بعد ذکر عدة عقائد الوهابیین واعمالهم حکم فی اخر الرسالة المذکورة ست وخمسون جلا من العلماء الهند. ان بعض هذه کفر وبعض هذه فسق وبدعة وانطبعت هذه الرسالة فی الهند والفنجاب مرة بعد اخری وقد صرح الفخر الرازی الامام الهمام لاهل الکلام فی التفسیر الکبیر بمواقع متعددة ان بعض المعتزلة انکروا خلف وعید الفساق زاعمین کذبه تعالی واجاب اهل السنة بان وعید الفساق لیست قطعیة بل مشروطة بعدم العفو عندنا کمشروطیة عدم العفو بعدم التوبة اتفاقا هذه خلاصة بسیطة فی سورة ال عمران تحت قوله تعالی ان الله لا یخلف المیعاد ثم قال فی سورة الرعد ونحن لا نقول بالخلف ولکنا نخصص عموم الوعید بالایات الدالة علی العفو انتهی بلفظه وقال القاضی البیضاوی والمفتی ابو السعود فی تفسیرهما واستدل به الوعیدیة واجیب بان وعید الفساق مشروط بعدم العفو بدلائل منفصلة کما هو مشروط بعدم التوبة

کہ براہین والے کا خود عقیدہ یہی ہے۔ اور یہی بعینہ وہابیوں کا ہے چنانچہ رسالہ جامع الشواہد میں درج ہے پہلا عقیدہ وہابیوں کا یہ ہے کہ خدائے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہیں چنانچہ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ مرادآباد مصنفہ مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۵ میں مندرج ہے انتہے بلفظہ اور ایسا ہی اس رسالہ میں چند عقائد و اعمال اُنکے ذکر کرکے اخیر میں چھپن علما ہندوستان کے اتفاق سے لکھا ہے کہ بعضے یہ عقائد وغیرہ کفر ہیں بعضے فسق و بدعت ہیں اور ہند و پنجاب میں یہ رسالہ مکرر چھپکر شائع ہوا ہے اور فخر رازی نے جو علماء علم کلام کا امام ہے تفسیر کبیر کے کئی مقامات میں تصریح کی ہے کہ بعضے معتزلہ خلف وعید فساق کے منکر ہوئے ہیں کہ اسکو اپنے زعم میں امکان کذب باریتعالے جانتے ہیں اور اہلسنت نے اسکا جواب یوں دیا ہے کہ وعید فساق قطعی نہیں بلکہ عدم عفو سے مشروط ہے ہمارے نزدیک جیسا کہ عدم عفو عدم توبہ سے مشروط ہے بالاتفاق یہ ترجمہ ہے خلاصہ عبارت تفسیر کبیر کا ہے سورہ آل عمران کی آیت ان اللہ لا یخلف المیعاد کے نیچے سے پھر سورہ رعد میں امام رازی لکھتے ہیں کہ ہم خلف وعید کے قائل نہیں لیکن عموم وعید کو آیات عفو سے تخصیص کرتے ہیں انتہے مترجما اور قاضی بیضاوی اور مفتی ابو السعود اپنی تفسیروں میں آیت مرقومہ بالا کے نیچے لائے ہیں کہ وعیدیہ یعنی معتزلہ نے اس سے دلیل پکڑی ہے اور اہلسنت

[illegible]

والظن ههنا بمعنى التوهم والحسبان انتهى و
ايضا في التفسير الكبير فاذا جوز على الله الخلف
فيه (اى فى الخبر) فقد جوز الكذب على الله فهذا
خطأ عظيم بل يقرب من ان يكون كفرا فان العقلاء
اجمعوا على انه تعالى منزه عن الكذب انتهى و
فى شرح الفقه الاكبر وغيره والكذب عليه تعالى
محال انتهى وفى الفتاوى الهندية يكفر اذا وصف
الله تعالى بما لا يليق به او نسبه الى النقص
انتهى ملخصًا ثم ان الكفار لا يصفون الهتهم
الباطلة بالكذب ويتحاشون منه تحاشيًا
كبيرًا وههنا علماء الاسلام يكيتون فى وصف
الحق العلام امثال هذا المعائب القبيحة فى الرسائل
الشنيعة ويشتهرونها بالانطباع فانهم يطيلون
السنة اعداء الاسلام بالطعن والرد على الملك
العلام فنعوذ بالله منها **قد تم الاعتراض
الاول** من الاعتراضات السبعة المكتوبة
المجموعة المعروضة فى معرض المناظرة بمجلس
الحكم قد كتب فى جوابها المؤلف البراهين بامداد
الحواريين بلغة هندية اوراقا كثيرة وقد
شغوفى بتشنيعات كبيرة فحمدته حمدا طيبا على
ان ادرجت فى سلك المولى الكريم ورسوله الرؤف
الرحيم صلى الله عليه وسلم بازكى صلوة وانمى تسليم
والعلماء الراسخين للدين القويم لان علام الگنگوهى

ظن کے معنے وہم کے تحریر کیتے ہیں اور نیز اسی تفسیر
کبیر میں ہے کہ جب حقتعالی پر خبر میں خلاف کی تجویز کیجاوے
تو یہہ خدا پر کذب کو روا رکہنا ہے۔ پس یہہ بڑا گناہ ہے
بلکہ قریب کفر کے ہے اہ شرح فقہ اکبر وغیرہ میں ہے کہ باریتعالے
کا کذب محال ہے اہ اور شرح عقائد جلالی میں ہے کہ محال
کا امکان بہی محال ہے اہ فتاوی عالمگیریہ میں لکہا ہے
کہ اللہ تعالی کو نالائق کے ساتہہ وصف کرنا یا نقصان
سے نسبت کرنا کفر ہے اہ اور کفار اپنے جہوٹے خداؤنکو جہوٹ
سے موصوف نہیں کرتے اور اس سے بہت ہی دور رہتے ہیں
اور یہاں یہہ علماء اسلام سچے معبود برحق کو اپنے خراب رسالوں میں
امکان کذب سے وصف کرکے چہپواتے ہیں اور وہ ذرہ
بہر بھی نہیں شرماتے ہیں بیشک یہہ لوگ خدائے پاک پر
دشمنان دین کی زباندرازی کرواتے ہیں۔
خدایا ہم آپ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اسجگہہ پہلا
اعتراض منجملہ سات اعتراض مجموعی کے جو حکم کے پاس
مجلس مناظرہ میں چند اوراق پر لکہکر پیش کئے گئے
تہے تمام ہوا۔ اسپر مؤلف براہین نے اپنے حواریین
کی امداد سے بہت سے ورقوں میں اسکا جواب
لکہا اور فقیر کو سخت بدگوئی سے یاد کیا تسپر فقیر نے
دل و جان سے حقتعالی کی حمد کی کہ یہہ مسکین حضور
رب العلمین اور حضرت سید المرسلین اور علمائے
ربانیین کی سلک میں منسلک ہوا
کیا معنے کہ مولوی گنگوہی

كذبه تعالى عند اهل السنة ثابت من عبارة شرح
المواقف كيف وتلك العبارة واقعة في المقصد
الخامس في فروع المعتزلة على اصلهم في حكم العقل
بحسن الافعال وقبحها انتهى ومع هذا قد اوّل
العلماء المتكلمون تلك العبارة وزيّفوها في تصانيفهم
فالعجب من صاحب البراهين انه صرح في صفحة
۴۶ و ۴۷ وغيرها من كتابه بان العقائد انما
تثبت من النصوص القطعية وخبر الاحاد غير كاف
الخ وههنا يثبت امكان كذبه سبحانه من عبارة
ضعيفة واستنباطات سخيفة ولا شك ان
تنزيه البارى تعالى عن الكذب ثابت بالقرآن
والحديث والاجماع والكتب الدينية ناطقة
بامتناع جواز كذبه سبحانه شرعًا وعقلًا قال
عز من قائل ومن اصدق من الله قيلا وانا لصادقون
وقوله الحق وتواتر الخبر من الانبياء عليهم الصلوة
والثناء بانه تعالى صادق وقد قال تعالى
في وعيد الكذب فنجعل لعنة الله على الكذبين
فتحقق شرعًا وعقلًا استحالة امكان كذبه تعالى
لان الكذب قبيح ونقص وهو سبحانه منزه و
مقدس من جميع النقائص قال امام علم الكلام
في تفسيره تحت قوله تعالى وظنوا انهم قد كذبوا
لان المؤمن لا يجوز ان يظن بالله الكذب بل
يخرج بذلك عن الايمان وقال في الوجه الاول

باریتعالے بموجب مذہب اہلسنت کی شرح موقف
کی عبارت سے ثابت ہے۔ کیونکر ایسا ہوسکے جب وہ عبارت
بہی مقصد خامس فروع معتزلہ میں واقع ہے جو انکے اصل
پر مبنی ہیں کہ حسن اور قبح کا ہونا عقل کے حکم میں ہے
اور باوصف اسکے علماء اہل کلام نے اس عبارت کی
اپنی تصانیف میں تاویل اور تضعیف بہی کی ہے پس
صاحب براہین سے تعجب ہی کہ باوجود اس تصریح کے کہ
عقائد نصوص قطعیہ ہی سے ثابت ہوتے ہیں اور خبر احاد انمیں
کفایت نہیں کرتی جیسا کہ صفحہ ۴۷ و ۴۶ براہین میں
لکہتا ہی اسجگہ عبارت ضعیف اور استنباط سخیف سے
عقیدہ امکان کذب باریتعالی ثابت کر رہا ہے اور
اسمیں شک نہیں کہ باریتعالی کا کذب سے پاک ہونا قرآن
اور حدیث اور اجماع سے ثابت ہی۔ اور دینی کتابوں
سے امکان کذب حق سبحانہ وتعالی شرعًا وعقلًا محال ثابت
ہو رہا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے اور کون راست تر ہے خدا سے
کلام میں۔ اور بیشک ہم ضرور سچے ہیں۔ اور خدا کی کلام
سچ ہے۔ اور نبیوں سے بطریق تواتر روایات ہیں کہ حقتعالے
سچا ہے۔ اور خود حقتعالی نے کذب کی قباحت میں فرمایا
ہے پس لعنت کریں خدا کی جہوٹونپر پس امکان کذب باریتعالے کا محال
ہونا شرعًا وعقلًا ثابت ہوا اسلیئے کہ کذب برا اور نقصان
ہے اور حقتعالی سب عیبوں سے پاک اور سبحان ہے۔ امام علم کلام
اپنی تفسیر کبیر میں آیت اخیر سورہ یوسف وظنوا انہم قد
کذبوا گمان کیا کہ وہ جہٹلائے گئے اسکے نیچے لکہتے ہیں

سيما الطعن الذي يوصل الى تكفير بعض اكابر اهل
السنة فاثبت في البراهين جهل مؤلف الانوار الساطعة
فحكم على هذا المولوي القصوري بلا فهم وبلا دليل
ان معتقد صاحب البراهين امكان كذبه تعالى
والحال ان هذا لا يثبت من البراهين بوجه من الوجوه
واعتقادي امتناع وقوع الكذب من الله تعالى
كما هو مصداق اية ومن اصدق من الله حديثا
وغيرها من الآيات ولا يعتقد من عوام المؤمنين احد
بل كافر بان الله تعالى ليس منزها من الكذب والمعتقد
بعدم تنزيه البارى تعالى من الكذب خارج عن دائرة
الاسلام وانما ادعيت متعلقا بهذه المسئلة في
البراهين بدعويين الاولى ان مسئلة خلف الوعيد
مختلف فيه بين القدماء على ما في جميع الكتب الكلامية
ويكفي لاثباته عبارة رد المحتار والاخرى ان امكان
الكذب فرع جواز خلف الوعيد وداخل فيه وهذا
بديهي عند العقل السليم لان الصدق والكذب
ضدان لا يجتمعان فان قيل يلزم منه النقص والنقص
على الله محال قلنا نقلا عن شرح المواقف ورد المحتار
لانه لا نقص بل جود وكرم وانا اعتقد
في مسئلة خلف الوعيد ما اختاره المحققون من
اهل السنة لما في شرح العقائد والمحققون على
خلافه وما قال المولوي القصوري من ان امكان
الكذب في كلام البارى عقيدة صاحب البراهين

خصوص ایسا طعن جو اکابر اہلسنت سے کسیکی تکفیر تک نوبت
پہونچا وے سو صاحب براہین نے مؤلف انوار ساطعہ کا جہل
ثابت کیا اسپر مولوی قصوری نے بلا دلیل اور بے سمجھی یہہ
حکم لگا دیا کہ صاحب براہین باریتعالی کے امکان کذب کا
قائل ہے حالانکہ براہین سے یہہ امر بالکل ثابت نہیں ہوتا ہے
اور میرا اعتقاد ہے کہ حقتعالی سے وقوع کذب محال ہے جیسا
یعنے مؤلف براہین ۱۲
کہ آیت ومن اصدق من اللہ حدیثا وغیرہا سے ثابت ہے
اور کوئی عام مومنوں سے کیا کہ ایسی بات کا قائل نہیں
ہے کہ حقتعالی کذب سے پاک نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کو کذب
سے پاک نجاننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور
بندے نے براہین میں متعلق اس مسئلہ کے صرف دو دعوی کیے
ہیں۔ پہلا یہہ کہ مسئلہ خلف وعید قدما میں مختلف فیہ
ہے جملہ کتب کلامیہ میں اسکا ثبوت موجود ہے۔ اور رد المحتار
کی عبارت اسکے اثبات کے لیئے کافی ہے۔ دوسرا دعوی
یہہ ہے کہ امکان کذب خلف وعید کے جواز کی فرع ہے اور
اسمیں داخل ہے اور یہہ امر عقل سلیم کے نزدیک بدیہی ہے
اسلیئے صدق و کذب دونو ضدیں ہیں جمع نہیں ہوتی
پس اگر کہا جاوے کہ اس سے حقتعالی پر نقص لازم آتا ہے اور
یہہ محال ہے تو اسکا جواب یہہ ہے جو شرح مواقف اور رد المحتار
منقول ہے کہ یہہ نقص نہیں بلکہ جود و کرم ہے اور میں مسئلہ خلف وعید
یعنے مؤلف براہین
میں محققین اہلسنت کی مختار کا معتقد ہوں جیسا کہ شرح عقائد
میں لکھا ہے کہ محققین اسکی خلاف پر ہیں۔ اور مولوی قصوری نے جو
کہا ہے کہ براہین والا حقتعالی کی امکان کذب کا معتقد ہے

والانبیٹھوی واشیاعہما ھولاء الکرام فیا بشری
لھذا الفقیر المستہام ادخل فی ضمن اولئك العظام
فھذہ اوراق الجوابات الاجمالیۃ والتفصیلیۃ و
ان کانت مثل الاعتراضات مجموعۃ لکن ناسب
ان انقل ھھنا الجواب التفصیلی للاعتراض الاول
باھتمام تم اکتب تردیدہ باحسن نظام وھکذا
ینقل کل واحد من الاعتراضات مع الجواب وجواب
الجواب کی لا یحصل التشویش للناظرین باطالعوھا
بالترتیب المتین فھا انا اترجم خلاصۃ الجواب
التفصیلی بلسان عربی مبین وبہ نستعین وھو
المعین - قال صاحب البراھین ومویدوہ الاربعۃ
فی الجواب التفصیلی ان صاحب انوار الساطعۃ
بعد ذکر آیۃ ومن اصدق من اللہ حدیثا طعن بحق
من قال بمطلق امکان کذبہ تعالی واستبعد من
ھذا القول فلما کان ھذا الطعن فی بعض الصور
عائدا الی بعض اکابر اھل السنۃ والجماعۃ فاجیب
فی البراھین بانہ لیس فی ھذا الزمان احد قائلا
بامکان کذبہ تعالی بل القدماء اختلفوا فی الوعید
کما ثبت من رد المحتار ان الاشاعرۃ قائلون بجواز خلف
الوعید فھذا الطعن فی الحقیقۃ علی الاشاعرۃ القائلین
بخلف الوعید لان البداھۃ تشھد بوجود الکذب
فی خلف الوعید والحال ان المسئلۃ التی اختلف فیہ اکابر
اھل السنۃ لا یجوز للاصاغر الطعن علی احد من الفریقین

اور انبیٹھوی اور انکے ہم مشربونکی مطعون تو یہہ تینوں
حضرات ہیں۔ پس اس فقیر کو مبارک ہو کہ ان بزرگوار کے
ضمن میں داخل کیا گیا ہے ہر چند وہ اوراق جواب اجمالی
وتفصیلی کے اعتراضات کیطرح مجموعہ تہی مگر پہلے جواب تفصیلی
اعتراض اول کا پورا نقل کرکے پہر اسکی تردید کرنی
مناسب ہی اور ایسا ہی ہر اعتراض کو معہ جواب و
جواب الجواب کے لکہنا صواب ہے تاکہ ناظرین ترتیب
وار ملاحظہ کریں۔ اور تشویش میں نہ پڑیں چنانچہ
اسجگہہ فقیر خلاصہ جواب تفصیلی کا عربی میں ترجمہ
کرتا ہے اور مولے معین سے مدد چاہتا ہے۔ صاحب
براہین اور اسکے چاروں معین جواب تفصیل
میں کہتے ہیں کہ رسالہ انوار ساطعہ میں جو پیچہے ذکر
کرنے آیت ومن اصدق من اللہ حدیثا کے مطلق
امکان کذب باریتعالے کے قائل پر طعن کیا ہے
اور برا جانا ہے چونکہ یہہ طعن بعض صورتوں میں
بعض اکابر اہلسنت کیطرف راجع ہوتا تہا تو براہین
میں اسکا جواب یہہ دیا گیا کہ ان وقتوں میں تو کوئی
امکان کذب باریتعالے کا قائل نہیں ہی۔ بلکہ قدما میں
خلف فے الوعید کی بابت اختلاف ہوا ہی۔ جیسا کہ رد المحتار
سے ثابت ہی کہ اشاعرہ خلف وعید کو جواز کے قائل
ہیں تو فے الحقیقۃ یہہ طعن ان اشاعرہ پر ہوا جو جواز
خلف وعید کے قائل ہیں۔ کیونکہ خلف وعید میں
کذب کا موجود ہونا بدیہی ہے اسلیئے کہ خلف اور کذب میں صرف لفظی فرق ہے

جمیع الناس داخل تحت قدرتہ و مشیتہ وایضاً یثبت من آیۃ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مقدوریۃ جمیع الاشیاء الممکنۃ للہ تعالیٰ لان الواجب والممتنع لذاتہ خارج عن اطلاق الآیۃ وماسواھا جمیع الممکنات مقدورہ تعالیٰ والا یلزم خروج جمیع الممکنات من قدرتہ تعالیٰ وھو غلط بداھۃ لانہ یستلزم کذب النص وھذا الامکان العقلی یثبت من اصول مذھب اھل السنۃ کالشمس فی النھار لانھم اعتقدوا اللہ فاعلاً مختاراً ولا یجب علیہ شیء وثواب المؤمنین فضل وعقاب الکفار عدل وان فعل علی خلافہ بان یدخل جمیع المؤمنین فی النار خالدین مخلدین وجمیع الکفار الجنۃ خالدین مخلدین فھذا داخل تحت قدرتہ وممکن عندھم والحال انہ یستلزم کذب النص نقل المفتی صدر الدین فی رسالۃ اثبات نظیرہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تفسیر النیشاپوری ثم ذکر لازم الملک والحکم فقال یغفر لمن یشاء بعمیم فضلہ وان کان من الابالسۃ والفراعنۃ ویعذب من یشاء بحکم الالھیۃ والقدرۃ وان کان من الملائکۃ المقربین والصدیقین وکذالک یحسن منہ شرعاً وعقلاً والا لم یحصل کمال الملک والحکم الا ان جانب الرحمۃ والمغفرۃ غالب ولھذا ختم الکلام بقولہ واللہ غفور رحیم ھذا قول الاشاعرۃ انتھی فی الکفایۃ ھذا مذھب الاشاعرۃ وکذا یجوز عندھم تخلید المؤمنین فی النار

جمیع بنی آدم داخل قدرت ومشیت باریتعالی ہے اور نیز آیت ان اللہ علی کل شیء قدیر سے (اللہ ہر شے پر قادر ہے) جمیع اشیاء ممکنہ کا مقدور الٰہی ہونا ثابت ہے۔ کیونکہ ذات وصفات الٰہی اور ممتنع لذاتہ اس آیت کے اطلاق سے خارج ہیں اور سوا انکے سارے ممکنات مقدور الٰہی ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ کوئی ممکن بھی قدرت خدا کے نیچے داخل نہو اور یہہ بداہۃً غلط ہے۔ کیونکہ مستلزم کذب نص ہے اور یہہ امکان عقلی اصول مذہب اہلسنت سے مثل آفتاب نیمروز ثابت ہے کیونکہ وے حقتعالی کو فاعل مختار اعتقاد کرتے ہیں اور اسپر کسی چیز کا واجب ہونا نہیں مانتے اور مومنوں کے ثواب کو فضل اور کفار کے عذاب کو عدل جانتے ہیں۔ اور اگر اسکے برخلاف اللہ تعالی سب مومنوں کو ہمیشہ کے لیئے دوزخ میں داخل کر دے اور ساری کفار کو ابد الآباد بہشتی بنا دے تو یہہ اسکی قدرت کے نیچے داخل ہے اور ممکن ہے حالانکہ اس سے قرآن کی آیت کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے مفتی صدر الدین رسالہ اثبات نظیر فخر عالم میں نقل کرتے ہیں کہ تفسیر نیشاپوری میں ہے پھر ذکر کیا لازم ملک اور حکم کا اور فرمایا یغفر لمن یشاء بخشتا ہے جسکو چاہتا ہے۔ اپنے عام فضل سے اگرچہ وہ شیطانوں اور فرعونوں سے ہو ویعذب من یشاء اور عذاب کرتا ہے جسکو چاہے اپنی خدائی اور قدرت کے حکم سے اگرچہ وہ مقرب فرشتوں اور صدیقوں سے ہو اور یہہ سب کچھ حقتعالی سے شرعاً وعقلاً زیبا ہے ورنہ کمال پادشاہت وحکم حاصل نہوگا مگر رحمت اور بخشش کی جانب غالب ہے، اسلیئے کلام کو آیت واللہ غفور رحیم سے

فهو كذب وافتراء مبين لان مؤلف البراهين بعد ذكر اختلاف خلف الوعيد اثبت فرعية امكان الكذب لخلف الوعيد ومما سبق من البيان حصل الفراغ من جواب الاعتراض المتعلق بعبارة البراهين لكن بغرض تكميل البحث واظهار ان المولوى القصورى لا يعلم مراتب الكذب ولا يعلم ايضًا ان حكم كل مرتبة عند اهل السنة ما هو اكتب بالاختصار ان الكذب اما فى مرتبة الصفات ممتنع بالذات مطلقًا والكذب فى مرتبة الاخبار اما امكان عقلى او امكان فعل شرعى فالامكان بمعنى الجواز الشرعى انما هو فى خلف وعيد بعض عصات المؤمنين كما اختاره بعض الاشاعرة على ما كتبه فى رد المحتار والامكان العقلى ممتنع لغيره داخل تحت قدرته تعالى لان كل ممتنع لغيره ممكن بالذات داخل تحت قدرته تعالى والدليل عليه ان اجتماع جميع الناس على مذهب واحد يستلزم كذبه تعالى لقوله وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ فيمتنع ولا يدخل تحت قدرته ومن قوله تعالى وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً يثبت صريحًا ان اجتماع جميع الناس على ملة واحدة داخل تحت مشيته وقدرته وايضًا ايمان جميع بنى آدم يستلزم كذبه تعالى لقوله اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ومن قوله وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا يتحقق مع كذب الاية السابقة ان ايمان

سو یہہ کذب اور افترا ہے اسلیئے کہ مولف براہین نے مسئلہ خلف وعید کے اختلاف کی ذکر سے پیچہے یہہ ثابت کیا ہے کہ امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے اور اسیقدر بیان سے اعتراض متعلق عبارت براہین سے فراغت حاصل ہوگئی ہے لاکن بغرض تکمیل بحث اور اظہار اس بات کی کہ مولوی قصوری کذب کی مراتب سے نادان ہے اور یہہ بہی نہیں جانتا کہ اہلسنت کی نزدیک ہر مرتبہ کا حکم کیا ہے میں کچہہ تہوڑا سا لکہتا ہوں کہ کذب یا مرتبہ صفات باریتعالی میں ہوگا یا اخبار میں پس مرتبہ صفات کا کذب تو بہر حال ممتنع بالذات ہے اور کذب مرتبہ اخبار میں یا امکان عقلی یا امکان فعلی شرعی ہے پس امکان کذب بمعنی جواز شرعی صرف خلف وعید بعضے گناہگار مسلمانوں میں ہے جیسا کہ بعض اشاعرہ کا مختار ہے چنانچہ رد المحتار میں ہے اور امکان عقلی ممتنع لغیرہ قدرت الٰہی کے نیچے داخل ہے۔ کیونکہ ہر ممتنع لغیرہ ممکن بالذات ہے اور ہر ممکن بالذات خدا کی قدرت کے نیچے داخل ہے۔ اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ سب آدمیوں کا ایک مذہب پر اکٹہا ہونا خدا کے کذب کو لازم پکڑتا ہے بحکم اس آیت کے ولا یزالون مختلفین پس محال اور خدا کی قدرت کے نیچے داخل نہوا اور اس آیت ولو شاء ربک لجعل الناس امة وحدة سے صریح ثابت ہے کہ سب آدمیوں کا ایک مذہب پر جمع ہونا خدا کی قدرت کے تلے داخل ہے اور نیز سب کا مسلمان ہوجانا خدا کے کذب کو لازم پکڑتا ہے بدلیل اس آیت کے ان الذین حقت علیهم کلمة ربک لا یومنون اور اس آیت ولو شاء ربک لآمن من فی الارض جمیعا

يا اخي من كان له معاملة بجبار وقهار الذي ان جعل
الجنان عين الجحيم والجحيم عين الجنة ويخرج
من الكعبة بيعة ومن بيت الاوثان مسجدًا ويخلع
من ملائكة الملكوت لباس الملكية ويلبس خلعة
الملكية ويتوج بتاج القدس الشياطين الملعونين
ويقيد في سلسلة واحدة محمدًا عليه السلام
الذي هو خاتم النبيين وعيسى الذي هو ابن
جريدة طهارة ويحيى الذي لم يرتكب خطيئة و
ما هم بها ويدخلهم في النار خالدين مخلدين و
يعذبهم لا يبالي ولا باس به ولا يغبر ذيل عدله
بمثقال ذرة غبار ظلم فكيف يكون له القرار
والامن وباي وجه يكون له الدعوى والكبرياء
انتهى كلامه بقدر الحاجة فلينظر اهل الديانة و
الانصاف ان الشيخ كيف ادخل الممتنعات لغيرها
تحت قدرته تعالى ومن جميع فقراته يتحقق امكان
كذبه سبحانه اليس الحكم بان دخول النبيين
في النار خالدين مخلدين مستلزمًا لامكان كذب
رب العلمين فلابد للقصوري ان يشتهر فتوى
تكفير الشيخ بل يكفر اكثر الاولياء الذين صرحوا بعموم
قدرة القدير وهذا كما قال مولانا شاه عبد العزيز
في التحفة الاثنا عشرية الكيد الثالث وقالت
الشيعة ان اهل السنة يجوزون ظلمه تعالى
فانهم اعتقدوا جواز التعذيب بلا خطيئة وادخال

اي من الظلم

میں کہتے ہیں۔ اے بھائی جسکو ایسے جبار اور قہار سے معاملہ
ہو کہ اگر بہشت کو دوزخ بناوے اور دوزخ کو بہشت
اور کعبہ سے کلیسا نکالے اور مسجد سے بتخانہ بنائے اور
فرشتوں سے لباس ملکی چھین لے اور ناپاک شیطانوں
کو فرشتوں کی پوشاک اور تاج قدس پہناوے اور محمد
خاتم رسالت اور عیسے پاکدامن کے بیٹے کو اور یحیے
کو جسنے کبھی گناہ نہیں کیا اور نہ گناہ کا خیال آیا
ایک زنجیر میں باندھے اور ہمیشہ کو انکو دوزخ میں ڈالدے
اور انپر قہر کرے تو کسی کی پروا نہیں کرتا اور نہ کسی سے ڈرتا
اور نہ اسکے دامن عدل پر ایک ذرہ غبار ظلم پڑتا ہے
تو اس شخص کو جائے قرار اور امنی کیونکر ہوگی اور کیونکر
دعوے خود بینی کر سکتا ہے۔ اہ دیندار اور منصف
لوگ اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیں کہ ہر لفظ شیخ کا
کسطرح ممتنعات لغیرہا کو ممکن اور داخل تحت قدرت
کر رہا ہے۔ اور ہر فقرہ سے امکان کذب باریتعالے
کا ثبوت ہو رہا ہے کیا آنحضرت وعیسے ویحیے علیہم السلام
کے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا قدرت خداوندی میں
ہونا امکان کذب باریتعالے کا مستلزم نہیں ہے تو مولوی
قصوری کو ضروری ہے کہ حضرت شیخ کیا اکثر اولیاء اللہ
کی تکفیر کا فتوے مشتہر کرے۔ کہ جنھوں نے بڑے
شد و مد سے عموم قدرت باریتعالے کو بیان کیا ہے۔ اچھا
اور لیجیے حضرت شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے
تیسرا کید یہ ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ اہلسنت حقتعالی پر ظلم کی تجویز کرتے

وتخليد الكافرين في الجنة الا ان السمع ورد انه
لا يفعل قال الله تعالى ما يبدل القول لدي وان وعد الله
حق وان الله لا يخلف الميعاد قال الامام وفعل
العبد لا يوجب على الله شيئا فلا الطاعة توجب
الثواب ولا المعصية توجب العقاب بل الكل
من الله بحكم الالهية وقدرته فصح لو عيناه[۱] انه لو
شاء تعذيب جميع المقربين حسن منه ولو شاء رحم
جميع الفراعنة والابالسة حسن ذلك منه وهذا
البرهان هو الذي دل عليه ظاهر قوله يغفر لمن يشاء
ويعذب من يشاء فان قيل اليس انه لا يغفر الكفار ولا
يعذب الملائكة والانبياء قلنا مدلول الآية انه
لو اراد الفعل لا اعتراض عليه وهذا القدر لا تقتضي
ان يفعل وهذا الكلام في غاية الظهور انتهى بقدر الحاجة
فعلى هذا المنقول لزم للمولوي القصوري ان يخرج
المفتي الدهلوي وصاحب التفسير النيسابوري وصاحب
الخلاصة بل جميع الاشاعرة عن دائرة الاسلام لان
هؤلاء قالوا بامكان كذب الملك العلام وايضا اثبتوا
امكان دخول النبيين والصديقين في النار فلابد
للقصوري ان يبرء من مذهب الاشاعرة ويحصل له
الجرءة لتكفير جميع اهل السنة وليعلم ان علماء الشرع
كما صرحوا بهذا المطلب كذالك نقل من اكابر الاوليا
بل ازيد منهم بمراتب قال الشيخ شرف الدين يحيى المنيري
الممدوح في اخبار الاخيار في مكتوبه الاربع والخمسين

اور کافروںکا بہشت میں رہنا روا ہی۔ مگر قرآن میں ہے کہ
حقتعالیٰ ایسا نکریگا خدا فرماتا ہے میرے نزدیک بات
نہیں بدلتی اور خدا کا وعدہ سچا ہے اور خدا وعدہ
نہیں خلاف کرتا ہے امام نے کہا ہی کہ بندہ کا کام حقتعالیٰ پر کچہہ واجب
نہیں کرتا ہے نہ بندگی ثواب کو وجب کرتی ہی اور نہ گناہ
عذاب کو لازم پکڑتا ہے بلکہ سب کچہہ حقتعالیٰ کی خداوندی
اور قدرت سے ہی۔ پس ہمارا دعوے صحیح ہے کہ اگر خدا تعالیٰ
سارے مقربوںکو عذاب کرنا چاہے تو بجا ہے اور اگر سب
فرعونوں اور شیطانوں پر رحم کرے تو زیبا ہے اور
آیت یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء اسپر دلالت کرتی ہے
اگر کوئی کہی کہ کیا خدا کافروں کو بخشدیگا اور فرشتوں و نبیا
کو عذاب کریگا تو اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ آیت کے معنی
یہہ ہیں کہ اگر خدا کسی کام کو چاہے تو اسپر کسیکو اعتراض
نہیں ہے اور اسکا یہہ مقتضا نہیں ہے کہ خدا ایسا کریگا
اور یہہ بات بہت ظاہر ہے اہ پس اس منقول کے
روسے مولوی قصوری پر لازم ہی کہ مفتی صدرالدین اور تفسیر
نیشاپوری والے اور صاحب خلاصہ بلکہ جمیع اشاعرہ کو دائرہ
اسلام سے خارج کردیوی۔ کیونکہ یہہ سب باریتعالیٰ کی امکان کذب کے قائل
ہیں اور نیز انبیا و صدیقین کی دوزخی ہونیکی امکان پر
گئے ہیں پس قصوری کو ضرور ہی کہ مذہب اشاعرہ سے بیزار ہوجاے
اور جمیع اہلسنت کی تکفیر پر جرات کرے اور اس امر کی تصریح
علماء ظاہر کی ہی کلام میں نہیں بلکہ اکابر اولیاء اللہ نے
اس سے بڑہکر لکہا ہی۔ حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری نے مکتوبات

[۱] هكذا في جواب التفصيل والصحيح وهو ما ادعيناه ۱۲ منه عفي عنه

فی جمیع الناس موجود فکان مصداق الوعید
جملۃ بنی آدم فیتامل القصوری انہ جعل الانبیاء
والاولیاء مصداق آیۃ فیجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین
نعوذ باللہ من سوء الفہم ولا حصر علی الکذب بل
اکابر الاولیاء وغیرہم یقدرون علی جمیع الآثام
کفرا کان او شرکا زنا کان او سرقۃ وغیرہا وہذہ
فی امکانہم وان لم یقع فان کانت الوعیدات علی نفس
الامکان فہؤلاء جمیع الاکابر مثل الکفار دخلوا
فی عموم الوعید فظہر من ہذا ظہورا بینا ان المولوی القصوری
یعتقد ان جمیع بنی آدم ماخوذون ومعذبون
نعوذ باللہ منہ وما استدل بان الکذب قبیح
ونقص واللہ منزہ ومقدس من جمیع النقائص
فجوابہ اولا سلمنا قبح الکذب ونقصہ لکن لا نسلم
قبح امکان الکذب ونقصہ بل ہو کمال الوہیۃ
وشعبۃ عموم قدرتہ تعالی کما علم سابقا ومن ادعی
قبح امکان الکذب ونقصہ فعلیہ بالدلیل وثانیا
ہذا الدلیل یدل علی عدم واقفیۃ المولوی القصوری
من المذہب والا لیس شیء من اللہ تعالی قبیحا
فی الحقیقۃ علی مذہب الاشاعرۃ فان جمیعہا
کمالات قال شاہ عبد العزیز فی التحفۃ الاثنا عشریۃ
الکید الثانی قالوا ای الشیعۃ ان اہل السنۃ
جوزوا صدور القبائح من اللہ تعالی یعنی اعتقدوا
ان الزنا والسرقۃ بخلقہ وارادتہ ولا یحیلونہما

جملہ بنی آدم میں ہی تو مصداق وعید جملہ بنی آدم ہوئے اب قصوری صاحب ذرا سوچکر دیکھیں کہ انبیا اور اولیا کو بہی مصدق اس آیت کا قرار دیا بری فہمید سے پناہ بخدا۔ اور کچھ جھوٹ پر ہی منحصر نہیں بلکہ اکابر اولیا وغیرہ کو تمام گناہ کفر اور شرک اور زنا اور سرقہ وغیرہ پر قدرت ہی اور انکے امکان میں داخل ہی۔ گو وقوع نہوں تو اگر نفس امکان پر ہی وعیدات وارد ہیں تو یہہ جملہ بزرگوار بہی مثل کفار داخل عموم وعید ہوگئے اس سے مثل آفتاب نیمروز ظاہر ہے کہ تمام بنی آدم توبہ توبہ ماخوذ و معذب ہوں۔ نعوذ باللہ منہ اور یہہ جو دلیل بیان کی ہی کہ کذب قبیح اور نقص ہی اور باریتعالی سب نقصوں سے پاک ہے اسکا جواب یہہ ہی اول ہمنے مانا کہ جہوٹ قبیح و نقص ہی لیکن امکان کذب کا قبیح اور نقص ہونا مسلم نہیں بلکہ کمال الوہیت اور شعبہ عموم قدرت ہی چنانچہ اوپر معلوم ہوچکا ہے اگر آپ قبح و نقص کے مدعی ہیں تو دلیل لائیے ورنہ کچھہ تو شرمائیے ثانیًا یہہ دلیل مولانا قصوری کی ناواقفیت مذہب سے پیدا ہوئی ہی۔ ورنہ فی الحقیقۃ اشاعرہ کے نزدیک خدا کیطرف سے کوئی چیز قبیح نہیں ہے وہاں سب کمالات ہیں شاہ عبد العزیز تحفہ میں لکہتے ہیں دوسرا کید شیعہ کہتے ہیں کہ اہلسنت قبائح کا ظاہر ہونا باریتعالے سے جائز رکہتے ہیں۔ یعنے زنا اور چوری کو خدا کی پیدایش اور اسکے ارادہ سے جانتے ہیں شیطان اور انسان کیطرف حوالہ نہیں کرتے ہیں

في النار خالدًا مخلدًا وجواب هذا الكيد علم من البيان
من انه يمكن الظلم من الله عند اهل السنة لان الجميع
خلقه وملكه يفعل بهم ما يشاء ومع ذلك تجويز
التعذيب امر اخر ووقوعه شئ اخر انتهى والظاهر
ان امكان ادخال المؤمن المطيع في النار ابدًا
على حسب فهم القصوري يستلزم كذبه تعالى
وهو نقص فدعونه كفر فيكفر صاحب التحفة
الاثنا عشرية ايضًا فينظر مؤلف الانوار ومويده
القصوري وجميع اهل مشربهما بنظر الاعتبار ان الطعن
على قائل مطلق امكان الكذب اوصلهم الى تكفير
اكابر اهل السنة وكنا اردنا ان نفصل هذا البحث
بتفصيل جميل لكن بسبب العجلة اكتفينا على
هذا القدر القليل وبفضله تعالى نبين هذا البحث
في وقت اخر بالبسط البسيط بقي ان القصوري
في بيان دلائله لم يميز بين مراتب الكذب اصلًا
وسبق جواب بعض الآيات واما كتابته اية
فنجعل لعنة الله على الكذبين في استدلاله فهو
ايضًا بلا فهم وما يدري ان وجود مبدء الاشتقاق
ضروري لصدق وصف المشتق لا امكانه و
الا يلزم على حسب فهم القصوري ان يكون جميع
الناس حتى المعصومين نعوذ بالله مصداق
اية فنجعل لعنة الله على الكاذبين لانه لما كان
مدار هذا الوعيد على مطلق امكان الكذب وامكان الكذب

اور سکو ہمیشہ عذاب کرے تو روا ہے اور اس مکر کا جواب
اول معلوم ہو چکا ہے کہ باریتعالی سے اہلسنت کے نزدیک ظلم
ممکن ہے اسلیئے کہ سب مخلوقات اسکی پیدائش و ملک ہیں
جو چاہے کرے اور باوجود اسکے عذاب کا جائز رکھنا
اور بات ہے اور عذاب کرنا اور بات ہے اھ اور ظاہر ہے
کہ فرمانبردار مومن کا ہمیشہ دوزخ میں رکھنا مولوی قصوری
کے فہم پر باریتعالے کے کذب کو لازم پکڑتا ہے اور یہہ
نقص ہے تو اسکا دعوی بھی کفر ہوا تو صاحب تحفہ کی بھی تکفیر کرنی
اب مؤلف انوار ساطعہ اور اسکے پشت پناہ مولوی قصوری
اور تمام انکے ہم مذہب عبرت سے دیکھیں کہ جو طعن مطلق
امکان کذب کے قائلونپر کررہے تھے اُسنے اکابر اہلسنت کی تکفیر
تک نوبت پہونچائی ہر چند ارادہ تھا کہ اس بحث کی خوب
تفصیل کرتے مگر افسوس عجلت زیادہ ہے اسقدر قلیل پر کتفا
ہے انشاءاللہ بشرط موقع دوسرے وقت اسکو بسط و تفصیل
کے ساتھہ بیان کیا جائیگا۔ رہا یہہ کہ مولوی صاحب قصوری
نے اپنے دعوی کے دلائل میں مراتب کذب میں ہرگز امتیاز نہیں
کی ہے بعض آیات کا ابتدا میں ذکر آچکا ہے اور جو آیت فنجعل لعنۃ اللہ
علی الکذبین اپنے استدلال میں لکھی ہے یہہ بھی بے سمجھے
سوچے لکھہ ڈالی ہے یہہ سمجھے کہ صدق وصف مشتق کو نحو وجود مبدء
اشتقاق ضروری ہے نہ امکان ورنہ قصوری کے فہم کے موافق
جملہ بنی آدم حتی کہ معصومین پناہ بخدا آیت فنجعل لعنۃ اللہ
کا مصداق ہوں کیونکہ جب اس وعید کا مدار مطلق امکان
پر ٹھہرا۔ اور امکان کذب

وفی رفع الکذب عن الکلام اللفظی بلزوم النقص فی
افعالہ تعالی انتہی فخلط القصوری فی ھذا الدلیل
بین القبح والنقص وظن انہما متحدان فالعجب
انہ یدعی نفسہ من اھل السنۃ ویختار مذھب الشیعۃ
والمعتزلۃ والخوارج فھذہ ثمرۃ قصور علمہ فمسئلۃ
امکان الکذب الباری من المسائل الواقعیۃ لا
یجوز اخفائہا من خوف المطاعن الواھیۃ من علماء
الاسلام والا یلزم القصوری ان یجمع جمیع کتب
الاشاعرۃ وعلماء الاسلام ویغرقہا فی البحر ویخرج من
اھل السنۃ ولا یحل ھذہ العقدۃ بدونہما ومانقل
القصوری من التفسیر الکبیر وتفسیر ابی السعود وغیرھما
فھو ایضا بلا درایۃ ما یبطل منہ وما یتحقق بہ وتلک
الدلائل لا تخالف مقصودنا کما نقلنا من رسالۃ
المفتی صدر الدین کلام الامام وایضا فی جواب
الاعتراض الثانی سیجئ فی اثبات امکان نظیر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بعبارۃ النص من کلام التفسیر
الکبیر وغیرہ ما ھو بائن دعوی القصوری ومانقل
من شرح المواقف فھو ایضا قصور فہم لیس فی عبارتہ
تعارض اصلا فمتی اثبت امتناع الکذب فھو
صحیح ومعناہ آخر ومتی اثبت امکان الکذب
فھو ایضا صحیح ومحملہ آخر وما قال القصوری فی عبارۃ
صفحۃ ٥٠ قلنا لا نسلم استحالۃ الترکیب وھما من
الممکنات التی یشملہا قدرۃ اللہ تعالی انتہی

کہ حق تعالی کے افعال میں نقص لازم آتا ہے ا ھ
پس قصوری صاحب نے اس دلیل میں قبح اور نقص کو
مخلوط کرکے دونوکو ایک خیال کرلیا ہے تعجب ہے کہ
دعوی مذہب اہلسنت کا ہے اور شیعہ معتزلہ خوارج کا مذہب
اختیار کر رکہا ہے ۔ یہ قصوری صاحب کی قصور
علم کا نتیجہ ہے پس مسئلہ امکان کذب باریتعالی مسائل
واقعیہ سے ہے اسکا دشمنان دین سے ڈر کر اخفا کرنا بیجا ہے
ورنہ قصوری صاحب اشاعرہ کی مذہب کی تمام کتابیں
اور علما کو جمع کرکے دریا میں ڈبو دیں اور مذہب اہلسنت
کو چہوڑ دیں ورنہ بدون اسکے یہ عقدہ حل نہوگا
اور حاشیہ پر جو دلائل تفسیر کبیر اور تفسیر ابو السعود و
بیضاوی کے حوالہ کئے ہیں وہ یہی نہیں سمجہے کہ کس مدعا
کا انسے ابطال ہے اور کسکا اثبات ہے وہ دلائل
بہی ہمارے مدعا کے ہرگز مخالف نہیں چنانچہ مفتی صدر الدین
کے رسالہ سے امام کا کلام نقل ہوچکا ہے ۔ اور نیز جواب
اعتراض دوم میں تفسیر کبیر وغیرہ سے اثبات امکان
نظیر آنحضرت علیہ السلام بطور عبارت النص کے کیا جائیگا جو بالبداہتہ
قصوری صاحب کے مدعا کے برخلاف ہوگا اور جو عبارتیں
شرح مواقف سے نقل کی ہیں انکی مطلب کے سمجہنے میں قصوری صاحب
کا فہم قاصر ہے ۔ انمیں ہرگز تعارض نہیں جہاں امتناع کذب
لکہا ہے وہ صحیح ہے اسکے معنے اور ہیں اور جہاں امکان کذب ہے وہ
بہی صحیح ہے اوسکا محمل کچہہ اور ہے اور اس عبارت شرح مواقف
صفحہ ۵۰ کا کہ ہم اسکا محال ہونا نہیں مانتے کیونکہ وہ دونو ممکنات سے ہیں جنپر

صفحہ کی عبارت کا ۵۰

الی الشیطان والانسان وهذا کمال سوء ادب بجناب
کبریائه تعالی ولا یدرون ای الشیعة ان مذهب
اهل السنة انه لا قبیح منه تعالی ای الامور التی تقبح
بالنسبة الی الانسان والشیطان ویواخذان
علیها لا تقبح بالنسبة الی الله تعالی والظاهر
ان الحسن والقبح امران اضافیان یختلفان
باختلاف المنسوب الیه واصل القباحة ظن
بعض الاشیاء من الله تعالی قبیحة وبعضها حسنة
ویشکل الامر علیه انتهی فظهر من ههنا ان خلق
الکفر والعبث المقبوحین بعینهما وخلق ابلیس
والنفس المبدئین لجمیع الشرور واعطائهما التمکین
والقدرة هذه جمیعها قبائح والاشاعرة نسبوها
الی الله تعالی فبحسب فتوی القصوری یکفرون
ویخرجون عن دائرة الاسلام وفی الحقیقة منشاء
عدم درایة القصوری بمذهب اهل السنة وثالثا
نقل القصوری هذا الدلیل من شرح المواقف لکن
ما دری معناه ولم ینظر ما قبله وما بعده لان
شارح المواقف زیف هذا الدلیل فغرض الدلیل
الغیر الصحیح عند الخصم نهایة جرءة قال شارح
المواقف واعلم انه لم یظهر لی فرق بین النقص فی الفعل
والقبح العقلی فیه فان النقص فی الافعال هو القبح
العقلی بعینه فیها وانما یختلف العبارة دون المعنی
فاصحابنا المنکرون للقبح العقلی کیف یتمسکون

اور یہہ جائز رکھنا حقتعالے کی کمال بے ادبی
ہے۔ اور یہہ نہیں جانتے کہ اہلسنت کا مذہب یہہ
ہے کہ جو کام بنسبت (یعنے شیعہ ۱۲) انسان و شیطان کو قبیح ہیں اور
انپر مواخذہ ہوتا ہے بارتیعالے کی نسبت انمیں
کوئی قباحت نہیں ہے اور بہت ظاہر ہے کہ حسن
قبح دونو اضافی امر ہیں اپنے منسوب الیہ کی اختلاف سے
مختلف ہوتے ہیں۔ اصل قباحت یہہ ہے کہ ہم بارتیعالی کی
نسبت بعضی چیزونکو اچھا جانیں۔ اور بعضی کو برا پہر اسپر
مشکل میں پڑیں اہ اب ظاہر ہو کہ کفر اور عبث کا پیدا کرنا
جو عین قبیح ہیں اور ابلیس و نفس کا جو مبدء سب پلیدیونکا
ہیں پیدا کرنا پہر انکو قدرت دینا یہہ تمام قبائح ہیں جنکو اشاعرہ
نے بارتیعالے کیطرف نسبت کیا ہے تو بموجب فتوی قصوری
کے دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے اور فی الحقیقت منشا
اسکا قصوری صاحب کی ناواقفیت مذہب سے
ہے۔ ثالثاً یہہ دلیل جو قصوری صاحب نے شرح
مواقف سے نقل کی ہے تو اسکے مطلب کو نہیں
سوچا نہ اسکے ماقبل مابعد کو دیکہا ہے خود شارح مواقف
اس دلیل کو غلط بنا رہے ہیں پس غلط دلیل کو خصم
کے مقابلہ میں پیش کرنا کسقدر جرءت و بیباکی ہے
شارح مواقف کہتا ہے کہ نقص فی الفعل اور قبح عقلی
فی الفعل میں فرق مجہپر ظاہر نہیں ہوا کیونکہ نقص
فی الافعال وہی بعینہ قبح عقلی فی الافعال ہے معنے میں کچہ فرق
نہیں صرف عبارتیں اختلاف ہے پس ہمارے علما جو قبح عقلی کے

تعالی قال نعم فعرضت علیہ عبارۃ صفحہ ۹۰۷ التی
فی اٰخرہا اذ لا شبہۃ فی ان عدم الوجوب مع
الوقوع لا یستلزم خلفاً ولا کذباً لا یقال انہ یستلزم
جوازہما وھو ایضا محال لانا نقول استحالتہ ممنوعۃ
کیف وھما من الممکنات التی یشملہا قدرتہ تعالی
انتہی فلبث المولوی عبد اللہ ینظرہا ملیاً وسلم
امکان الکذب ورجع عن عقیدۃ امتناع الذاتی
وما عرض علینا عبارۃ کتاب فی تردید قولنا
فرجعنا من عندہ ثم بعد الیومین لما جاء المولوی
عبد الحق ووقف فی اللاھور لقیہ وکلم معہ
فی مسئلۃ امکان النظیر وامکان الکذب فقبل
(ای تنظیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲)
المولوی عبد اللہ حقیۃ مسئلتین مطابقا
باعتقاد اھل الحق بغیر التردد والخلاف فالمولوی
القصوری ان لم یعتمد علی ھذہ الواقعۃ فیسئل
منہ وھو ان قال بخلافہ فیدعوہ فی بلدۃ بہاولپور
فھو یسلم عندنا ویفہم سریعاً منہ والا نذھب جمیعاً
فی اللاھور ونکلم معہ فان سلم لزم التسلیم علی القصوری
والا فلا والقول بان امکان الکذب من عقائد
الوھابیین کما فی رسالۃ جامع الشواھد لاغواء
العوام لان عقیدۃ الوھابیین ان طابقت بما فصلتہ
فی امکان الکذب فلیست بمخالفۃ عقائد اھل السنۃ
قطعاً بل مخالف ھذہ العقیدۃ خارج عن دائرۃ
اھل السنۃ وان کانت عقیدتہم مخالفۃ لما عرضتہ

اُنہوں نے اسکو قبول کیا تو مینے یہہ عبارت صفحہ ۹۰۷ کی سنائی
جسکے اخیر میں یہہ تحریر ہے اذ لا شبہۃ الخ یعنے اسمیں شبہہ نہیں
کہ نا واجب ہونا باوجود وقوع کے خلف اور کذب کو لازم نہیں
پکڑتا ہے کوئی یہہ نکہے کہ خلف اور کذب کے جواز کو مستلزم
ہے اور یہہ بہی محال ہے اسلیئے کہ ہم کہتے ہیں کہ اسکا محال
ہونا منع ہے اور یہہ دونو ممکنات سے ہیں جنپر قدرت الٰہی شامل
ہے اہ مولوی عبد اللہ صاحب اس عبارت کو دیر تک دیکہتے
رہے اور امکان کذب باریتعالے کو مان گئے اور امتناع ذاتی
ہونیکے عقیدہ سے باز آگئے اور کوئی عبارت اس قول اشرف موقف
کی تردید میں مولوی عبد اللہ نے نہیں دکہائی اور ہم وہانسے
چلے آئے پہر دو روز کے بعد جناب مولوی عبد الحق صاحب
لاہور میں مولوی عبد اللہ صاحب سے ملے اور مسئلہ امکان
نظیر و امکان کذب دونو میں گفتگو کی تو مولوی عبد اللہ صاحب نے
دونو کے حق ہونے کو اہل حق کے عقیدہ کے مطابق مان لیا
اور کچہہ چون و چرا نکی اگر قصوری صاحب کو اس واقعہ کی سچی
ہونیمیں شک ہے تو قسمیہ مولوی عبد اللہ سے پوچہیں اگر وہ
اسکے خلاف کہیں تو انکو بہاولپور میں بلا لیں ہم انکو تسلیم
کرا دینگے وہ جلد سمجہہ لینگے ورنہ لاہور چلے چلیں اس مسئلہ میں
ہم اُنسے گفتگو کریں اگر وہ مان لیں تو قصوری بہی مان لیں ورنہ نہیں
اور یہہ جو لکہا کہ یہہ عقیدہ وہابیونکا ہے جیسا کہ رسالہ جامع الشواہد
میں ہے۔ تو یہہ عوام کا بہڑکانا ہے کیونکہ اگر عقیدہ وہابیونکا
مطابق اس تفصیل کے ہے جو امکان کذب میں بندہ لکہہ چکا ہے
تو یہہ قطعاً مخالف عقائد اہلسنت کی نہیں بلکہ اسکا مخالف دائرہ

اہلسنت سے خارج ہے۔ اور اگر عقیدہ وہابیونکا بعض امور میں [illegible]

انها على اصول المعتزلة فهو من قصور فهمه او من
غشاوة النفسانية وعناد القلب نعم اصل مسئلة
وجوب الثواب والعقاب مبني على اصول المعتزلة
ولا يلزم منه ان جميع مطلب هذا المقصد من اوله
الى اخره مبني على اصولهم وهذا الدعوى غلط وذلك منحصر
على ان يحقق اولا ان اثبات امكان الكذب على اصول
المعتزلة وليس كذلك لان الامتناع المنصوص في
قوله وانه يمتنع عليه الكذب اتفاقاً مبني على اصول
المعتزلة فكيف يكون دعوى امكان الكذب على
اصولهم وما نقل القصوري على خلاف الواقع من
تحرير المولوي عبد الله التونكي فقصته اني لما وصلت
في بلدة لاهور ولاقيت مع الرفقاء بالمولوي المذكور
وكلمنا معه في مسئلة امكان الكذب فاجاب
بان قائل امكان كذب الباري خارج عن دائرة
اهل السنة فطلبنا منه الدليل فعرض عبارة
شرح المواقف من صفحة ٩٠٠ وهو انه يمتنع عليه الكذب
اتفاقاً فاعترض عليه مولانا محمود حسن بان هذا
الامتناع ذاتي او بالغير فاجاب بانه امتناع ذاتي
فاراد المولوي محمود حسن الكلام معه على طريق المعقول
فاجتنب منه واعتذر باني لا اناظر معكم فلما رأيت
ان الصيد يخرج من اليد فقلت نحن تلاميذ استاذ
واحد ولا مناظرة بيننا بل تحقيق المسئلة فلا تمل
منه ثم قلت له اتسلم ان قال شارح المواقف بامكان كذبه

جو قصوری صاحب نے یہہ جواب دیا کہ یہہ اصول معتزلہ پر مبنی
ہی یا تو مطلق عبارت نہیں سمجھی یا غبار نفسانیت و عناد نے بصیرت
کو مکدر کر دیا ہے اگر یہہ مراد ہے کہ اصل مسئلہ وجوب
ثواب عقاب اصول معتزلہ پر مبنی ہے تو درست ہی اور اس سے یہہ
لازم نہیں آتا کہ سارا مطلب اس مقصد کا اول سے آخر تک اصول
معتزلہ پر مبنی ہو کہ یہہ دعوی غلط ہی اور منحصر ہے اسپر کہ پہلے
امکان کذب اصول معتزلہ پر ثابت کیا ہوا اور ایسا نہیں
کیونکہ امتناع کذب جو منصوص انہ یمتنع علیہ الکذب اتفاقا کا ہے
وہ اصول معتزلہ پر مبنی ہی تو دعوی امکان کذب کا انکی اصول
پر کیونکر مبنی ہوا اور تحریر مولوی عبد اللہ ٹونکی مدرس یونیورسٹی
لاہور کی تحریر کا خلاف واقعہ حاشیہ پر ذکر کیا ہے تو اسکا قصہ
یہہ ہی کہ میں جس روز لاہور پہونچا مع اپنے رفیقوں کے مولوی
مذکور سے ملا اور مسئلہ امکان کذب کو چھیڑا تو جواب دیا کہ امکان کذب (یعنے مولف براہین ۱۲)
کا قائل اہلسنت سے خارج ہے ہمنے اسپر دلیل طلب کی تو مولوی
مذکور نے یہہ عبارت شرح مواقف کی وہو انہ یمتنع علیہ الکذب اتفاقا
پیش کی تب جناب مولوی محمود حسن صاحب نے پوچھا کہ یہہ امتناع
ذاتی ہے یا امتناع بالغیر مولوی عبد اللہ نے کہا کہ امتناع
ذاتی ہے تب مولانا محمود حسن صاحب نے معقولی طور پر
گفتگو کرنی چاہی جسسے مولوی عبد اللہ نے پہلو تہی کیا
جب مینے یہہ دیکھا کہ شکار ہاتھ سے نکلا جاتا ہے تو یہہ کہکر
کہ ہم لوگ آپ ایک استاد کے شاگرد ہیں باہم مناظرہ نہیں
صرف تحقیق مسئلہ ہی آپ تنگ نہوں پہر کہا کہ اگر خود
شارح مواقف کذب کا امکان لکہدے تو آپ اسکے قائل ہو جاوینگے

انتہی مترجماً من صفحۃ ۱۳ المطبوعۃ فی المطبع الصدیقی
الدھلوی فاعترض علیہ بعض علماء اھل السنۃ
من معاصریہ بان اللہ سبحانہ لما قال فی کتابہ المبین
ان محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ وخاتم
النبیین فما یخلق احدا مساویا بہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقول اسمعیل یستلزم منہ کذبہ تعالی لان
خلف الوعد کذب وھو علیہ تعالی محال فاجاب عنہ
فی رسالۃ یکروزہ) بما نصہ اقول ان کان المراد من المحال
ممتنع لذاتہ الذی لا یدخل تحت قدرتہ تعالی فلا
اسلم ان المذکور محال بمعنی المسطور لان
عقد القضیۃ الغیر المطابقۃ للواقع والقائہا علی الملائکۃ
والانبیاء لا یخرج عن القدرۃ الالٰھیۃ والا یلزم زیادۃ
القدرۃ الانسانیۃ علی القدرۃ الربانیۃ لان عقد
القضیۃ الغیر المطابقۃ للواقع والقائہا علی المخاطبین
مقدور لاکثر افراد الانسان انتہی مترجماً
من صفحۃ ۲۵ المطبوعۃ فی افضل المطابع علی حاشیۃ
رسالۃ **ایضاح الحق الصریح** فھذا السوال
والجواب وقع فی اخر المائۃ الثالث عشر ومولف
تقویۃ الایمان ویکروزہ من اجلۃ اساتذہ علماء
گنگوہ ودیوبند وانبیٹھہ ولھذا کتب صاحب
البراھین مع الحواریین فی اوراق المناظرۃ التقریریۃ
ان اتصاف الکلام اللفظی بالکذب ممکن بالذات
ممتنع بالغیر وھکذا اشتہر فی ضمیمۃ اخبار نظام الملک

مطبوعہ مطبع صدیقی دہلی کے صفحہ ۱۳ کی یہہ اصل عبارت
ہے اسپر انکے ہمعصر بعضے علماء اہلسنت نے اعتراض
کیا کہ جب حقتعالی نے قرآنمجید میں فرمایا کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ تعالی کا رسول اور نبیونکا ختم کرنیوالا ہے
تو انکے برابر ایک شخص بھی باریتعالے پیدا نکریگا
پس یہہ بات حقتعالے کے جھوٹ کو لازم پکڑتی ہے۔
کیونکہ خلاف وعدہ جھوٹ ہے اور وہ اس سے پاک ہے تو مولوی اسمعیل
نے رسالہ یکروزہ میں اسکا جواب یون لکھاہے کہ
میں کہتاہوں اگر مراد محال سے ممتنع لذاتہ ہے کہ خداتعالے
کی قدرت کے نیچے داخل نہو تو ہم نہیں مانتے کہ یہہ
جھوٹ ممتنع لذاتہ ہو کیونکہ کوئی جھوٹی بات فرشتوں کو اور نبیوں
سے نبیونکو پہونچانی خدا کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔ ورنہ
آدمی کی قدرت کا خدا کی قدرت سے بہت بڑہ کر ہونا
لازم آئیگا اسلیئے کہ بہت سے آدمی جھوٹی بات بناکر لوگونکو
سنادینے پر قادر ہیں یہہ ترجمہ ہے عبارت فارسی
رسالہ یکروزی کا جو رسالہ ایضاح الحق الصریح مطبوعہ
افضل المطابع کی حاشیہ پر چھپا ہے صفحہ ۲۵ میں دیکھو
اب یہہ سوال وجواب تیرہویں صدیکے اخیر میں ہوئے ہیں
اور یہہ مولوی اسمعیل علماء دیوبند گنگوہ وانبیٹھہ کا
کمال معتقد فیہ ہے۔ اسیواسطے مؤلف براہین اور اسکے
حواریین نے مناظرہ تقریری کے اوراق میں لکھاہے
کہ مصحف مجید میں جھوٹ کا پایا جانا ممکن بالذات ہے اور
ممتنع بالغیر ہے۔ اور ایسا ہی ان لوگوں نے ضمیمہ اخبار نظام الملک

نقياس عقيدتي على عقائدهم بغير امتياز والحكم
بان هذه العقيدة من عقائد الوهابين دليل
واضح على كمال علم القصوري وفهمه وليس العجب من
اهل مذهب القصوري الافتراء على الوهابين
كما افترى على صاحب البراهين ثم ان طابقت
عقيدة الوهابين بعقيدة اهل السنة فالقصوري
هل يفتي بتركها ايضا اقول ان من عقائد الوهابين
ان الله وحده لا شريك له ومحمد صلى الله عليه وسلم
رسوله حقا فلغرض الاجتناب من عقيدة الوهابين
لزم على القصوري ان يأمر الناس بتركها والله الهادي
هذه ترجمة جواب صاحب البراهين باعانة الحواريين
ثم انا اكتب جواب الجواب باعانة الحق المبين
وبه استعين قوله فاجيب له في البراهين بانه
ليس في هذا الزمان احد قائلا بامكان كذبه
تعالى بل القدماء اختلفوا في الوعيد كما ثبت
من رد المحتار ان الاشاعرة قائلون بجواز خلف
الوعيد فهذا الطعن في الحقيقة على الاشاعرة
القائلين بخلف الوعيد لان البداهة تشهد
لوجود الكذب في خلف الوعيد اقول وبه سبحانه
احول كتب المولوي اسمعيل الدهلوي في رسالة
تقوية الايمان شان ملك الملوك انه ان يشاء
خلق الالاف الالاف نبي وولي وجن وملك
مساويا بجبريل ومحمد بخلق في ان واحد بكلمة كن
صلى الله عليه واخوانه وعترته وسلم

الكلامين استاذ الرشيد والخليل

تو پھر میری عقیدہ کو قیاس کرنا اور بلا امتیاز یہہ کہدینا کہ عقیدہ
وہابیوں کا ہے قصوری صاحب کے کمال علم پر واضح
دلیل ہے اور عجب نہیں کہ وہابیونپر بھی اسیطرح قصوری
کے مذہبی بھائیونکا افترا ہو جسطرح کہ مؤلف براہین پر افترا کیا گیا ہے
پھر اگر کوئی عقیدہ وہابیونکا اہل سنت کی مطابق ہو تو کیا قصوری
صاحب اسکے چھوڑدینے کا بھی فتوے دینگے میں کہتا ہوں
کہ وہابیونکا یہہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا ایک وحدہ لا شریک ہے
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہے تو چونکہ یہہ بھی عقیدہ
وہابیونکا ہے اسکو بھی چھوڑ دیجیے واللہ الہادی - یہانتک
اصل عبارت ہے جواب صاحب براہین مع حوارین کے
جسکا ترجمہ عربی میں ہے - اب فقیر قصوری کان اللہ لہ
اسکا جواب لکھتا ہے و معین حقیقی جل و علا سے اعانت چاہتا
ہے - یہہ جو کہا کہ ہمنے براہین میں جواب دیا تھا کہ اس زمانہ
میں کوئی قائل امکان کذب باریتعالی کا نہیں بلکہ قدما میں
اختلاف ہوا ہے جیساکہ رد المحتار میں ہے کہ اشاعرہ جواز
خلف وعید کے قائل ہیں تو یہہ طعن فی الحقیقت اشاعرہ پر ہے
جو قائل خلف وعید کے ہیں کیونکہ خلف وعید میں کذب کا
ہونا بدیہی ہے الخ فقیر خدائے پاک کی پناہ میں آکر کہتا ہے
کہ مولوی اسمعیل دہلوی نے (جو مولوی رشید احمد و خلیل احمد کے
اُستاذوں سے ہے) رسالہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے
اُس شہنشاہ کی تو یہہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک کُن سے
چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے
جبرئیل اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے

ہذہ اصل عبارۃ تقویۃ الایمان [illegible] صفحہ [illegible] مطبوعہ مطبع [illegible]

فی صفحات ثمان وثلثین فظهر من هذا ظهور الشمس
فی نصف النهار ان اساتذة صاحب البراهین
ومعاصریه فی قرب هذا الزمان قالوا بامکان
کذب ملک الدیان فتاسف علی ذلک مؤلف
الانوار وبین شناعته بآیة کلام الله القهار
وما صرح لمصلحة ما باسماء هؤلاء اومر علی اللغو
بطریق الکرام الکبار فقول صاحب البراهین
بان قائل امکان کذبه تعالی لیس احد فی هذا
الزمان محض کذب وزور وتقیة من اعیان ریاست
بهاولپور وفی الحقیقة هو واساتذته قائلون
بهذا القول القبیح ومعتقدون هذا الاعتقاد
الشنیع ثم اسناد قول امکان الکذب الی الاشاعرة
صریح افتراء وبهتان لان بعضهم وان قالوا
بجواز خلف وعید الفساق لکن سموه بالکرم
والجود وعفو المعبود وحاشاهم الله تعالی
من ان عبروه بامکان کذب الحق الودود ونعوذ
به تعالی من هذا القول المردود وفی نقل صاحب البراهین
من رد المحتار نهایة خیانة وخلاف دیانة
لان صاحب رد المحتار رحمه الله الغفار نقل
اولاً جواز خلف الوعید من الاشاعرة وثانیاً
بان المحققین علی عدم جوازه وانه الصحیح وصرح
ثالثاً بان الاشبه ترجیح جواز الخلف فی الوعید
فی حق المسلمین خاصة دون الکفار توفیقاً

۳۶ صفحو نپر چھپا ہے۔ اب اس سے اظہر
من الشمس ہے کہ مولوی خلیل احمد کے استاذوں
اور اسکا اور اسکے مذہبی بھائیوں کا اسی زمانہ میں
باریتعالے کا امکان کذب کا عقیدہ نکالا ہے۔ تسیر
مؤلف انوار ساطعہ نے افسوس کیا اور قرآن مجید کی آیت
سے اسکی قباحت بیان کی اور اِن لوگوں کا نام نہ لیا کسی
مصلحت سے۔ یا لغو پر بزرگوں کیطرح گذرنے سے تو
اب اسکے جواب میں براہین والے کا یہہ قول کہ امکان
کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا الخ محض
کذب اور زور اور ارکان ریاست بہاولپور سے
تقیہ کرنا ہے اور فی الواقع یہہ شخص خود اور اسکے استاذ اس قول
قبیح کے قائل اور اس بُرے عقیدہ پر مائل ہیں پھر
اِس مسئلہ امکان کذب کی اشاعرہ کیطرف اسناد کرنی صاف
افترا اور بہتان ہے کیونکہ بعضے اشاعرہ جو خلف وعید گنہگاروں
کو جائز جانتے ہیں تو اسکو کرم اور عفو معبود مانتے ہیں
نہ کہ معاذ اللہ کسی نے اسکو امکان کذب باریتعالی نام
رکھا ہو خدا ہمیں اور ہمیں اس قول مردود سے پناہ دیوے
اور براہین میں جو رد المحتار سے نقل کی ہے تو اسمیں
سخت خیانت و رہزنی کی ہے اسلیئے کہ صاحب رد المحتار
علیہ رحمۃ الغفار نے اولاً اشاعرہ سے خلف وعید کا جائز
ہونا نقل کیا ہے ثانیاً تصریح کی ہے کہ محققین کے نزدیک
یہہ جائز نہیں اور یہی صحیح ہے ثالثاً دونوں قولوں میں تطبیق کے
طور پر تخصیص کی ہے گنہگاروں کو وعید میں خلف روا ہے اور کافروں کو

الواقعة في بلدة مرادآباد المطبوعة ١٢ اگست
١٨٩٩ء والحق ان اتصاف الكلام النفسي
واللفظي كليهما بالكذب ممتنع بالذات كما في
شرح المقاصد والمواقف وغيرهما وسيجيء من
بعض التفاسير التصريح في هذا الباب واشتهر
من علماء مدرسة ديوبند مسئلة وجود
الامثال لرسول الله صلى الله عليه وسلم مستندا
باثر ابن عباس رضي الله عنهما في كل ارض آدم
كآدمكم الى قوله ونبي كنبيكم حتى الف بعضهم
رسالة تحذير الناس عن انكار اثر ابن عباس
واول خاتمية صلى الله عليه وسلم بتاويلات
فاسدة وتسويلات كاسدة وهو كما ترى تاييد
وتشديد لقول اسمعيل الدهلوي واستمداد منه
ونشر لهذا رد هذه المسئلة اكابر علماء اهل
السنة عربا وعجما وبالغوا في ترديدها نثرا
ونظما منها فتوى حضرت مولانا مفتي الاسلام
ببلد الله الحرام عبد الرحمن ابن عبد الله سراج اعلى
الله تعالى درجته في دار السلام مدللا
بالكتاب والسنة ومنها بشهادة المفتين
من المذاهب الاربع في الحرمين الشريفين وغيرهم
من العلماء الاعلام وهذه الفتوى قد انطبع
بمطبع الحاج منصور محمد الكائنة بالجملية بمصر
المحمية سنة احدى وتسعين والمائتين بعد الالف

مرادآباد مطبوعہ ۱۲ اگست ۱۸۹۹ء میں مشتہر
کیا ہے اور حق یہہ ہے کہ کلام لفظی اور نفسی دونوں
کا جھوٹ سے متصف ہونا ممتنع بالذات ہے
جیساکہ شرح مقاصد اور شرح مواقف وغیرہا
میں لکھا ہے اور بعضے تفسیروں سے بھی یہی تصریح
عنقریب مذکور ہوگی۔ اور علماء مدرسہ دیوبند سے
یکلخت مسئلہ موجود ہونے چھہ مثل آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کا بدلیل اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے
کہ ہر زمین میں تمہارے نبی جیسا نبی ہے مشہور ہے
یہانتک کہ مولوی محمد قاسم ممتحن مدرسہ مذکورہ نے
رسالہ تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس بنایا اور
چھپوایا اور اسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتم النبیین
ہونے کی خراب تاویلیں لکھیں جسکے عرب وعجم کے اکابر
علما نے جواب اور رد لکھے اور نثر و نظم سے شدید
طور پر اس مسئلہ کی تردید کی منجملہ انکے فتوی ہے مکہ
معظمہ کے مفتی مولانا حضرت عبد الرحمن سراج کا
اللہ تعالےٰ اُسکا درجہ بہشت میں اونچا
کرے۔ جو قرآن واحادیث سے
مستند ہے۔ اور جسمیں حرمین محترمین
کے چاروں مذہبوں کے مفتیوں
اور مدرسوں کی شہادتیں وتصحیح
موجود ہے۔ اور مصر کے مطبع
منصوری میں واقعہ سنہ ۱۲۹۱ھ

باختلاف القدماء فی هذه المسئلة القدیمة
تغلیط العوام من الانام وایقاع الخلل العظیم
فی الاسلام قال تعالی فی امثالہ وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون، والعجب کل العجب
من صاحب البراهین کیف عمر فی تائید اکابرہ
وبالغ فی توهین رب العلمین وافتری علی العلماء
الراسخین فی قولہ لان البداهة تشهد لوجود
الکذب فی خلف الوعید لان الفرق فی الخلف
والکذب لفظی مع اتحاد المعنی انتهی فاثبت کذبہ
تعالی عند الاشاعرة وترقی عن الامکان ثم
یقول ولا یعتقد من عوام المؤمنین احد بل
کافر بان اللہ تعالی لیس منزها من الکذب
والمعتقد بعدم تنزیہ الباری تعالی من الکذب
خارج عن دائرۃ الاسلام کما نقل علی الصدر
وهذا الجواب موجود عندنا من شاء فلینظر
فاثبت ههنا کفر الاشاعرۃ والعیاذ باللہ فیما
سبق تشنع علی صاحب الانوار من عود طعنہ
علیهم فنعوذ باللہ من شرور انفسنا وقد مرانہ
لاخلف ولا کذب عند الاشاعرۃ ثم العجب ان
مبنی الاعتراض علی المولوی اسمعیل الدهلوی
علی کان خلف الوعد فلما لم یکن سواہ احد من المسلمین
قائلاً بخلف الوعد اعرض عنہ مؤلف البراهین
وعرض مسئلة خلف الوعید واثبت منها علی زعمہ الفاسد

اور یہہ کہنا کہ قدما نے مسئلہ خلف الوعید میں اختلاف کیا ہے
عوام اہل اسلام کو دہوکہہ دینا اور اسلام میں خلل ڈالنا ہے
اللہ تعالے فرماتا ہے اور ظالم معلوم کرینگے کہ کس
کروٹ الٹتے ہیں ۔ اور براہین والے سے کمال تعجب
یہہ ہے کہ اپنے اساتذہ کی تائید اور رب العلمین کی
توہین اور علماء راسخین پر بہتان مبین میں کیسا
اوندہا ہوا ہے کہ آگا پیچہا نہیں دیکہتا ہے اپنے
اس قول میں کہ خلف وعید میں کذب کا ہونا بدیہی
ہے ۔ کیونکہ خلف اور کذب کے معنے ایک ہیں
صرف فرق لفظی ہے اہ پس قطع نظر امکان
کذب سے اشاعرہ کے نزدیک تو سبحانہ وتعالی
کا کاذب ہونا ثابت کر دیا ہے پہر کہتا ہے عام مؤمنوں
سے کیا کوئی کافر بہی خدا کو کذب سے منزہ ہونیکا
منکر نہیں اور حق تعالے کو کذب سے پاک نہ جاننے
والا دائرہ اسلام سے خارج ہے جیسا کہ یہہ اسکا قول اوپر منقول
ہوئی ہیں اور یہیں اسکا جواب تفصیلی موجود ہے جو چاہے
دیکہے ۔ پس خود بدولت تو اشاعرہ کا کفر ثابت کر رہا ہے اور
براہین میں انوار ساطعہ والے پر طعن کر رہا تہا کہ اشاعرہ کو طعن
بنا آہی ۔ نفسانیت سے پناہ بخدا ۔ اور اوپر لکہا گیا ہے کہ اشاعرہ
کے نزدیک ہرگز کذب اور خلاف نہیں ہے ۔ پہر تعجب یہہ ہے
کہ مولوی اسمعیل دہلوی کی خلاف وعدہ الہی کی تجویز پر اعتراض
ہوا تہا چونکہ کوئی بہی مسلمانوں سے خلف وعد کا قائل نہ تہا تو
مولوی اسمعیل کی جواب مؤلف براہین نے اس سے پہلو تہی کرکے مسئلہ

بین ادلۃ المانعین المتقدمۃ وادلۃ المثبتین التی من الفقہا قولہ تعالی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء الخ اہ من صفحہ ۱۵۳ من الجلد الاول المطبوعۃ المرۃ الاولی فی مصر بقول الفقیر کان اللہ لہ ان ہذہ الآیۃ الشریفۃ من اجلۃ الدلائل علی ان وعید الکفار حتم دون وعید الفساق فحسن الظن بل الیقین ان من قال بجواز خلف الوعید اراد وعید الفساق ومن قال بعدم جوازہ اراد وعید الکفار والقرآن ینطق بان جمیع وعیدات الفساق مشروطۃ بعدم العفو کما قال تعالی ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء فثبت ان معنی جواز خلف الوعید عند الاشاعرۃ ان اللہ سبحانہ یعفو عن العاصی بکرمہ وجودہ حسب مشیتہ ووعدہ ولا خلف ولا کذب فی الحقیقۃ وتسمیتہ بالخلف انما ہو باعتبار الظاہر والمجاز فاثبات صاحب البراہین امکان کذبہ تعالی من ہذا القول لیس الا الافک المبین علی الاشاعرۃ والبہتان العظیم علی صاحب رد المحتار والغرض کل الغرض تبرءتہ لنفسہ ولاساتذتہ وارجاع طعن صاحب الانوار علی العلماء الکبار وہذا کما قال عز من قائل واذ قتلتم نفسا فادارأتم فیہا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون والتعبیر

تاکہ دونو فریق کے دلائل میں موافقت ہو جائے اور آیت کہ اللہ تعالے شرک کو نہ بخشیگا۔ اور سوا اسکے جسکو چاہے بخشدیگا جواز کے قائلوں کی صریحتر دلیل ہے صفحہ ۱۵۳ مطبوعہ مصر اول مرتبہ کے جلد اول میں دیکھو۔ فقیر کہتا ہے کہ آیت مبارک کافرونکے وعید کی قطعی اور فاسقوں کے غیر قطعی ہونے کی ہماری دلیل ہے پس حسن ظن قرین یقین کے یہہ ہے کہ جو لوگ جواز خلف وعید کے قائل ہیں انکی مراد گناہ گارونکی وعید ہے۔ اور جو عدم جواز کے قائل ہیں انکا ارادہ کفارکی وعید کا ہے پس اشاعرہ کے نزدیک معنی جواز خلف وعید کے یہہ ہیں کہ اللہ تعالی اپنے کرم اور جود کے روسے مطابق اپنے وعدے اور ارادہ کے گناہگار کو بخش ہی دیگا۔ پس اسجگہہ کوئی خلف ہی نہ جھوٹ صرف باعتبار ظاہر کے مجازًا اسکا نام خلف وعید رکھا گیا ہے۔ پس اس قول اشاعرہ سے براہین والے کا امکان کذب باریتعالے ثابت کرنا اشاعرہ علما اور صاحب ردالمحتار پر بہتان عظیم نہیں تو اور کیا ہے۔ اور بڑی غرض اسکی یہہ ہے کہ میں اور میرے استاد طعن سے بچیں اور علما داشاعرہ پر انوار ساطعہ والے کا طعن رجوع کرکر یہہ معاملہ ایسا ہے جیسا اللہ تعالے نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے بعضوں نے اپنے بہائی کا خون کرکے دوسرے بیگناہوں کو ملوث کرنا چاہا تہا سو حقتعالے نے حق کو ظاہر کر دیا

قاطع علی کذب الضریر الانبیٹھوی ومویدیہ
فالذین یکذبون اصدق الصادقین ویؤکدون
امکان کذب رب العلمین فکیف یبالون من
تکذیب ابناء جنسہ من الآدمیین فالله
خیر المنتقمین قولہ والامکان العقلی ممتنع لغیرہ
داخل تحت قدرتہ تعالی لان کل ممتنع لغیرہ ممکن
بالذات وکل ممکن بالذات داخل تحت قدرتہ
تعالی والدلیل علیہ ان اجتماع جمیع الناس علی
مذھب واحد یستلزم کذبہ تعالی لقولہ ولا یزالون
مختلفین فیمتنع ولا یدخل تحت قدرتہ ومن قولہ
تعالی ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ثبت
صریحا ان اجتماع جمیع الناس علی ملۃ واحدۃ
داخل تحت مشیتہ وقدرتہ وایضا ایمان جمیع
بنی آدم یستلزم کذبہ تعالی لقولہ ان الذین
حقت علیھم کلمت ربک لا یومنون ومن قولہ ولو
شاء ربک لآمن من فی الارض جمیعا یتحقق مع
کذب الآیۃ السابقۃ ان ایمان جمیع الناس داخل
تحت قدرتہ ومشیتہ الی آخر قولہ وبالله القدوس
المنزہ احول ان اسمعیل الدھلوی قرر ھذا التقریر
فی رسالتہ (یکروزہ) وصاحب البراھین مع
الحواریین کما عمر سابقا بتقلیدہ فی توھین
الرحمن کذلک سفہ نفسہ ھھنا بالتفسیر بالرای
لآیات القرآن مع النقصان قال الامام الرازی فی التفسیر الکبیر

اور انبیٹھوی بہتانی کے کذب پر روشن دلیل ہیں پس
جو لوگ حق سبحانہ کو کاذب بتاویں اور اسکے
امکان کذب کو بکمال تاکید ثابت فرماویں. تو وہ
ابناء جنس کی تکذیب سے کیا پروا رکھتے ہیں حاکم حقیقی
ہی بہتر منتقم ہے اور یہہ جو صاحب براہین اور
اسکے حواریین نے جواب تفصیلی میں لکھا ہے کہ امکان
عقلی ممتنع لغیرہ قدرت الٰہی کے نیچے داخل ہے
کیونکہ ہر ممتنع لغیرہ ممکن بالذات ہے اور ہر ممکن بالذات قدرت
الٰہی کے تلے داخل ہے دلیل اسکی یہہ ہے کہ خدا کے ارشاد کے
موافق تمام آدمیونکا ایک مذہب اور ملت پر مجتمع
ہونا خدا کے کذب کو مستلزم ہے. کیونکہ ارشاد
ہے ولا یزالون مختلفین تو یہہ بھی ممتنع ہوا اور
داخل قدرت الٰہی نہو حالانکہ ارشاد ہے ولو شاء
ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ اس سے صاف ثابت ہے کہ تمام آدمیونکا
ایک ملت پر اکٹھا ہونا مشیت اور قدرت کے نیچے داخل ہے اور نیز
ایسا ہی تمام بنی آدم کا مستلزم کذب کو ہے. کیونکہ ارشاد ہے ان الذین
حقت علیھم کلمت ربک لا یؤمنون حالانکہ خود ارشاد فرمایا ہے
ولو شاء ربک لآمن من فی الارض جمیعا جس سے ثابت
ہوا ہے کہ باوجود مستلزم کذب نص کے ایمان جمیع آدم داخل
قدرت اور مشیت ہے الخ جیسا کہ اوپر منقول ہو چکا ہے اور یہہ
عبارت صفحہ ۵ و ۶ جواب تفصیلی کی حرف بحرف ہے تو جواب
اسکا یہہ ہے کہ مولوی اسمعیل دہلوی نے رسالہ یکروزی میں
تقریر لکھی ہے جسپر صاحب براہین اور اسکے حواریین جیسا کہ پہلے

وفهمه الكاسد كذب البارى سبحانه وهو تعالى منزه عما يقول الظلمون تنزيها كبيرا يا اخى اذا علمت هذا وتاملت فيه فقد تيقنت بان قول صاحب البراهين فحكم على هذا المولوي القصورى بلا فهم وبلا دليل ان معتقد صاحب البراهين امكان كذبه تعالى الخ مع قوله وما قاله المولوى القصورى من ان امكان الكذب فى كلام البارى عقيدة صاحب البراهين فهو كذب وافتراء مبين انتهى كذب صريح وجحود قبيح لانه اثبت كذبه تعالى افتراءا على الاشاعرة وقرر امكان الكذب بهتانا على الرد المحتار ثم اظهر هذا بقوله فالامكان بمعنى الجواز الشرعي انما هو فى خلف وعيد بعض عصات المؤمنين كما اختاره بعض الاشاعرة على ما كتبه فى رد المحتار انتهى مع قوله واعتقادي امتناع وقوع الكذب من الله تعالى كما هو مصداق اية ومن اصدق من الله حديثا انتهى ومنه يفهم انه يعتقد جواز امكان الكذب ثم نادى باعلى نداء بان مسئلة امكان الكذب ليست بمخالفة اهل السنة قطعا بل مخالف هذه العقيدة خارج عن دائرة اهل السنة انتهى كما نقل هذه الاقوال على الصدر من الجواب التفصيلى وهو موجود عندي بجنسه من شك فلينظر فهذه الاقوال ادل دليل على صدق فقير القصورى وبرهان

بار یتعالے کا کذب ثابت کرلیا۔ اور وہ سبحانہ اس سے بہت پاک ہے۔ اے برادر جب یہہ بات بغور آپنے سمجھہ لی پس آپکو یقین ہوگا کہ براہین والے کا یہہ قول (کہ مولوی قصوری نے بلا دلیل حکم لگادیا کہ امکان کذب باریتعالے صاحب براہین کا عقیدہ ہے۔ اور یہہ مولوی قصوری نے براہین والے پر کذب اور افترا کیا ہے) جھوٹ صریح اور انکار قبیح ہے۔ کیونکہ اُسنے حقتعالے کا کذب اشاعرہ پر افترا کرکے ثابت کیا ہے اور موجب سند رد المحتار کے امکان کذب مان لیا ہے پہر اسکو یوں ظاہر کیا ہے کہ امکان بمعنے جواز شرعی خلف وعید بعضے گناہگار مومنین سے ہے جو مختار بعض اشاعرہ کا ہے جیسا کہ رد المحتار میں ہے اہ پہر یوں کہنا کہ میرا عقیدہ اللہ تعالے سے امتناع کذب کا ہے جیسا کہ آیت وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا سے ثابت ہے اہ اس سے مفہوم ہوا کہ امکان کذب کا صاحب براہین معتقد ہے۔ پہر صاف صاف اور اونچی آواز سے منادی کررہا ہے کہ مسئلہ امکان کذب باریتعالے ہرگز عقائد اہلسنت کی مخالف نہیں ہے۔ بلکہ امکان کذب کو ماننے والا اہل سنت سے خارج ہے چنانچہ یہہ اقوال اسکی جواب تفصیلی سے اوپر منقول ہو چکے ہیں اور وہ جواب تفصیلی اسکا دستخطی فقیر کے پاس موجود ہے جو چاہے دیکھہ لے پس یہہ اسکے اقوال فقیر قصوری

وَلَوْكَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا
يعني لا تستلزم اية كذب اية اخرى فالويل كل الويل
لمن يقول ان الاية الفلانية تستلزم كذب اية اخرى
والاية الفلانية تستلزم كذبه تعالى ويفسر
ايات الرحمن على خلاف منطوق القران بجهل
العظيم وعناده الجسيم ليت شعري ما اجهل
صاحب البراهين مع الحواريين في عدم تدبر الايات
المبين وقد قال الله تعالى لو اردنا ان نتخذ لهوا
لاتخذناه من لدنا ان كنا فعلين سورة الانبياء وايضا
في سورة الزمر لو اراد الله ان يتخذ ولدا لاصطفى مما
يخلق ما يشاء سبحنه هو الله الواحد القهار فعلى
قياس ما قال في اية ولو شاء ربك لامن من في
الارض الاية ان ايمان جميع الناس داخل تحت
قدرته ومشيته كذلك يلزمه ان يقول اتخاذ الولد
والصاحبة داخل تحت مشيته وقدرته وما قال به
احد من ذوي العلم ومن قال به نسب الى الجهل
المركب كما في الرسالة المسماة بكفاية العوام فيما
يجب من علم الكلام لمولانا الشيخ محمد الفضالي و
من الجهل قول من قال ان الله قادر ان يتخذ ولدا لانه
لا تعلق للقدرة بالمستحيل واتخاذ الولد مستحيل
ولا يقال انه اذا لم يكن قادرا على اتخاذ الولد كان
عاجزا لانا نقول انما يلزم العجز لو كان المستحيل من وظيفة
القدرة ولم يتعلق به مع انه ليس من وظيفتها

اور اگر خدا کے سوا کسی اور کی کلام ہوتی تو پاتے اسمیں
اختلاف یعنی قرآنمجید کی آیتیں ایک دوسری کی کذب کو ہرگز
مستلزم نہیں ہیں پس سخت وعید ہی اس عنید کیواسطے جو کہتا
ہے کہ فلانی آیت دوسری آیت کی کذب کو لازم پکڑتی ہی
اور فلانی آیت حقتعالے کی کذب کو مستلزم ہی اور اپنی جہالت
سی قرآنمجید کی آیات کی تفسیر فرمان قرآن کے برخلاف کرتا ہے
خدا معلوم صاحب براہین مع حوارین سخت جہالت پر کیوں
اوندہی گری ہیں جو قرآنمجید کی آیات میں غور نہیں کرتے
ہیں سورہ انبیا میں فرمان ہی اگر ہم چاہتے کہ بنا لیں کچھ
کہلونا (یعنی بیٹیا) تو بنا لیتے ہم اپنے پاس سی اگر ہمکو کرنا ہوتا
اور سورہ زمر میں ہی اگر اللہ چاہتا کہ اولاد کرتا تو چن لیتا
اپنی خلق میں جو چاہتا وہ پاک ہی وہی ہی اللہ اکیلا غالب
تو اب آیت ولوشاء ربک الآیۃ میں جو کہا ہے کہ تمام بنی آدم کا
ایمان خدا کی قدرت اور مشیت میں داخل ہی۔ اسیطرح ان
دونوں آیتوں میں بہی کہنا پڑیگا کہ اپنی جورو اور اولاد کا بنانا بہی
خدا کی قدرت ومشیت میں داخل ہی۔ اور کوئی اہل علم سی اسکا
قائل نہیں ہی اور جسنی ایسا کہا ہی وہ جہل مرکب سی نسبت کیا گیا ہے
چنانچہ عقائد کی رسالہ کفایۃ العوام میں جسکا درس تدریس عرب میں
بہت رائج ہی لکہا ہی اور جہالت سے ہی قول اسکا جسنے کہا ہے کہ حقتعالے
بیٹے بنانے پر قادر ہی اسلیئے کہ قدرت الہی کو محال سی تعلق نہیں
ہی اور بیٹا بنانا محال ہی کوئی یہہ نہ کہی کہ جب خدا بیٹے کے بنانے
پر قادر نہوا تو عاجز ہوا اسواسطہ کہ ہم اسکا جواب یہہ دیتی ہیں
کہ عجز الہی تب لازم آتی جب محال وظیفہ قدرت کا ہوتا

اور قدرت اسکی متعلق نہیں ہوتی باوجودیکہ وہ وظیفہ قدرت سے نہیں

تحت آیۃ ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلہم
جمیعًا احتج اصحابنا علی صحۃ قولہم بان جمیع الکائنات
بمشیۃ اللہ تعالیٰ فقالوا کلمۃ لو تفید انتفاء الشیء
لانتفاء غیرہ فقولہ ولو شاء ربک لآمن من فی الارض
کلہم جمیعًا یقتضی انہ ما حصلت تلک المشیۃ
وما حصل ایمان اہل الارض بالکلیۃ فدل ہذا
علی انہ ما اراد ایمان الکل ص ۴۳ من المجلد الخامس
المطبوعۃ فی مصر وفی صفحۃ ۴۱ من المجلد الخامس ثم
انہ تعالیٰ لما فصل ہذا التفصیل بین ان لہ عبادًا قضی
علیہم بالشقاء فلا یتغیرون وعبادًا قضی لہم بالکرامۃ
فلا یتغیرون فقال ان الذین حقت علیہم کلمۃ
ربک لا یؤمنون انتہی وفی تفسیر الجلالین ولو
شاء ربک لآمن من فی الارض کلہم جمیعًا افانت تکرہ
الناس بما لم یشاء اللہ منہم انتہی وفی تفسیر النیسابوری
قالت الاشاعرۃ ہذہ القضیۃ تفید الشمول
والاحاطۃ لکنہ ما حصل ایمان اہل الارض بالکلیۃ
فدل ہذا علی انہ تعالیٰ ما اراد ایمان الکل
انتہی من صفحۃ (۱۱ ۳) من المجلد الثانی وہکذا فی المدارک
والخازن وغیرہما وہکذا الحال فی آیۃ ولو شاء
ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ یعنی ولم یشاء اللہ
ان یجعل الناس امۃ واحدۃ کما ہو مفاد کلمۃ لو فلا
تعارض بین الآیات ولا تستلزم آیۃ کذب اخری
... وقد قال سبحانہ وتعالیٰ افلا یتدبرون القرآن

آیت وَلَوْ شَاءَ رَبُّکَ لَآمَنَ مَنْ فِی الْأَرْضِ کُلُّہُمْ جَمِیعًا کے
اگر تیرا رب چاہتا تو زمین کے بالکل سب لوگ ایمان لے آتے۱۲
نیچے لکھتے ہیں کہ اس آیت سے اشاعرہ نے اپنے اس قول
کی (کہ سب موجودات خدا کی مشیت سے ہیں یعنی خدا جسکو چاہتا ہے
وہ ہوتی ہے) دلیل نکالی ہے اس تقریر سے کہ لو کا لفظ ایک چیز
کو نابود کرتا ہے دوسری چیز کے نابود ہونے سے پس اس آیت مبارک
سے یہ نکلا کہ نہ خدا نے چاہا اور نہ تمام زمین کے لوگوں کا ایمان حاصل ہوا
پس یہ آیت دلیل ہے اسپر کہ حقتعالیٰ نے جمیع بنی آدم کا ایمان نہیں
چاہا یعنے خدا کی مشیت اور قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے پانچویں جلد
مطبوعہ مصر کے (۴۳) صفحہ میں دیکھو اور اسی جلد کے صفحہ
(۴۱) میں ہے کہ پھر حقتعالیٰ نے جب یہ تفصیل کی تو بیان فرمایا
کہ کچھ خدا کی بندے ایسے ہیں جنپر شقاوت کا حکم ہو چکا ہے اور کچھ
بندے ایسے ہیں جنپر کرامت کا حکم لگ چکا ہے پس ان دونوں
گروہ میں تغیر نہوگا تو خدا نے فرمایا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْہِمْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ لَا
جنپر تیرے رب کی بات پوری ہوئی وہ
یُؤْمِنُوْنَ یہ تفسیر کبیر کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ اور تفسیر جلالین
ایمان نہ لاوینگے۱۲
میں آیت ولو شاء ربک الآیۃ کے نیچے لکھا ہے کیا تو لوگوں کو جبر کرتا ہے
اسپر جو خدا نے اُنسے نہیں چاہا یعنے ایمان جمیع بنی آدم خدا کی
قدرت اور مشیت میں داخل نہیں ہے اور تفسیر نیساپوری میں ہے
کہ اشاعرہ کہتے ہیں کہ یہ حکم شمول اور احاطہ کا فائدہ دیتا ہے لیکن سب کے
سب میں والوں کا ایمان حاصل نہیں ہوا ہے تو ثابت ہوا کہ خدا نے
سب کا ایمان نہیں چاہا۔ دوسری جلد کی صفحہ (۱۱ ۳) میں دیکھو اور
ایسا ہی تفسیر مدارک اور تفسیر خازن وغیرہما میں ہے اور یہی مراد ہے آیت
ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ سے یعنے خدا تعالیٰ نے نہیں چاہا
کہ سب آدمیوں کو ایک گروہ بناوے چنانچہ لفظ لو کا یہی منشا ہے

بين الممتنع لذاته ولغيره قوله وهذا الامكان العقلي
يثبت من اصول مذهب اهل السنة كالشمس في
نصف النهار لانهم اعتقدوا الله فاعلاً مختاراً
ولا يجب عليه شيء وثواب المؤمنين فضل وعقاب
الكفار عدل وان فعل على خلافه بان يدخل
جميع المومنين في النار خالدين مخلدين وجميع الكفار
الجنة خالدين مخلدين فهذا داخل تحت قدرته
وممكن عندهم والحال انه يستلزم كذب النص نقل
المفتي صدر الدين من تفسير النيسابوري الخ اقول
وبالله القدير على ما يشاء احول لا شك في ان الله
تعالى فاعل مختار ولا يجب عليه شيء انما الثواب فضله
والعقاب عدله لكن ما قال احد من اهل السنة
ان خلاف الوعد داخل تحت قدرته تعالى وشاء
سبحانه ان يشاء هذا لان في هذا ابطال احكام
الشرع اصلاً وما صرح احد من اهل السنة ان
كذب النص ممكن عندهم بامثال هذه التصريحات
من الوهابيين الذين لا يبالون من تنقيص شان
رب العالمين وما نقل من رسالة المفتي صدر الدين
كلام النيسابوري وصاحب الخلاصة والامام
الرازي فليس ذلك بتفسير اية يغفر لمن يشاء ويعذب
من يشاء بل بيان الاحتمال على فرض المحال لافادة
ان لا اعتراض على افعاله كما قال سبحانه لا يسئل

ممتنع لذاتہ اور ممتنع لغیرہ میں فرق کیا گیا ہے۔ اور یہہ قول
کہ امکان عقلی اصول مذہب اہلسنت سے ثابت ہے۔ اسلیئے کہ وہ اللہ
تعالیٰ کو فاعل مختار جانتے اور اسپر کسی چیز کو وجب نہیں مانتے ہیں
مومنوں کو ثواب دینا اسکا فضل ہے اور کافروں کو عذاب کرنا
اسکا عدل ہے اور اگر اسکے برخلاف سب مومنوں کو ہمیشہ کیلئے
دوزخ میں ڈالدے اور سارے کفار کو ابدالآباد بہشت میں
تو یہہ اسکی قدرت کے نیچے داخل ہے اور اہلسنت کے نزدیک ممکن ہے
حالانکہ اس سے کذب آیت لازم آتا ہے مفتی صدرالدین تفسیر
نیساپوری سے نقل کرتے ہیں الخ تو اسکا جواب یہہ
ہے کہ بیشک اللہ تعالے فاعل مختار ہیں اور اسپر
کوئی چیز واجب نہیں ثواب اسکا فضل ہے اور عذاب
اسکا عدل ہے اور یہہ تو کسی نے اہلسنت سے نہیں کہا
کہ خلاف وعدہ خدا کی قدرت کے نیچے داخل ہے اور حقتعالے
مومنوں کو ابدی دوزخی اور کافروں کو ابدی بہشتی بنانا
چاہتا ہی نہیں ہے کہ اس سے تو احکام شرع بالکل باطل ہوجائیگی
اور کسی نے بھی اہلسنت سے یہہ تصریح نہیں کی کہ قرآن مجید کا کذب ممکن
ہے بلکہ جو لوگ وہابیوں سے خدائے سبحانہ کی تنقیص شان کی پروا
نہیں کرتے یہہ انکی بکواس ہے۔ اور مفتی صدرالصدور کی رسالہ سے
جو کلام نیساپوری اور خلاصہ اور امام رازی سے نقل کی ہے
وہ آیت یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء کی ہرگز تفسیر نہیں ہے بلکہ
بفرض محال ایک احتمال کا بیان ہے جس سے یہہ نکلتا ہے
کہ خدا کی کاموں پر کسیکو اعتراض نہیں ہے۔ چنانچہ آیت لا یسئل

لا الممکن انتہی بحروفہ وفی حاشیتہا المسماۃ بتحقیق المقام علی کفایۃ العوام لشیخ الاسلام العلامۃ الشیخ براھیم البیجوری رحمۃ اللہ علیہ قولہ ومن الجھل الخ ای مما ینشاء عنہ والمراد الجھل المرکب الذی ھو اعتقاد الشیٔ علی خلاف ما ھو علیہ انتہی وفی السنوسیۃ القدرۃ والارادۃ المتعلقتان بجمیع الممکنات قال فی حاشیتہا القدرۃ لاتتعلق بالواجبات و المستحیلات ولایلزم منہ عجز لانہما لیسا من وظیفتہا وبھذا یعلم سقوط قول بعض المبتدعۃ ان اللہ قادر ان یتخذ ولدًا اذ لو لم یقدر لکان عاجزًا انتہی واما اٰیۃ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ فقد قال فی الجلالین ان اللہ کان علی کل شیٔ شاءہ قدیرا انتہی وفی الکمالین یشیر الی ان الشیٔ اسم بمعنی مشیٔ اسم مفعول انتہی وفی تفسیر انوار التنزیل ای مشیٔ وجودہ وماشاء اللہ وجودہ فھو موجود فی الجملۃ وعلیہ قولہ تعالی اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ انتہی وفی تفسیر ابی السعود شیٔ مصدر شاء اطلق علی المفعول واکتفی فی ذلک باعتبار تعلق المشیۃ بہ الخ فحاصل الاٰیۃ الشریفۃ ان ماشاء اللہ وجودہ فھو مقدور لہ تعالی وداخل تحت قدرتہ سبحانہ ولن یثبت من الشرع ان اللہ سبحانہ یشاء کذب نفسہ تعالی فالذین یدخلون الکذب تحت مشیتہ سبحانہ فینتقم اللہ منہم لیت شعری بالدلیل القطعی علی

صرف ممکن ہی ہے۔ اور علامہ بیجوری اسکے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ کہ یہہ قول جہل مرکب سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی ایک چیز کو برخلاف اپنی ماہیت کے اعتقاد کرنا مطبوعہ مصر کے صفحہ (۴۸) میں دیکھو۔ اور متن سنوسیہ میں ہے۔ قدرت اور ارادہ آلہی کا تعلق جمیع ممکنات سے ہے اِسکے حاشیہ میں ہے کہ قدرت اور ارادہ کا تعلق وجبات اور محالات سے نہیں اور اس سے حقتعالے کی عجز لازم نہیں آتی ہے کیونکہ یہہ وظیفہ قدرت کا نہیں ہیں۔ اسیواسطے بعض بدعتیوں کی یہہ بات غلط ہے جو کہتے ہیں کہ خدا بیٹے بنانے پر قادر ہے ورنہ اسکی عجز لازم آتی ہے صفحہ (۲۰ و ۲۱) مطبوعہ مصر میں دیکھو اور آیت ان اللہ علے کل شیٔ قدیر کی تفسیر میں جلالین میں لکھا ہے کہ اللہ تعالے قادر ہے ہر چیز پر جسکو چاہے۔ اور کمالین میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ شے مصدر بمعنے اسم مفعول کے ہے۔ اور تفسیر انوار التنزیل میں ہے شے کے معنے وہ چیز جسکا وجود خدا چاہے اور جسکو خدا چاہے وہ فے الجملہ موجود ہو جاتی ہے اور یہی معنے ہیں آیت ان اللہ علی کل شئی قدیر اور واللہ خالق کل شئی کے اہ اور تفسیر ابو السعود میں ہے کہ شے مصدر ہے بمعنے مفعول کے اور اسی پر کفایت کی ہے کہ مشیت کا اس سے تعلق ہے الخ پس اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حقتعالی جسکا ہونا چاہتا ہے وہ اسکی قدرت کے نیچے داخل ہے۔ اور شرعًا یہہ ہرگز ثابت نہیں کہ اللہ تعالے اپنے کذب کو چاہتا ہے۔ پس منتقم حقیقی ہی انتقام لیگا اُن سے جو کذب الٰہی کو اسکی مشیت وقدرت کے نیچے داخل کرتے ہیں خدا معلوم کونسی آیت

في الرسائل الهندية ثم المناظرة فيها لاثبات امكان كذب الباري سبحانه واندراجها في اوراق الاخبار لكمال الاشتهار كاف لتنقيص الدين المتين من جانب المسلمين كما لا يخفى على العلماء الراسخين وانما اشكو بثي وحزني الى الله خير الناصرين قوله لزم للمولوي القصوري ان يخرج المفتي الدهلوي وصاحب التفسير النيسابوري وصاحب الخلاصة بل جميع الاشاعرة عن دائرة الاسلام لان هؤلاء قالوا بامكان كذب الملك العلام الخ اقول ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم احول. كتب صاحب البراهين سابقا ان بعض الاشاعرة قائلون بامكان كذب الباري وههنا صرح بان جميع الاشاعرة قائلون بامكان الكذب وقد حققت ثم ان الاشاعرة حاشاهم الله سبحانه من القول بامكان كذبه تعالى انما قالوا بان الله تعالى يعفوا عن العصاة بكرمه وجوده وجميع وعيدات الفساق من المؤمنين مشروطة بعدم العفو عند اهل السنة فلا كذب ولا خلف وهكذا ما قال النيسابوري وصاحب الخلاصة بامكان الكذب بل مراد النيسابوري وغيره ان الله تعالى مالك يمكن له التسوية بين العباد من حيث المالكية لكن حكمته تعالى لا تقتضي التسوية كما صرح تحت آية اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ والمراد انه لو بطل الجزاء

اور پھر مناظرہ میں حق سبحانہ کا امکان کذب ثابت کرنا اور کمال اشتہار کیواسطے اخبار وغیرہ شائع کرنا تمام کی مسلمانوں کی ہی طرف سے دین متین کی توہین کرنیکے کافی ہے علما مصلحت شناس پر اسکی قباحت مخفی نہیں ہے۔ اور اس نازک حالت اور غم کا شکوہ خدا سے ہی کرتا ہوں۔ وہی اپنے دین کا مددگار ہو۔ قولہ مولوی قصوری کو لازم ہے کہ مفتی صاحب اور تفسیر نیشاپوری والے اور صاحب خلاصہ بلکہ تمام اشاعرہ کو دائرہ اسلام سے خارج کردے۔ کیونکہ یہ سب کے سب امکان کذب باریتعالے کے قائل ہیں الخ فقیر قصوری کان اللہ لہ کہتا ہے کہ پہلے براہین میں درج تھا کہ بعضے اشاعرہ امکان کذب باریتعالے کے قائل ہیں اور اب جواب تفصیلی میں لکھا ہے کہ تمام اشاعرہ حقتعالے کے امکان کذب کے قائل ہیں اور فقیر اوپر ثابت کر چکا ہے کہ اشاعرہ ہرگز امکان کذب کے قائل نہیں۔ انکا قول صرف یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے کرم اور بخشش سے گنہگاروں کو بخشدیگا اور تمام وعیدیں گنہگاروں کی عدم العفو سے مشروط ہیں یعنی اہل سنت کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالی انکو گنہگار ہونکو نہ بخشا تو عذاب کریگا۔ پس کذب اور خلف کوئی نہیں اور ایسا ہی تفسیر نیساپوری اور خلاصہ میں امکان کذب کا اثبات نہیں ہے۔ بلکہ مراد انکی یہ ہے کہ اللہ تعالے مالک ہے اپنی مالکیت کی رو سے اگر تمام بندوں میں برابری کردے تو ممکن ہے۔ مگر اسکی حکمت برابری کو نہیں چاہتی ہے جیسا کہ آیت اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ آمَنُوا الآیۃ یعنی کیا ہم نیکوکار مومنوں کو بدکاروں کے برابر

[illegible]

عما يفعل وهم يسئلون قال النيسابوري تحتها
ذكر سبحانه ان الاعتراض على افعاله ينافي الديانة
وان له ان يفعل ما يشاء لما يشاء ولا مجال للسوال
عن افعاله انتهى فالتفسير لتلك الاية على حسب
منطوق القرآن ما في الجلالين وغيره يغفر لمن يشاء
المغفرة له ويعذب من يشاء تعذيبه قاله في الجلالين
يغفر لمن يشاء للمؤمنين ويعذب من يشاء اي الكافرين
قاله في المدارك وايضاً قال في الجلالين في اخير
سورة البقرة ولله ما في السموات وما في الارض
ملكاً وخلقاً وعبيداً الى قوله فيغفر لمن يشاء
المغفرة له ويعذب من يشاء تعذيبه انتهى وقد قال
النيسابوري تحت هذه الاية وفي ذلك غاية
الوعد للمطيعين ونهاية الوعيد للمذنبين انتهى
تحقق بتصريح النيسابوري وغيره انما هو الاحتمال
العقلي لا المنطوق اللفظي ومع هذا امثال هذه
الاحتمالات ذكرها العلماء المعقوليون في كتبهم
العربية في سوابق الازمان واما الآن في وقت
نهاية ضعف الاسلام وعناد الكفرة الذين يصدون
عن سبيل الله ويبتغون الحيل لترديد دين الله
ويؤلفون الرسائل في توهين رب العلمين والقرآن
المبين وسيد المرسلين صلى الله عليه وسلم كما هو مروج ومشاهد
في ديارنا من اكثر النصارى وبعض اليهود وجميع
الآرية من الهنود فاظهار هذه المحتملات واشاعتها

عما يفعل وهم يسئلون میں ارشاد ہے تفسیر نیساپوری
خدا اپنے کاموں سے نہ پوچھا جائیگا
میں اسکے نیچے لکھا ہے کہ خدا پر اعتراض دیانت کے خلاف
ہے اور خدا جو چاہے کرتا ہے۔ اسکو کوئی نہیں پوچھہ سکتا
ہے۔ پس اس آیت کے قرآن کے منطوق کے موافق یہہ
معنے ہیں جو تفسیر جلالین میں لکھے ہیں۔ خدا جسکی مغفرت
چاہیگا اسکو بخشیگا۔ مدارک میں ہے خدا مومنوں کو بخشیگا۔
اور کافروں کو عذاب کریگا۔ اور جلالین میں اخیر سورہ بقرہ
کے ہے اور جو کچھہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے خدا کا ملک
اور مخلوق اور بندے ہیں (اس قول تک) پس خدا جسکی
بخشش چاہیگا اسکو بخشیگا۔ اور جسکا عذاب چاہیگا اسکو
عذاب کریگا اہ اور نیساپوری نے اس آیت کے نیچے کہا ہے
کہ اس آیت میں نہایت وعدہ ہے فرمانبرداروں سے اور
سخت وعید ہے گنہگاروں سے اہ پس نیساپوری وغیرہ
کی تصریح سے ثابت ہے کہ اس آیت کے معنے یہہ ہیں کہ ضرور اللہ
تعالے موافق اپنے وعدہ کے مومنوں کو بخشیگا
اور کافروں کو عذاب کریگا اور مفتی صاحب نے جو نیساپوری وغیرہ سے
نقل کیا ہے وہ صرف احتمال عقلی ہے قرآنمجید کے منطوق سے نہیں
نکلتا ہے۔ باوصف اسکے ایسے احتمالات عقلی معقولی علماء نے اگلے وقتوں میں
اپنی عربی بولی کی کتابوں میں ذکر کیے تھے اب ان وقتوں میں جو ضعف اسلام
بدرجہ نہایت ہے اور کافر لوگ دین اسلام سے روکنے والے معاند
کوئی حیلہ بہانہ تردید دین کے لیے چاہتے ہیں اور حقتعالے کی توہین اور قرآنمجید
اور سید المرسلین کی ہتک میں رسالے اور کتابیں چھپواتے ہیں
جیسا کہ ان ملکوں میں اکثر نصاری اور بعض یہود اور سب آریوں سے یہہ

كذبه لامتناع العدم على القديم ولو امتنع زوال كذبه
قديما لامتنع ان يصدق لكنه غير ممتنع لانا نعلم بالضرورة
ان كل من علم شيئا فانه لا يمتنع عليه ان يحكم عليه
بحكم مطابق للمحكوم عليه والعلم بهذه الصحة ضروري
فاذا كان امكان الصدق قائما كان امتناع الكذب
حاصلا لا محالة فثبت انه لا بد من القطع بكونه تعالى
صادقا انتهى وهكذا في تفسير النيسابوري وغيره
فتحقق من هذا التحرير كالشمس في نصف النهار
انه يمتنع على الله عزوجل الكذب عقلا فمن اثبت
من كلام هؤلاء العلماء امكان الكذب عقلا فقد
افترى عليهم افتراء بلا امتراء نعوذ بالله من شر العلماء
ومن المعلوم ان من افترى عليه تعالى وعلى العلماء
والكبراء ان افترى على الفقير القصوري بتكفير جميع
الاشاعرة وغيرها فلا عجب منه لانه افضل المفترين
واكمل الكاذبين عند العلماء الربانيين قوله ولعلم
ان علماء الشرع كما صرحوا بهذا المطلب كذلك نقل
اے امکان کذبہ تعالی ۱۲
من اكابر الاولياء بل ازيد منهم بمراتب قال الشيخ
شرف الدين يحيى المنيري في مكتوبه الاربع والخمسين
يا اخي من كان له معاملة بجبار وقهار الذي ان
يجعل الجنان عين الجحيم والجحيم عين الجنة الخ اقول
وبعونه تعالى اصول علل الاوهام اشد من علل الاجسام
يا اخي قد علم سابقا ان علماء الشرع ما صرحوا بامكان
كذبه تعالى بل افترى صاحب البراهين عليهم باليقين

کیونکہ قدیم پر زوال نہیں آتا ہے اور جب اسکے کذب قدیم
کا زوال منع ہوتا تو اُسکا صدق ممتنع ہوتا۔ لیکن اسکا صدق
ممتنع نہیں ہے اسلیے کہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ جو شخص کسی چیز کا عالم ہوتا
ہے تو اُسپر محکوم علیہ کے موافق حکم کرنا ممتنع نہیں ہوتا۔ اور
یہہ امر یقینی ہے۔ پس جب امکان صدق قائم ہوا تو ضرور
امتناع کذب حاصل ہوگیا۔ پس یقیناً ثابت ہوا کہ حقتعالیٰ صادق
ہے اھ اور ایسا ہی تفسیر نیساپوری وغیرہ میں درج ہے
پس اس تحریر سے آفتاب نیمروز کیطرح ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ
کا عقلاً کذب ممتنع ہے اب ظاہر ہے کہ ان علما کی کلام سے
باریتعالی کا کذب عقلاً ثابت کرنیوالا بیشک مفتری ہے۔
اللہ تعالیٰ بُرے عالموں سے پناہ دے۔ اور یہہ بدیہی امر ہے
کہ جسنے خدائے ذوالکبریا اور علما و کبرا پر افترا کردیا تو وہ اگر
فقیر قصوری پر یہہ بہتان باندہے کہ اسنے تمام اشاعرہ کی تکفیر کی
ہے تو اُسپر کوئی عجب نہیں ہے کہ وہ مفتریوں کا سردار ہے قولہٗ
واضح ہو کہ علماء شریعت نے جیسا کہ امکان کذب باریتعالی
کی تصریح کی ہے۔ ویسا ہی بلکہ بدرجہا اُس سے بڑھ کر اکابر
اولیا سے یہہ مسئلہ منقول ہے شیخ شرف الدین یحیی منیری
اپنے مکتوب ۵۴ میں لکھتے ہیں اے بھائی جکا معاملہ ایسے
جبار و قہار سے ہو جو بہشت کو دوزخ بنا دے اور دوزخ کو
بہشت کردے الخ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے عقل کی
بیماری بدن کی بیماری سے بہت سخت ہوتی ہے۔ اے برادر آپکو
بخوبی معلوم ہوچکا ہے کہ علماء دین نے امکان کذب
باریتعالی پر تصریح نہیں کی ہے بلکہ صاحب براہین نے بالیقین اُنپر افترا کیا ہے

كما زعموا الاستوت حال الطائفتين المتقي المصلح للارض بتهذيب الاخلاق وتدبير المنزل والسياسة المدنية على وفق العقل والشرع والفاجر المفسد في الارض بهدم النواميس وتبع الشهوات وهتك الحرمات ومن سوى بينهم كان الى السفه اقرب منه الى الحكمة ولا ينافي هذا امكان التسوية من حيث المالكية انتهى وايضا في الكلام المنقول من الامام تصريح بهذا المدعا كما قال فلنا مد لول الاية انه لو اراد الفعل لا اعتراض عليه انتهى وانت خبير بانه لا يصح بازاء قول الامام هذا الكلام انه تعالى لو اراد الكذب لا اعتراض عليه لانه سبحانه لما سبح وقدس نفسه بمواضع في كتابه المبين ومع هذا اخبر بانه اصدق الصادقين ولعن على الكاذبين فكيف يتصور عند العقل السليم انه يمكن منه الكذب عقلاً وهذه عقيدة اهل السنة نقلا فاعتبروا يا اولى الالباب فمنهم من امثال هذه العبارات امكان كذبه تعالى فقد افترى على الله كذبا وما قال تعالى وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا ليس المراد منه انه تعالى لا يقع منه الكذب اصلا ويمكن عقلاً كما زعم الانبيٹهوی واعوانه بل المراد ان الكذب لا يمكن منه سبحانه قطعا قال الامام الرازي تحته واما اصحابنا فدليلهم انه تعالى لو كان كاذبا لكان كذبه قديما ولو كان كذبه قديما لامتنع زوال

کہ جیسا کا فرونکا گمان ہی کہ قیامت میں کوئی جزا سزا نہیں ہوگی۔ تو متقی تہذیب خلاق اور تدبیر منزل و سیاست مدنی سے موافق عقل اور شرع کے زمین کو آباد کرنے والے اور گنہگار شہوات نفسانی کے پیچھے لگکر عزت اور حرمت کے ڈبونے والے اور ملک کو برباد کرنے والے برابر ہوجاینگے جو ان دونو فرقونمیں برابری کردے وہ حکیم نہیں سفیہ ہی۔ اور یہہ بات امکان برابری کے منافی نہیں ہی۔ کیونکہ وہ مالک ہی اسپر کوئی اعتراض نہیں ہی اور تفسیر کبیر کی نقل سے بھی یہی مطلب ثابت ہی۔ چنانچہ اُنکا یہہ قول ہے ہم کہتے ہیں کہ مطلب آیت کا یہہ ہی کہ حقتعالے اگر کسی کام کو چاہے تو کسیکو اسپر اعتراض نہیں ہے۔ اہ اب غور کرو کہ اس سے یہہ کب نکلتا ہے کہ اگر اللہ تعالے اپنے کذب کا ارادہ کرے تو اسپر کوئی اعتراض نہیں ہی اسلیے کہ باریتعالے نے بار بار قرآنمجید میں اپنی ذات کو پاک اور منزہ بتایا ہی اور یہہ بھی فرمایا ہی کہ میں سب راستبازونسے راستباز ہوں۔ اور جھوٹونپر لعنت ہی۔ تو اب عقل سلیم کے نزدیک کب متصور ہو سکتا ہی کہ عقلاً خدا کا کذب ممکن ہی اور یہہ عقیدہ اہلسنت کا قرآن و حدیث کی رو سے ثابت ہی دانشمندونکا بغور سوچنا بکار ہی بس جسنے ان عبارتوں سے حقتعالی کی امکان کذب کو ثابت کیا وہ بیشک خدا پر مفتری ہی اور آیت وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا سے یہہ ہرگز نہیں نکلتا کہ اللہ تعالیٰ سے گو کذب وقوع میں نہیں آتا ہی مگر امکان کذب باریتعالی عقلاً ثابت ہی جیسا کہ جواب تفصیلی والونکا خیال ہی بلکہ اس آیت مبارک سے یہہ مراد ہی کہ حقتعالی کا کذب بالکل غیر ممکن ہی۔ امام رازی اسکے نیچے لکھتے کہ ہمارے علما کی دلیل یہہ ہی کہ اگر حقتعالے کاذب ہوتا تو اسکا کذب قدیم ہوتا۔ اور جب اسکا کذب قدیم ہوتا تو اُسکا زوال ممتنع ہوتا۔

ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء انتہی بلفظہ من صفحہ
۳۸۰ و ۳۸۱ محصلہ ان الوعید المطلق للکفار والوعد
المطلق للابرار والمومن العاصی فی مشیتہ تعالیٰ ان
شاء عفی عنہ وھو فضلہ وان شاء عذبہ وھو عدلہ
والحاصل ان ما دون الکفر فی مشیتہ تعالیٰ
ان یشاء یغفر الذنوب جمیعا عند اھل السنۃ والجماعۃ
فتحقق من کلام الشیخ ان وعیدات الفساق من
المومنین مشروطۃ بعدم العفو فلا خلف ولا کذب
فمن اثبت من کلامہ امکان الکذب وفرع علیہ الطعن
علی الفقیر القصوری بانہ یلزمہ تکفیر الشیخ فقد
ضل واضل کثیرا ۔ علی ان الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ من
الاولیاء الذین دھشتہم الخشیۃ وغلب علیہم الخوف
کما یعلم من اشعار مناجاتہ فی اخر مکتوباتہ ؎
من نہ کافر نے مسلمان زادہ ام ؎ درمیان ہر دو
حیران ماندہ ام ؎ نے مسلمانم نہ کافر چون کنم
ماندہ سرگردان و مضطر چون کنم ؎ انتہی من الصفحۃ
الاخیرۃ (۴۰۰) سطر ۷ و ۸ وقد کتبوا فی کتب العقائد
ان قول انا مومن ان شاء اللہ تعالیٰ لا یجوز عند الامام
الاعظم کما فی التمہید وشرح الفقہ الاکبر وغیرھما
فالنفی عن ایمانہ بقولہ (نے مسلمانم) کیف یجوز
عند اھل السنۃ والجماعۃ الثابتین علی الشریعۃ
القویمۃ فالاستدلال من کلام امثال ھذا الشیخ
مع انہ فی مخاطبۃ المرید الخاص وھو ان اللہ تعالیٰ

اور شرک سے کم گناہ جسکو چاہے گا بخش دیگا ۔ یہہ ترجمہ ہے
عبارت فارسی مکتوبات کا صفحہ ۳۸۰ و ۳۸۱ سے
حاصل عبارت انہیں شیخ یحییٰ منیری مستند صاحب براہین
کے مکتوبات کا یہہ ہوا کہ یقینی وعید کافروں کے واسطے ہے اور یقینی
وعدہ نیکوکار مسلمانوں کے لیے ہے اور گناہگار مسلمان خدا کے
ارادے میں ہے اگر چاہے تو اُسکو اپنے فضل سے بخشدے اور چاہے
تو عدل سے عذاب کرے اور اہلسنت کے نزدیک سوا کفر کے تمام
گناہ مغفور ہو سکتے ہیں یعنے اُنکے وعید قطعی نہیں ہے ۔ اب
غور کرو کہ انہیں شیخ علیہ الرحمۃ کے کلام سے کیسا صاف صاف
ثابت ہے کہ گناہگار مسلمانوں کی وعید مشروط ہے بخشش کے نہونے سے
پس خلاف اور امکان کذب کا نام و نشان بھی نہ رہا تو انکے
کلام سے جو امکان کذب باریتعالیٰ ثابت کرے اور فقیر
قصوری کان اللہ لہ کو انکا مکفر قرار دے تو کیسا گمراہ اور
گمراہ کنندہ خلق خدا ہے ۔ علاوہ یہہ ہے کہ یہہ شیخ علیہ الرحمۃ
تو ان اولیا سے ہیں جنکو خدا تعالیٰ کے خوف نے مغلوب مدہوش کیا ہوا ہے
جیسا کہ انکی مکتوبات کے اخیر مناجات میں ایسا درج ہے ؎ میں کافر ہوں
مسلمان بھی نہیں ہوں درمیان ان دونوں کے حیران ہوں ۔ جب مسلمان اور
کافر بھی نہیں ہوں سخت مضطر اور سرگردان ہوں ؎ مکتوبات کے صفحہ
اخیر (۴۰۰) سطر ۷ و ۸ میں دیکھو ۔ اب ظاہر ہے کہ علم عقائد اسلامیہ کی کتابوں
مثل تمہید ابو شکور سالمی اور شرح عقیدہ طحاوی اور شرح فقہ اکبر وغیرہ
سب میں تصریح ہے کہ امام اعظم رضی اللہ کے نزدیک اپنے ایمان کو
انشاء اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرط کرنا روا نہیں ہے پھر جائیکہ اپنے ایمان کو صاف
نفی کر کے (نے مسلمانم) کہدینا کیونکر جائز ہوگا حقتعالیٰ شریعت مطہر

فكذالك ههنا اتى ببهتان عظيم علی اكابر الاولياء
وما نقله من المكتوب الشيخ شرف الدين رحمه الله
تعالى فحاشا ان يثبت منه امكان كذبه تعالى بل
ارشد الشيخ لمريد خاص التحريض والترغيب على التوبة
والانابة والتجريد والتفريد ببيان كبريائه واستغنائه
تعالى بانه تبارك وتعالى جبار وقهار اغنى الاغنياء
ذو البطش والكبرياء لا يسئل عما يفعل ان اظهر
صفة القهر فلا مجال لاحد ان يعترض عليه لانه لا ظلم
بالتصرف فى مخلوقه بل حسن منه ما يفعل فكيف يقول
مومن بانه يثبت من جميع فقرات كلام الشيخ امكان
كذبه سبحانه هذا وقد قال الشيخ فى المكتوب الثمانية
والتسعين برادرم شمس الدين بداند كه مر اہل سنت
وجماعت را اجماعست كه وعيد مطلق مر كافر انرا
ست و وعده مطلق مر نيكوكاران است با نكه مومن
كه وى عاصى باشد كافر نبود تا در تحت وعيد مطلق
در آيد و نيز محسن مطلق نيست تا وعده مطلقًا و برا در يابد
اندر وے اختلاف ست نزد معتزله جاويدان در دوزخ
باشد نزد اہلسنت موقوف ست. نه وعده مطلق و نه
نه وعيد مطلق حكم وے بمشيت متعلق دارند اگر خواهد
ویرا بيامرزد و آں از وے فضل بود و اگر خواهد عذاب
كند و آں از وى عدل بود الى قوله وحاصل الامر
نزديك اہلسنت وجماعت ہمه معاصى شايد كه مغفور
گردد با جتناب از كفر قال الله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به

اور ایسا ہی یہاں اکابر اولیا پر بہتان باندہ رہا ہی شیخ
شرف الدین علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے جو نقل کر رہا ہے
خدا نخواستہ کہ اُس سے امکان کذب باریتعالیٰ ثابت ہو بلکہ
شیخ تو ایک مرید خاص کو حقتعالیٰ کے کبریا اور استغنا بیان
کر کے توبہ اور تجرید کی ترغیب دی رہے ہیں کہ حقتعالیٰ جبار
وقہار ہی۔ جو کچھہ کرتا ہے اُس سے کوئی پوچھنے والا نہیں
ہے اگر صفت قہر کا ظہور فرما وے تو کوئی اُسپر اعتراض
نہیں کرسکتا ہے۔ کیونکہ اپنی مخلوق میں تصرف کو ظلم نہیں
کہا جاسکتا۔ بلکہ وہ جو کچھہ کرے وہ اچھا ہے۔ پس کون
مسلمان کہہ سکتا ہی۔ کہ شیخ کی کلام کے ہر فقرہ سے امکان
کذب باریتعالے ثابت ہورہا ہے۔ اسکو یاد رکھکر آگے
سنیے کہ یہی شیخ علیہ الرحمۃ انہیں اپنی مکتوبات کی ۹۸ مکتوب
میں لکھتے ہیں۔ بہائی شمس الدین کو معلوم ہو کہ اہلسنت
کا اتفاقی مسئلہ ہی کہ کافروں کے لیے وعید مطلق ہی۔ اور نیکو کاروں کے
وعدہ مطلق ہی اور گناہگار مسلمان چونکہ کافر نہیں وہ وعید
مطلق کے نیچے داخل نہیں ہے اور نیز وہ بالکل نیکو کار بہی
نہیں تو وعدہ مطلق میں بہی داخل نہیں اسمیں اختلاف ہی معتزلہ اسکو
اسکو ہمیشہ کے لیے دوزخی بتاتے ہیں اور اہلسنت اسکو خدا کی
مرضی پر چھوڑتے ہیں۔ خواہ حقتعالے اپنے فضل سے اسکو
بخشدے یا عدل کرکے عذاب کرے۔ (الی قولہ) حاصل
کلام یہہ ہے کہ اہلسنت کے نزدیک ممکن ہے
کہ تمام گناہ سوا کفر کے بخشے جاویں۔ قرآن
میں فرمان ہے۔ کہ حقتعالے شرک کو نہ بخشیگا

الظالم لرب الارباب علی اثبات امکان الکذب لہ تعالیٰ کما لا یخفی علی اولی الالباب فما اجابنی بشئ لھذا السوال بل شرع المناظرۃ بعد ذلک مع المولوی سلطان محمود الذی مر ذکرہ فی بیان علماء اھل السنۃ المو جودین فی مجلس المناظرۃ من جانب حضرۃ الحکم فما ھذی فی تلک المناظرۃ صاحب البراھین فی الحوار بین لا اذکرہ ھھنا لانی بصدد بیان الاعتراضات والجواب و جواب الجواب قال الامام الرازی تحت آیۃ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ المسئلۃ الثالثۃ قالت المعتزلۃ الآیۃ تدل علی انہ قادر علی الظلم لانہ تمدح بترکہ ومن تمدح بترک فعل قبیح لم یصح منہ ذلک التمدح الا اذا کان ھو قادرا علیہ الا تری ان الزمن لا یصح منہ ان یتمدح بانہ لا یذھب فی اللیالی الی السرقۃ والجواب انہ تعالیٰ تمدح بانہ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ولم یلزم ان تصح ذلک علیہ وتمدح بانہ لا تدرکہ الابصار ولم یدل ذلک عند المعتزلۃ علی انہ یصح ان تدرکہ الابصار انتہی بلفظہ فثبت منہ ان امکان الظلم والکذب علیہ تعالیٰ لیس من عقائد اھل السنۃ بل من عقائد المعتزلۃ قولہ فینظر مولف الانوار ومویدہ القصوری وجمیع اھل مشربھما بنظر الاعتبار ان الطعن علی قائل مطلق امکان الکذب اوصلھم الی تکفیر اکابر اھل السنۃ اقول وبفضلہ العمیم احول قد علم سابقا ببیان شاف وبرھان کاف ان الطعن علی قائلی امکان کذب الباری سبحانہ انما یرجع الی الو ھابیین

آپ تو ظلم اور امکان کذب اثبات کر رہے ہو۔ یہہ عذر محض بیجا ہے تو اسکا جواب مجلس مناظرہ میں فقیر کو کسی نے ندیا۔ اور مولوی سلطان محمود جنکا نام علماء اہل سنت میں اوپر معدود ہو چکا ہے مناظرہ شروع کر دیا۔ ان تحریری سوالات وجوابات میں جو کچھ صاحب براہین اور اُسکے حواریین نے بیہودہ باتیں تحریر کرائیں تھیں فقیر اُن سے متعرض نہیں ہوتا۔ کیونکہ میرا وظیفہ اعتراضات کی قائم کرنے اور جواب الجواب کا دینا ہے۔ امام رازی آیت ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ کی نیچے تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں تیسرا مسئلہ یہہ ہے کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے کیونکہ ترک ظلم سے اسکی مدح کیگئی ہے اور جسکی کسی فعل قبیح کی ترک سے مدح کیجاتی تو وہ تب صحیح ہوگی جب وہ ممدوح اس فعل قبیح کے کرنے پر قادر ہو جیسا کہ جاماندہ کو کوئی اس سے مدح نہیں کر سکتا کہ وہ رات کو چوری کرنیکو نہیں جاتا۔ تو اسکا جواب یہہ ہے کہ قرآن میں حقتعالیٰ کی مدح کیگئی ہے۔ کہ اسکو اونگھہ اور نیند نہیں پکڑتی اور اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ اسکو اونگھہ اور نیند لازم آجاتی اور نیز قرآن میں اسکی مدح ہے کہ اسکو آنکھیں نہیں پا سکتی ہیں اور معتزلہ کی نزدیک یہہ دلیل نہیں کہ ادراک ابصار حقتعالیٰ پر صحیح ہو یہہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر کبیر کا جس سے بخوبی ثابت ہے کہ امکان ظلم اور کذب سے باریتعالیٰ کو موصوف کرنا اہلسنت کا عقیدہ نہیں معتزلہ کا اعتقاد ہے قولہ اب مولف انوار ساطعہ اور اسکے موید مولوی قصوری اور تمام انکے ہم مشرب عبرت سے دیکھیں کہ جو طعن مطلق امکان کذب کی قائلو نپر کرتے تھے اسنے اکابر اہلسنت کی تکفیر تک نوبت پہونچائی فقیر کان اللہ لہ اسکو جواب میں

ان ادخل بالقهر محمدا وعیسی ویحیی علی نبینا وعلیهم
السلام من الملك العلام وجمیع الخواص والعوام فی
النار خلدین مخلدین لایلزم منه الظلم علی الله سبحانه
الخ علی انه ثبت منه امکان کذب الباری وعرضه
فی معرض المناظرة واشتهاره فی الرسائل لیس الا کمال
توهین الباری عز اسمه ونهایة اهانة الانبیاء علیهم
الصلوة والثناء فما تیفوه بامثال هذه الاقوال صاحب
الایمان والحیاء سیما فی زمان غلبة الاعداء و
شوکة الاشقیاء فاعتبروا یا اولی الالباب واشهدوا
بالصدق والثواب وما نقل من تحفة الاثنا عشریة
انه یمکن الظلم من الله عند اهل السنة لان الجمیع
خلقه وملکه الخ فهو ایضا کذب وبهتان لان صاحب
التحفة کتب از باریتعالے نزد اہل سنت ظلم ممکن نیست الخ
ونقل صاحب البراهین مع الحواریین از باریتعالی
ظلم ممکن ہست یعنی بدل کلمة النفی بلفظ الاثبات کما
اظهرت هذا التحریف فی مجلس المناظرة عند حضرت الحکیم
وغیره من الاعیان فلما راوه بالعیان قال فی جوابه
انه من سهو قلم الناسخ وانما کتبته فی مسودتی نیست
فنظرنا فاذا هو مکتوب بین السطور فقلت له ان
کثیرا من الطلباء لما اطلعوا علی هذا التحریف فلا غلب
ان بعضا منهم قد اخبرك وکتبت هذا بعده کما یشهد
کتابته بین السطور وان سلمنا فی وجه استدلالك
من لفظ (نیست) وانما استدلالك من اثبات امکان

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عیسی و یحیی علیہم السلام
جنکو حقتعالی کے قہر میں داخل کرکے اور جمیع خاص و عام کو ہمیشہ کیواسطے
دوزخی بنا دینا اور پہر اس مقولہ سے باریتعالی کا کذب ثابت کرنا اور
مناظرہ میں ان دلائل کو پیش کرنا اور رسالوں اور اشتہاروں میں
اسکو شائع کرنا کمال توہین حضرت باریتعالی اور نہایت
اہانت جناب انبیا علیہم السلام نہیں تو اور کیا ہے اور کسی مومن
صاحب حیا کی زبان پر ایسی باتیں ہرگز نہیں آتی ہیں خاص
ایسے نازک وقت غلبۂ دشمنان دین متین میں دانشمند اسپر
غور کرکے شہادت دیں کہ یہہ کیا معاملہ ہے اور وہ جو صاحب
براہین نے تحفہ اثنا عشریہ سے نقل کیا کہ اہلسنت کے نزدیک
حقتعالی سے ظلم ممکن ہے کیونکہ سب اسکی پیدائش اور بادشاہت
ہے الخ سو یہہ بہی جہوٹ اور بہتان ہے اسلیے کہ تحفہ میں
تو یوں درج ہے کہ حقتعالی سے اہلسنت کے نزدیک ظلم
ممکن نہیں ہے اور صاحب براہین نے مع اپنے حواریین
کے لکہا ہے کہ تحفہ میں ہے کہ ظلم ممکن ہے یعنے کلمہ نفی کو لفظ
اثبات سے تحریف کر دیا ہے چنانچہ اسکی اصل عبارت محرفہ
فقیر نے مجلس مناظرہ میں حضرت حکیم اور دوسرے اعیان ریاست
کو دکہلائی تہی جب سب نے یہہ تحریف دیکہی تو اسکے جواب میں براہین والے نے
عذر کیا کہ یہہ سہو کاتب ہے میری مسودہ میں لفظ نیست کا ہے
اور یہہ لفظ مسودہ میں بین السطور درج تہا تب فقیر نے کہا کہ اسی لفظ
تحریف کا ذکر بہت سے لوگوں میں جو مشہور ہوگیا تہا تو آپکو
بین السطور لکہنے کا اب موقع ملگیا خیر تسلیم کیا کہ یہہ سہو
کاتب ہے مگر نیست کے لفظ سے آپکا مدعا کیونکر ثابت ہوا

شرعاً وعقلاً استحالۃ امکان کذبہ تعالیٰ لان الکذب
قبیح ونقص الخ والمراد منہ صراحۃ ان الکذب نہایۃ
سفاہۃ قد لعن اللہ علی الکاذبین فامکان الکذب
کیف لا یستحیل علی اللہ تعالیٰ ویظہر منہ ظہوراً
بیناً ان مدار الوعید علی الکذب لا علی امکانہ فاثبات
صاحب البراہین من ہذہ العبارۃ مدار الوعید
علی امکان الکذب وادخال الانبیاء والاولیاء
فی ہذا الوعید علی حسب فہم الفقیر الیٰ اخرہ واثبات
قدرۃ الاولیاء والانبیاء علی الکفر والشرک نشاء من
کمال ضدیتہ وشدۃ عنادہ لرجل یرد قولہم والعجب
کل العجب من ہذہ النفسانیۃ فان ہؤلاء لا یبالون
من ایجاد کلمات توہین الانبیاء والاولیاء ونسبتہا
الیٰ غیرہم نعم من لم یخف من الاتہام علی اللہ سبحانہ
فکیف یخاف من اتہام الناس بقی ما قال صاحب البراہین
بقدرۃ النبیین علی الکفر والشرک فہو ایضاً یخالف
مذہب اہل السنۃ بل سائر الامۃ لان اللہ عزوجل
خلق الانبیاء مجبولین علی العصمۃ من الکفر والشرک
بل المعاصی بتعمد وہذہ المسئلۃ یقینیۃ کما قال
شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحت ایۃ ووجدک
ضالاً فہدیٰ واما قولہ تعالیٰ فی حق سائر الانبیاء
وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْہُمْ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ وفی حق حبیبہ
صلی اللہ علیہ واخوانہ وسلم لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ
الایۃ فہو بفرض المحال کما فی الجلالین والمدارک وغیرہما

اور شرعاً وعقلاً امکان کذب باریتعالےٰ کا محال ہونا
درج کیا تہا اسلیئے کہ کذب قبیح اور نقص ہی۔الخ اور صراحۃً مراد اس سے
یہہ تہی کہ جہوٹ پرلے درجے کی برائی ہی اللہ تعالیٰ نے جہوٹونپر لعنت
پائی ہی تو امکان کذب ہی حقتعالیٰ پر محال ہے جس سے صاف نفسِ
ظاہر تہا کہ مدار وعید کذب پر ہی نہ امکان کذب پر پس براہین والے نے
جو اس عبارت سے مدار وعید لعن امکان کذب پر قرار دیکر سارے
انبیا اور اولیاء کو لعنتی بنا رہا ہے اور فقیر پر یہہ الزام لگا
رہا ہے اور اخیر میں اولیا اور انبیا کی قدرت کفر اور شرک
پر ثابت کر رہا ہے یہہ اسکی محض ضدیت اور عناد ہے کہ
اپنی عندی کر مخالف کی تردید میں کمال ہٹ دہرمی انکا
شیوہ ہی اور عجب تر یہہ نفسانیت ہی کہ یہہ لوگ اپنی
آپ کلمات اہانت انبیا و اولیا تراش کر دوسرونکی
طرف نسبت کر دیتے ہیں بیشک جو حقتعالےٰ پر اتہام
سے نہیں ڈرتا وہ بندوں پر الزام سے کب اڑتا ہی
رہا یہہ جو اس قول میں براہین والے نے انبیا کی قدرت
کفر و شرک پر جو لکھی ہے تو یہہ بہی اہلسنت بلکہ تمام امت
کے برخلاف بکواس کی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انبیا کو کفر
او رشرک بلکہ معاصی ہی عصمت پر مجبول پیدا کیا ہے اور یہہ
مسئلہ یقینی ہی دوسری کتابونپر دسترس نہو تو تفسیر عزیزی میں
آیت وَوَجَدَکَ ضَالًّا فَہَدٰی کے نیچے دیکہہ لیں۔ اور سب انبیا
کو قرآنمیں یہہ کہنا کہ اگر وے شرک کرتے تو ہم انکے اعمال ضائع
کر دیتے اور نیز سرور عالم صلے اللہ علیہ وعلی اخوانہ وعترتہ وسلم کے
بارہ میں یوں فرمایا اگر تو شرک کریگا تو ہم تیرے عمل ضائع کر دینگے اخیر آیت

ولا يعود اصلاً الى اكابر اهل السنة بل ولا الى احد من عوام
المومنين وان جميع دلائل صاحب البراهين مع
الحوارين ليس الا التفسير بالراى والاجتهاد الزعمى
والافتراء على العلماء الراسخين والتغليط بالتحريف
والافتان للمسلمين فليتامل الكنكوهى ومويده
الانبيٹهوى وسائر اهل مذهبهما من الحوارين المكذبين
لرب العلمين فى ان القول بامكان كذب اصدق
الصادقين كيف حزب عاقبتهم بالافتراء عليه
تعالى وبالاجتراء على التحريف المعنوى واللفظى فى
كلام العلماء والعرفاء فنعوذ بالله من الحور بعد الكور
وبه نستعين قوله واما كتابة اية فنجعل لعنة الله
على الكاذبين فى استدلاله فهو ايضاً بلا فهم وما
يدرى ان وجود مبدء الاشتقاق ضرورى لصدق
وصف المشتق لا امكانه والا يلزم على حسب
فهم القصورى ان يكون جميع الناس حتى المعصومين
مصداق اية فنجعل لعنة الله على الكاذبين لانه
لما كان مدار هذا الوعيد على مطلق امكان الكذب
وامكان الكذب فى جميع الناس موجود فكان
مصداق الوعيد جملة بنى ادم الخ اقول وبعد الحمد
الحقيقى احول فقد مر فى الاعتراض الاول بعد ذكر
الايات الناطقة على صدقه تعالى وتواتر الخبر
بانه سبحانه صادق هذه العبارة وقد قال تعالى
فى وعيد الكذب فنجعل لعنة الله على الكاذبين فتحقق

اور حاشا کہ کسی اکابر اہلسنت یا کسی عوام امت کیجانب وہ طعن
عود کرے اور یہہ بہی معلوم ہوچکا ہے کہ صاحب براہین اور
اسکے تمام حوارین کے دلائل یا تو آیت قرآنی کی اپنی رائے پر
تفسیر ہے اور یا اپنے زعم سے اجتہاد کیا ہے. یا علماء دین پر افترا ہے
اور تحریف کرکے مسلمانوں کو دہوکہہ دیا ہے پس مولوی گنگوہی اور
اسکا مرید انبیٹہوی اور تمام انکے ہم مذہب جو حقتعالی کے امکان کذب
کو ثابت کررہے ہیں غور سے دیکہیں کہ اس بد اعتقادی نے اللہ تعالی
پر افترا کرنے سے اور علماء اور اولیا کی کلام میں دلیرانہ تحریف لفظی
ومعنوی سے انکی کیسی عاقبت خراب کی ہے. ترقی کے بعد تنزل
سے پناہ بخدا **قوله** اور آیت فنجعل لعنة اللہ علی الکذبین کا استدلال
میں لکہنا بے سوچے سمجہے ہے اتنی بہی سمجہہ نہیں ہے کہ صدق وصف
مشتق کے واسطے وجود مبدء اشتقاق ضروری ہے نہ امکان
ورنہ قصوری کی فہم کے موافق جملہ بنی آدم حتے کہ معصومین
پناہ بخدا آیت فنجعل لعنة اللہ کے مصداق ہوجائیں گے کیونکہ
مدار اس وعید کا تو مطلق امکان کذب ٹہیرا اور امکان
کذب سارے بنی آدم میں موجود ہے. پس مصداق وعید لعنت
جمیع بنی آدم ہوئے. اور کچہہ جہوٹ پر ہی منحصر ہی نہیں
بلکہ اکابر اولیا وغیرہ کو تمام گناہ کفر اور شرک زنا
اور سرقہ وغیرہ پر قدرت ہے. اور انکے امکان میں دخل
ہے گو واقع نہوں. فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ پہلے اعتراض
میں بعد ذکر کرنے آیات ناطقہ صدق باریتعالی کی اور متواتر
ہونے خبر صدق اس پاک ذات کے فقیر نے کذب
کی وعید میں یہہ آیت بہی لکہدی تہے ـ

عليه بان امكان كذب البارى يثبت من شرح المواقف
والسادس عبارة الامام فى تفسيره الكبير تحت قوله تعالى
وظنوا انهم قد كذبوا) لان المؤمن لا يجوز ان يظن بالله
الكذب بل يخرج بذلك عن الايمان انتهى وقال فى الوجه
الاول والظن ههنا بمعنى التوهم والحسبان انتهى
والسابع ايضا من التفسير الكبير فاذا اجوّز على الله
الخلف فيه (اى فى الخبر) فقد جوز الكذب على الله فهذا
خطاء عظيم بل يقرب من ان يكون كفرا فان العقلاء
اجمعوا على انه منزه من الكذب انتهى والثامن كلام
القارى من شرح الفقه الاكبر والكذب عليه تعالى محال
والتاسع كلام الجلال الدوانى من شرح العقائد الجلالى
وامكان المحال محال والعاشر رواية الفتاوى الهندية
يكفر اذا وصف الله تعالى بما لا يليق به او نسبه
الى النقص انتهى ملخصا فهذه عشرة كاملة من الدلائل
ذكرها فى الاعتراض فمنها ما فيه لفظ الجواز او الصحة
او الظن بمعنى التوهم فهو نص فى كون امكان الكذب
نقصا وما فيه لفظ الامتناع والمحال فهو ايضا كذلك
لان مقدمة امكان المحال محال مبرهن عند العقلاء
والدليل الحادى عشر نقلته سابقا من التفسير الكبير
تحت قوله تعالى ومن اصدق من الله حديثا ما نصه
فاذا كان امكان الصدق قائما كان امتناع الكذب
حاصلا لا محالة انتهى فحصل من امتناع الكذب
استحالة امكانه هذه المنقولات من دلائل نقص

جو کہتا ہے کہ شرح مواقف سے امکان کذب ثابت ہوتا ہے
چھٹی عبارت تفسیر کبیر کی آیت وظنوا انہم قد کذبوا کی تحت
سے بیشک مومن کو خدا پر جھوٹ کا گمان کرنا روا نہیں بلکہ اس
گمان سے ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اھ اور پہلی وجہ کے بیان میں
امام رازی نے کہا ہے کہ ظن اس جگہہ وہم اور خیال کے معنے
رکہتا ہے ساتویں بہی تفسیر کبیر میں ہے جب حقتعالی پر خبر میں خلاف
روا رکہا جاے تو یہہ کذب کی تجویز ہوئی پس یہہ بڑا خطا بلکہ
قریب کفر کے ہے۔ اسلیئے کہ سب دانشمند خدا تعالی کے کذب سے
منزہ ہونے پر متفق ہیں۔ آٹھویں فقہ اکبر کی شرح میں ہے کہ خدا پر
جھوٹ محال ہے۔ نویں شرح عقائد جلالی میں ہے کہ امکان
محال بہی محال ہے۔ دسویں فتاوی عالمگیریہ کی عبارت
کہ اللہ تعالے کو نالائق امر سے موصوف کرنا یا نقص
کیطرف منسوب کرنا کفر ہے۔ یہہ دس دلیلیں ہیں جو فقیر نے
اعتراض میں بیان کی ہیں جنمیں لفظ جواز یا صحت یا گمان
بمعنے وہم ہے تو وہ نص ہے امکان کذب کے نقص ہونے پر
اور جنمیں لفظ امتناع یا محال کا ہے تو وہ بہی ایسا ہی ہے کیونکہ
امکان محال کا محال ہونا عقلا کے نزدیک محقق ہے
گیارہویں تفسیر مدارک سے بذیل آیت ومن اصدق
من اللہ حدیثا کے منقول ہوا ہے کہ جب امکان
صدق قائم ہو تو ضرور امتناع کذب حاصل ہو گیا
اھ پس امتناع کذب سے امکان کذب محال ہو چکا
یہہ گیارہ دلائل نقص ہونے امکان کذب
میں ہر چند بنا برا طمینان اہل انصاف

وفی التفسیر العزیزی ولو تقول علینا یعنے اگر بفرض
محال بربستہ بگوید آں رسول برما الخ فتبین من ہذہ
المنقولات المعتبرات ان الانبیاء لا یقدرون علی الکفر
والشرک وامکان الکفر والشرک لا یتصور من المعصومین
فینتقم اللہ خیر الناصرین من صاحب البراھین مع الحواریین
وقد فعل والحمد للہ رب العلمین قولہ وما استدل
بان الکذب قبیح ونقص واللہ منزہ ومقدس من جمیع
النقائص فجوابہ اولاً سلمنا قبح الکذب ونقصہ لکن
لا نسلم قبح امکان الکذب ونقصہ بل ھو کمال الوھیتہ
وشعبۃ عموم قدرتہ تعالی کما علم سابقا ومن ادعی
قبح امکان الکذب ونقصہ فعلیہ بالدلیل اقول و
بلطف الخفی احول قد مرت عدۃ دلائل نقص امکان
الکذب فی تحریر الاعتراض ونعد ھھنا الاول یمتنع
علیہ الکذب اتفاقا والثانی انہ نقص والنقص علیہ
محال اجماعا والثالث واذا امتنع علیہ الکذب وجب
ان یکون کلامہ صدقا والرابع ولا یصح علیہ الحرکۃ و
السکون والانتقال ولا الجھل ولا الکذب ولا شئ
من صفات النقص عند اھل السنۃ والجماعۃ
خلافا لمن جوزھا علیہ مما تقدم والخامس قال ابو موسی
عیسی بن صبیح راھب المعتزلۃ ان اللہ قادر علی
ان یکذب ویظلم ولو فعل لکان الھا کاذبا ظالما
تعالی اللہ عما قالہ علوا کبیرا ھذہ خمس دلائل
کتبتھا من شرح المواقف لاظھار بھتان صاحب البراھین

تفسیر عزیزی میں ولو تقول علینا کے نیچے لکھتے ہیں یعنی
بفرض محال وہ رسول اگر ہمپر کچھ بنا کر کہتا الخ پس
ان معتبر سند و منقول ثابت ہو کہ انبیا کفر و شرک پر قادر نہیں ہیں
اور امکان کفر و شرک معصوم لوگوں سے غیر ممکن ہے
پس خداوند ذوالجلال ہی ان بے ادبوں سے انتقام لے
چنانچہ اسنے صاحب براہین اور حواریین سے انتقام خوب
لیا جسپر اسکا شکر ہے قولہ اور یہہ جو دلیل بیان کی ہے کہ کذب
قبیح اور نقص ہے اور باریتعالی سب نقصوں سے پاک ہے
اسکا جواب یہہ ہے اول ہمنے مانا کہ جھوٹ قبیح و نقص ہے لیکن امکان
کذب کا قبیح اور نقص ہونا مسلم نہیں. بلکہ کمال الوہیت اور
شعبہ عموم قدرت ہے چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہے اور جو امکان
کذب قبیح اور نقصان ہونیکا مدعی ہے اسپر دلیل کا قائم کرنا
لازم ہے فقیر کان اللہ لہ جواب دیتا ہے کہ اوپر اعتراض کی تحریر
میں امکان کذب کے نقص ہونیکی کئی دلائل گذری ہیں جنکو سمجھکے
شمار کر دیتے ہیں پہلی حقتعالی پر بالاتفاق کذب ممتنع ہے دوسرے
کذب نقص ہے اور نقص خدا پر بالاجماع محال ہے تیسرے جب
اسپر کذب ممتنع ہوا تو واجب ہے کہ اسکی کلام راست ہو چوتھی خدا پر
سکون حرکت انتقال جہل کذب صحیح نہیں ہے اور نہ کوئی صفات
نقص ہے اہل سنت کے نزدیک برخلاف انکی جو انکو روا رکھتے
ہیں جیسا کہ اوپر گذرا ہے. پانچویں معتزلہ کے عابد ابو موسی عیسے
کہا ہے کہ خدا جھوٹ اور ظلم پر قادر ہے اگر ایسا کرتا تو جھوٹا ظالم خدا
کہلاتا خدا اس سے بہت اونچا ہے. یہہ پانچ دلیلیں شرح موقف
سے لکھی ہیں تاکہ ظاہر ہو بہتان صاحب براہین کا

انتہی وفی العقائد[18] الحافظیۃ ولا یوصف اللہ تعالے
بالقدرۃ علی الظلم والسفہ والکذب لان المحال لا یدخل
تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ یقدر ولا یفعل انتہی
وفی شرح[19] العقائد الجلالی ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال
ولا الجہل ولا الکذب لانہما نقص والنقص
علی اللہ تعالی محال انتہی وفی العقائد[20] العضدیۃ
وھو منزہ عن جمیع صفات النقص کما سبق من
اجماع العقلاء علی ذلک انتہی وفی شرح[21] الفقہ الاکبر للقاری
علیہ رحمۃ الباری ومنہا لا یوصف اللہ تعالی بالقدرۃ
علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ
انہ یقدر ولا یفعل انتہی فہذہ احدی وعشرون
دلائل ینطق علی ان امکان کذبہ تعالی نقص ایضا
وھو سبحانہ منزہ عن جمیع النقائص بالاجماع وقول
صاحب البراھین مع الحواریین سلمنا[الف] قبح الکذب
ونقصہ لکن لا نسلم قبح امکان الکذب ونقصہ بل
ھو کمال الالوھیۃ وشعبۃ عموم قدرتہ یقتضی اقتضاء
بینا ان یقولوا ان الجہل والزنا والعجز وغیرھا من
الرذائل سلمنا قبحہا لکن لا نسلم قبح امکان الجہل والزنا
والعجز وغیرھا بل ھی کمال الالوھیۃ وعموم القدرۃ و
لا یخفی علی العاقل المتدین شناعۃ ھذا القول المردود
نعوذ من ذلک بالمعبود الودود وفی المعتقد المنتقد
والنجدیۃ ای الوھابیۃ قد فارقوا اھل الاسلام
وفی ھذا المقام قال کبیرہم کذبہ وامکان اتصافہ سبحانہ

ا ے اسمعیل الدہلوی ۱۲

اور عقائد[18] حافظیہ میں ہے کہ حقتعالے سبحانہ ظلم سفاہت
کذب پر قادر ہونے سے موصوف نہیں۔ اسلیئے کہ محال
خدا کی قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے اور معتزلہ کے نزدیک
حقتعالیٰ کذب وغیرہ پر قادر ہو۔ اور کرتا نہیں اور شرح[19] عقائد
جلالی میں ہے خدا پر حرکت انتقال جہل کذب صحیح نہیں کہ یہ
نقص ہیں اور نقص خدا پر محال ہے اور عقائد عضدیہ[20] میں
ہے خدا تمام صفات نقص سے پاک ہے چنانچہ سب عقلا کا
اسپر اتفاق ہے چنانچہ اوپر مذکور ہو چکا ہے اور شرح[21] فقہ اکبر
میں ہے حقتعالیٰ ظلم پر قدرت سے موصوف نہیں ہے کیونکہ محال
قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا ہے۔ اور معتزلہ کے نزدیک
ظلم پر قادر ہے اور کرتا نہیں۔ اب یہ اکیس دلائل باریتعالے
کے امکان کذب سے پاک ہونے پر ناطق ہیں کہ وہ نقص
ہے اور خدا نقص سے پاک ہے۔ اور صاحب براہین اور اسکے
حواریین کا یہہ قول کہ ہم کذب کا قبح اور نقص ہونا مان لیں
تو امکان کذب کے قبح اور نقص کو تسلیم نہیں کرتے ہیں
بلکہ اس سے خدا کی الوہیت کامل ہوتی ہے اور اسکی قدرت
کا عام ہونا ہے صاف صاف چاہتا ہے کہ یہہ لوگ بھی علانیہ
طور پر کہیں کہ ہم جہل زنا عجز وغیرہ کی قبیح کو تسلیم کر لیں تو امکان
جہل و زنا و عجز وغیرہ کے قبیح ہونیکو نہیں مانتے بلکہ یہہ سب کمال
الوہیت اور شعبہ عموم قدرت ہیں۔ دیندار عاقل پر اس مردود
اعتقاد کی برائی پوشیدہ نہیں ہے۔ پناہ بخدائے لایزال ایسے سخن
پرستی کے خیال سے کتاب معتقد منتقد میں لکھا ہے فرقہ وہابیہ سارے
اہل اسلام سے مخالف ہو گئے ہیں انکا امام (یعنی مولوی اسمعیل دہلوی نے) کہا ہے

امکان کذبہ تعالیٰ وان کانت کافیۃ لاطمینان اہل الانصاف لکن اذکر عدۃ دلائل اخری عسے ان یہدی الهادي بها احداً من المکذبین وترتفع المناقشۃ القبیحۃ من بین المسلمین وبہ استعین قال(۱۲) مفتی الثقلین فی المدارک تحت قولہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ حدیثا وهو استفهام بمعنے النفی ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ الکذب علیہ تعالیٰ لقبحہ لکونہ اخباراً عن الشیٔ بخلاف ما هو علیہ انتہی وقال(۱۳) القاضی فی تفسیرہ انوار التنزیل تحت هذہ الآیۃ الکریمۃ انکار ان یکون احد اکثر صدقاً منہ تعالیٰ فانہ لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وهو علی اللہ محال انتہی وقال(۱۴) مفتی الثقلین ابو السعود فی تفسیرہ تحتها انکار لان یکون احد اصدق منہ فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالتہ کیف لا والکذب محال علیہ سبحانہ دون غیرہ انتہی وقال(۱۵) القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظہري تحتها فان اخبارہ تعالیٰ لا یحتمل تطرق الکذب الیہ بوجہ من الوجوہ لانہ نقص مستحیل علی اللہ تعالیٰ انتہی بقدر الضرورۃ وفی تفسیر(۱۶) تبصیر الرحمن تحتها لانہ عبارۃ کلامہ الازلي الذی لا دخل للکذب فیہ لانہ نقص والغیر وان دلت الدلائل علی صدقہ فکذبہ ممکن اذا لم ینظر الیها وفی(۱۷) تفسیر خازن تحتها یعنی لا احد اصدق من اللہ تعالیٰ فانہ لا یخلف المیعاد ولا یجوز الکذب

وایمان کافی ہیں۔ مگر چند دلائل اور بھی لکھدیتا ہوں شائد کسی خدا کے مکذب کو ہدایت ہوجائے اور مسلمانوں کے درمیان سے خرخشہ رفع ہو۔ تفسیر(۱۲) مدارک میں اسی آیت مبارک کے نیچے لکھا ہے کہ یہہ استفہام نفی کے معنے سے ہے یعنے کوئی بھی اللہ تعالےٰ سے خبر اور وعدہ اور وعید میں راستباز نہیں ہے۔ اسلیئے کہ کذب خدا پر محال ہے کہ وہ قبیح ہے کیونکہ وہ نام ہے خلاف واقعہ خبر دینے کا اھ اور تفسیر(۱۳) بیضاوی میں بھی اسی آیت کے نیچے لکھا ہے کہ یہہ انکار ہے اس سے کہ خدا سے کوئی بھی راستباز ہو اسلیئے کہ اسکی خبر میں کسیطرح سے بھی کذب داخل نہیں ہوسکتا۔ کہ وہ نقص ہے اور خدا پر محال ہے اھ مفتی الثقلین(۱۴) ابو السعود اپنی تفسیر میں اسی آیت کے نیچے لکھتے ہیں کہ یہہ انکار ہے اسکا کہ کوئی خدا سے راستباز نہیں ہے اپنے وعدہ اور تمام خبروں میں اور بیان ہے اسکے محال ہونیکا کیا معنے کہ جھوٹ خدا پر محال ہے اھ(۱۵) بیہقی زمان تفسیر مظہری میں اسکے تلے لکھتے ہیں کہ بیشک خدا کی خبروں میں کذب کو کسی وجہہ سے بھی دخل نہیں ہے کہ وہ نقصان اور خدا پر محال ہے اھ تفسیر(۱۶) رحمانی میں اسکے نیچے تحریر ہے اسلیئے کہ قرآن خدا کی کلام ازلی کی عبارت ہے اسمیں کذب کو دخل نہیں کہ وہ نقص ہے۔ اور جو خدا کے سوا ہے ہرچند اسکا صدق مدلل ہو مگر ان دلائل سے قطع نظر کرنے سے اسکا کذب ممکن ہے تفسیر(۱۷) خازن میں ہے یعنے کوئی بھی خدا سے راستباز نہیں ہے کہ وہ وعدہ

يتصور ذلك في فعله الى قوله فان قيل الكفر والمعاصي
اقبائح وقد خلقها الله تعالى قلنا نسلم الا خلق القبيح
بقبيح فهو موجد لها لا فاعل لها فان قيل فلا يفعل الحسن
الا انه حكم عليه لا امرا كما لا حكم عليه نهيا والاجماع
خلافه قلنا وقد ورد الشرع بالثناء عليه في افعاله
نت حسنة لكونها متعلق المدح والثناء عند الله
الى انتهى من صفحه ١٥٣ من الجلد الثاني المطبوعة
صر وهكذا في سائر مبسوطات العقائد فثبت
الله عز وجل خالق كل شئ ولا يفعل فعلا قبيحا كما
المكذبون ولا قائل منا بان خلق الكفر والعبث
ـس والبليس كلها قبائح لا ينسب الى الله تعالى
كذبون على الله سبحانه كيف يبالون في الكذب على عباده
قوله وثالثا نقل القصور هذا الدليل من شرح المواقف
لم يدر معناه ولم ينظر الى ما قبله وما بعده لان شارح
ـف زيف هذا الدليل فعرض الدليل الغير الصحيح عند الخصم
جرءة قال شارح المواقف واعلم انه لم يظهر لي فرق
النقص في الفعل والقبح العقلي الخ اقول دليل تنزيه
ـى تعالى من نقص الكذب ليس ماخوذا
شرح المواقف فقط بل صرح به في غير واحد
كتب العقائد كما في متن شرح المقاصد يكون
با وهو على الله تعالى محال بالاجماع واخبار
نبياء عليهم السلام ولكونه نقصا عند العقلاء
شرح المقاصد فتعين الكذب وهو محال

واجب بحکم شرع ہوتا ہی اور خدا کی کام میں یہ متصور نہیں ہی الی
قولہ اگر کوئی کہی کہ کفر وظلم معاصی سب کے سب قبیح ہیں اور یہہ سب خدا کی
مخلوق ہیں ہم اسکا جواب دیتی ہیں کہ یہ مانا مگر قبیح کا پیدا کرنا قبیح نہیں ہی
پس خدا ہی قبائح کا بھی خالق ہی مگر سوای اسکی کوئی فاعل نہیں اور
اگر کہا جاوے کہ خدا اچھا کام بھی نہیں کرتا کیونکہ اُسپر نہ
کوئی حکم ہے اور نہ اسپر کچھہ منع ہی حالانکہ اجماع
اسکے خلاف پر ہی (یعنے خدا اچھا کام کرتا ہے) ہم جواب
دیتی ہیں کہ شرع میں خدا کی کاموں پر تعریف ہوئی ہی تو اسکی
کام اچھی ہی ہوں گی کہ اُن سی مدح اور ثنا متعلق ہی۔ یہہ ترجمہ
ہی شرح مواقف مطبوعہ مصر کی دوسری جلد کی صفحہ ۱۵۳ سے
اور باقی مبسوطات عقائد میں بھی ایسا ہی ہے۔ پس متحقق ہوا کہ
ضرور حقتعالی ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہی اور کوئی برا کام نہیں کرتا برخلاف
زعم مکذبین کی اور اسکا تو کوئی بھی اہل اسلام سی قائل نہیں کہ کفر عبث
نفس شیطان کا پیدا کرنا قبیح ہی حقتعالی کیطرف نسبت نکرنا چاہیے
جو خدا پاک پر امکان کذب کی قائل ہوں وہ خدا کی بندوں پر بہتان
باندہنی سی کب پروا کرتی ہیں قولہ تیسرا مولوی قصوری نی یہہ دلیل شرح
مواقف سی نقل تو کی ہی مگر اسکی معنی کو نہیں سوچا نہ اسکی ماقبل مابعد کو دیکہا
ہی خود شارح مواقف اس دلیل کو غلط بنا رہی ہیں پس غلط دلیل کو خصم
کی مقابلہ پیش کرنا کسقدر جرءت وبیباکی ہی۔ شارح مواقف کہتا ہی کہ نقص
فی الفعل اور قبح عقلی فی الفعل میں فرق مجہپر نہیں ظاہر ہوا۔ الخ فقیر کان اللہ لہ
کہتا ہے کہ حقتعالی کے نقص کذب سے پاک ہونیکی دلیل صرف شرح مواقف سی ہی ماخوذ
نہیں ہی بلکہ جمیع کُتب عقائد میں اسپر تصریح ہی چنانچہ متن شرح مقاصد
میں ہی کہ کذب بالاتفاق حقتعالی پر محال ہی اور تمام نبیوں نے بہی خبر

بهذه النقيصة ليس محالا بالذات وليس خارجًا
من القدرة الالهية والا يلزم زيادة القدرة
الانسانية على القدرة الربانية انتهى واطال الوقاحة
بعض متبعيه باطالة الكلام فيما لا يعنيه والى
جهده يصليه حتى التزم امكان اتصافه سبحانه
بالجهل والعجز وجميع النقائص والمعائب والفواحش
والقبائح وفضح نفسه وقومه بانواع الفضائح
انتهى وفي زماننا من اكابر متبعي اسمعيل الدهلوي
صاحب البراهين مع الحواريين كما التزموا امكان
اتصافه تعالى بجميع القبائح في هذا القول قوله
وثانيا هذا الدليل يدل على عدم واقفية المولوي
القصوري من المذهب والا ليس شئ من الله
تعالى قبيحا في الحقيقة على مذهب الاشاعرة
فان جميعها كمالات قال شاه عبد العزيز في التحفة
الاثنا عشرية الخ اقول وبعون خالق الاشياء
احول سلمنا وايقنا ان لا قبيح منه تعالى لكن ليس
معناه ان الاتصاف بالقبائح يجوز لله تعالى وهذا الاتصاف
منه سبحانه ليس بقبيح كما هو مقصود المكذبين بل المعنى ان
خلق القبائح كالكفر والظلم والمعاصي ليس بقبيح من الله تعالى
لانه موجد لكل شئ لا خالق سواه وافعال الله تعالى كلها حسنة يتعلق
بها المدح والثناء لا نفعل قبيحا في شرح المواقف تحتنا المبحث الرابع
لا قبيح من الله تعالى لانه هو الخالق للكل ولا وجوب عليه ان افعاله
بحكم الشرع انتهى وفي خلافات البار لا يفعل قبيحا لا تترك واجبا اما عندنا
فلانه لا قبيح منه ولا واجب عليه لكون الكل ملكه

محال بالذات نہیں ہے۔ اور یہہ امکان کذب قدرت الٰہی سے خارج نہیں
ورنہ آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جاویگی انتہے
اور بعضے اسکے مقلدوں نے اس بُری گفتگو میں دراز نفسی
کی اندر دوزخ کا سزاوار ہوا یہانتک کے حقتعالی کا جہل عجز
اور تمام نقص اور عیبوں اور فوحش و قبائح سے متصف ہونا
ممکن کہا اور اپنے آپ اور ساری قوم کو رسوا کیا۔ یہہ ترجمہ
ہے عبارت معتقد کا فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ ہماری زمانہ
میں مولوی دہلوی کے اکابر مقلدین سے صاحب براہین اور اسکے
حوارین ہیں جو انکے نزدیک بھی باریتعالی کا سب قبائح
سے متصف ہونا ممکن ہے جیسا کہ اس قول سے لازم
ہو رہا ہے۔ قولہ دوسرا یہہ دلیل مولوی قصوری کی مذہب
اہلسنت سے ناواقف ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ ورنہ فی
الحقیقۃ بموجب مذہب اشاعرہ کے کوئی چیز بھی اللہ تعالی
سے قبیح نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سب کمالات ہیں شاہ
عبد العزیز تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں الخ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے
کہ اللہ تعالی سے قبیح کا نہونا مسلم ہے۔ اور ہم اسپر یقین کرتے
ہیں مگر اسکے معنی یہہ نہیں کہ حقتعالی کا قبائح سے متصف
ہونا جائز ہے اور یہہ قبیح نہیں چنانچہ ان مکذبین کا یہی مقصود ہے
بلکہ مراد یہہ ہے کہ قبائح کا پیدا کرنا جیسے کفر ظلم معاصی یہہ
حقتعالی سے قبیح نہیں اسلئے کہ وہی ہر چیز کا خالق ہے اور خدا
کے سب کام اچھے ہیں۔ انسے مدح اور ثنا ہی متعلق ہے۔ اور خدا
خود کفر گناہ نہیں کرتا ہے۔ شرح مواقف کے متن میں ہے جو تہا بحث
اللہ تعالی سے کوئی قبیح نہیں اسلئے کہ وہ سب کا خالق وہی ہے اور اسپر وجوب ہی

عقلاً مانصہ والجواب ان رای المذکور نقص فیجب تنزیہہ تعالیٰ عنہ کیف وقد مر انہ لا نزاع فیہ فانہ عقلي باتفاق العقلاء فالملازمۃ ممنوعۃ ومافی المواقف فی اثبات الملازمۃ ان القبیح فی الافعال یرجع الی القبح العقلی ممنوع لان ماینافی الوجوب الذاتی کیفا کان او فعلاً من جملۃ النقص فی حق الباري و من الاستحالات العقلیۃ علیہ سبحانہ انتہی تقد الحاجۃ فالزعیف مزیف والدلیل قوي ونسبتہ الی مذہب الشیعۃ والمعتزلۃ والخوارج جہل المکذبین فلما ثبت من شرح المقاصد والمواقف امتناع کذب الباري ایضا ظہر کذب المکذبین فی القول بانہ ثبت امکان الکذب من شرح المواقف وشرح المقاصد والحمد للہ رب العالمین قولہ فمسئلۃ امکان الکذب من المسائل الواہیۃ لا یجوز اخفاءہا من خوف المطاعن الواہیۃ الخ اقول قد سبق من التفاسیر وکتب العقائد ان مسئلۃ امکان کذب الباري من المسائل الواہیۃ المخالفۃ لعقائد اہل السنۃ قطعاً انما قال بہا بعض المعتزلۃ فمن نسبہا الی اہل السنۃ فقد افتری افتراء بلا امتراء ولیس فی کتاب من کتب الاشاعرۃ ثبوت امکان کذب الباري کما فصلتہ سابقًا حتی یحتاج الی غرقہا نعم نحتاج الی غرق المکذبین ان لم یتوبوا فاللہ خیر المنتقمین قولہ ومانقل القصوري علی الہامش من التفسیر الکبیر وتفسیر ابی السعود وغیرہما فہو

باب میں یوں تصریح کی ہے کہ جواب اسکا یہہ ہے کہ امر مذکور نقص ہے جسے حقتعالیٰ کی تنزیہہ واجب ہے۔ اور کیوں نہو کیا اوپر گذر چکا ہے کہ اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہہ عقلی ہے سارے دانشمندونکے اتفاق سے پس ملازمت ممنوع ہے اور موقف میں جو ملازمت کو ثابت کیا ہے کہ قبح افعال میں قبح عقلی کیطرف راجع ہے تو یہہ ممنوع ہے کیونکہ جو امر وجوب ذاتی کے برخلاف ہو کیف ہو یا فعل وہ نقص سے ہے۔ باریتعالیٰ کے حق میں اور حقتعالیٰ پر محال عقلی سے ہے۔ یہہ ترجمہ ہے اسکی عبارت کا پس اس دلیل کا غلط بنا ناخود غلط ہے اور دلیل قوی ہے۔ اور اسکو شیعہ اور معتزلہ وخوارج کیطرف منسوب کرنا امکان کذب کی قائلونکی نادانی ہے۔ پس شرح مقاصد وموقف دونوں سے کذب باریتعالیٰ کا امتناع ثابت ہوا تو بخوبی متحقق ہوا کذب مکذبین کا جو کہتے ہیں کہ شرح موقف اور مقاصد سے امکان کذب کا مسئلہ ثابت ہے فللہ الحمد **قولہ** پس مسئلہ امکان کذب کا مسائل واہیہ سے ہے کسی کی طعن کی خوف سے اسکا اخفا نار وا ہے الخ فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ اوپر بہت سی معتبر تفاسیر اور مستند کتب عقائد سے کامل طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ امکان کذب باریتعالیٰ کا مسئلہ مسائل واہیہ سے ہے جو یقینًا عقائد اہسنت سے مخالف ہے صرف معتزلہ سے بعض کا قول ہے پس جسنے اسکو اہسنت کیطرف منسوب کیا پس بیشک وہ مفتری ہے اور کسی بھی کتاب میں اشاعرہ کی کتابوں سے باریتعالیٰ کی امکان کذب کا ثبوت نہیں چنانچہ اوپر تفصیلوار گذرا ہے۔ تو ان کتابونکو غرق کیوں کرنا ہے البتہ قائلین امکان کذب باریتعالیٰ کو غرق لازم ہے۔ اگر تائب نہوں اور خدا ہی منتقم حقیقی ہے **قولہ** اور حاشیہ پر جو دلائل تفسیر کبیر اور تفسیر

ابی السعود وغیرہ سے کلام الٰہی میں

اما اولاً فاجماع العلماء واما ثانیاً فما تواتر من
اخبار الانبیاء علیہم السلام الثابت صدقہم بلا
المعجزات من غیر توقف علی ثبوت کلام اللہ تعالےٰ
فضلاً عن صدقہ واما ثالثاً فلان الکذب نقص
باتفاق العقلاء وہو علی اللہ تعالیٰ محال لما فیہ
من امارۃ العجز والجہل والعبث انتہی من الجلد
الثانی صفحہ ۱۰۴) المطبوع فی مصر وقد نقلت سابقاً
من التفاسیر وکتب العقائد بان الکذب نقص
محال علی اللہ تعالیٰ وما قال ان شارح المواقف
زیف ہذا الدلیل فہو ایضاً کذب کیف لا وقد
صرح الشارح فی اخیر الکتاب فی ذکر عقائد اہل
السنۃ انہ لا یجوز علیہ الحرکۃ والسکون والانتقال
ولا الجہل ولا الکذب ولا شئ من صفات النقص الخ
نعم قال الماتن لم یظہر لی فرق بین النقص فی الفعل
والقبح العقلی الخ وقد زیفہ العلامۃ فی شرح المقاصد
کما قال واما وجہ استحالۃ النقص ففی کلام البعض
انہ لا یتم الا علی رای المعتزلۃ القائلین بالقبح العقلی
قال امام الحرمین الی قولہ وقال صاحب المواقف
لم یظہر لی فرق بین النقص فی الفعل والقبح العقلی
بل ہو ہو بعینہ وانا اتعجب من کلام ہؤلاء المحققین
الواقفین علی محل النزاع فی مسئلۃ الحسن والقبح
انتہی من الجلد الثانی صفحہ ۱۰۵) وفی مسلم الثبوت
وشرحہ لمولانا بحر العلوم فی مسئلۃ امتناع الکذب

تین وجہہ سے پہلی تو اتفاق علما ہی دوسری انبیا سے جنکا صدق انکی
معجزات سے بھی ثابت ہی کلام اللہ کی ثبوت اور اسکے صدق
پر موقوف نہیں ہے اخبر متواتر ہی کہ خدا پر کذب جائز نہیں
ہے تیسری کذب دانشمندوں کی اتفاق سے نقص ہی اور خدا پر
محال ہی اسلیئے کہ یہہ عجز اور جہل کی نشان ہی یا عبث ہی یہہ
ترجمہ ہی عبارت دوسرے جلد مطبوعہ مصر کی صفحہ ۱۰۴ اسی اور اوپر
بہت سی تفاسیر اور عقائد کی کتابوں سے منقول ہو چکا ہے
کہ کذب نقص ہی خدا پر محال ہی اور یہہ کہنا کہ شارح موقف
نے اس دلیل کو غلط بنایا ہے یہی غلط ہی کیونکہ خود شارح
موقف آخر کتاب میں اہلسنت کے عقائد کے ذکر
میں تصریح کرتے ہیں کہ خدا پر حرکت وسکون انتقال و
جہل وکذب اور نہ اور کوئی صفات نقص سے جائز ہیں الخ
البتہ ماتن نے یہہ کہا ہے کہ مجھپر نقص فی الفعل
اور قبح عقلی فی الفعل میں فرق ظاہر نہیں ہوا ہے۔
سو علامہ نے شرح مقاصد میں اسکی تزییف کی ہے
چنانچہ کہا ہے۔ لیکن وجہ محال ہونے نقص کی پس بعض
کی کلام میں ہی کہ یہہ وجہہ صرف معتزلہ کی مذہب پر جو قبح
عقلی کے قائل ہیں پوری ہوتی ہے امام حرمین نے کہا ہی
(الی قولہ) صاحب موقف نے کہا ہی کہ مجھے نقص فی الفعل اور قبح
عقلی میں فرق معلوم نہیں ہوا۔ بلکہ یہہ دونو ایک ہی ہیں
اور مجھے تعجب ہی ان محققین کی کلام سے جو محل نزاع پر مسئلہ
حسن وقبح میں واقف ہیں یہہ دوسری جلد کی صفحہ ۱۰۵ کی عبارت کا
ترجمہ ہے اور مسلم الثبوت اور اسکی شرح بحر العلوم میں مسئلہ امتناع کذب کے

فی عبارۃ صفحہ ۹۰۷ قلنا لا نسلم استحالۃ التركیب وھما من الممكنات التی یشملھا قدرۃ اللہ انتہی انھا علی اصول المعتزلۃ فھو من قصور فھمہ او من غشاوۃ النفسانیۃ الخ اقول لما صرح صاحب شرح المواقف فی ذکر فرق المعتزلۃ ان ابا موسی عیسے ابن صبیح المرداز قال اللہ قادر علی ان یکذب ویظلم ولو فعل لکان الٰھا کاذبا ظالما تعالی اللہ عما قالہ علوا کبیرا انتہی و تحاشی عن قولہ امکان الکذب تحاشیا کبیرا ثم قال فی اخر الکتاب فی بیان عقائد اھل السنۃ انہ لا یصح علیہ تعالی الحرکۃ والسکون والانتقال ولا الجھل ولا الکذب ولا شیء من صفات النقص خلافا لمن جوزھا علیہ کما تقدم انتہی نثبت من ھذا الکلام تبرءہ شارح المواقف من جواز امکان الکذب تبریا کثیرا فقلت ما قلت فی تحریر الاعتراض لانہ لا یشك العاقل المتدین فی ان امتناع کذب الباری فی کلام الشارح انما ھو الامتناع الذاتی قطعا ولن یثبت من کلامہ امکان الکذب اصلا ومع ھذا قولہ وھما من الممکنات التی یشملھا قدرۃ اللہ تعالی انتہی مذکور فی المقصد الخامس فی فروع للمعتزلۃ علی اصلھم فلھذہ الدلائل الواضحۃ اولتہ وما تکلمت ھنا لك الا بالاجمال وما رضیت بالتفصیل ولا کمال لکن المکذبین لما لم یستطیعوا اثبات عقیدۃ امکان الکذب بالدلائل القطعیۃ الیقینیۃ ولا باقوال العلماء لعقائد الدینیۃ واغتنموا ھذا القول الضعیف وعرضوہ علی فی التحریر والتقریر

عبارت شرح مواقف صفحہ ۹۰۷ میں جسکا ترجمہ یہہ ہی وہ دونو ممکنات سے ہیں جنپر قدرت شامل ہے اسکا جواب قصوری صاحب نے یہہ دیا کہ یہہ اصول معتزلہ پر مبنی ہی یا تو مطلق عبارت نہیں سمجھی یا غبار نفسانیت وعناد نے بصیرت کو اندھا کر دیا ہی الخ اقول جب شارح مواقف نے فرق معتزلہ کے ذکر میں خود تصریح کر دی کہ ابا موسی عیسے راہب معتزلہ نے کہا ہی کہ خدا جھوٹ اور ظلم پر قادر ہی اگر ایسا کرتا تو خدا کاذب ظالم کہلاتا اور خدا اس سے بہت ہی اونچا ہے اھ دیکھو کیسا اس قول امکان کذب سے برات کی ہی پھر اخیر کتاب کے عقائد اہلسنت کے بیان میں تحریر ہی کہ بیشک حقتعالی پر حرکت سکون انتقال جہل کذب اور نہ کوئی اور صفات نقص سے جائز ہے الخ پس اس سے شارح موقف کا بخوبی قول امکان کذب سے پاک ہونا ثابت تھا اسلئے فقیر نے اعتراض میں تحریر کر دیا۔ کیونکہ کوئی دیندار دانشمند اسمیں شک نہیں کر سکتا کہ کلام شارح مواقف میں جو امتناع کذب باری تعالی ہی وہ یقینا امتناع ذاتی ہی اور امکان کذب اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا ہے اور باوصف اسکے یہ قول اسکا کہ وہ دونو ممکنات سے ہیں جنپر قدرت الٰہی شامل ہے اھ پانچویں مقصد فروع معتزلہ میں مذکور ہی تو ان دلائل واضحہ کی رو سے فقیر نے اسکی تاویل کر دی اور بالاجمال کلام کی اور تفصیل کو ناپسند کیا لاکن مکذبین نے جب عقیدہ امکان کذب کا نہ کسی دلیل یقینی سے ثابت کیا نہ کسی صحیح قول علماء عقائد دینی سے اور صرف اس قول ضعیف کو غنیمت جانکر

فهو ايضا بلا دراية ما يبطل منه وما يتحقق به
وتلك الدلائل لا تخالف مقصودنا كما نقلنا من رسالة
المفتي صدر الدين كلام الامام اقول قد تحقق بتائيد
المعين الحقيقي ابطال مسئلة امكان الكذب
من تصريح التفاسير ابطالا كافيا وايضا سبق
بيان عدم حصول مقصود المكذبين من كلام
الامام بيانا شافيا كيف لا وقد صرح الامام بان
المؤمن لا يجوز ان يظن بالله الكذب بل يخرج
بذلك عن الايمان وايضا فاذا جوز على الله
الخلف فيه اى فى الخبر فقد جوز الكذب على الله
فهذا خطاء عظيم بل يقرب من ان يكون كفرا الخ
الى غير ذلك من تصريحات العلماء المنقولة
على الصدر قوله وايضا فى جواب الاعتراض
الثانى سيجيئ الخ اقول سيجيئ رده ايضا
بمنه بفضل الحق القدير فانتظره قوله وما نقل
القصوري من شرح المواقف فهو ايضا
قصور فهمه ليس فى عبارته تعارض اصلا فمتى اثبت
امتناع الكذب فهو صحيح ومعناه آخر ومتى اثبت
امكان الكذب فهو ايضا صحيح ومحمله آخر اقول انما
يثبت من شرح المواقف بتصريحات متعددة امتناع
الكذب وجواز امكان الكذب قول بعض المعتزلة كما مر
منصوصا من عباراته المسطورة على الصدر ويظهر منه
قصور فهم المكذبين وبطلان زعم الملحدين قوله وما قال القصوري

وہ بھی نہیں سمجھے کہ کس مدعا کا ان سے ابطال ہے اور کسکا اثبات ہے
وہ دلائل ہماری مدعا کی ہرگز مخالف نہیں چنانچہ مفتی صدر الدین کے
رسالہ سے امام کا کلام نقل ہو چکا ہے۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے
کہ معین حقیقی جل وعلا کی تائید سے بحوالہ تفاسیر معتبرہ مسئلہ امکان
کذب باریتعالی کا ابطال کافی ہو چکا ہے۔ اور امام کی
کلام سے مکذبین کے مدعا کا ثابت نہونا اسکا بھی بیان شافی
گذرا ہے۔ کیوں نہو جب امام رازی خود تصریح کر
گئے ہیں کہ مومن کو خدا پر وہم کذب کا کرنا نا روا ہے۔
بلکہ ایمان سے نکل جاتا ہے۔ اور نیز جب خدا پر خبر میں خلف
روا رکھیں تو کذب کی تجویز ہے اور یہہ بڑا خطا بلکہ
قریب کفر کے ہے الخ اور سوا اسکے اور تصریحات علما
دین کی جو اوپر منقول ہو چکی ہیں قولہ اور نیز جواب
اعتراض دوم میں الخ اقول اسکا رد بھی وہاں مذکور
ہوگا قولہ اور جو عبارتیں شرح موقف سے نقل
کی ہیں انکے مطلب کے سمجھنے میں قصوری صاحب
کا فہم قاصر ہے انمیں ہرگز تعارض نہیں ہے۔ جہاں
امتناع کذب لکھا ہے وہ صحیح ہے اسکے معنے اور
ہیں اور جہاں امکان کذب ہے وہ بھی صحیح ہے۔ اسکا
محمل کچھہ اور ہے اقول شرح موقف کی متعدد تصریحات
سے امتناع کذب باریتعالے ثابت ہے اور جو امکان
کذب ہے وہ بعض معتزلہ کا قول بے عول ہے۔
جیسا کہ اوپر اسکی عبارات منقول ہو چکی ہیں جس سے
قصور فہمید و فتور دید مکذبین متحقق ہے۔ قولہ اور

من الله تعالی محال یمتنع وقوعه من الله تعالی و
باعتبار وجوده من غیره ممکن قد یقع والکلام انما
هو فی وجوده من الله تعالی لان المقصود انهما
محالان علی الله تعالی لا مطلقا کما مر فان اراد بقوله
وهما من الممکنات التی لا انهما مطلقا من الممکنات
یشملها قدرته تعالی فهو باطل لان وجودهما من الله
تعالی نقص علیه والنقص علیه تعالی محال خارج عن
حیز قدرته تعالی کالجهل والعجز ونحوهما وان اراد انهما
منها فی الجملة ولو باعتبار الوجود من العباد فذلك
لا یقدح فی ما هو المدعاء انتهی بلفظه فظهر ان من
حمل من العلماء العظام کلام شارح المواقف علی الظاهر
ولم یؤوله رده صریحا وقد قال قولا صحیحا کما اشرت
الی ذلك فی بیان الاعتراض وما صرحت به تادبا بالمشایخ
رحمه الله تعالی لکن لم یرض بذلك صاحب البراهین
مع الحوارین حتی تحقق خزیهم المبین والتاویل عندی
احسن القیل وهذه الدعوی بتصریح سائر اقواله
الناطقة بامتناع کذبه تعالی امتناعا ذاتیا ثابت
باقوی الدلیل وان اغلطه الخلیل مع من سلك
مسلکهم وضل عن سواء السبیل وما اشتهر صاحب
البراهین مع الحوارین فی صفحة (۳) اخبار نظام الملك
البلدة مراد اباد المورخة (۱۲) اگست ۱۸۸۹ء
من ان رد المحقق الدوانی لا یرد علی السید السند
لان السید صرح فی بحث الکلام انه لا فرق بین القبح الفعلی الذی

خدائے پاک کیطرف سے اعتبار کیا جائے تو محال ہے وقوع
اسکا خدا سے منع ہے اور جب وجود کذب غیر خدا کیطرف سے معتبر
ہو تو ممکن ہے وقوع اسکا بھی ہو جاتا ہے اور یہاں گفتگو صرف وجود کذب میں ہے
خدا سے کیونکہ مقصود یہہ ہے کہ خلف اور کذب
خدا پر محال ہیں نہ ہر کسی پر چنانچہ اوپر گذرا
ہے پس اگر شارح موقف نے اپنے قول سے
کہ خلف اور کذب دونو ممکنات سے ہیں الخ
یہہ مراد رکھی ہے کہ یہہ دونو عام طور پر ان ممکنات سے ہیں جنپر خدا کی
قدرت شامل ہے تو یہہ باطل ہے اسلیئے کہ انکا وجود خدا سے ہونا
اُسپر نقص ہے۔ اور نقص خدا پر محال ہے اسکی دائرہ قدرت سے خارج ہے جیسے
کہ جہل و عجز اور اُنکی مانند اور اگر مراد یہہ ہے کہ یہہ دونوں اُن ممکنات سے ہیں
جو فی الجملہ قدرت الٰہی کے تلے داخل ہیں اگرچہ بندوں کی طرف سے اُنکا وجود معتبر
ہو پس یہہ امر مدعا میں نقص نہیں ڈالتا یہہ ترجمہ ہے اُسکی عبارت کا پس ظاہر
ہوا کہ جن علماء کبار نے شارح موقف کی کلام کو ظاہر پر حمل کیا ہے اور
تاویل نہیں کی تو اُسنے اُسکی صریح تردید کی ہے جو صحیح بات ہے جیسا کہ
بیان اعتراض میں اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور فقیر نے مشائخ علیہم الرحمہ
سے ادب کا لحاظ کرکے اسپر تصریح نکی تھی مگر یہہ بات صاحب براہین کو پسند نہیں ہوئی جبتک
اُنکی کمال رسوائی نہوا اور فقیر کے نزدیک تاویل بہت خوب ہے کیونکہ جب شارح
علیہ الرحمہ کے تمام اقوال میں امتناع کذب باریتعالی کی تصریح ہے تو یہہ دعویٰ بھی
اقوی دلیل ہے۔ اگرچہ صاحب براہین اور اسکے حواریین اسکو غلط بنا کر
گمراہ ہو رہے ہیں اور ان مکذبین نے جو اخبار نظام الملک مراد آباد کے
صفحہ ۳ مورخہ ۱۲ اگست ۱۸۸۹ء میں یہہ اشتہار دیا تہا کہ محقق
دوانی کی رد سید شریف پر وارد نہیں ہوتی کیونکہ سید شریف نے بحث کلام میں

زعم انہ استدلال شریف فلابد من التفصیل بالقدر
الجمیل قال العلامۃ الداونی فی شرح العقائد العضدیۃ
فی مسئلۃ ان المعتزلۃ والخوارج اوجبوا عقاب
صاحب الکبیرۃ اذا مات بلا توبۃ واستدلوا
علیہ بانہ تعالیٰ اوعدہ بالعقاب فلو لم یعاقبہ
لزم الخلف فی وعیدہ والکذب فی خبرہ تعالیٰ
وھما محالان علی اللہ تعالیٰ واجیب عنہ بان غایتہ
وقوعہ ولا یلزم منہ الوجوب علی اللہ تعالیٰ و
اعترض علیہ الشریف العلامۃ بانہ یلزم جوازھما
وھو محال لان امکان المحال محال واجاب عنہ
بان استحالتہما ممنوعۃ کیف وھما من الممکنات
التی یشملہا قدرۃ اللہ تعالیٰ قلت الکذب نقص
والنقص علیہ تعالیٰ محال فلا یکون من الممکنات التی
یشملہا القدرۃ وھذا کما لا یشمل القدرۃ سائر
وجوہ النقص علیہ تعالیٰ کالجہل والعجز ونفی صفۃ
الکلام وغیرھا من صفات الکمال والوجہ فی
الجواب ما اشرنا الیہ سابقا من ان الوعید والوعد
مشروطان بقیود وشروط معلومۃ من النصوص
فیجوز التخلف بسبب انتفاء بعض تلک الشروط
انتہی وقال الفاضل ابو الحسن الشہید فی حاشیتہ
قولہ فلا یکون ای الکذب علیہ تعالیٰ من الممکنات
وامکانہ علی غیرہ تعالیٰ لا ینفع یعنی ان الامکان
کیفیۃ نسبۃ وجود الشیء فالکذب باعتبار وجود

اور اسی کو دلیل یقینی مان لیا۔ پس ناچار بقدر ضرورت
اسکی تفصیل کرنی پڑی۔ علامہ دوانی شرح عقائد عضدیہ میں
کہتے ہیں کہ معتزلہ اور خوارج مرتکب کبیرہ جب بلا توبہ مری تو اسکے
عذاب کو واجب جانتے ہیں اس دلیل سے کہ حقتعالیٰ
نے اسکی عذاب کی وعید کی ہے پس اگر اسکو عذاب نکرے
تو اسکی وعید میں خلاف اور اسکی خبر میں کذب لازم آتا ہے
اور یہہ دونو خدا پر محال ہیں۔ اہلسنت اسکا یہہ جواب دیتے
ہیں کہ غایت الامر عذاب کا وقوع ہے اس سی خدا پر وجوب
عذاب لازم نہیں آتا ہے علامہ شریف اسپر معترض ہوئے
کہ اب جواز خلف وکذب لازم آیا۔ اور یہہ محال ہے
کیونکہ امکان محال محال ہے اور اسکا جواب دیا کہ ان دونوں
کا محال ہونا منع ہے۔ کیونکہ یہہ ممکنات سے ہیں جنپر قدرت
الٰہی شامل ہو (علامہ دوانی فرماتا ہی) میں کہتا ہوں کذب نقص
ہی اور نقص خدا پر محال ہی۔ پس جواز و امکان کذب ممکنات
سے نہیں جنپر قدرت الٰہی شامل ہے اور یہہ ویسا ہی ہے جیسا
کہ قدرت الٰہی تمام وجوہ نقص پر شامل نہیں مثل جہل و عجز
اور نفی صفت کلام وغیرہ صفات کمال کی اور جواب میں
عمدہ وجہ وہ ہے جسپر پہلے ہمنے اشارہ کیا ہے کہ بیشک
دونو وعید اور وعد شرائط اور قیود معلومہ سی مشروط
ہیں پس ان شرائط سی کسی کی منتفی ہونیسے وعید یا وعد میں تخلف
آجاتا ہی۔ اہ اور فاضل ابو الحسن شہید اسکی حاشیہ میں کہتے ہیں قول شارح
کا پس کذب خدا پر ممکنات سی نہیں ہے اور غیر خدا پر کذب کا ممکن
ہونا کچھہ نفع نہیں کرتا ہے کیا معنے کہ امکان کیفیت نسبت وجود شی کا نام ہے

كما مر من تصريح علماء العقائد بان الله
سبحانه لا يوصف بالقدرة على الظلم والسفه
والكذب لان المحال لا يدخل تحت القدرة
وعند المعتزلة يقدر ولا يفعل انتهى ملخصًا
وقد قال شارح المواقف ان المزدارية
من المعتزلة قالت بذلك فانكار ما ثبت
عمّا هنالك واسناد امكان الكذب
الى حضرات اهل السنة حاشاهم الله
سبحانه من ليس الا الافك المبين ولا يجترئ
عليه الا رئيس المكذبين والله خير المنتقمين
قوله وما نقل القصوري على خلاف الواقع
في تحرير المولوي عبد الله التونكي فقصته
الخ اقول وبعون من لعن على الكاذبين احول
قد عرضت في جواب هذا القول حين
المناظرة في مجلس الحكم وسائر اعيان
الرياسة مكتوبي مولانا المفتي الحافظ
محمد عبد الله التونكي سلمه الله ووقاه و
اوصله الله الى غاية ما يتمنى وقراءت عبارتهما
بصوت عال وهذه خلاصة مضمونهما
ان خليل احمد مع عدة الحواريين جاؤا عندي وسئلوا مني
مسئلة امكان الكذب فقلت لهم ان
قائله عندي خارج من دائرة اهل السنة
والجماعة لتصريح علماء العقائد بان كذب البارئ

چنانچہ اوپر علماء عقائد کی تصریحات سے گذر چکا ہے کہ حقتعالی ظلم
اور سفہ اور کذب پر قادر ہونے سے موصوف
نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ محال قدرت الٰہی میں
داخل نہیں ہے۔ اور معتزلہ کے نزدیک خدا
انپر قادر ہے اور کرتا نہیں اہ اور خود شارح
مواقف نے کہا ہے کہ معتزلہ سے مزداریہ ہی
اسکا قائل ہے۔ اہ پس معتزلہ کے قائل ہونیکا
انکار اور اہلسنت کیطرف اسکا اقرار محض بہتان
عظیم ہے جسکا انتقام حوالہ بخدا ذوالجلال
ہے۔ قولہ اور یہہ جو مولوی عبد اللہ
ٹونکی مدرس یونیورسٹی کی تحریر کا خلاف
واقعہ حاشیہ پر ذکر کیا ہے تو اسکا قصہ
یہہ ہے الخ فقیر خدائے قدیر کی مدد سے (جو
کاذبوں پر لعنت کرتا ہے) کہتا ہے کہ مینے جواب
برامین کے اس قول کے جواب میں بوقت مناظرہ
حضرت حکم کے روبرو دو خط مولوی مفتی
حافظ محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی اول (جو بیس ڈاک پہونچی ہے ۱۲)
مدرس مدرسہ مذکور کے پیش کیئے اور تمام
مجلس میں انکی عبارت اونچے آواز سے
پڑہی جنکا خلاصہ مضمون یہہ تہا کہ مولوی خلیل احمد
مع اپنے حواریوں کے میرے پاس آئے اور مسئلہ امکان
کذب باریتعالے کا حکم پوچہا مینے جوابدیا کہ اسکا
قائل میرے نزدیک اہلسنت سے خارج ہے کیونکہ علماء عقائد نے

يستند لمنع المعتزلة على امتناعه وبين النقص
في الفعل فالاستدلال من النقص في الفعل على امتناع
كذبه مخالف لاصول اهل السنة انتهى مترجما فانه
وان سبق ابطاله بان السيد السند ما صرح
بذلك بل صرح غير مرة موافقا بمذهب اهل السنة
بانه سبحانه منزه من صفات النقص كما نقلنا انما
قال به الماتن على غير الجزم مخبرا عن عدم علمه وقد
رده غير واحد من العلماء العظام لكن بقي عرض
الفقير في خدمة الفضلاء الكرام ان يتاملوا في قول
المكذبين
هؤلاء بان الله سبحانه غير منزه من النقص في الفعل
على اصول اهل السنة فيا اسفى على هؤلاء والى الله
تبارك وتعالى المشتكى قوله ذلك منحصر على ان يحقق
اولًا ان اثبات امكان الكذب على اصول المعتزلة
وليس كذلك لان الامتناع المنصوص في قوله وانه ممتنع
عليه الكذب اتفاقا مبني على اصول المعتزلة فكيف
يكون دعوى امكان الكذب على اصولهم اقول وبالله
اصدق الصادقين احول غلطها في هذا الكلام
من وجهين الاول ان ذلك الامتناع ليس مبنيا
على اصول المعتزلة فقط بل يبتني على اصول اهل السنة
ايضًا بل اولا واصالة كما يشهد به الفطرة السليمة
قال في شرح المواقف بعد ذكر دلائل المعتزلة واما امتناع
الكذب عليه تعالى عندنا فلثلثة اوجه الخ والثاني
ان مسئلة امكان الكذب ليس مبنيًا الا على اصول المعتزلة

جس سے معتزلہ نے اسکے امتناع پر دلیل پکڑی ہے اور نقص
فے الفعل میں کچھہ فرق نہیں ہے پس نقص فے الفعل سے امتناع کذب
پر دلیل پکڑنی اہلسنت کے اصول کے برخلاف ہے ا ہ فقیر کان اللہ لہ
کہتا ہے کہ ہر چند اسکا ابطال اوپر گذر چکا ہے کہ سید شریف نے
اسکی ہرگز تصریح نہیں کی ہے بلکہ بارہا صریح لکھا ہے کہ اہلسنت کے
مذہب میں حقتعالی جمیع صفات نقص سے پاک ہے جیسا کہ اوپر منقول
ہو چکا ہے اور صرف ماتن نے اپنے عدم علم کے رو سے کہا تھا جسکو
کئی علما کبار نے رد کیا ہے۔ مگر علما ر دیندار کی خدمت میں
یہہ عرض ہے کہ ان مکذبین کے اس قول میں تامل کیا ہے کہ باریتعالی
اہلسنت کے نزدیک نقص فے الفعل سے پاک نہیں ہے ان شہادات
سے خدای کریم کی ہی طرف شکایت ہے قولہ اور منحصر ہے آپ
کہ پہلے امکان کذب اصول معتزلہ پر ثابت کیا ہوا اور ایسا نہیں
کیونکہ امتناع کذب جو منصوص قول امتناع کذب اتفاقا کا ہے وہ
اصول معتزلہ پر مبنی ہے تو دعوی امکان کذب کا انکے اصول پر
کیونکر مبنی ہوا۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ اس قول
میں دو وجہہ سے غلطی ہے۔ پہلی یہہ کہ امتناع کذب
اصول معتزلہ ہی پر مبنی نہیں ہے بلکہ اصول اہلسنت پر
بھی اولا و اصالتا مبنی ہے۔ چنانچہ عقل سلیم
اسپر شاہد ہے۔ شرح موقف میں دلائل معتزلہ کے
ذکر کے بعد لکھا ہے۔ لیکن خدا پر کذب کا منع ہونا
ہمارے یعنے اہلسنت کے نزدیک تین وجہہ سے ہے
الخ دوسری وجہہ غلطی کی یہہ ہے کہ مسئلہ
امکان کذب کا صرف اصول معتزلہ پر ہی مبنی ہے

والمعارضة حين تكره سوادًا ازدحموا ببلدة لاهور
فانبتوا انبثوا انخزموا وانهزموا وانسلوا وانفلوا
كانهم جراد منتشر او ذر مشتغر وبالجملة فقطع دابر القوم
الذين ظلموا والحمد لله رب العلمين والصلوة
والسلام على رسوله محمد واله وصحبه اجمعين
كتبه العبد المذنب المفتى محمد عبد الله عفا الله عنه
انتهى بقدر الحاجة وبالجملة من شاهد ما كتبته
مما سبق من دلائل امتناع الكذب على الله امتناعًا
ذاتيا اولاحظ فى ان الله تبارك وتعالى واجب
وجود مستجمع لجميع صفات الكمال منزه
عن سمات النقص والزوال او تدبر فى اية ولاغوينهم
اجمعين بانه لما احترز ابليس عن الكذب علمنا
ان الكذب فى غاية الخساسة قال الامام فى تفسيره
الكبير قال بعض الحذاق احترز ابليس بهذا الاستثناء
عن الكذب فيعلم منه ان الكذب فى غاية السماجة
قاله فى التفسير النيسابورى فلما ثبت هذا من
التفسيرين الذين مدار استناد المكذبين عليهما
علم يقينا ان قول صاحب البراهين مع الحوارين
ان ما فصلته فى امكان الكذب فليست بمخالفة
العقائد اهل السنة قطعًا بل مخالف هذه العقيدة
خارج عن دائرة اهل السنة انتهى بقدر الضرورة
كذب مبين وافتراء محض واختلال فى الدين المتين
وتمذهب بمذهب الوهابيين باليقين فتحقق

اور مباحثہ ہی میں ایسا ہی کیا ہے۔ جب وہ شہر لاہور
میں مجتمع اور انبوہ کرکے آئے تھے۔ پس لوٹے اور تتر بتر ہوئے
اور بھوٹے اور بھاگے اور چھپکر بیٹھ رہے اور شکست کھا گئے گویا وے
لوگ ٹڈی ہیں پریشان یا چیونٹی طیران و حیران۔ الغرض پس کٹ
گئی جڑ ان ظالموں کی اور تعریف خدا کو ہے جو رب ہے سارے جہان کا اور
درود اور سلام اسکے رسول محمد پر اور اسکے آل اور اصحاب پر ہو
بندہ گنہگار مفتی محمد عبد اللہ عفی اللہ عنہ کی یہ تحریر ہے۔ یہ ترجمہ
ہے عبارت تقریظ مفتی صاحب کا جو رسالہ موصوفہ مطبوعہ کا ہو
مورخہ محرم ۱۳۰۷ھ کو صفحہ (۲۶) پر درج ہے۔ الحاصل جو صاحب عقل
فقیر کی اوپر کی تحریر سے اللہ تعالی پر کذب کی ممتنع ذاتی ہونیکی
دلائل کو مشاہدہ کریں اور اس امر کو بھی ملاحظہ فرمائیں کہ حق سبحانہ
وتعالی شانہ واجب الوجود جامع جمیع صفات کمال اور منزہ
سمات نقص و زوال سے ہے اور آیت ولاغوینہم اجمعین میں غور کو
کام میں لائیں کہ جب ابلیس علیہ اللعن نے بھی کذب سے کنارہ کیا تو
یقیناً معلوم ہوا کہ جھوٹ پرلے درجے کی برائی ہے یہ تفسیر
کبیر میں ہے کہ بعضے دانشمندوں نے فرمایا ہے کہ شیطان
نے الا عبادک کی استثناء کرکے جھوٹ سے پرہیز کیا تو معلوم
ہوا کہ جھوٹ کمال ہی عیب ہے یہ تفسیر نیشاپوری میں ہے
پس جب ان دونو تفسیروں سے جنپر مکذبین کی سند کا مدار ہے یہ سخت
قباحت کذب کی ثابت ہو رہی ہے تو بخوبی متحقق ہوا کہ صاحب
براہین اور اسکے حوارین کا یہ قول کہ مسئلہ امکان کذب جیسا کہ مینے
مفصل بیان کیا ہے عقائد اہلسنت سے ہرگز مخالف نہیں بلکہ امکان
کا مخالف دائرہ اہلسنت سے خارج ہے اھ سراسر جھوٹ اور محض افتراء کذب صریح

ممتنع عندهم نعرضوا على عبارة شرح المواقف من
مقصد فروع للمعتزلة على اصولهم فقلت جوابه
في مسلم الثبوت وشرحه بان الصحيح الامتناع
الذاتي الخ وكنت احببت ان اشمل في المناظرة لكن
ما استطعت بعدم الفرصة وغيرها واظن على فضله
تعالى ان القائلين بامكان كذبه سبحانه يغلبون
والمنزهين ينصرون انتهى ملخصًا ثم لما فر المكذبون
من بها ولفور قبل صدور حكم الحكم خائبين خاسرين
ووصلوا ابارة لاهور اشتهروا على خلاف الواقع
بانا رجعنا منصورين وحركوا سلسلة المناظرة
بمولانا المفتي المذبور وفروا منه ايضًا بعد كلام يوم
واحد كما اشار اليه المفتي المسطور في تقريظ رسالة
المولوي الحافظ الحاج احمد حسن سلمه ذو المنن
المدرس بمدرسة دار العلوم الواقعة ببلدة كانفور
ما نصه سهام تقريره صائبة الى قلوب هفوات القوم
الذين رشيدهم غوي وصدوقهم مائن ورماح تحريره
نابتة على صدور سقطات النفر الذين خليلهم خليل
واميمهم خائن فبددت شمل اباطيلهم وشردت جمع خزعبيلهم
وسود وجوه مقالاتهم وبيض عيون ضلالاتهم
وشتت جنود وساوس انظارهم وفتت قوة جهود
هواجس افكارهم واقام عليهم يوم القيام وامطر
عليهم مطر الحمام كما قد فعلت بهم ذلك مرة بعد الاخرى
وكرة عقب الاخرى بالمشاهدة والمشافهة والمعارضة

ممتنع لکھاہے اُنہوں نے شرح مواقف مقصد فروع معتزلہ
علے اصولہم سے عبارت پیش کی جسکے اسکا یہہ جواب دیا
گیا اسکا جواب مسلم الثبوت اور اسکی شرح میں ہے کہ
صحیح امتناع ذاتی ہے الخ اور میری خوشی تھی کہ اس مناظرہ
میں بھی شامل ہوتا۔ مگر عدم فرصت سے نہو سکا۔ اور مجھے
غالب امید ہے کہ امکان کذب کے قائل مغلوب ہونگے
اور خدا کو پاک کہنے والے منصور ہونگے اھ ملخصًا
پھر جب ریاست بہاولپور سے صاحب براہین مع حواریین
حضرت حکم کے حکم دینے سے پہلے ہی بھاگ نکلے اور لاہور
میں خلاف واقعہ مشہور کیا کہ ہم فتحیاب ہو کر آئے ہیں پھر مولانا
مفتی صاحب موصوف سے تحریک سلسلہ مناظرہ کی اور ایک
ہی دن کی تھوڑی سی گفتگو کے بعد مفرور ہو کر وطن کا رستہ
لیا جیسے مفتی صاحب ممدوح نے مولوی احمد حسن صاحب مدرس مدرسہ
دار العلوم کانپور کے رسالہ تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب
والنقصان کی تقریظ میں یوں اشارہ کیا ہے۔ اسکی تقریر
کے تیر اس قوم کی لغزشوں کے دلونکو پہونچے جنکا رشید گمراہ
اور بہت راستگو جھوٹی قسم کہانیوالا ہے اور اسکی تحریر کا نیزہ
اس جماعت کی بکواس کے سینہ میں ترا جنکا خلیل بدحال اور امین خیانت
دار ہے۔ پس انکے جھوٹے مضامین کی جماعت اور مسخرا پن کی
جمعیت کو پراگندہ کیا۔ اور انکی واہیات باتونکے موہنہ
کالے کئے اور انکی گمراہی کی آنکھونکو اندھا کردیا۔ اور انکی
نظرونکی وسوسونکے لشکرونکو پریشان کیا اور انکو فکرونکی خطرونکی
کی فوجونکو پاش پاش اور حیران کر دیا اور انپر قیامت قائم کردی

القاري في شرح الاكبر بان المحال لا يدخل تحت القدرة الالهية حتى لا يلزم كذب كلامه تعالى ونقل صاحب الرسالة المسماة بالمعتقد المنتقد كلام الامام التورپشتي في تكفير قائل امكان مثله صلى الله عليه وسلم ثم نقل من العلامة النابلسي ما حاصله ان قول امكان النبي معه صلى الله عليه وسلم او بعده تكذيب الاية ولكن رسول الله وخاتم النبيين ونقل من شرح المنهاج ان القول بجواز النبي صلى الله عليه وسلم بعده كفر وهذه الرسالة المطبوعة المزينة بتصديق مشاهير علماء الهند موجودة من شاء فلينظرها ليتامل العاقل في ان حكم صاحب البراهين على اعتقاد الفضيلة المحققة له صلى الله عليه وسلم بانه قول مبتدعي المائة الثالث عشر مع انه تنقيص شان الرسول الاكرم صلى الله عليه وسلم نسبة الابتداع لحضرات علماء العرب والعجم نعوذ بالله من ذلك وما استدل المولوي اسمعيل الدهلوي على امكان مثله صلى الله عليه وسلم بقوله تعالى اوليس الذي خلق السموت والارض بقادر على ان يخلق مثلهم بلى الاية فغلط لان منصوص الاية هو الاحياء يوم القيمة كما في حم الاحقاف اليس ذلك بقادر على ان يحيي الموتى بلى انه على كل شئ قدير فلما امتنع مثله صلى الله عليه وسلم لم يجز دخاله تحت القدرة

اور مولانا قاری نے شرح فقہ اکبر میں محال کو قدرت الٰہی کے نیچے غیر داخل لکھا ہی تا کہ کلام الٰہی کا کذب لازم نہ آوی۔ اور رسالہ معتقد المنتقد میں امام تورپشتی کی کلام درباب تکفیر قائل امکان نظیر حضرت بشیر و نذیر صلے اللہ علیہ وسلم نقل کرکی پھر علامہ نابلسی سی لکھا ہی جسکا حاصل یہہ ہی کہ آپکی ساتھہ یا آپکی بعد کسی نبی کے امکان کا قائل ہونا آیت ختم نبوت کا انکار ہے اور نیز شرح منہاج سی تحریر کیا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کسی نبی کا امکان کہنا کفر ہے اور یہہ رسالہ مطبوعہ مشاہیر علماء ہندوستان کا مصدقہ موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھہ لے۔ اب اس قول براہین والے میں (کہ محال ہونا نظیر آپکا تیرہویں صدی کی بدعتیوں کا قول ہے) دانشمند غور کریں کہ آپکی سچی فضیلت کو اعتقاد کو بدعتیوں کا قول کہنا کسقدر تنقیص شان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور مبتدع بنانا حضرات علماء عرب و عجم کا ہے بپناہ بخدائے لایزال اور مولوی اسمعیل دہلوی نے جو مسئلہ امکان نظیر حضرت بشیر و نذیر کی دلیل آیت سورہ یٰس سی لی ہی جسکا ترجمہ یہہ ہی کیا آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا انکی مثل کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہی۔ ہاں قادر ہی۔ تو یہہ غلط بات ہی کیونکہ آیت کا مطلب قیامت کی دن لوگوں کا زندہ کرنا ہے جیسا کہ سورہ احقاف میں ہی کیا خدا مردوں کی زندہ کرنے پر قادر نہیں ہاں قادر ہی کہ وہ ہر شئے پر قدرت رکھتا ہے۔ پس جب آپکی نظیر

ما قال الفقیر القصوری کان اللہ لہ واللہ یعلم انہ
ما رضیت علی مطاعن المکذبین فی ھذہ المناظرۃ
والمکاتبۃ الا ابتغاء المرضات المولی المعین فھو
ارحم الراحمین - قد تم اثبات الاعتراض الاول
وھا انا اشرع فی ترجمۃ الاعتراض الثانی وھو
ان صاحب البراھین فی الصفحۃ الثالث منہ بعد
تسلیم امکان کذبہ سبحانہ طعن علی صاحب رسالۃ
الانوار الساطعۃ بان ائمتہ لا یعلمون اللہ تعالی
قادراً علی خلق مثل مخلوقہ کما اقر اھل البدعۃ فی
ھذہ المائۃ الثالث عشر بعجز القادر المطلق واعتقدوا
علی خلافہ ان اللہ علی کل شئ قدیر ولم یتاسف
المؤلف (ای صاحب الانوار علی ھذا الخ فالمدرس
المذکور (ای خلیل احمد) اید قول المولوی اسمعیل بان خلق مثلہ صلی اللہ
علیہ وسلم ممکن کما فی تقویۃ الایمان وردہ العلماء
علی امثال ھذہ اللغویات مصدقا بتصدیق حضرات
علماء الحرمین المحترمین حتی انجر الامر الی تکفیرہ قال
تعالی فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم وخاتم النبیین فاستحال
مثلہ وامتنع وذکروا فی التفاسیر المعتبرۃ ان المحال
لا یدخل تحت القدرۃ ولا یلزم منہ عجز القادر المطلق
لان الممکنات المسماۃ بالشئ داخلۃ تحت القدرۃ
وقد صرح الامام التوربشتی فی کتابہ المعتمد فی المعتقد
بتکفیر قائل امکان مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا الکتاب
من الزبر المعتبرۃ المؤلفۃ فی المائۃ السابعۃ وصرح العلامۃ

فقیر قصوری کا قول ہے نکلا اور حقتعالیٰ کا حمد ہی اور خدا
شاہد ہی کہ فقیر صرف حقتعالیٰ کی رضامندی کیواسطے
یہہ سب کچھہ کر رہا ہی۔ اور وہی ارحم الراحمین ہی۔ یہانتک
اعتراض اول کا بخوبی اثبات ہوا اب دوسری اعتراض کا ذکر
کرتا ہوں اور وہ یہہ ہی کہ براہین کے صفحہ ۳ میں حقتعالیٰ
پر امکان کذب کو تسلیم کرکے مولف رسالہ انوار ساطعہ پر
یہہ طعن کیا کہ اسکے پیشوا حقتعالیٰ کو اپنی مخلوق کی مثل کے
پیدا کرنے پر قادر نہیں جانتے۔ اس سیزدہم صدی کی بدعتی
عجز قادر مطلق کے مقر ہوئی اور ان اللہ علی کل شئی قدیر کی خلاف
عقیدہ ٹھیرایا ہے۔ مولف اسپر افسوس نہیں کرتا ہے
الخ سو اسمیں بھی مدرس مذکور نے مولوی اسمعیل کی
تقویۃ الایمان کی اس قول کی تائید کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی مثل کا پیدا ہونا ممکن ہے جسپر علما دین نے
اسکے ایسے ہفوات کی تردید کی اور بتصدیق علما حرمین
محترمین اسکی تکفیر تک نوبت پہونچی کہ حقتعالیٰ
نے آپ کو خاتم النبیین فرمایا ہے جس سے
آپ کی مثل محال اور ممتنع قرار پا چکی ہے اور تمام
معتبر تفاسیر میں درج ہے کہ محال قدرت الٰہی
میں داخل نہیں اور اس سے قادر مطلق کی عجز ہرگز
ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ممکنات جنکا نام شئے ہی وہ اسکی
قدرت میں داخل ہیں علامۃ العلما قطب الاولیا امام تور
پشتی نے اپنی کتاب معتمد فی المعتقد میں قائل امکان مثل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر کی ہی اور یہہ عقائد کی کتاب ساتویں صدی کی

قول مؤلف تقوية الايمان و انكار صاحب البراهين
من هذا التاييد تقية من اهل الرياسة لئلا
يختل وظيفة المدرسة و يحصل الحرمان قال مولف
البراهين في الجواب التفصيلي قوله ورده العلماء
الخ اقول رد قول او كتاب لايدل في نفسه على بطلانه
والالزم منه بطلان اقوال اهل السنة لان المعتزلة
والخوارج وغيرهما يردونها كما لايخفى والحال
ان رد فرق الضالة باطل انتهى يقول الفقير كان الله له
قد ابطل الله سبحانه انكار صاحب البراهين
من تاييد قول مؤلف تقوية الايمان لان ما قال
بامكان كذبه سبحانه و تكلم بكلمات يلزم منها
توهين الانبياء والملائكة والاولياء حكم عليها
بانها من اقوال اهل السنة وما ردها العلماء
الكبار وجعله من رد الفرق الضالة فاي تاييد
يزيد على هذا وانت خبير بان قول امكان
كذبه سبحانه ليس من اقوال اهل السنة
باليقين بل هو من اقوال المعتزلة المبتدعين
كما بين في اثبات الاعتراض الاول ولهذا قد رد هذا القول
بعض اجلة متبعيه بتردید مبين الا ترى ان المولوي محمد لودیانوی
مع ان جميع عشائره من اعاظم معتقديه قد رد هذا القول
في رسالته المسماة بتقديس الرحمن عن الكذب والنقصان
برد بليغ و تصريح اسمه ورسالته تكروزه) و ذكر استدلاله لم
يثبت انه امكان كذب الباري ممتنعًا بالذات ولا يدخل تحت قدرته

اسمعیل کی تائید نہیں تو اور کیا ہے۔ اور پہر اس تائید سے
انکار او رتقیہ تا کہ اہالیان ریاست اسپر مطلع
نہوں۔ اور مولف کی نوکری مدرسہ میں خلل نہ پڑے
یہ دل لگتی کی بات کر کے کچھ حاصل کرنا نہیں
تو اور کیا ہے۔ جواب تفصیلی میں ہے قولہ سالہا سال سے رد
ہو چکی الخ اقول سالہا سال سے کسی قول یا کتاب کا رد لکھا جانا
فی نفسہ اسکے باطل ہونیکی دلیل نہیں ہوسکتی ورنہ فرق ضالہ
معتزلہ و خوارج وغیرہ نے اہل حق اہلسنت و جماعت کے اقوال
اور کتب پر سالہا سال سے رد لکھا ہے۔ چنانچہ پوشیدہ نہیں
ہے حالانکہ وہ رد انکا باطل ہے۔ انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا
ہے کہ حق تعالی نے براہین والے کے انکار تائید مولوی اسمعیل
کو باطل کر دیا۔ اسوجہ سے کہ وہ جو قائل امکان کذب خدا
رحمن کا ہے اور نیز جو اسنے ایسے الفاظ اور عبارات کا استعمال
کیا ہے جس سے توہین انبیاء و ملائکہ و اولیاء لازم ہورہی ہے
تو انکو براہین والے نے اقوال اہلسنت قرار دیا ہے۔ اور اسکے رد
کرنیوالوں کو بوجہ کبار علماء ہیں فرق ضالہ بنایا ہے اس سے
بڑھکر کیا تائید ہے۔ اور یہ بات تو معلوم ہو چکا ہے کہ امکان کذب
رحمن کا قول علماء اہلسنت کا اقوال سے نہیں ہے بلکہ فرقہ مبتدعہ
معتزلہ کی مرویات ہے۔ جیسا کہ پہلے اعتراض میں اسکا بیان ہو چکا ہے
اسیوجہ سے مولوی اسمعیل کے بعض بہت معتقدین نے بھی اس قول کی خوب
تردید کی ہے دیکھو مولوی محمد صاحب لودیانوی [illegible]
تقویۃ الایمان والے کمال معتقدین سے ہیں [illegible]
والنقصان میں مولوی اسمعیل کا نام لیکر رسالہ کو [illegible] رد بلیغ کی

حشره عليه السلام ايضًا لا يدخل في قوله تعالىٰ بقادر على ان يخلق مثلهم لانه صلى الله عليه وسلم حي في قبره بذلك الجسد المنور كما هو مقرر من معتقدات اهل السنة والجماعة بحكم الاحاديث الصحيحة فالحاصل ان مثله عزوجل كما لا يدخل تحت قدرته كذالك مثله صلى الله عليه وسلم لا يدخل تحتها حقق ذلك مولانا فيض الحسن السهارنفوري في اخبار شفاء الصدور واثبت بدلائل عقلية ونقلية ان مثله صلى الله عليه وسلم ممتنع بالذات من شاء الاطلاع على تمام التحقيق فلينظر فيه تم الاعتراض الثاني والان اترجم جواب صاحب البراهين كما كتب بطريق قوله واقول واحرر جوابه في اخر قوله تحرزا عن الطول قال صاحب البراهين مع الحوارين قوله ايد قول المولوي اسمعيل الخ اقول ما ايد صاحب البراهين لا في هذه المسئلة ولا في مسئلة اخرى قول شخص مخصوص بل اظهر الامر الحق سواء يخالف احدًا او يوافق وليس الغرض بان يحصل الشئ بارضاء القلب احدا انتهى يقول الفقير بتائيد الخبير القدير قد نقلت سابقا من تقوية الايمان للمولوي اسمعيل الدهلوي بانه قال بامكان الالاف نظيره صلى الله عليه وسلم وعلى ذلك القول لما لزم امكان كذب الباري سبحانه سلمه الدهلوي فطعن عليه صاحب الانوار الساطعة كناية واجاب منه صاحب البراهين واجهل مؤلف الانوار حماية فليس هذا الا تائيد

اور نیز آپکا قیامت کو اُٹھنا آیت خلق مثل میں داخل نہیں ہے اسلیے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی قبر اطہر میں اُسی بدن منور کے ساتھ زندہ ہیں جیسا کہ بحکم احادیث صحیحہ اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے۔ الغرض جیسا کہ باریتعالے کی مثل قدرت الٓہیہ میں داخل نہیں ویسا ہی آپکی نظیر ہے۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوری نے اپنی اخبار شفاء الصدور میں بہت سے دلائل عقلی ونقلی سے آپکی نظیر کا ممتنع بالذات ہونا ثابت کیا ہے جو پوری اطلاع چاہے اُسمیں دیکھے۔ یہانپر دوسرا اعتراض تمام ہوا۔ اب براہین والے کے جواب کو بجنس قولہ اقول سے نقل کر کے جواب الجواب اسکا بھی ساتھ ساتھ لکھدیتا ہوں۔ تا کہ سارا جواب اول لکھنے اور پھر قولہ قولہ کر کے جواب دینے کی طول نہو۔ صاحب براہین نے بامداد حوارین جواب تفصیلی پر درج کیا ہے قولہ۔ اسمیں بھی مولوی اسمعیل کی تائید ہے الخ اقول مؤلف براہین نے نہ اس مسئلہ میں نہ کسی اور میں کسی خاص شخص کی تائید کی ہے بلکہ امر حق کا اظہار کیا ہے خواہ کسی کے مخالف ہو یا موافق نہ یہہ غرض ہے کہ کسی کی دل لگتی بات کہکر کچھہ حاصل کیجیے فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ اوپر مولوی اسمعیل کی تقویۃ الایمان سے نقل ہو چکا ہے کہ وہ ہزارہا مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امکان کا قائل ہے۔ پھر اسپر جب امکان کذب باریتعالیٰ لازم آیا تو مؤلف تقویۃ الایمان نے اپنی رسالہ یکروزی میں اسکو تسلیم کر لیا ہے۔ اسپر انوار ساطعہ والے نے کنایۃً طعن کیا ہے جسکی جواب میں براہین میں اسکو جاہل وغیرہ خطاب دیا ہے، اب یہہ مولوی

واتباع زعمہ مخالفا لجمہور العلماء الربانیین فصار المولوي المذکور فی قولہ امکان کذبہ تعالیٰ مخالفًا للادلۃ النقلیۃ والعقلیۃ مورد ایۃ فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا لیضل الناس بغیر علم ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین قال فی التفسیر الکبیر قال المحققون اذا ثبت ان من افتری علی اللہ وکذب فی تحریم مباح استحق ھذا الوعید الشدید فمن افتری علی اللہ الکذب فی مسائل التوحید و معرفۃ الذات والصفات والنبوات والملائکۃ ومباحث المعاد کان وعیدہ اشد واشق انتہی وما قال خلیل احمد فی البراھین بان امکان الکذب لیس بمسئلۃ جدیدۃ وخلف الوعید مسئلۃ اختلافیۃ وامکان الکذب فرع خلف الوعید انتہی ملخصا فلا اصل لہ فان احدا من المتقدمین لا قائل بامکان الکذب وخلف الوعید وان اجازہ بعض الاشاعرۃ لکن جمہور المحققین لم یجوزوہ لاجماع المتقدمین علی امتناع الکذب وایضا من قال بخلف وعید الفساق ما اراد منہ امکان الکذب والا ما استدل بالکرم والجود بل صرح بامکان الکذب وایضا القول بجواز وعید الفساق دون الکفار اول دلیل علی انہ لیس مرادھم امکان الکذب انتہی ترجمۃ کلام المولوی محمد لودیانوی من صفحۃ (۶ و ۷ و ۸ و ۹) ملتقطا بقدر الحاجۃ ثم العجب من المولوی محمد انہ قال بامکان مثل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعدم امتناعہ بالذات وصدق المولوی اسمعیل فی

اور اپنی ہوا کی اتباع ہی جمہور علمای ربانیین کی برخلاف ہوکر پس مولوی مذکور قول امکان کذب باریتعالیٰ میں دلائل نقلی اور عقلی کا مخالف ہوکر مورد اس آیت کا ہوا ہی جسکا ترجمہ یہہ ہی پس کون بہت ظالم ہی اس سی جسنی خدا پر جہوٹ باندہا تاکہ لوگونکو گمراہ کری سوای علم کے حقتعالے ظالمونکی قوم کو ہدایت نہیں کرتا تفسیر کبیر میں ہی محققین نے کہا ہی جب ایک چیز مباح کی حرام کردینی میں کسیکا خدا پر جہوٹ باندہنا ثابت ہوجائی تو وہ اس وعید کا مستوجب ہوتا ہی پس جسنی توحید کی مسائل اور معرفت ذات وصفات اور نبوت اور ملائکہ اور مباحث قیامت کی مسائل میں خدا پر افترا کیا تو اسکی وعید سخت ظالم ہونیکی بہت ہی سخت ہوگی۔ اہ۔ اور خلیل احمد نی جو براہین میں کہا ہی کہ امکان کذب کا مسئلہ جدید نہیں اور خلف الوعید مختلف فیہ ہی اور امکان کذب فرع خلف الوعید کی ہی اہ ملخصًا۔ پس بے اصل بات ہی اسلیے کہ متقدمین سی کوئی بہی امکان کذب کا قائل نہیں اور خلف وعید کو ہرچند بعض اشاعرہ نے جائز کہا ہی۔ مگر اکثر محققین اسکو ناروا جانتی ہیں کیونکہ متقدمین کا امتناع کذب پر اجماع ہی اور نیز جو خلف وعید فساق کا قائل ہی اسکی مراد امکان کذب کی نہیں ورنہ کرم اور جود کی تعبیر نکرتا بلکہ امکان کذب کی تصریح کردیتا اور نیز فاسقونکی وعید کی خلف کا قائل ہونا سوا کافرونکی قوی دلیل ہی اسپر انکی مراد امکان کذب کی نہیں ہی۔ یہہ حاصل کلام مولوی محمد صاحب لودہانوی کا ہی صفحہ ۶ و ۷ و ۸ و ۹ سی پہر ان مولویصاحب سے تعجب

على القدرة الربانية وبين سبحانه بان القدرة الالهية
من وجه خالقية جميع افعال العباد كما هو مذهب
اهل السنة والجماعة تتزايد عن القدرة الانسانية
بمدارج ولا وقعة لكسب الانسان عند القدرة
الالهية كما لا يخفى على من له ادنى مسكة فى العلوم
سيما العقائد وان لم يوجد مثل صفات المخلوقات
فى الخالق فلا نقصان فى قدرته تعالى الا ترى ان
التوالد والتناسل من الصفات الحميدة للحيوانات
بخلاف الواجب تعالى فانه بنسبته سبحانه من
المحالات وعلى طبق القاعدة المقررة الاسمعيلية
لا يضل النصارى القائلون بان المسيح ابن الله
(بیٹا علیہم السلام)
وان عرض المولوى اسمعيل ومتبعوه عليهم اية
لم يلد ولم يولد فالجواب منهم اولا بانا ان سلمنا
ان القران كلام الله فعلى حسب قاعدتكم المقررة
لا يفهم ذلك من الاية والا يلزم زيادة القدرة
الانسانية على القدرة الربانية وثانيا لما سلمتم
امكان كذبه سبحانه فيحتمل ان يكذب هذه الاية
ولا يحصل اليقين على صدق الاية المذكورة
ولا يمتنع التوالد والتناسل على الله تعالى فما
هو جوابكم فهو جوابنا والحاصل ان المولوى
اسمعيل علا اعلى مراتب الغير المقلدية لان ادنى
مرتبة الغير المقلدية ترك تقليد المجتهدين و
المرتبة الاعلى ترك عمل على القران والحديث

اور اسکی تردیدیوں کی ہی کہ حقتعالی کی قدرت باعتبار پیدا کرنے
جمیع افعال بندونکی جیسا کہ اہلسنت کا مذہب ہی کئی مرتبہ آدمی
کی قدرت سی بڑہ کر ہی اور خدا کی قدرت کی مقابلہ میں آدمی کا
کسب کچھہ بھی اعتبار نہیں رکھتا چنانچہ ادنی علمدار پر بھی
یہہ امر پوشیدہ نہیں ہی اور اگر خالق میں مخلوقات کی صفات
کی مثل موجود نہوں تو اسمیں قدرت الٰہی کو کوئی نقصان
نہیں ہی دیکھو توالد تناسل حیوانات کی ستودہ صفات
سی ہے اور واجب تعالے کی نسبت محالات سی ہی
اور بموجب اس قاعدہ مقررہ اسمٰعیلیہ کی نصاری کو گمراہ
نکہنا چاہیئے کہ وہ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتی
اور اگر مولوی اسمٰعیل اور اُسکے تابعین نصاری پر آیت
لم یلد ولم یولد دلیل پیش کریں تو انکی طرف سی اول
(خدا صاحب فرزند اور حرز کسیکا فرزند نہیں ۱۲)
تو یہہ جواب ہی کہ اگر ہم مان لیں کہ قرآن کلام الٰہی
ہی تو حسب منشا تمہاری قاعدہ کی اس آیت سی یہہ سمجہا
نہیں جاتا ہی۔ ورنہ قدرت آدمی کی خدا کی قدرت
سی زائد ہو جائیگی۔ دوسرا جواب یہہ ہی کہ جب تم خدا
کی کذب کو ممکن جانتی ہو تو احتمال ہی کہ یہہ آیت بہی جہوٹی
ہو اور اسکے صدق پر یقین نہیں کیا جا سکتا اور
توالد تناسل خدا پر منع نہوا پس جو تم اسکا جواب دوگی
وہی ہمارا جواب ہوگا۔ الحاصل مولوی اسمٰعیل غیر مقلدی
کے اونچے مراتب پر فائز ہو گیا۔ کیونکہ ادنے مرتبہ
غیر مقلدین کا تقلید مجتہدین کا ترک کرنا ہی اور اونچا
مرتبہ قرآن و حدیث کے عمل کا ترک کرنا

مثل الاولین قال فی الخازن تحت ایۃ ان یشأ
یذھبکم ایھا الناس قال ابن عباس رضی اللہ
عنھما یرید المشرکین والمنافقین ویأت باٰخرین
اٰغیرھم ھو خیر منکم واطوع لہ ففیہ تھدید للکفار
والمعنی انہ یھلککم ایھا الکفار کما ھلک من کان
قبلکم اذا کفروا وکذبوا رسلہ وکان اللہ علٰی ذلک
قدیرا یعنی وکان اللہ علی ذلک الاھلاک واعدام
غیرکم قادرًا بلیغًا فی القدرۃ لا یمتنع علیہ شیء
ارادہ انتہی بقدر الحاجۃ فالویل کل الویل لمن ادخل
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذہ الایۃ ثم یا اسفی
علی عدم التعمق فی ان مسئلۃ امکان کذبہ سبحانہ
انما قالہ المولوی اسمعیل بناء علی قولہ امکان مثلہ
علیہ السلام ولا خفاء فی انہ ملزوم ھذا القول
لزومًا بینًا فالاصرار علی اثبات امکان النظیر یخبر
بعدم رعایۃ ادب حضرت البشیر النذیر صلی اللہ
وسلم علیہ القدیر سیما اشتھار امثال ھذہ المسائل
والبحث والضدیۃ فیھا فی ھذا الزمان الذی یسعی
علی ھدم الاسلام کل شریر ویشتھر اعداء الاسلام
تحریرًا وتقریرًا توھین الباری عز اسمہ واھانۃ النبی
علیہ الصلوۃ والسلام وتکذیب الکتاب المنیر فیا
حسرۃ علی البغی والفساد بین العباد ومن زعم
ان باخراج نظیرہ علیہ السلام من القدرۃ الالھیۃ
یلزم اخراج اکثر الاشیاء من تحتھا فبطلانہ ظاھر

تفسیر خازن میں اسی آیت کے نیچے لکھتے ہیں کہ حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ حقتعالے نے
اس آیت میں کافروں اور منافقوں کو نیست کرنے
دوسروں کا پیدا کرنا جو انسے اچھے اور خدا کے فرمانبردار
ہوں ارادہ رکھا ہے۔ پس اسمیں کافروں کیلئے
دھمکی ہے یعنی اے کفار خدا تمکو ہلاک کردے جیسا کہ پہلے تم سے کافروں
اور انبیا کے جھٹلانیوالوں کو ہلاک کیا ہے اور خدا تمہارے نیست
کرنے اور دوسروں کے پیدا کرنے پر بخوبی قادر ہے جسکا خدا ارادہ
کرے وہ رک نہیں سکتی یہ ترجمہ ہے تفسیر خازن کی عبارت
کا پس سخت عذاب و ہلاکت ہے اسپر جو اس آیت میں سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کو داخل کرتا ہے بہر سخت افسوس ہے اسپر کہ
اسمیں کیوں نہیں غور کرتے کہ مولوی سمعیل دہلوی نے امکان
نظیر حضرت بشیر و نذیر صلے اللہ علیہ وسلم کے قول پر امکان کذب
لازم ہے پس امکان نظیر کے ثابت کرنے پر اصرار کرنا سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے خلاف پر اڑنا خصوصًا ایسے مسائل
میں بحث اور ضد کے درپے ہونا علے الخصوص اس نازک وقت
میں جسمیں معاند لوگ اسلام کے انہدام اور باریتعالی اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال اہانت اور تکذیب پر
ایسے کمر باندہ کر مستعد ہیں کہ کتابیں شائع کر رہے
ہیں سخت ہی افسوس کا موقع ہے اور یہ خیال
کہ آپکی نظیر کے قدرت الہیہ سے خارج کرنے سے بہت
سی چیزوں کا خارج کرنا لازم آتا ہے بالکل باطل
اور ظاہر البطلان ہے۔

فی هذه الرسالة من صفحة (۱۳) وما اتی علیه بسلطان
مبین بل ایّد صاحب البراهین باثبات امکان
کذب اصدق الصادقین کما نقل تحت آیة
فَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وعدم
غفران الشرك بمقتضی الوعید فلا امتناع فیه
لذاته ونقل تحت آیة اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْکُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ
جَدِیْدٍ ان من خلق اصولهم ثم کونهم بتبدیل
الصور قدر ان یبدلهم بخلق آخر الخ من التفسیر
البیضاوي واثبت من ذلك ان الله تعالیٰ
یقدر علی خلاف وعده وعلمه وانت خبیر بان
صاحب البراهین انما اثبت امکان الکذب من
امثال هذه الاستنباطات وما تامل فی ان القاضی
صرح فی تفسیر آیة ان الله علی کل شیء قدیر ان الشیء
بمعنی المشیء وقال فی الجلالین علی کل شیء شاءه قدیر کما
سبق نقله فی الاعتراض الاول مدلولها ان
ما لم یشاء الله تعالیٰ لا یدخل تحت القدرة وسیاتی
ان خلاف معلومه تعالیٰ غیر مقدور عند اهل
السنة وقال تعالیٰ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْکُمْ اَیُّهَا النَّاسُ
وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ فادخال النبی صلی الله علیه وسلم
فی هذا الخطاب واثبات جواز مثله لا یخفی
بطلانه علی من له ادنی مسکة لان المخاطب
انما هو الناس لا النبی صلی الله علیه وسلم
والخلق الجدید والآخرین لا یدل علی کونهم

اسی رسالہ کی صفحہ ۱۳ میں دیکھو حالانکہ اس مسئلہ میں کوئی یکی
دلیل بیان نہیں کی ہے۔ بلکہ صاحب براہین قاطعہ کی ہی
تائید کی بار یتعالیٰ کی امکان کذب کی اثبات میں چنانچہ آیت
فان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم کی نیچے لکھا ہے کہ شرک کا نجشا
نجانا مقتضاء وعید سے ہے ممتنع ذاتی نہیں اور آیت
ان یشا یذہبکم ویات بخلق جدید کی نیچے کہا ہے کہ جسنے
انکی اصول مختلف صورتوں میں پیدا کئے ہیں وہ انکو دوسری
پیدائش پر بدلنے پر قادر ہے۔ یہہ تفسیر بیضاوی سے نقل
کرکے اللہ تعالیٰ کا اپنے وعدہ اور علم کی خلاف پر قادر
ہونا ثابت کیا ہے اور یہہ بات ظاہر ہے کہ ایسے ہی استنباطوں
سے براہین والے نے امکان کذب باریتعالیٰ ثابت
کیا ہے اور اسمیں غور نہیں کرتے کہ اُسی قاضی بیضاوی
نے اپنی تفسیر میں آیت ان اللہ علی کل شیء قدیر کی نیچے صاف
لکھا ہے کہ شئی کے معنے چاہی گئی کے ہیں اور تفسیر
جلالین میں ہے کہ جس چیز کو خدا چاہے اُسپر قادر ہے جیسا کہ
پہلے اعتراض میں منقول ہو چکا ہے جس سے ثابت ہوا کہ جسکو
خدا نہ چاہے وہ اسکی قدرت کی نیچے داخل نہیں ہے اور عنقریب مذکور
ہوگا کہ باریتعالیٰ کی علم کا خلاف اہلسنت کی نزدیک قدرت
کے نیچے داخل نہیں ہے۔ اور آیت ان یشا یذہبکم ایہا الناس
کے خطاب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو داخل کرنا اور آپکی
مثل کے جواز کا قائل ہونا ادنیٰ اہل علم کی نزدیک بھی
صریح البطلان ہے کیونکہ اس آیت میں تو آپ مخاطب ہی نہیں
لوگ مراد ہیں اور نئی پیدائش کے پہلوں کی مانند ہونی پر

مزينا بشهادة علماء الحرمين المحترمين المطبوعة
فى بندر بمبئ وغيره ورائيت فى رسالة اشعار الغرية
منها ــه قد اسودت وجوه المدعين ٭ بارض الهند
دين الملحدين ٭ فان لم يرها صاحب البراهين
فليأتنا نريه الفتوى على عين عبارات تقوية الايمان
حتى يأتيه اليقين وهذا الفقير ما صنع من عنده
عبارة وما اغوى العوام على صاحب البراهين
بل هو اثبت اولاً امكان كذب البارى وشنع
على منكره باليقين ثم كتب فى الجواب التفصيلى
ان امكان الكذب كمال الالوهية وشعبة عموم
القدرة وانه عقيدة اهل الحق ومخالفه خارج عن
دائرة اهل السنة كما مر نقله ورده فى اثبات الاعتراض
الاول فنعوذ بالله المعين عن الافتراء فى الدين
بل هو فى الحقيقة دين المكذبين والحمد لله رب
العلمين قال صاحب البراهين قوله قال تعالى و
خاتم النبيين فاستحال مثله وامتنع الخ اقول وما
استدل المولوى القصورى على ان الله تعالى لا يقدر على
مثله صلى الله عليه وسلم فليس هذا دليلاً على قصور
قدرته تعالى بل هو دليل على قصور فهمه كما سيظهر
عنقريب وحاصل الدليل ان مثل رسول الله
صلى الله عليه وسلم ممتنع وكل ممتنع لا يدخل تحت قدرته
تعالى فينتج ان مثل رسول الله صلى الله عليه وسلم
لا يدخل تحت القدرة الالهية وذكر فى ثبوت الصغرى

میں علما حرمین محترمین کی مصدقہ بمبئی وغیرہ کی مطبوعہ بچشم
خود لکھی ہیں اور اسکے رسالہ میں اس مضمون کی اشعار کہ سہ
مدعیونکی منھ کالے ہوئے جو ہندوستان میں ملحدونکا دین
نکالاہے) درج ہیں اگر براہین والی نے نہیں دیکھی تو فقیر اسکو
عین تقویۃ الایمان کی عبارتونپر فتوے دکھادیتا ہے اور
یقین دلاسکتا ہے کہ اسمیں ذرہ بہر بناوٹ نہیں ہے اور
فقیر نے کوئی بات اپنی طرف سے بناکر صاحب براہین پر عوام
کو ہرگز اغوا نہیں کیا بلکہ خود اُسنے پہلے مسئلہ امکان کذب باریتعالی
کا اثبات کیا اور اُسکے منکر کی بدگوئی کی۔ پہر جواب تفصیلی
میں لکھا کہ امکان کذب الوہیت اور شعبہ عموم قدرت ہے اور
اہل حق کا یہی عقیدہ ہے اور اسکا مخالف اہلسنت سے خارج
ہے چنانچہ اوپر اسکی نقل اور تردید مرقوم ہوچکی ہے۔ پناہ
بخدا ہمیں تاکہ ہم دین میں افترا کریں بلکہ یہہ بات امکان
کذب کی معتقدین کی ہی عادت سے ہے۔ پہر جواب تفصیلی میں ہے
قولہ اللہ تعالی نے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم
النبیین فرمایا ہے جس سے آپکی مثل محال اور ممتنع قرار پاچکی ہے
الخ اقول مولوی قصوری جو اس سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ
تعالی آپکی مثل پر قادر نہیں سو اس سے قصور قدرت ثابت
نہیں ہوتا البتہ قصوری صاحب کے قصور فہم کی دلیل ہے
چنانچہ عنقریب انشاء اللہ تعالے ظاہر ہوجائیگا۔
حاصل دلیل یہہ ہے کہ آپکی دلیل مثل ممتنع ہے قدرت الہی کے نیچے داخل
نہیں ہے نتیجہ یہہ ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نظیر
قدرت الہی کے نیچے داخل نہیں ہے۔ صغری کے ثبوت میں

لان القادر المطلق لما يمت اقتداره على جميع
الاشياء بمعنى المشيئات فكيف نقول انه قادر
على غير المشيئ على انا لانقول ان الله تعالى لايقدر
عليه بل نقول ان نظيره صلى الله عليه وسلم لايدخل
تحت القدرة الكاملة بعدم استحقاقه لاستحالته
وامتناعه وسيجئ الكلام على انه ممتنع بالذات
فانتظره قال صاحب البراهين قوله مصدقا
بتصديق علماء الحرمين الخ اقول اولاً عليك
ثبوته حتى نتكلم فيه وثانيا يكون الناس فی كل
زمان معاندين لاهل الحق والكمال يغلطون
اقوالهم الحقة فتارة يغوون العوام عليهم وتارة
يصنعون العبارات من عند انفسهم على خلاف
مطالبهم ويعرضونها على العلماء ويستفتون عليها
فالجواب يطابق صورة المسئلة كما وقع تكفير
شاه ولي الله رحمه الله فی مسئلة شق القمر
من علماء الحرمين الشريفين وهكذا عرض لاكابر
السلف ايضًا كما فعل المعترض فی المسئلة الاولی
واظهر عند العوام ان مولف البراهين يكذب
الله وهذه عقيدته تعالى الله عن ذلك علوًا
كبيرًا من كذب الله تعالى فهو عندی ليس بمسلم او
ما اعتقد بهذا ولا احد من اهل الحق كما شرحته
فی جواب الاعتراض الاول انتهى يقول الفقير
اسمعيل
كان الله له انی رايت عدة رسالات فی رد المولوي

کیونکہ خود قادر مطلق جب اپنی قدرت کے نیچے اشیا یعنی
مشی کو داخل فرمایا ہے تو ہم لوگ غیر مشی کو اسکی قدرت
میں کب داخل کر سکتے ہیں مع ہذا ہم یہہ ہرگز نہیں کہتے
کہ خدا تعالی اسپر قادر نہیں بلکہ ہم اسکے قائل ہیں کہ
آپکی نظیر اپنے محال اور ممتنع ہونے کی وجہ سے اسکی قدرت
کاملہ کے تلے داخل ہونیکا استحقاق نہیں رکھتی اور عنقریب
اسکے ممتنع بالذات ہونیکا ذکر آتا ہے۔ یہہ جواب
تفصیلی ہیں ہے قولہ حرمین شریفین سے بھی اسکی تردید
بلکہ تکفیر تک نوبت پہونچی تھی الخ اقول اول تو اسکا
ثبوت دیجیے تاکہ اسمیں کلام کیجاوے دوسری تکفیر کا حال یہ ہے
کہ ہر زمانہ میں اہل حق اور اہل کمال کے لوگ معاند ہوتے رہے ہیں
جو انکے اقوال کو جان بوجھکر غلط بیان کرکے کبھی عوام کو برافروختہ کرتے
ہیں اور کبھی خلاف انکے اپنی طرف سے عبارتیں بطور استفتا
علما پر پیش کرتے ہیں جسکا جواب صورت مسئلہ کے مطابق
ہوتا ہے چنانچہ اسی قسم کی تکفیر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ
کی مسئلہ شق القمر میں علماء حرمین شریفین سے کرائی گئی
تھی اور اسیطرح اور بھی اکابر سلف کو پیش آیا ہے اور معترض
نے پہلے مسئلہ میں عوام کے سامنے ظاہر کیا ہے کہ مؤلف براہین خدا کو
جھوٹا بتلاتا ہے اور یہہ اسکا عقیدہ ہے خدا اس سے بہت اونچا
ہے جو خدا کو جھوٹا سمجھے وہ میرے نزدیک مسلمان نہیں
نہ میرا یہہ عقیدہ ہے نہ کسی اہل حق کا چنانچہ سوال اول کے
جواب میں مفصل بیان ہو چکا ہے انتہی بلفظہ فقیر
کان اللہ لہ عرض کرتا ہے کہ میں نے کئی رسالے مولوی اسمعیل کی رد

وان قال بدخول الممكنات تحت القدرة الا ممتنعة
لكن لايفرق بين الممتنع بالغير والممتنع بالذات
لانه غير واقف على الكتب الكلامية اصلاً
وما قال في شرح المواقف بان ماسوى الممتنع
بالذات اوالواجب بالذات يدخل تحت القدرة
فلاخلاف في هذه المسئلة لاحد من اهل
الحق فلما لم يدر القصوري امثال هذه المسائل
الصريحة فكيف يدري المسائل الدقيقة الكلامية
وان اراد بالمحال ممتنعاً بالذات فسلم انه لايدخل
تحت القدرة لكن الحد الاوسط لايتكرر في
هذه الصورة لما ثبت ان الممتنع الذي في
الصغرى آخر وما في الكبرى هو آخر فسقط
الدليل باجزائه فيا اسفى على ان مشقة القصوري
على التقاط الدليل من اليمين والشمال
ضاعت في آن واحد يقول الفقير الى الله ولم
اغرض بترتيب المقدمات العقلية في
بيان المسائل النقلية لكن لغرض استيصال
بنيان المكذبين اقول وبه تعالى استعين
ان المراد من الممتنع في الصغرى المجعولة هو
الممتنع لذاته لان الله تعالى قال وما محمد
الا رسول ولا خفاء في ان رسالته عليه السلام
انما تتم بكونه خاتم النبيين ومبعوثاً الى
كافة الخلق وافضلهم اجمعين وهذه المرتبة العليا

بھی ممکنات کو قدرت مین داخل سمجھتی ہیں مگر ممتنع
بالغیر اور ممتنع بالذات میں فرق نہیں سمجھتی جس سے
ظاہر ہے کہ کتب کلامیہ سے محض ناآشنا ہیں یہ مسئلہ کہ
سوا ممتنع بالذات اور وجب بالذات کی سب کو
قدرت شامل ہے کسیکا اہل حق سے اسمیں خلاف
نہیں ہے جب ایسے مسائل میں یہ حال ہے تو اور مسائل
دقیقہ کلامیہ کو اسی پر قیاس کر لیجیے قیاس کن
زگلستان من بہار مرا ۔ اور اگر ممتنع ومحال سے
ممتنع بالذات مراد ہے تو مسلم ہے کہ وہ قدرت مین داخل
نہیں اسصورت میں حد اوسط مکرر نہوئی کیونکہ صغرے
میں ممتنع بالذات مراد نہیں پس صغری کا ممتنع اور
ہے اور کبری کا ممتنع اور ہے تو دلیل اپنے اجزا سے
گر گئی ۔ افسوس اس دلیل کے ادہر ادہر سے جمع کرنیمیں
جو محنت ہوئی تھی ایکدم بھر میں رائگان ہو گئی ۔
انتہی بلفظہ ۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ ہرچند مسائل نقلیہ
کے بیان میں ترتیب مقدمات عقلیہ فقیر کو ناپسند ہے کہ نقل
محتاج عقل کی نہیں ۔ مگر مکذبین کی بنیاد کی بیخکنی کی غرض
سے باری تعالے کی مدد سے عرض کرتا ہوں کہ مکذبین
کے بناوی صغری میں مراد ممتنع لذاتہ ہے کہ حقتعالے
کا ارشاد ہے اور نہیں محمد مگر رسول اور اسمیں شک
نہیں کہ آپکی رسالت تب ہی تمام ہوگی جب آپ
سب نبیوں کے ختم کرنے والے اور ساری خلقت
کیطرف پیغمبر اور سب سے بہتر ہوں اور آپکو یہ مرتبہ بلند

قوله تعالى خاتم النبيين وفي ثبوت الكبرى حوالة
جميع التفاسير المعتبرة فالآن نتكلم في جزئي الدليل
اما الصغرى فالمراد من الممتنع ممتنع بالذات
او بالغير فان اراد ممتنعا بالذات فلا نسلم لانه
ما لا يمكن وجوده بذاته ومنشأ الامتناع
يكون ذاته كاجتماع النقيضين مثل وجود زيد
وعدمه في آن واحد ومتى يكون الامتناع بالنظر
الى امر خارج فلا يكون ممتنعا بالذات بل هو ممتنع
بالغير مثلاً اخبار الله تعالى بان الشيء الفلاني
لا يقع كذلك امتناع مثله صلى الله عليه وسلم
بوجه اخباره لا في حد ذاته فلهذا يكون ممتنعا بالغير
فثبت ان الصغرى ممنوعة على هذا الشق وان
اراد ممتنعاً بالغير فنسلم لكن الحد الاوسط لا يتكرر
في هذه الصورة فما ثبت المطلوب واما الكبرى
فان اراد بالمحال الممتنع بالغير فغير مسلم لانه في
الحقيقة لا ينافي ممكنا بالذات يدخل تحت القدرة
لا خلاف فيه من متكلم ولا من مفسر فضلاً عن
جميع المفسرين وسنده ما قال في شرح المواقف
ان قدرته تعالى تعم سائر الممكنات اي جميعها لانه قال
لان الوجوب والامتناع الذاتيين يحيلان
المقدورية انتهى فثبت ان ما سواهما داخل تحت
القدرة الالهية انما المحال واجب بالذات او
ممتنع بالذات كما في شرح المواقف والمولوي القصو

آیت خاتم النبیین کو ذکر کیا ہے اور کبری کی ثبوت میں جمیع تفاسیر
معتبرہ کا حوالہ بیان کیا ہے۔ اب ہم اس دلیل کی ہر ایک
جزو میں کلام کرتے ہیں۔ اول صغری میں مراد ممتنع سے ممتنع
بالذات مراد ہے یا ممتنع بالغیر اگر ممتنع بالذات مراد ہے تو
یہہ غیر مسلم ہے کیونکہ جسکا وجود فی ذاتہ ممکن نہوا ور منشأ
امتناع اسکی ذات ہو وہ ممتنع بالذات ہے چنانچہ دو نقیضین کا
جمع ہونا مثل وجود زید و عدم زید آن واحد میں اور جہاں
کسی امر خارج سے امتناع ہو تو وہ ممتنع بالذات نہیں بلکہ
ممتنع بالغیر ہے۔ مثلاً کسی کی نسبت خدا تعالی کا خبر دینا کہ
یہہ واقع نہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کا
ممتنع ہونا بوجہ اخبار الٰہی ہے نہ فی حد ذاتہ اسلیے ممتنع
بالغیر ہوا۔ تو اس شق پر صغری ممنوع ہوا اور اگر ممتنع
بالغیر مراد ہے تو یہہ مسلم ہے۔ لیکن اس صورت میں حد اوسط
مکرر نہوگی۔ پس مطلوب ثابت نہوا اور کبری میں جو محال ہے
اس سے اگر مراد ممتنع بالغیر ہے تو یہہ غیر مسلم ہے کیونکہ ممتنع بالغیر
جو درحقیقت ممکن بالذات کو منافی نہیں ہے خدا کی قدرت
کے نیچے داخل ہے۔ آجتک اسمیں اختلاف نہ کسی متکلم نے کیا
نہ کسی مفسر نے چہ جائیکہ جمیع مفسرین اور سند اسکی
شرح مواقف میں ہے کہ قدرت الٰہی تمام ممکنات پر شامل
ہے پھر صاف لکھا ہے کہ ممتنع بالغیر جملہ ممکنات میں داخل ہے
یعنی سوا ممتنع بالذات اور واجب بالذات کے سب پر قدرت
شامل ہے۔ قدرت کا شمول اگر محال ہے تو واجب بالذات اور
ممتنع بالذات ہی کو ہے جیسا کہ شرح مواقف میں ہے ہرچند مولوی قصو

تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا وتعالی اللہ عما
یقول الظالمون کما تحقق ان الممتنع بالغیر
تحت قدرتہ تعالی بقول الفقیر کان اللہ لہ قد
سبق قریبا بدلالۃ القرآن ان مثلہ صلی اللہ علیہ
فی جمیع کمالاتہ المختصۃ بہ علیہ السلام ممتنع
لذاتہ غیر داخل تحت قدرۃ القدیر المطلق لرعایۃ
جناب حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصا
فی ہذا الزمان کثیر العدوان وایضا لا نقول
ان اللہ تعالی لا یقدر علی الممتنعات لذاتہا
کما یقول المکذبون بل نقول الممتنعات لا
تعلق بہا القدرۃ لعدم استعدادہا تادبا مع
الخالق القدیر ولنعم ما قال القاری علیہ رحمۃ
الباری فی شرح الفقہ الاکبر
کل عام یخص کما خص قولہ تعالی
واللہ علی کل شیء قدیر بما شائہ لیخرج
ذاتہ وصفاتہ ومالم یشأ من مخلوقاتہ ومایکون
من المحال وقوعہ فی کائناتہ والحاصل ان کل
شیء تعلقت بہ مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ والا
فلا یقال ہو قادر علی المحال لعدم وقوعہ ولزوم
کذبہ ولا یقال غیر قادر علیہ تعظیما للہ
انتہی وایضا قال فی الجمالین فی سورۃ المائدۃ
فی تفسیر آیت وہو علی کل شیء قدیر ومنہا اثابۃ
الصادق وتعذیب الکاذب وخص العقل

خدا اس سے بہت اونچا ہے۔ چنانچہ ثابت
ہو چکا ہے کہ ممتنع بالغیر تحت قدرت ہے انتہی
بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ قرآن کریم
کی دلالت سے ابھی اوپر مذکور ہوا ہے کہ آپکی
مثل جمیع کمالات مختصہ میں ممتنع لذاتہ ہے قدرت
کے نیچے داخل نہیں ہے۔ اور یہہ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی شان والا کی رعایت سے خصوصا
ان ایام ناہنجام میں اور اس ادب پر بھی ہمکو
جزائے خیر ملیگی کہ ہم یوں نہیں کہتے کہ خدا تعالی
ممتنعات لذاتہا پر قادر نہیں جیسا کہ مکذبین
کہتے ہیں بلکہ ہم یہہ کہتے ہیں کہ ممتنعات کی
ناقابلیت سے قدرت اُنسے متعلق نہیں ہوتی
ہے مولانا قاری علیہ رحمۃ الباری نے شرح فقہ اکبر
میں کیا خوب لکہا ہے کہ ہر عام مخصوص ہوتا ہے
جیسا کہ آیت واللہ علی کل شیء قدیر خدا کی مشیت
کے ساتہہ مخصوص ہے تاکہ ذات وصفات الہی اور غیر
مشیت مخلوقات اور محال کائنات اس سے نکل جائے اور حاصل الکلام یہہ
ہے کہ جس سے مشیت الہی متعلق ہوتی ہے قدرت بھی اسی
سے تعلق پکڑتی ہے۔ ورنہ یوں نہ کہا جائیگا کہ خدا محال
پر قادر ہے کہ اسکا وقوع معدوم ہے۔ اور خدا کے کذب
کا لزوم ہے اور یوں بھی نہ کہا جائیگا کہ خدا اس پر قادر نہیں
ہے اسکی تعظیم کر رہے۔ انتہی مترجما اور جمالین حاشیہ جلالین
سورہ مائدہ کی تفسیر میں آیت وہو علی کل شیء قدیر کے

انما حصلت له فی العالم الروحانی باتفاق
المحققین فلا یشارکہ صلی اللہ علیہ وسلم
احد فی ھذہ الخواص اللازمۃ الغیر المنفکۃ
من ذاتہ الشریفۃ عند العلماء الراسخین
فمثلہ ممتنع لذاتہ کما ان اللہ تبارک وتعالی
واحد لاشریک لہ ومثلہ ممتنع لذاتہ
باجماع جمیع طوائف المسلمین وھکذا
المراد من المحال فی الکبری الممتنع لذاتہ
الماخوذ فی الصغری فتکرر الحد الاوسط
وحصلت النتیجۃ الصحیحۃ وھی ان مثلہ
صلی اللہ علیہ وسلم لایدخل تحت القدرۃ
الالھیۃ کما لایدخل مثلہ سبحانہ تحتہا
ولا عجز فی الصورتین وسیاتی انشاء اللہ
تعالی مزید تحقیق لھذا الباب مع تردید
اعتراضات ناشیۃ من عند غیر اولی الالباب
فسبحان من یؤید الفقیر القصوری لابطال
مزخرفات کثیرۃ بکلمات یسیرۃ فلہ الحمد
علی ھدایۃ الطریق الصواب قال صاحب
البراھین قولہ ولا یلزم منہ عجز القادر المطلق
الخ اقول ان کان المراد من الممتنع ممتنعًا بالذات
فلا شک فی ان عجزہ سبحانہ لایثبت من ذلک
وھذا لایفید المعترض کما مر وان کان المراد
ممتنعًا بالغیر فیلزم منہ عجز القادر المطلق بلا شک

محققین کے اتفاق سے عالم روحانی میں ہی حاصل تھے
اور ان خواص لازمہ ذات شریف غیر منفکہ عنصر
لطیف میں کوئی آپکا شریک نہیں ہے۔ تو مثل آپکی
ممتنع لذاتہ ہوئی۔ جیسا سبکے اجماع سے باریتعالے
واحد لاشریک ہے اور اسکی مثل بھی ممتنع لذاتہ
ہے اور ایسا ہی کبرے میں محال و ممتنع سے مراد ممتنع
لذاتہ ہے جو صغریٰ میں بھی یہی تھا۔ پس حد اوسط
مکرر ہوگئی۔ اور نتیجہ صحیح نکلا کہ آپکی مثل قدرت
الٰہی میں داخل نہیں ہے۔ چنانچہ حق سبحانہ کی
مثل بھی قدرت میں داخل نہیں اور ان
دونو صورتوں میں کوئی عجز لازم نہیں آتی ہے
اور بفضلہ تعالےٰ عنقریب اسکی زیادہ تحقیق
آتی ہے جسمیں مکذبین کے اعتراضات
کی تردید بھی شامل ہوگی۔ کیا خوب امداد ہے
رب العباد کی کہ فقیر قصوری کے تھوڑے سے
لفظوں سے تو وہ طومار باطل ہوجاتے ہیں سیدھی
راہ کی رہنمائی پر خدائے بیہمتا کی شکر ہے
صاحب براہین جواب تفصیلی میں لکھتا ہے قولہ
اور اس سے قادر مطلق کی عجز ہرگز نہیں نکلتی
الخ اقول اگر ممتنع سے ممتنع بالذات مراد ہے۔
تو بیشک اللہ تعالےٰ کا عجز ثابت نہیں ہوتا۔
مگر یہ آپ کو مفید نہیں ہے۔ کما مر اور اگر ممتنع
بالغیر مراد ہے تو قادر مطلق کا عجز بیشک لازم آتا ہے

من ذلك ان مراد العلامة من الامكان ليس
الامكان العقلي وانكان مراده نفي الامكان
العقلي لقال ان مثل النبي صلى الله عليه وسلم
ممتنع بالذات لا يدخل تحت القدرة فلما
ادخل العلامة مثله اولاً تحت القدرة
علم ان نفيه امكان المثل ليس نفي الامكان
العقلي اصلاً يقول الفقير كان الله له ان صاحب
البراهين مع الحوارين قد عمهوا في تحرير الجواب
التفصيلي واصروا على الانكار لايكادون ان
يروا حقاً وانكان مثل شمس نصف النهار
علم يا اخي ان العلامة التوربشتي قال في
بيان ختم نبوته صلى الله عليه وسلم ان موسوسا
يوسوس بان الله قادر على خلق مثله عليه السلام
اذاً او طاعناً على هذا القائل فحمل معاند والختم
لنبوة هذا الكلام على الحقيقة وجعلوا العلامة
انه لا بمقدورية المثل على خلاف مقتضى الكلام
والحال ان قول العلامة بعده وآنكس كه گويد
بعد از وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود
وآنکس نیز کہ گوید امکان دارد کہ باشد کافرست
اینست شرط درستی ایمان بر خاتم الانبیا محمد
مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم انتہے بلفظہ ینادی
باعلی نداء ان مراده نفي الامكان العقلي و
ليست وظيفة كتاب العلامة بيان اقسام الممتنع وغيرها

اس سے صاف ظاہر ہے کہ علامہ کی مراد
امکان سے امکان عقلی نہیں ہے۔ اگر نفی
امکان عقلی کی ہوتی تو یوں کہتے کہ آپکی مثل
ممتنع بالذات ہے قدرت کے نیچے داخل نہیں
جبکہ علامہ نے اول مثل کو تحت قدرت
داخل کیا تو پھر نفی امکان عقلی کی ہرگز مراد نہیں
ہو سکتی انتہے بلفظہ فقیر کان اللہ لہ عرض کرتا
ہے کہ صاحب براہین مع حوارین جواب تفصیلی
کے لکھنے میں ایسی ضد پر اڑے ہیں کہ حق کو
ہرگز نہیں دیکھ سکتے اگرچہ آفتاب نیمروز کی طرح
روشن ہو۔ اے برادر غور کر کہ علامہ توربشتی
نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے
بیان میں کہا ہے کہ کوئی وسواسی والنبی والاہیہ وسواس والے
کہ خدا ہر شے پر قادر ہے تو آپ کی مثل کے پیدا کرنے
پر بھی قادر ہے انتہے تو ایسے شخص کے رد میں علامہ
توربشتی نے وہ کلام فرمائی جسکو ختم نبوت کے
معاندین نے حقیقت پر حمل کر لیا اور علامہ کو آپکی
مثل کے مقدور الٰہی جاننے والوں سے بنا دیا برخلاف منطوق
اسکے کلام کی یہہ تو ابتدا کلام ہے اور اخیر میں علامہ
فرماتا ہے۔ اور وہ شخص جو کہتا ہے کہ آپ کے پیچھے دوسرا نبی تھا
یا ہے یا ہوگا اور وہ شخص کہ کہتا ہے کہ امکان مثل
کا ہے کافر ہے یہی شرط ہے درستی ایمان کی خاتم الانبیاء
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہہ ترجمہ علامہ کی کلام کا ہے

ذاته وسائر المحالات کشریک الباری و
کحیوة شئ وموته فی آن واحد اذ لا تتعلق
القدرة والمشیة بها ولا یقال ادباً انه لیس
بقادر علیها والله سبحانه تعالی اعلم انتهی وایضاً
قال فی شرح الشفاء ومن المعلوم استحالة
وجود مثله بعده صلی الله علیه وسلم
انتهی قال صاحب البراهین قوله وقد صرح
الامام التوربشتی الخ اقول هذا من قصور فهم
المعترض او اعراض عن الحق مع العلم لان مدعاه
لا یثبت من کلام العلامة التوربشتی والمعترض
یستعمل الفاظ الامکان والامتناع وغیرها
لکن لا یدری معناها والامکان والجواز
ومثلها یستعمل فی کلام العلماء لامکان شرعی
وعرفی وعقلی ولیس المراد من الامکان
فی کلام العلامة الامکان العقلی بل المراد
منه العرفی او الشرعی کما یثبت من قرینة
العبارة السابقة واللاحقة لانه قال فی اول
ذلک المقال ثبت من اکثر الاحادیث ان النبوة
ختمت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم و
لا یکون نبی بعده فیفهم من هذه العبارة ان
مثله صلی الله علیه وسلم ممتنع بالغیر بوجه
اخباره تعالی بانه خاتم النبیین وقال العلامة
فی آخر الکلام ان احدا لا ینکر القدرة فعلم

ذات اور محالات کو مثل شریک
باریتعالے اور ایک ہی وقت میں ایک چیز
کا زندہ اور مردہ ہونا مخصوص کرلیا ہے اسلیئے کہ
قدرت اور مشیت الٰہی ایسے متعلق نہیں ہوتی
اور ادب کے رو سے یوں ہی نہ کہنا چاہیے کہ خدا انپر
قادر نہیں ہے اور خدا پاک کو بہت علم ہے انتہی
براہین والے نے جواب تفصیلی میں لکھا ہے قولہ
علامۃ الوری امام توربشتی الخ اقول علامہ توربشتی
کی کلام سے ہرگز آپکا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ یا قصور
فہم ہے یا جان بوجھکر حق سے اعراض ہے۔ معترض
امکان اور امتناع وغیرہا کا نام تو لکھدیتا ہے مگر
معنے انکے مطلق نہیں سمجھتا۔ یہ الفاظ علما کی کلام
میں مستعمل ہو کر امکان شرعی اور عرفی وعقلی مراد
ہوتا ہے اور علامہ کی کلام میں امکان عقلی مراد نہیں
بلکہ امکان عرفی یا شرعی مراد ہے جیسا کہ اگلی پچھلی
کلام کے قرینہ سے ثابت ہے وہ ابتدا میں لکھتے ہیں
کہ اکثر حدیثوں سے ثابت ہے کہ نبوت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم پر ختم ہوگئی اور آپکے پیچھے کوئی نبی نہ ہوگا
اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپکا مثل ممتنع بالغیر ہے
کیونکہ بوجہ اخبار الٰہی ہے کہ آپ پر نبوت
ختم فرمادی اور نیز اخیر میں
علامہ موصوف نے یہہ لکھا ہے کہ
کوئی شخص قدرت کا منکر نہیں ہوسکتا ہے

مشیئۃ اللہ تعالیٰ لقولہ سبحانہ وخاتم النبیین لم یتعلق بہ قدرتہ ایضًا وایضًا نقلت تصریح العلامۃ القاری من شرح الشفاء ومن المعلوم استحالۃ وجود مثلہ بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی فیشہد کل ذی لب بان الفقیر القصوری فہم مراد القاری مستدلاً بقول الباری (ای ان اللہ علی کل شئ قدیر) والمکذبون نبذوا القرآن وراء ظہورھم واقتفوا آثار الفلاسفۃ لقصورھم فیجعل اللہ المنتقم فی نحورھم قال فی الجواب التفصیلی قولہ حتی لا یلزم کذب کلامہ تعالیٰ اقول لا بد من بیان وجہ الاستلزام وبیان مطلب کلام القاری والا ترجمۃ العبارۃ بلا فہم و درایۃ لا یفید المطلب یقول الفقیر کان اللہ لہ قد ذکرت سابقا عنقریب مطلب کلام القاری وھو یفید مطلبنا بفضل الباری ووجہ الاستلزام انہ ان قلنا ان اللہ تعالیٰ یقدر علی خلق مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم فہذا القول یستلزم کذب قولہ سبحانہ وخاتم النبیین وایضًا ان قلنا انہ عزوجل قادر علی خلق ما لم یشأ لزم کذب آیۃ ان اللہ علی کل شئ قدیر واللہ ولی الہدایۃ وھو یحفظ عن الغوایۃ قال فی الجواب التفصیلی قولہ ونقل صاحب الرسالۃ المسماۃ بالمعتقد المنتقد الخ اقول لا حوالۃ ھذہ الرسالۃ فی مقابلتنا اظہار العجز

وخاتم النبیین تو قدرت بھی اس سے متعلق نہیں۔ اور نیز شرح شفا سے بھی منقول ہوا ہے کہ آپکے بعد آپکی نظیر محال ہے اھ اب ہر دانشمند سچی شہادت دیگا کہ فقیر قصوری نے علامہ قاری کی مراد ٹھیک سمجھی ہے اور امکان کذب کے قائلوں نے قرآن مجید کو پس پشت ڈالدیا ہے اور فلسفی خیالات کے پیچھے لگ گئے۔ پس خدا پاک ہی منتقم کافی ہے۔ جواب تفصیلی میں ہے قولہ تاکہ کلام باری میں کذب لازم نہ آوے الخ اقول وجہ استلزام بیان فرمائی اور اسکے ساتھ علامہ قاری کی عبارت کا مطلب بھی ورنہ عبارت کا ترجمہ بغیر سوچے سمجھے ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے ابھی اوپر علامہ قاری کی عبارت کا مطلب بیان کیا ہے جو ہمارے دعوے کا موید ہے اور وجہ استلزام یہہ ہے کہ اگر کہا جائے کہ آپ کی نظیر داخل قدرت ہے تو اس سے خاتم النبیین کا کذب لازم آتا ہے۔ اور نیز اگر یہہ کہا جائے کہ خدا پاک جس چیز کو نچاہے وہ اسکی قدرت کے نیچے داخل ہے تو یہہ آیت ان اللہ علی کل شئ قدیر کے کذب کو لازم پکڑتا ہے اور وہی مالک ہدایت ضلالت سے بچانے والا ہے۔ جواب تفصیلی میں ہے قولہ رسالہ معتقد منتقد الخ اقول اول تو رسالہ معتقد کا حوالہ دینا

حتی یصرح بالممتنع بالذات لان ذلک الکتاب
فی بیان المسائل الاعتقادیۃ بالادلۃ الشرعیۃ
لا العقلیۃ الفلسفیۃ کما لایخفی علی من طالعہ
من لبیب وقاعدۃ المکذبین ان ما یمتنع بوجہ
اخبارہ تعالیٰ فہو ممتنع لغیرہ تقتضی اقتضاءً
بینًا بان یکون مثلہ تعالیٰ ایضا ممتنعاً بالغیر
داخلاً تحت قدرتہ تعالیٰ لانہ ایضًا بوجہ
اخبارہ تعالیٰ واعلم انہ لا الہ الا اللہ وغیرہ من
الایات البینات ولا قائل بہ من الفریقین
فسقطت القاعدۃ قال صاحب البراھین
اے فی جواب التفصیلی کما فی صاحب قولہ
مع الحوار بین قولہ وصرح العلامۃ القاری
فی شرح الفقہ الاکبر الخ اقول ما فہم القصوری
مراد العلامۃ القاری لان المحال الذی لایدخل
تحت قدرۃ الباری ہو ممتنع بالذات کما نقلنا
من شرح المواقف ان الواجب بالذات والممتنع
بالذات لایدخلان تحت القدرۃ وما سواھما
داخل تحتہا فالقصوری ان لم یدخل ممتنعًا
بالغیر ایضًا تحت القدرۃ فہو مخالف لجمہور اہل
السنۃ یقول الفقیر کان اللہ لہ قد نقلت فیما
سبق کلام العلامۃ القاری علیہ رحمۃ الباری
من شرح الفقہ الاکبر وہو کل شیء تعلقت بہ
مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ الخ وہو نص فی
ان مثل النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما لم تتعلق بہ

تاکہ وہ تصریح کرتا کہ آپکی مثل ممتنع بالذات ہی کیونکہ
وہ کتاب ہی مسائل اعتقادیہ کے بیان میں جو ثابت ہیں
ادلہ شرعیہ سی نہ ادلہ عقلیہ فلسفیہ سی جیساکہ دانشمند
اسکے مطالعہ کرنیوالو نپر یہہ بات مخفی نہیں ہی۔ اور
حقتعالے کے امکان کذب کو روا رکہنے والونکا
یہہ قاعدہ کہ جو چیز بوجہ اخبار الٰہی ممتنع ہو وہ ممتنع
بالغیر ہوتی ہے صریح مقتضی ہی اسبات کا کہ حقسبحانہ
کی مثل بھی ممتنع بالغیر قدرت کے نیچے داخل ہو کیونکہ
وہ بہی بوجہ اخبار الٰہی کے یعنی آیت اور جان لو کہ خدا
ایک ہی اور دوسری آیات قرآنی سے ہی اور حال
یہہ ہی کہ فریقین سے کوئی بہی اسکا قائل نہیں پس یہہ
قاعدہ ہی بیفائدہ ہی۔ صاحب براہین مع حواریین
جواب تفصیلی میں لکھتے ہین قولہ اور علامہ قاری
نے شرح فقہ اکبر میں محال کا قدرت کے نیچے داخل
ہونا منع لکھا ہے۔ اقول آپ علامہ قاری کا مطلب
نہیں سمجہے جو محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہو وہ ممتنع بالذات
ہے جیساکہ ابہی شرح موقف سے بیان کیا گیا ہے کہ صرف
واجب بالذات اور ممتنع بالذات قدرت کے نیچے
داخل نہیں سوا اسکے سب قدرت کے نیچے داخل ہیں پس
آپ اگر ممتنع بالغیر کو بہی داخل قدرت نہیں سمجہتے تو یہہ
جمہور اہلسنت کے برخلاف ہی۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے
کہ اوپر علامہ قاری کی کلام منقول ہوئی ہی کہ جس شے سے مشیت
الٰہی متعلق ہوتی ہی قدرت بہی اسی سے متعلق ہوتی ہی الخ اور

ادنی رعایۃ ادب حبیب خالق البریات علیہ
وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات
وثانیا سبق مرۃ بعد اخری انہ یلزم علی قاعدۃ
ما ثبت امتناعہ بالآیۃ فہو امتناع بالغیر ان
مثل الباری ایضا ممتنع بالغیر وھذا باطل
بالاتفاق والقرآن ینطق بان ما لم یشاء اللہ
القدیر لا یدخل تحت قدرتہ تعالی سواء سمی بالممتنع بالذات او بالغیر کما
ھو فی التفاسیر المعتبرۃ وشرح الفقہ الاکبر فتذکر فثبت ثبوتا بینا ان المراد
بالامکان والجواز فی کلام علماء اھل السنۃ لاثبات ھذہ المسئلۃ ھو الامکان العقلی بعینہ
واللہ ھو الھادی وثالثا سبق تردید تسویلات
المکذبین فی کلام العلامۃ التوربشتی وتحقق
من کلامہ ان المراد من الامکان ھو الامکان
العقلی فتذکر ومن اللہ التوفیق قال فی الجواب
التفصیلی قولہ ونقل من شرح المنہاج الخ اقول
جوابہ ما ذکرنا سابقا من ان الجواز والامکان
فی کل مکان لیسا بمعنی واحد وان کان مقصودی
طالع کتب الکلام والفقہ علم ان استعمال
ھذہ الالفاظ لیس محصورا فی الامکان العقلی
وکلامنا فی الامکان العقلی یقول الفقیر کان اللہ
لہ جوابہ مر سابقا عن ام الکتاب بان اللہ علی
کل شیء شاءہ قدیر وما لم یشاء فہو غیر داخل
فی قدرتہ فعلم یقینا ان المراد بالامکان والجواز
فی کلام العلماء ھو الامکان العقلی لا غیر ومن

آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی ادنے رعایت
بھی نکی۔ دوسرا اوپر بارہا مذکور ہوچکا ہے
کہ مکذبین کے اس قاعدہ سے کہ جو چیز آیت سے
ممتنع ہو وہ ممتنع بالغیر قدرت کے نیچے داخل ہے
بخوبی لازم ہے کہ شریک باری بھی ممتنع بالغیر قدرت
کے نیچے داخل ہوا اور یہہ بالاجماع باطل ہے اور قرآن مجید
ناطق ہے کہ جسکو خدا نچاہے وہ قدرت کے نیچے
داخل نہیں خواہ اسکا نام کوئی ممتنع بالذات رکھے
یا ممتنع بالغیر جیسا کہ معتبر تفسیروں اور شرح فقہ
اکبر وغیرہ سے منقول ہوچکا ہے۔ پس صریح ثابت ہے
کہ علماء اہلسنت کی کلام میں جو اس مسئلہ کے بیان میں
لفظ امکان و جواز جو مستعمل ہے تو مراد اس سے
امکان عقلی ہی ہے۔ اور خداہ پاک ہی سیدھے
رستہ کا راہنما ہے۔ تیسرا مکذبین نے جو کلام علامہ توربشتی
کی تحریف کی تہی اسکی ضرور تردید ہوچکی ہے جس سے
واضح ہوگیا ہے کہ انکی کلام میں امکان عقلی ہی مراد
ہے اتباع حق کی توفیق رفیق ہو۔ جواب تفصیلی میں ہے قولہ
اور تحفہ شرح منہاج سے بھی نقل کیا ہے الخ اقول اسکا جواب بھی
بعینہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوچکا ہے غلطی یہہ ہے کہ آپ جواز و
امکان کو ہر ایک جگہہ ایک ہی معنی خیال کرتے ہیں۔ اگر کتب کلام و
فقہ آپنے دیکھی ہوتی تو معلوم ہوجاتا کہ ان الفاظ کا استعمال امکان عقلی
میں ہی محصور نہیں اور ہماری گفتگو بیان امکان عقلی میں ہے اہ بلفظہ
فقیر کان اللہ لہ عرض کرتا ہے کہ اسکا جواب اوپر مسطور ہوچکا ہے کہ قرآن شریف میں

عن المناظرة لان مؤلفه فضل الرسول مروج
البدعات لا حجة لقوله عندنا وثانيا نقل العلامة
التوربشتي المنقول سابقا قد سبق جوابه
المسكت نعم حوالة العلامة النابلسي جديدة
وهي مؤيدة لنا لان نفي المثل بدليل قوله تعالى
ولكن رسول الله وخاتم النبيين ينطق بان
المثل ممتنع بالغير لا بالذات لان الامتناع بالآية
انما هو الامتناع بالغير والممتنع بالغير لا ينافي
الممكن بالذات وان اريد بلفظ الجواز والامكان
في كلام العلامة الامكان العقلي فيتناقض
كلامه لانه استدل بالآية فثبت منها الامتناع
بالغير فان نفي الامكان العقلي فيتناقض الدليل
الدعوى وان اردنا بالجواز والامكان العرفي
او الشرعي فيتم التقريب وطابق الدليل بالدعوى
يقول الفقير كان الله له وليعلم اولا ان مولانا
فضل الرسول من اكابر علماء الهند لما رد هفوات
المولوی اسمعیل الدهلوی والف فی هذا الباب
رسائل وحقق بالدلائل القاطعة انه مخالف
لاهل السنة ومن كلامه يظهر توهين الانبياء
عموما واهانة سيد الاصفياء خصوصا
على نبينا وعليهم السلام ولا خفاء في ان المكذبين
من اجلة معتقدي المولوی الدهلوی فلرعاية
نسبوا راده وطاعنه بترويج البدعات وما رعوا

کیونکہ اسکے مؤلف فضل الرسول بدایونی کو ہم مروج بدعات جانتے ہین اسکا قول ہمارے مقابلہ مین ہیچ ہے، دوسرا علامہ تورپشتی کی تکفیر اسکا جواب مسکت ہو چکا ہے ہاں علامہ نابلسی کا حوالہ جدید ہے اور وہ ہمارا مؤید ہے کیونکہ اسمین بدلیل آیت خاتم النبیین جو آپ کی مثل کو ممتنع کہا ہے تو وہ ممتنع بالغیر ہے نہ ممتنع بالذات جو منافی ممکن بالذات کے ہو سکتا۔ اب اگر علامہ نابلسی کی کلام میں روا اور ممکن سی مراد امکان عقلی ہو تو کلام متناقض ہو جائیگی۔ کیونکہ دلیل آیت سے ممتنع بالغیر ثابت ہوتا ہے تو ممتنع بالذات کے ارادہ سی دعوے اور دلیل متناقض ہو جاوینگی اور امکان عرفی یا شرعی مراد لینے سے تقریب تام اور دلیل و دعوے باہم مطابق ہو جاوینگے انتہے بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے اول معلوم رہے کہ مولانا فضل رسول جو اکابر علماء ہندوستان سے ہیں جب انہوں نے مولوی اسمعیل دہلوی کی تردید میں دلائل قاطعہ سے رسائل لکھے کہ وہ مخالف اہلسنت ہیں اور انکے اس کلام سے تمام انبیا کی توہین عموما اور سرور عالم صلی اللہ علیہ و اخوانہ وسلم کی اہانت خصوصا ظاہر ہے تو اب ان علماء مکذبین نے جو سخت معتقد مولوی دہلوی کے ہیں اسکی رعایت سے اسکی تردید کرنے والے کو مروج بدعات کہہ دیا اور

وفی روایۃ الترمذی ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ثم صرح المفسرون وعلماء العقائد بان مالم یشاء اللہ تعالی مثلہ علیہ السلام اوغیرہ لا یدخل تحت القدرۃ کما مر نقلہ علی الصدر فحکم المکذبین بان ہذا القول لا قائل بہ من السلف احد وانہ قول المبتدعین لا یصدر من المؤمنین فنعوذ بہ من المغضوبین والضالین ولا شک ان عدم دخول مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت القدرۃ فضیلۃ فضلہ اللہ تعالی بہا علی العالمین و نعم ما قیل ؎ منزہ عن شریک فی محاسنہ ٭ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم ٭ فانکار ہذہ الفضیلۃ وتسمیتہا بدعۃ لا قائل بہا غیر المکذبین قال فی الجواب التفصیلی قولہ ثم انہ تنقیص شان الرسول الاکرم صلی اللہ علیہ وسلم الخ اقول ان فہم تنقیص شانہ علیہ السلام من العقیدۃ الثابتۃ من الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ فلا یبعد عن قصور فہمہ انہ یتصور تنقیص الشان من عبدہ ورسولہ لان معنی العبد غلام بقول الفقیر کان اللہ لہ دعوی ثبوت عقیدۃ دخول مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت القدرۃ بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ باطل البتۃ کما مر ذکرہ غیر مرۃ وادخالہ فی الشیء تم تحت القدرۃ

آیا ہی کہ میں نبیوں کی ختم کرنیوالا ہوں اور میرے پیچھے نہ کوئی رسول ہونا ہے نہ نبی پھر قرآن مجید کے مفسرین اور علماء علم عقائد سے اوپر تصریحیں منقول ہوئی ہیں کہ آپکی مثل یا کوئی اور محال جسکو خدا نہ چاہے وہ قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے۔ اب مکذبین کا یوں کہنا کہ یہہ قول تیرہویں صدی کی بدعتیوں کا ہے سلف سے کوئی اسکا قائل نہیں ہوا بلاشبہ مومنین کی زبان سے نہیں نکلتا۔ گمراہوں اور مغضوبوں سے پناہ بخدا ۔ اور بلا ریب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کا قدرت کے نیچے داخل نہونا ایک عمدہ فضیلت ہی جس سے آپ سب پر بزرگوار ہیں صاحب قصیدہ بردہ نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ آپ اپنی خوبیوں میں لاشریک اور بے مانند ہیں پس ایسی فضیلت کو بدعت کہنے والے سوا بالتعالی کے امکان کذب ثابت کرنیوالونکے اور کون ہی۔ جواب تفصیلی میں ہی قولہ علاوہ کمال تنقیص شان والا ئی الخ اقول اگر ایسے عقیدہ کا نام تنقیص شان ہی جو کتاب و سنت و اجماع امت سے ثابت ہو تو ایسی نافہمی سے کیا بعید ہی کہ عبدہ ورسولہ کو بھی موجب تنقیص شان خیال کیا جاوے کیونکہ عبد کے معنے غلام کے ہیں انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ القدیر کہتا ہی کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واخوانہ وسلم کی مثل کے قدرت میں داخل ہونیکے عقیدہ کو کتاب سنت اجماع امت سے ثابت کہنا محض دروغ بیفروغ ہی جسکا ذکر بارہا ہوچکا ہی اور آپکی نظیر کو شیء بنانا یعنی خدا کی چاہی ہوئی

ادعى خلافه فقد خالف القرآن وحاشا
ان يكون بيان علماء العقائد والفقهاء على
خلاف الفرقان والله يهدي من يشاء الى
سواء السبيل يا حسرة على المكذبين يكتبون
في الرسائل ان مسائل العقائد انما تثبت من
القرآن والحديث الصحيح ولا يكفي خبر الآحاد
وههنا نبذوا القرآن وراء ظهورهم بغاية الغفلة
قال صاحب البراهين مع الحواريين قوله
اى في الجواب التفصيلي ١٢
فليتأمل العاقل الخ اقول عدم تسليم احاطة
قدرة الباري تعالى على جميع الممكنات و
اظهار عجزه تعالى والاقرار بان مثله صلى الله
ممتنع بالذات غير داخل تحت القدرة لاشك
في انه قول مبتدعي المائة الثالث عشر
لا قائل بذلك احد من السلف كما سيظهر
من الادلة العقلية والنقلية التي سنبينها عنقريب
فليتأمل في ان تسمية بدعة المائة الثالث
عشر بانها فضيلة واقعية له صلى الله عليه
وسلم ليست الا فعل المبتدعين يقول الفقير
كان الله له المقتدر القول بان مثله صلى
الله عليه وسلم غير داخل تحت القدرة قاله الله
تعالى اولا كما في آية وخاتم النبيين وان الله
على كل شئ قدير وجاء في الحديث الصحيح المتفق
عليه فانا اللبنة وانا خاتم النبيين جئت فختمت الانبياء

[illegible]

اور جو اسکے برخلاف ہے وہ قرآن سے روگرداں
علماء عقائد اور فقہاء قرآن مجید کے برخلاف
کچھہ بیان کر سکتے ہیں خدا جسکو چاہے راہ
سخت افسوس ہے ان مکذبین کے حال پر
ہی لکھتے ہیں کہ عقائد کا ثبوت قرآن وصحیح حدیث
دلیل قطعی سے ہوتا ہے خبر احاد یہاں کا
نہیں اور یہاں شہادت قرآن کو پس پشت
جاتے ہیں - جواب تفصیلی میں صاحب براہین
حوارین لکھتے ہیں قولہ تمام غور ہے الخ باری
کی قدرت کو محیط جمیع ممکنات نہ ماننا اور اسکو عاجز
اور رسول علیہ السلام کی مثل کو ممتنع بالذات
کر خدا کی قدرت سے باہر سمجھنا بیشک تیرہ
صدی کے مبتدعین کا قول ہے سلف میں
سے کوئی بھی اسکا قائل نہیں ہوا ہے چنانچہ
عقلی اور نقلی جو انشاء اللہ تعالے عنقریب
کرینگے اُن سے اور بھی یہہ مدعا روشن ہو
اب مقام غور ہے کہ تیرہویں صدی کی بدعت
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واقعی فضیلت
سمجھنا کن لوگوں کا کام ہے انتہی بلفظہ فقیر
کان اللہ لہ القدیر کہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل کو غیر
قدرت اول تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آیت وخاتم النبیین
وان اللہ علی کل شیء قدیر میں پھر سرور عالم صلی
علیہ وسلم سے صحیح حدیثوں میں آیا ہے میں وہ اینٹ

وفی روایۃ الترمذی ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ثم صرح المفسرون وعلماء العقائد بان مالم یشاء الله تعالیٰ مثله علیه السلام او غیرہ لا یدخل تحت القدرۃ کما مر نقله علی الصدر فحکم المکذبین بان هذا القول لا قائل به من السلف احد وانه قول المبتدعین لا یصدر من المؤمنین فنعوذ به من المغضوبین والضالین ولا شک ان عدم دخول مثله صلی الله علیه وسلم تحت القدرۃ نبیلة فضله الله تعالیٰ بها علی العالمین ونعم ما قیل ؎ منزہ عن شریک فی محاسنه فجوهر الحسن فیه غیر منقسم فانکار هذہ الفضیلة وتسمیتها بدعة لا قائل بها الا المکذبین قال فی الجواب التفصیلی قوله مع انه تنقیص شان الرسول الاکرم الخ اقول فهم تنقیص شانه علیه السلام من العقیدۃ الثابتة من الکتاب والسنة واجماع الامة فلا یبعد عن ذوی فهم انه یتصور تنقیص الشان من عبدہ ورسوله لان معنی العبد غلام یقول الفقیر کان الله له دعوی ثبوت عقیدۃ دخول مثله صلی الله علیه وسلم تحت القدرۃ بالکتاب والسنة واجماع الامة باطل البتة لما مر ذکرہ غیر مرۃ وادخاله فی الشیء ثم تحت القدرۃ

آیا ہی کہ میں نبیوں کی ختم کرنیوالا ہوں اور میرے پیچھے نہ کوئی رسول ہونا ہے نہ نبی ہے پھر قرآن مجید کے مفسرین اور علماء علم عقائد سے اوپر تصریحیں منقول ہوئی ہیں کہ آپکی مثل یا کوئی اور محال جسکو خدا نچاہے وہ قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے۔ اب مکذبین کا یوں کہنا کہ یہہ قول تیرہویں صدی کے بدعتیوں کا ہے سلف سے کوئی اسکا قائل نہیں ہوا بلا شبہ مومن کی زبان سے نہیں نکلتا۔ گمراہوں اور مغضوبیوں سے پناہ بخدا۔ اور بلا ریب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کا قدرت کا نیچے داخل نہونا ایک عمدہ فضیلت ہی جسنے آپ سب پر بزرگوار ہیں۔ صاحب قصیدہ بردہ نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ آپ اپنی خوبیوں میں لاشریک اور بیمانند ہیں پس ایسی فضیلت کو بدعت کہنے والے سوا اللہ تعالیٰ کے امکان کذب ثابت کرنیوالونکے اور کون ہی۔ جواب تفصیلی میں ہی قولہ علاوہ کمال تنقیص شان والای الخ اقول اگر ایسے عقیدہ کا نام تنقیص شان ہی جو کتاب و سنت و اجماع امت سے ثابت ہو تو ایسی نافہمی سے کیا بعید ہی کہ عبدہ ورسولہ کو بہی موجب تنقیص شان خیال کیا جاوے کیونکہ عبد کے معنے غلام کے ہیں انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ القدیر کہتا ہی کہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ واخوانہ وسلم کی مثل کے قدرت میں داخل ہونیکے عقیدہ کو کتاب سنت اجماع امت سے ثابت کہنا محض دروغ بیفروغ ہی جسکا ذکر بارہا ہوچکا ہی اور آپکی نظیر کو شی یعنی خدا کی چاہی ہوئی بنانا

ادعی خلافہ فقد خالف القرآن وحاشا
ان یکون بیان علماء العقائد والفقہاء علی
خلاف الفرقان واللہ یہدی من یشاء الی
سواء السبیل یاحسرۃ علی المکذبین یکتبون
فی الرسائل ان مسائل العقائد انما یثبت من
القرآن والحدیث الصحیح ولا یکفی خبر الاحاد
وہہنا نبذوا القرآن وراء ظہورہم بغایۃ القساوۃ
قال صاحب البراہین مع الحوارین قولہ
اے فی الجواب التفصیلی ۱۲
فلیتأمل العاقل الخ اقول عدم تسلیم احاطۃ
قدرۃ الباری تعالی علی جمیع الممکنات و
اظہار عجزہ تعالی والاقرار بان مثلہ صلی اللہ
ممتنع بالذات غیر داخل تحت القدرۃ لاشک
فی انہ قول مبتدعی المائۃ الثالث عشر
لا قائل بذلک احد من السلف کما سیظہر
من الادلۃ العقلیۃ والنقلیۃ التی سنبینہا عنقریب
فلیتامل فی ان تسمیۃ بدعۃ المائۃ الثالث
عشر بانہا فضیلۃ واقعیۃ لہ صلی اللہ علیہ
وسلم لیست الا فعل المبتدعین یقول الفقیر
کان اللہ لہ القدیر القول بان مثلہ صلی
اللہ علیہ وسلم غیر داخل تحت القدرۃ قال اللہ
تعالی اولا کما فی آیت وخاتم النبیین وان اللہ
علی کل شیء قدیر وجاء فی الحدیث الصحیح المتفق
علیہ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین جئت فختمت الانبیاء

اور جو اسکے برخلاف ہو وہ قرآن سے روگردان اور
علماء عقائد اور فقہاء قرآن مجید کے برخلاف
کچھ بیان کرسکتے ہیں خدا جسکو چاہے راہ دکھا
سخت افسوس ہے ان مکذبین کے حال پر کہ خود
ہی لکھتے ہیں کہ عقائد کا ثبوت قرآن و صحیح حدیث
دلیل قطعی سے ہوتا ہے خبر احاد یہاں کافی
نہیں اور اسجگہہ شہادت قرآن کو پس پشت ڈا
جاتے ہیں ۔ جواب تفصیلی میں صاحب براہین م
حوارین لکھتے ہیں تو اب تمام غور ہے الخ باری
کی قدرت کو محیط جملہ ممکنات نہ ماننا اور اسکو عاجز جاننا
اور رسول علیہ السلام کی مثل کو ممتنع بالذات ٹہر
کر خدا کی قدرت سے باہر سمجہنا بیشک تیرہویں
صدی کے مبتدعین کا قول ہے سلف میں
سے کوئی بہی اسکا قائل نہیں ہوا ۔ چنانچہ ادلہ
عقلی اور نقلی جو انشاء اللہ تعالی عنقریب ہم بیان
کرینگے اُن سے اور بہی یہہ مدعا روشن ہوجائیگا
اب مقام غور ہے کہ تیرہویں صدی کی بدعت
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واقعی فضیلت
سمجہنا کن لوگوں کا کام ہے انتہی بلفظہ فقیر
کان اللہ لہ القدیر کہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل کو غیر دا
قدرت اول تو اللہ تعالی نے فرمایا ہے آیت وخاتم النبیین
وان اللہ علی کل شیء قدیر میں پہر سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے صحیح حدیثوں میں آیا ہے ۔ میں وہ اینٹ ہوں

وفی روایۃ الترمذی ان الرسالۃ والنبوۃ قد
انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ثم صرح المفسرون
وعلماء العقائد بان مالم یشاء اللہ تعالی
مثلہ علیہ السلام او غیرہ لا یدخل تحت القدرۃ
کما مر نقلہ علی الصدر فحکم المکذبین بان ہذا
القول لا قائل بہ من السلف احد وانہ قول
المبتدعین لا یصدر من المؤمنین فنعوذ
بہ من المغضوبین والضالین ولا شک
ان عدم دخول مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت القدرۃ
فضیلۃ فضلہ اللہ تعالی بہا علی العالمین و
نعم ما قیل ؎ منزہ عن شریک فی محاسنہ
فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم فانکار
ہذہ الفضیلۃ وتسمیتہا بدعۃ لا قائل بہا
من المکذبین قال فی الجواب التفصیلی قولہ
ثم انہ تنقیص شان الرسول الاکرم صلی اللہ علیہ وسلم الخ اقول
فہم تنقیص شانہ علیہ السلام من العقیدۃ
الثابتۃ من الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ
فلا یبعد عن قصور فہم انہ یتصور تنقیص
الشان من عبدہ ورسولہ لان معنی العبد
غلام بقول الفقیر کان اللہ لہ دعوی ثبوت عقیدۃ
دخول مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت القدرۃ
بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ باطل البتۃ
کما مر ذکرہ غیر مرۃ وادخالہ فی الشئ ثم تحت القدرۃ

آیا ہے کہ میں نبیوں کی ختم کرنیوالا ہوں اور میرے
پیچھے نہ کوئی رسول ہونا ہے نہ نبی پھر قرآن مجید
کے مفسرین اور علماء علم عقائد سے اوپر تصریحیں منقول
ہوئی ہیں کہ آپکی مثل یا کوئی اور محال جسکو خدا نچاہے
وہ قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے۔ اب مکذبین
کا یوں کہنا کہ یہ قول تیرہویں صدی کے بدعتیوں کا
ہے سلف سے کوئی اسکا قائل نہیں ہوا بلا شبہ مومن
کی زبان سے نہیں نکلتا۔ گمراہوں اور مغضوبوں سے پناہ
بخدا۔ اور بلا ریب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی مثل کا قدرت کے نیچے داخل نہونا ایک عمدہ فضیلت
ہے جسنے آپ سب پر بزرگوار ہیں۔ صاحب قصیدہ بردہ نے
کیا خوب کہا ہے۔ کہ آپ اپنی خوبیوں میں لاشریک
اور بیمانند ہیں پس ایسی فضیلت کو بدعت کہنے والے سوا ان ہی
کے امکان کذب ثابت کرنیوالونکے اور کون ہے۔ جواب تفصیلی
میں ہے قولہ علاوہ کمال تنقیص شان والای الخ اقول
اگر ایسے عقیدہ کا نام تنقیص شان ہے جو کتاب و سنت
و اجماع امت سے ثابت ہو تو ایسی نافہمی سے کیا بعید ہے
کہ عبدہ ورسولہ کو بھی موجب تنقیص شان خیال کیا جاوے
کیونکہ عبد کے معنے غلام کے ہیں انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ
القدیر کہتا ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واخوانہ وسلم
کی مثل کے قدرت میں داخل ہونیکو عقیدہ کو کتاب
سنت اجماع امت سے ثابت کہنا محض دروغ بیفروغ
ہے جسکا ذکر بارہا ہوچکا ہے اور آپکی نظیر کو شی یعنی خدا کی چاہی ہوئی بنانا

ادعی خلافه فقد خالف القرآن وحاشا
ان یکون بیان علماء العقائد والفقهاء علی
خلاف الفرقان والله یهدی من یشاء الی
سواء السبیل یا حسرة علی المکذبین یکتبون
فی الرسائل ان مسائل العقائد انما یثبت من
القرآن والحدیث الصحیح ولا یکفی خبر الآحاد
وههنا نبذوا القرآن وراء ظهورهم بغایة الفقاهة
قال صاحب البراهین مع الحواریین قوله
(اسے کے الجواب التفصیلی ۲)
فلیتأمل العاقل الخ اقول عدم تسلیم احاطة
قدرة الباری تعالی علی جمیع الممکنات و
اظهار عجزه تعالی والاقرار بان مثله صلی الله
ممتنع بالذات غیر داخل تحت القدرة لاشک
فی انه قول مبتدعی المائة الثالث عشر
لا قائل بذلک احد من السلف کما سیظهر
من الادلة العقلیة والنقلیة التی سنبینها عنقریب
فلیتأمل فی ان تسمیته بدعة المائة الثالث
عشر بانها فضیلة واقعیة له صلی الله علیه
وسلم لیست الا فعل المبتدعین یقول الفقیر
کان الله له المقتدر القول بان مثله صلی
الله علیه وسلم غیر داخل تحت القدرة قال الله
تعالی اولا کما فی آیت وخاتم النبیین وان الله
علی کل شیء قدیر وجاء فی الحدیث الصحیح المتفق
علیه فانا اللبنة وانا خاتم النبیین جئت فختمت الانبیاء

[illegible]

اور جو اسکے برخلاف ہو وہ قرآن سے روگردان اور معاذ اللہ
علماء عقائد اور فقہاء قرآن مجید کے برخلاف کب
کچھ بیان کرسکتے ہیں خدا جسکو چاہے راہ دکھائی
سخت افسوس ہے ان مکذبین کے حال پر کہ خود
ہی لکھتے ہیں کہ عقائد کا ثبوت قرآن وصحیح حدیث یعنی
دلیل قطعی سے ہوتا ہے۔ خبر احاد یہاں کافی
نہیں اور اس جگہہ شہادت قرآن کو پس پشت ڈالی
جاتے ہیں۔ جواب تفصیلی میں صاحب براہین مع
حوارین لکھتے ہیں تو لائق تامل غور ہے الخ باری
کی قدرت کو محیط جمیع ممکنات نہ ماننا اور اسکو عاجز جاننا
اور رسول علیہ السلام کی مثل کو ممتنع بالذات ٹھہرا
کر خدا کی قدرت سے باہر سمجھنا بیشک تیرہویں
صدی کے مبتدعین کا قول ہے سلف میں
سے کوئی بھی اسکا قائل نہیں ہوا ہے چنانچہ ادلہ
عقلی اور نقلی جو انشاء اللہ تعالے عنقریب ہم بیان
کرینگے اُن سے اور بھی یہہ مدعا روشن ہوجائیگا
اب مقام غور ہے کہ تیرہویں صدی کی بدعت
کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی واقعی فضیلت
سمجھنا کن لوگوں کا کام ہے انتہی بلفظہ فقیر
کان اللہ لہ القدیر کہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل کو غیر داخل
قدرت اول تو اللہ تعالی نے فرمایا ہے آیت وخاتم النبیین
وان اللہ علی کل شیء قدیر میں پھر سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم سے صحیح حدیثوں میں آیا ہے۔ میں وہ اینٹ ہوں

منها انكاره انكار النص ومكابرة
لا يلزم من نزول الآية في حق منكري البعث
ان يبطل المفهوم الصريحي منها والاصل ان مقتضى
الآية اثبات القدرة على البعث من القدرة
على الخلق بالمثل فثبت منها امكان خلق المثل
ثمن ذكرها في ثبوت امكان المثل صح استدلاله
لكن من لا يفهم الكلام الصريح الصادق لا
علاج له وان لم يعتبر قولنا فكيف لا يسلم قول
شرح المواقف وجميع المتكلمين الذين اثبتوا
امكان المثل من هذه الآية كما قال في شرح
المواقف جوز المتكلمون وجود عالم اخر مماثل
لهذا العالم لان الامور المماثلة تتشارك في
الاحكام واليه الاشارة بقوله تعالى في الكلام
المجيد اوليس الذي خلق السموات والارض
بقادر الآية انتهى فان لم يسلم القصوري كلام
ائمة الدين والائمة المتكلمين فلا نكلم بقول
الفقير كان الله له انا نسلم كلام علماء اهل السنة
باليقين فضلا عن كلام ائمة الدين لكن لا نسلم
كلام المبتدعين الذين يخالفون اهل السنة
اهل الحق المبين لا شك في ان المسائل الاعتقادية
انما تثبت بالادلة القطعية كما هو مسلم
صاحب البراهين ايضا قال في صفحة (٤٦) انها
تثبت بالقطعيات من النصوص ولا يفيد الخبر الواحد

انکار اس سے مکابرہ اور انکار نص ہے ہمکو
اگر منکرین بعث کے رد میں نازل کیا تو کیا اسکا
مفہوم صریحی جاتا رہا۔ اصل یہ ہے کہ اس آیت
میں قدرت خلق بالمثل سے قدرت علی البعث
کو ثابت فرمایا ہے اس صورت میں امکان خلق
مثل آیت سے ظاہر الثبوت ہے جسنے اس کو امکان
مثل کے ثبوت میں ذکر کیا ہے درست ہے لیکن کسی کی سمجھ میں اگر
صاف بات نہ آوے تو اسکا کیا علاج۔ اگر ہماری نہیں
مانتے تو شرح مواقف اور جملہ متکلمین کے قول سے بھی انکار
ہے جنہوں نے امکان مثل ثابت کیا ہے۔ شرح مواقف
میں لکھا ہے کہ متکلمین نے دوسرے جہان مثل اس
جہان کا ہونا روا رکھا ہے۔ کیونکہ امور مماثلہ
احکام میں متشارک ہوتی ہیں اور اسکی طرف اشارہ
ہے آیت اولیس الذی الآیۃ میں ۱۰ اگر آپ
ائمہ دین اور ائمہ کلام کی بھی نمانیں تو آپ
جانیں ہمکو آپ سے سروکار نہیں انتہے بلفظہ
فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ ہم علماء اہلسنت کی کلام
کو بخوبی تسلیم کرتے ہیں چہ جائیکہ ائمہ دین کی
کلام میں کلام ہو مگر یہ یاد رہے کہ مبتدعین مخالفین
اہل سنت کی کلام کو ہرگز نہیں مانتے۔ صاحب
براہین خود تسلیم کر چکا ہے کہ عقائد
نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتے ہیں نہ
خبر واحد سے۔ صفحہ (۴۶) میں دیکھو

خلاف منصوص القرآن و تفسیر بالرای عند
العلماء الراسخین فنعوذ باللہ من الطغیان و ما
ذکر اللہ تعالی حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ
عبدہ و رسولہ فھذہ الاضافۃ توجب فضیلۃ
کاملۃ بانہ ھو الفرد الکامل من عبادہ لا
یمکن نظیرہ صلی اللہ علیہ وسلم عقلاً ولا شرعاً
ولا عرفاً قال فی الجواب التفصیلی قولہ نسبۃ
ای مع الحواریین ۱۲
الابتداع لحضرات علماء العرب والعجم
اقول ما نسبت احداً من اکابر العلماء الی
البدعۃ بل المبتدعون فی الحقیقۃ ھم مصداق
ذلک الکلام یقول الفقیر کان اللہ لہ قد سبق
ان القرآن والحدیث ینطق بان مثلہ صلی اللہ
علیہ وسلم غیر داخلۃ تحت القدرۃ وصرح المفسرون
وعلماء العقائد بذلک فالقول بان ھذہ العقیدۃ
بدعۃ والقائلین المعتقدین بھا بدعتیون سوء
ادب برب العلمین وسید المرسلین صلی اللہ
علیہ واخوانہ وعترتہ اجمعین فضلاً عن العلماء
الربانیین فویل للمکذبین قال فی الجواب
التفصیلی مع الحواریین قولہ وما استدل
المولوی اسمعیل بآیۃ سورۃ یٰس الخ اقول لا
شک فی آیۃ اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ فی رد
قول منکری البعث لکن امکان خلق المثل مفھوم صریحی

سر بسر خلاف قرآن اور ہوا نفسانی سے تفسیر قرآن
ہے بناہ بخدا اور حق سبحانہ نے جو اپنے حبیب قریب علیہ الصلوۃ
کو عبدہ و رسولہ فرمایا ہے تو یہ بڑے درجے کی
فضیلت ہے جس سے متحقق ہوا کہ آپ خدا کے مقرب
بندوں سے کامل فرد ہیں جنکی مثل اور نظیر عقلاً شرعاً
عرفاً غیر ممکن ہے۔ جواب تفصیلی میں لکھا ہے قولہ
اکابر علماء عرب و عجم کو بھی بدعتی بنا دیا ہے۔ اقول
اکابر علما میں سے کسیکو بدعتی نہیں بنایا بلکہ جو در حقیقت
بدعتی ہیں وہی اسکے مصداق ہیں۔ فقیر کان اللہ لہ
کہتا ہے بارہا مذکور ہو چکا ہے کہ قرآن و حدیث سے
بخوبی ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی مثل قدرت میں داخل نہیں۔ اور مفسرین
وعلماء عقائد نے بھی اسکی تصریح کی ہے۔ پس
اس عقیدہ کو بدعت کہنا اور اسپر معتقدین کا
بدعتی نام رکھنا علماء ربانیین سے بڑھ کر سید
المرسلین اور رب العلمین کی بے ادبی ہے۔ پس
سخت رسوائی ہے مکذبین کی۔ جواب تفصیلی مع
الحواریین درج ہے قولہ سورہ یٰس کی آیت الخ اقول ہر چند
آیت اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ ان لوگوں
کے رد میں ہے جو حشر قیامت کے منکر
تھے۔ لیکن امکان خلق مثل
اسکا مفہوم صریحی ہے

غير مرة فكيف نسلم تلك الاستدلالات
من المكذبين المبتدعين ولا
ننكر كلام ائمة الدين والمتكلمين لكن
لا ننجوا من افتراء المفترين والله خير
المنتقمين قال في الجواب التفصيلي
قوله فلما امتنع مثله صلى الله عليه
وسلم الخ اقول لعل مقصود القصور
من ذكره مكررا ان يعلم الجاهل
ان لدينا دلائل لكنا لا نضيع
اوقاتنا بالجواب مكررا لما
اجبنا ان لا بان مثله صلى الله
عليه وسلم ممتنع بالغير والممتنع
بالغير يشمله قدرة الله تعالى يقول الفقير
كان الله له لا امل من تضييع الاوقات في
جواب المكذبين وان كان مرة بعد اخرى لان
مقصودي ابتغاء مرضات رب العلمين
وحماية دين سيد المرسلين وتكرار اظهار
فضائله صلى الله عليه وآله وصحبه اجمعين
اعد ذكر نعمان لنا فان ذكره هو المسك
ما كررته يتضوع ولو سبق مكررا ان ما يدل
على امتناع مثله صلى الله عليه وسلم امتناعا
بالغير داخلا تحت القدرة فهو بعينه يدل
على امتناع مثله تعالى بالغير ودخوله تحت القدرة

ہیں ایسے استدلال مکذبین مبتدعین کو کب قابل تسلیم
ہو سکتے ہیں۔ اور ائمہ دین کی کلام پر بخوبی یقین ہے
ولیک می نتوان از زبان ایشان رست ؂ از افترا
کرنیوالوں سے خدا ہی منتقم کافی ہے۔ جواب تفصیلی
میں درج ہے قولہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل
جب بحکم قرآن الخ اقول اسکی تکرار سے شاید یہہ مقصود ہو
کہ کوئی نادان سمجھے کہ آپنے بہت سی دلیلیں قایم کیں
ہیں ہم آپکی طرح تضیع اوقات نہیں کرتے اسکا جواب
پہلے ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا
مثل ممتنع بالغیر ہے۔ جسپر خدا کی قدرت
شامل ہے انتہے بلفظہ۔ فقیر کان اللہ
لہ کہتا ہے کہ مکذبین کے بار بار جواب
دینے سے جو تضیع اوقات ہو تو فقیر
اس سے ملال نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ حق
تعالے کی رضامندی اور دین اسلام کی
حمایت اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم
کے فضائل کا مکرر بیان کرنا مقصود ہے۔
اللہم تقبل منا اور مکرر مذکور ہوا ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل کے ممتنع بالغیر داخل
قدرت ہونے کی دلیل بعینہ
شریک باری کے بھی ممتنع بالغیر
داخل قدرت ہونے پر بھی دلیل
ہے اور یہہ سب کے اتفاق سے باطل ہے

ههنا انتهى مترجما فالعجب كل العجب من المكذبين
انهم يدعون ان عقيدة امكان مثله صلى الله
عليه وسلم ثابتة بالكتاب والسنة واجماع الامة
كما نقله على الصدر ولما اتوا عليها بدليل
قطعي قطعا ولما استدلوا عليها اولا باية ان الله
على كل شيء قدير فهي مخالفة لمدعاهم لانها
تنطق بان ما يدخل تحت المشية يدخل
تحت القدرة واية وخاتم النبيين تنادي باعلى
نداء ان مثله صلى الله عليه وسلم لا يدخل
تحت المشية فلا يدخل تحت القدرة فهذا
الاستدلال المخالف بالقرآن لا يسلمه احد
اے استدلال المکذبین ۱۲
من اهل الايمان واما القول بان ما ثبت امتناعه
بخبر الله تعالى فهو ممتنع بالغير داخل تحت القدرة
وان لم يثبت بدليل قطعي يلزم منه ان يكون مثله
تعالى ايضا داخلا تحت قدرته تعالى فكيف
يسلم هذه المخالفة الصريحة باهل الحق كلهم
اجمعين بقي هذا الاستدلال لاية اوليس
الذي خلق الاية فقد صرح صاحب شرح المواقف
على ما نقله المكذبون ان الاية تشير الى امكان
وجود عالم اخر مماثل لهذا العالم فكيف يسلم
في اثبات المسئلة الاعتقادية اشارة الاية
مع انه لا تصريح فيه بامكان مثله صلى الله عليه
وسلم والقرآن ينطق بامتناع مثله كما مر بيانه

پس عجب در عجب ہے مؤلف براہین مع
حواریین سے کہ بار بار یہی دعوے ہے کہ امکان مثل
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کتاب وسنت و
اجماع امت سے ثابت ہے۔ اور کسی آیت یا حدیث
قطعی الدلالت سے اسکو ثابت نہیں کیا۔ اور آیت
ان اللہ علی کل شیء قدیر جو اول اسپر دلیل لکہی ہے
تو وہ بالکل انکے مدعا کے برخلاف ہے۔ کیونکہ اس سے صریح
ثابت ہے کہ جو چیز مشیت میں داخل ہے وہ قدرت کے نیچے
بہی داخل ہے اور آیت وخاتم النبیین بڑی شد ومد سے بتاتی
ہے کہ آپکی مثل مشیت میں داخل نہیں تو قدرت میں بہی
داخل نہوگی پس امکان کذب والونکا آیت ان اللہ علی کل
شیء قدیر سے استدلال کرنا جو مخالف فرمان قرآن ہے کوئی
بہی اہل ایمان سے قبول نہیں کرتا۔ اور یہہ
دعوے کہ جو چیز اخبار الہی سے ممتنع ہو
وہ ممتنع بالغیر داخل قدرت ہے ہرچند بلا دلیل
قطعی کے ہے۔ اس سے یہہ بہی لازم آتا ہے کہ
حق تعالے کی مثل بہی قدرت الہی کے نیچے داخل
ہو۔ پس یہہ سارے اہل الحق سے صریح مخالف کیونکر مانی جا سکتی
رہا استدلال آیت اولیس الذی خلق الآیۃ سو حسب
نقل مکذبین کے عبارت شرح مواقف میں تصریح ہے
کہ اس آیت میں اشارہ ہے امکان وجود عالم آخر
پر پس مسئلہ اعتقادیہ آیت کے اشارہ سے کیونکر ثابت
ہوگا معہذا اس میں امکان مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ

[illegible]

قال فی الجواب التفصیلی قوله فالحاصل ان مثله عزوجل کما لا یدخل تحت قدرته کذلک مثله صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل تحتہا اقول کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا جعل المعترض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مساویا بالباری فی صفتہ المختصۃ بہ تعالی فھذا شرک البتۃ فان اعتقد ان مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم ممتنع بالغیر ومثلہ عزوجل ممتنع بالذات کما قررنا سابقا فما ابتلی بھذہ العقیدۃ الفاسدۃ لیس کمثلہ شئ صفۃ مختصۃ بالباری تعالی فاشرک المعترض فی ھذہ الصفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول الفقیر کان اللہ لہ قد صرح المکذبون علی الصدر ان الممتنع بالذات کاجتماع النقیضین مثل وجود زید وعدمہ فی ان واحد کما مر نقلہ فما بالوا علی جعل اجتماع النقیضین مساویا بالباری فی صفتہ المختصۃ وھی لیس کمثلہ شئ وما کتبوا ھنالک ایۃ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا والجواب التحقیقی ان الاشراک الممنوع ھو الاشراک فی وجوب الوجود واستحقاق العبادۃ کما صرح بہ فی کتب العقائد والا فاشراک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باللہ الواحد الاحد فی الایمان والاطاعۃ مثلا فرض

جواب تفصیلی میں ہے۔ قولہ الغرض جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی مثل اسکی قدرت کے نیچے داخل نہیں ایسا ہی حبیب العلمین کی مثل بھی مقدورات الٰہی سے خارج ہے اقول کیا بڑی بات ہو کہ نکلتی ہے انکے مونہہ سے سب جھوٹ ہی جو کہتی ہیں آپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صفت میں جو خاص جناب باریتعالیٰ کے ساتھہ مختص ہے برابر ٹھہرا دیا یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل ممتنع بالغیر خیال کرتے جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے تو کیوں ایسے فاسد عقیدہ میں مبتلا ہوتی لیس کمثلہ شئ خاص باریتعالیٰ کی صفت ہے آپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اس صفت میں شریک مان لیا۔ انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ مکذبین نے اوپر ممتنع بالذات کی مثال اجتماع نقیضین مثل وجود و عدم زید آن واحد میں لکھی ہے تو وہاں اجتماع نقیضین کو باری تعالیٰ کی صفت مختصہ میں جو لیس کمثلہ شئ ہے برابر کرنی سے کچھہ پروا نکی اور آیت کبرت کلمۃ الآیۃ نہ لکھی اور تحقیقی جواب یہہ ہے کہ شرک نام ہے وجوب وجود اور استحقاق عبادت میں کسیکو باریتعالیٰ سے شریک بنانے کا جیسا کہ کتب عقائد میں مرقوم ہے ورنہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا خدائے بیہمتا سے ایمان اور اطاعت میں شریک بنانا بحکم قرآن و حدیث و اجماع فرض ہے

ولا قائل بہ احد من المسلمین فلا یسلم هذا الاستدلال الا من المبتدعین قال فی الجواب التفصیلی قوله وحشره علیه السلام ایضا لا یدخل فی قوله تعالیٰ بقادر علی ان یخلق مثلهم الخ اقول هذه الجملة عجیبة لا معنی لها لعل المعترض اراد ان معنی ان یخلق مثلهم یحشرهم وهذا المعنی خلاف المنطوق من ایجاده وقد ذکرنا جوابه سابقا بقی انه بجسده الاطهر حی فی قبره فلا کلام فیه بل انا نعتقد ان جمیع الانبیاء باجسادهم فی قبورهم علیهم السلام یقول الفقیر کان الله له لا یخفی علی المتفطن ان معنی الفقرة التی جعلها المکذبون مهملة انه صلی الله علیه وسلم لما کان حیا فی قبره المنور بجسده الاطهر فحشره علیه الصلوٰة والسلام لا یصدق علیه انه یخلق مثله لان خلق المثل بعد عدم الاصل وههنا لیس کذلک ثم لما کان تفسیر آیة بقادر علی ان یخلق مثلهم آیة بقادر علی ان یحیی الموتی وکان سوق الکلام فی رد منکری الحشر کما هو منطوق القرآن فانکاره وجعله خلاف المنطوق من ایجاد الفقیر لیس الا الافتراء المبین ولولا مخافة التطویل لنقلت عبارات المفسرین فی رد المکذبین لکن العلماء الربانیون سیشهدون علی صدق ما قاله هذا المسکین

پس مبتدعین کی یہہ بات قابل تسلیم نہیں ہے۔ جواب تفصیلی میں لکہا ہے قولہ اور فیاً مت کو آپکا حشر بہی ان یخلق مثلہم میں داخل نہیں اقول یہہ عجیب جملہ ہے بے معنے شائد مطلب معترض کا یہہ ہو کہ ان یخلق مثلہم کے معنے یحشرہم کے ہیں سو یہہ خلاف منطوق ایجاد بندہ ہیں جسکا جواب ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں۔ رہی یہہ بات کہ جناب سرور کائنات اسی جسد اطہر کے ساتھہ قبر شریف میں زندہ ہیں۔ اسمیں کیا کلام ہے ہم جملہ انبیا علیہم السلام کی نسبت یہی اعتقاد رکہتے ہیں کہ اپنی قبور میں انہیں اجساد کے ساتھہ تشریف رکہتے ہیں انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ اہل علم پر پوشیدہ نہیں کہ جس فقرہ کو مکذبین بے معنے کہہ رہے ہیں اسکے بہت صاف معنے یہہ ہیں کہ جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قبر منور میں اسی جسد اطہر سے حیات ہیں تو آپ پر یہہ راست نہیں آتا۔ کہ آپکی مثل پیدا ہوگی کیونکہ مثل کا پیدا کرنا اصل کے معدوم کی بعد ہے اور یہاں اصل ہی موجود ہے۔ پہر آیت خلق مثل اور احیاء موتے سے جب مراد ایک ہی ہے کہ منکرین حشر کے مقابلہ میں ارشاد ہے تو اسکا انکار اور اسکو خلاف منطوق قرآن فقیر کا ایجاد قرار دینا محض افترا نہیں تو اور کیا ہے اگر خوف تطویل نہوتا تو مفسرین کی عبارتیں مکذبین کی تردید میں منقول ہوتیں۔ مگر علماء ربانی فقیر کی راستی

من اولی الالباب فالآن ننقل کلامہ حتی
یظہر علی الناظرین مقامہ قال فی الصحیفة
الاولی للعام السابع من اخبار شفاء الصدور
ان کلا من الابتداء والوسط والانتہاء یکون
حقیقیًا وعرفیًا سواء تحقق فی الکم المتصل
او الکم المنفصل والعرفی والاضافی منہا
لااستحالة فی تعدده واما الحقیقی منہا فیمتنع
تعدده بالاضافة الی کم معین سطحًا کان
او خطًا او جسمًا ولذلک قال شارح التہذیب
ان الابتداء فی التسمیة محمول علی الحقیقی
وفی حدیث التحمید علی الاضافی او العرفی
فیمتنع ان یکون فردان واقعیان کل منہما
ابتداء حقیقی او وسط حقیقی او انتہاء حقیقی
لامر ممتد متکمم الا تری ان الدائرة المعینة
یمتنع ان یکون لہا مرکزان حقیقیان فالنقطة
التی تعینت مرکز الدائرة معینة صغیرة کانت
او کبیرة یمتنع ان یکون نقطة اخری مماثلة لہا
فی کونہا مرکزا لتلک الدائرة وکذا الحال فی قطبیہا
ومنطقتیہا وکذا کل من النقطة والخط والسطح
اذا تعین ان کان ابتداء حقیقیا او وسطا
حقیقیًا او انتہاءً حقیقیًا لخط معین او سطح
معین او جسم معین یمتنع ان یکون نقطة اخری
او خط اخر او سطح اخر ابتداء حقیقیا او وسطًا

اب فقیر متعلق اس مسئلہ کے اُن کی کلام نقل کرتا ہے۔
تاکہ ناظرین اسکا رتبہ معلوم کریں۔ ساتویں سال
کی پہلی اخبار شفاء الصدور میں کہتے ہیں کہ ابتدا اور
وسط اور انتہا حقیقی بھی ہوتا ہے اور عرفی بھی خواہ
کم متصل یا منفصل میں متحقق ہو اُنکے عرفی اور
اضافی کا تعدد محال نہیں مگر حقیقی کا تعدد کم معین
کی طرف نسبت کرنے سے سطح ہو خواہ خط ہو خواہ
جسم ممتنع ہے اسلیئے کہ شارح تہذیب نے کہا
ہے کہ بسم اللہ میں ابتدا حقیقی پر محمول ہے اور حمد
کی حدیث میں اضافی یا عرفی پر پس دو واقعی فرد
کا ہونا کہ ہر ایک اُن میں سے ابتدا حقیقی یا وسط
حقیقی یا انتہا حقیقی امر ممتد ذی کمیت کیواسطے
ہو ممتنع ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایک معین دائرہ
کے لیئے دو مرکز حقیقی کا ہونا ممتنع ہے۔ پس وہ
نقطہ جو ایک معین دائرہ کا مرکز قرار دیا جاوے
چھوٹا ہو خواہ بڑا محال ہے کہ کوئی دوسرا نقطہ
اسکی مانند اسی دائرہ کا مرکز ہو اور ایسا ہی
حال ہے دونو قطب اور منطقہ میں اور اسیطرح
ہر ایک نقطہ یا خط یا سطح جب متعین ہو کہ کا
ابتدا یا وسط یا انتہا حقیقی ہے خط معین یا جسم
معین یا سطح معین کے لیے تو کسی دوسرے
نقطہ یا خط یا سطح کا ابتدا یا وسط
یا انتہا حقیقی ہونا اسی خط یا سطح

بحكم القرآن والحديث والاجماع واشتراك الشيئين في بعض اللوازم لا يوجب ان يكون احدهما مساوياً بالآخر في الحقيقة او في سائر العوارض فافهم فانه لا شريك بالواحد الصمد لكن الاحول يرى الواحد لاثنين قال صاحب البراهين مع الحوارين في الجواب التفصيلي قوله حقق ذلك لانا مولوي فيض الحسن السهارنفوري الخ اقول حوالة اخبار المولوي فيض الحسن حوالة عجيبة لان الكلام في المسائل الاعتقادية القطعية الكلامية وحوالة السند من الاخبار ومعهذا مانقل منها دليلاً عقلياً ولا نقليا يقول الفقير كان الله له ان المولوي فيض الحسن من مشاهير اكابر علماء الهند صاحب التصانيف المفيدة في العلوم النقلية والعقلية كتب حاشية على الجلالين وشرحاً لاشعار تفسير البيضاوي وشرحا على مشكوة المصابيح جاء مرة في بلدة بهاولفور مخدوم صاحب البراهين خدمة العبد الحقير للمولى الكبير لانه كان من اساتذة هؤلاء القوم فلما خالف هو على مخالفي الحق وطعن على رشيد احمد مرشد الخليل فبسبب ان الحق مر لا يرضى المكذبون حوالة اخباره والحال ان ذلك الاخبار لتحقيق المسائل الشرعية شئ عجاب كما لا يخفى على من لاحظها

اور دو چیزوں کا بعض لوازم میں شریک ہونا یہہ واجب نہیں کرتا ہے کہ ایک دوسرے سے فی الحقیقت یا تمام عوارض میں برابر ہوگیا۔ غور کرنے سے معلوم ہوجایگا کہ یہہ کوئی شرک ممنوع نہیں ہے۔ مگر احول ایک چیز کو دو ہی دیکھتا ہے براہین والے نے مع حوارین جواب تفصیلی میں لکہا ہے قولہ مولوی فیض الحسن صاحب الخ اقول مولوی فیض الحسن صاحب کی اخبار کا حوالہ عجیب حوالہ ہے۔ گفتگو تو مسائل اعتقادیہ قطعیہ میں ہے اور حوالہ اخبار کا معہذا کوئی دلیل عقلی نہ نقلی اس نقل کی فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ مولانا فیض الحسن مشہور جلیل القدر علماء ہندوستان سے علوم نقلی وعقلی میں تصانیف مفیدہ کا مصنف ہے تفسیر جلالین کا حاشیہ اور تفسیر بیضاوی کے اشعار پر شرح اور مشکوۃ المصابیح کی بھی شرح لکھی ہے۔ لاہور سے ایک مرتبہ جب بہاولپور میں وارد ہوئے تھے تو یہہ خلیل احمد انکی جوتیاں آگے رکھتے تھے۔ کہ وہ ان لوگوں کے استاد سے تھے۔ اب ان مخالفین حق سے جو وہ مخالف ہوئے اور انکے مرشد رشید احمد پر طعن کرنے لگے تو سخن حق کی تلخی سے انکے اخبار کا حوالہ ناپسند آیا حالانکہ اس عربی اخبار کے پڑہنے والے یقین کرتے ہیں کہ وہ اخبار مسائل شرعیہ کی تحقیق میں عجیب ہے جیسے

خاتما بان یوجد اللہ تعالیٰ عالما اخر یبعث فیہ
الانبیاء ویکون احدھم اولھم کآدم علیہ السلام
واخرھم کنبینا علیہ السلام ولانزاع فی امکان
ھذا المثل فانہ یکون فی سلسلۃ اخری لا فی
ھذہ السلسلۃ الموجودۃ ثم من یکون خاتم النبیین
فی تلک السلسلۃ المفروضۃ لایمکن مثلہ
بان یکون ھو ایضا خاتما لھم فی تلک السلسلۃ
وقد یستدل علی امتناع مثلہ بانہ صلی اللہ علیہ
وسلم انکان کافیا لختم الانبیاء علیہم السلام
فلا یمکن غیرہ کما لایمکن الفصل الاخر لنوع
بعد تمامہ بفصل وان لم یکن کافیا فاما ان
لایکون کافیا اصلا فلا یکون مصداقا لھذا
المفہوم وقد تقرر انہ خاتم النبیین او یکون کافیا
مع غیرہ فیکون المجموع کافیا بحیث لایبقی
حاجۃ الی اخر فیکون مثل ھذا المجموع ممتنعا
لا علی ان یکون ھو ایضا خاتما فتامل وقد یقال
انہ صلی اللہ علیہ وسلم علۃ مستقلۃ للاختتام
بہ فلو فرض خاتم اخر مثلہ لزم اما امکان
اجتماع علتین مستقلتین علی معلول واحد
انکان فی وقتہ او امکان توارد ھما علیہ انکان
بعدہ وکلاھما محال وامکان المحال محال و
قد یقال انہ صلی اللہ علیہ وسلم نذیر للعلمین
لقولہ تعالیٰ نذیرا للعلمین ای لجمیع الانس والجن

بایں وجہ کہ حقتعالے کوئی اور جہان پیدا کرکے اسمیں
نبی بھیجے ایک انکا پہلے حضرت آدم کی مثل ہو اور
اخیر انکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہو تو اس
مثل کے امکان میں کوئی نزاع نہیں ہے کہ یہہ کسی
اور سلسلہ میں ہو نہ اس موجودہ جہان دنیا میں پھر

. . . .

. . . .

اس فرضی جہان میں جو خاتم النبیین ہوگا اسکی
مثل بھی اسی سلسلہ میں غیر ممکن ہوگی اور آپکی مثل
کے امتناع پر یہہ بھی دلیل ہے کہ اگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ختم الانبیا ہونیکو واسطے کافی ہیں تو دوسرے کا
ہونا غیر ممکن ہے اور اگر آپ کافی نہیں تو یا بالکل غیر کافی
ہونگے تب اس مفہوم کے مصداق نہونگے۔ اور یہہ ثابت
ہوچکا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں یا کسی دوسرے کے
ساتھ کافی ہونگے۔ پس یہہ مجموعہ کافی ہوگا کسی اور
کی حاجت نرہیگی پس اس مجموعہ کی مثل ممتنع ہوگی
اسوجہ سے کہ یہہ بھی خاتم ہے اور یوں بھی کہا جاسکتا
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ختم نبوت کیواسطے
مستقل علت ہیں پس اگر آپکی مانند کوئی خاتم فرض
کیا جائے تو اگر اسیوقت میں ہے تو معلول واحد پر اجتماع
دو مستقل علتوں کا امکان لازم آئیگا۔ اگر بعد اسکے ہے
تو دو مستقل علتوں کا ایک معلول پر توارد لازم آئیگا

اور اگر بعد اسکے ہے تو دو مستقل علتوں کا ایک معلول پر توارد لازم آئیگا اور یہہ دونوں

محال ہیں اور محال کا امکان بھی محال ہے۔ اور یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحکم آیت نذیرا للعلمین کے تمام بنی آدم اور جن

حقیقیا او انتهاء حقیقیا لذلك الخط او لذلك
السطح او لذلك الجسم والا لا یبقی حقیقیا ما
کان حقیقیا وهذا الامتناع لیس امتناعا بالغیر
بل بالذات فان مفهوم الابتداء الحقیقی والوسط
الحقیقی والانتهاء الحقیقی یابی تعدد مصداقه
بالاضافة الی شئ واحد ولاجل انه لا یمکن
ان یکون امر مصداقا للاول شئ بعد ما تعین
له مصداق واحد قال البیضاوی فی تفسیر
قوله تعالی ولا تکونوا اول کافر به فان قیل کیف
نهوا عن التقدم فی الکفر وقد سبقهم مشرکوا
العرب ای لا یمکن ان یکونوا اول کافر بالقرآن
بعد ما صار المشرکون اول کافر به فاجاب بان
المراد لا تکونوا اول کافر من اهل الکتاب لا
مطلقا او ح لا اولیة بالنسبة الی شئ واحد
والآخر مضائف للاول فحاله کحاله واذا تمهد
هذا فمثل خاتم النبیین بان یکون هو ایضا
خاتما لهم ومصداقا لهذا المفهوم ممتنع فی هذه
السلسلة الموجودة فی عالم الواقع فمن قال بامتناعه
انما قال بهذا المعنی لا مطلقا وامکان المطلق
لا یستلزم امکان المقید کیف وان الحرکة
فی الآن ممتنعة مع ان مطلق الحرکة ممکنة
وعدم الزمان بعد وجوده وقبل وجوده مستحیل
مع امکان مطلق عدمه نعم یمکن مثله فی مجرد کونه

یا جسم کے لیئے محال ہے ورنہ حقیقی
حقیقی نہ رہیگا۔ اور یہہ امتناع بالغیر
نہیں امتناع بالذات ہے۔ کیونکہ ابتداء
حقیقی اور وسط حقیقی اور انتہا حقیقی کے
مفہوم کے مصداق کا تعدد ایک چیز کیطرف
نسبت کرنے سے نہیں ہوسکتا۔ اور اسلیئے
غیر ممکن ہے کہ ایک امر مصداق اول شے
کا ہو سکے کہ اُسکے لیئے مصداق واحد قرار دیا جائے
بیضاوی نے آیت ولا تکونوا اول کافر بہ کی
تفسیر میں کہا ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے
کہ وہ لوگ تقدم کفر سے کیوں منع کیئے گئے
حالانکہ اُنسے پہلے مشرکین عرب تھے یعنی اُنکا قرآن
سے پہلا کافر ہونا غیر ممکن ہے جب مشرکین
اول کافر تھے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ مراد اس سے یہہ ہے
کہ اہل کتاب سے تم اول کافر نہو جاؤ نہ کہ سب سے۔ اب یہاں
ایک ہی چیز کی بہ نسبت اولیت نہوئی اور دوسرا
پہلے کا ہے پس اسکا حال اسکی طرح ہے جب یہہ
مقدمہ بیان ہوچکا تو خاتم النبیین کی مثل کہ وہ بھی خاتم
اور اس مفہوم کا مصداق ہو سلسلہ موجودات دنیا میں
ممتنع ہے جو اسکی ممتنع ہونیکا قائل ہے انہیں معنے سے ہے نہ
ہر وجہ سے مطلق چیز کا امکان مقید کے امکان کو لازم نہیں
پڑتا کیوں نہو کہ حرکت فی الآن ممتنع ہے۔ حالانکہ
مطلق حرکت ممکن ہے اور زمان کی عدم اسکے وجود کے

بعد وقوع تلك النقطة مركزاً لها محال وما قيل
ان مثل آدم عليه السلام من حيث انه اول
الانبياء ايضاً محال على زعمكم فما وجه تخصيص
مثله صلى الله عليه وسلم فالجواب انا لا نخصص
الامتناع بذلك بل نقول ان تعدد الابتداء
الحقيقي في سلسلة واحدة ايضا محال كتعدد
وسطها الحقيقي فمثل آدم على نبينا وعليه السلام
بعد ما تعين انه اول الانبياء كلهم ايضاً محال
ولا ينحصر الممتنع في شريك الباري عز اسمه
بل له افراد كثيرة كشريك الباري واجتماع
النقيضين وارتفاعهما وتعدد المركز في
دائرة معينة وتعدد الدائرتين العظيمتين
المتوازنتين على كرة واحدة وتعدد القطرين من
دون التقاطع وتعدد الابتداء الحقيقي و
الانتهاء الحقيقي بالنسبة الى كم واحد والحركة
في الآن وتجرد المادي عن المادة ولوازمها ونحو ذلك
والتحقيق انها عنوانات لحقيقة باطلة واحدة
مسماة بالمحال وقد يتوهم ان كونه نبيا وخاتم
النبيين من عوارض ذاته لانه ليس عينه ولا جزء
وسلب العوارض ممكن فيجوز ان يوجد خاتم آخر
والجواب انا لا نسلم ان سلب جميع العوارض عن
معروضها ممكن فانه لا يجوز سلب الامكان و
الحدوث مثلاً عن ذات الممكن والحادث مع انهما

بعد اسکے کہ وہ نقطہ اس دائرہ کا مرکز ہو چکا ہی محال ہی
اور یہہ اعتراض کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام
کی مثل بہی اس حیثیت سے کہ آپ اول سب نبیوں کی
ہیں تمہارے زعم پر محال ہی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کی مثل کی خاص کرنیکی کیا وجہ ہی اسکا جواب
یہہ ہی کہ ہم امتناع کو اس سی خاص نہیں کرتے ہیں
بلکہ کہتے ہیں کہ ابتدا حقیقی کا تعدد بہی اس دنیا میں
محال ہی جیسا کہ تعدد وسط حقیقی کا پس حضرت آدم
علے نبینا وعلیہ السلام کی مثل بہی بعد اسکے کہ آپ
اول الانبیاء مقرر ہو چکے ہیں محال ہی اور ممتنع
صرف شریک باریتعالی ہی میں منحصر نہیں بلکہ اسکی
لیے بہت فرد ہیں شریک باری اجتماع دو نقیضونکا
ارتفاع دو نقیضوں کا تعدد مرکز کا دائرہ معینہ میں
تعدد دو دائرہ عظیم برابر ایکدوسری کی ایک کرہ پر
دو قطرونکا تعدد سوا تقاطع کے تعدد ابتدا حقیقی
کا اور انتہا حقیقی کا ایک کم کیطرف حرکت فی الآن
تجرد مادی کا مادہ سی اور اسکے لوازم سی اور سوائے
اسکے اور تحقیق یہہ ہی کہ یہہ تمام ایک باطل حقیقت
کی جسکا نام محال ہی عنوان ہیں اگر کسیکو یہہ وہم گذری
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی اور خاتم النبیین ہونا آپکی
عوارض ذاتیہ سی ہی کیونکہ یہہ نہ آپکا عین ہی نہ جزو اور عوارض
کا سلب ممکن ہی پس روا ہی کہ کوئی اور خاتم ہی ہو جو
ہوجائی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ تمام عوارض کی سلب اپنی معروضات

الموجودین فی وقتہ والآتین بعدہ فان امکن مثلہ فاما ان یکون من جملۃ العٰلمین بذلک المعنی اولا یکون فانکان منہم کان من امتہ صلی اللہ علیہ وسلم لکونہ ممن ھو نذیر لھم واحدٌ من الامۃ لا یکون مثل نبیہ فی العز والشرف فضلاً عن ان یکون نبیا مثلہ وان لم یکن منہم لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نذیرا لجمیع الانس والجن مع انہ نذیر لھم ومرسل الیہم جمیعًا ھذا وذھب قوم الی ان مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم ممکن بالذات وممتنع بالغیر فان فرض وقوعہ یستلزم ان لا یبقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین فیلزم کذب قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فھٰہنا قضیتان الاولیٰ ان مثلہ علیہ السلام لا یمکن والثانیۃ ان مثلہ لا یکون فالاولی للفریق الاول والثانیۃ للثانی واستدل بان مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم انکان ممتنعا بالذات کمثلہ تعالیٰ لزم ان یکون ھو مثلہ تعالیٰ وھو باطل والجواب ان اشتراک الشیئین فی بعض اللوازم ولا سیما فی السلبی لا یستلزم ان یکون احدھما مثل الاٰخر فی الحقیقۃ او فی عارض اٰخر علی ان مثلہ تعالیٰ مطلقا محالٌ ومثلہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وقوعہ خاتم النبیین محال کما ان تعدد المرکز فی الدائرۃ

جو آپکے وقت میں موجود تھے اور آپ سے پیچھے پیدا ہونے والے ہیں سب کے نذیر یعنے ڈرانیوالے ہیں پس اگر آپ کی مثل ممکن ہو تو وہ یا منجملہ عالمین کے ان معنی سے ہوگی تو وہ امت میں سے ہوئی جسکے آپ نذیر ہیں اور کوئی امتی عزت و شرافت میں اپنے نبی کی مانند نہیں ہوتا چہ جائیکہ اسکی مانند ہی نبی ہوجائے اور اگر وہ مثل منجملہ عالمین کے نہو تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام بنی آدم اور جن کے نذیر نہوئے۔ حالانکہ فی الواقع آپ سب کے رسول اور نذیر ہیں ان ادلہ کاملہ کو یاد رکھو اور بعضے علما کہتے ہیں کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل ممکن بالذات اور ممتنع ممکن بالغیر ہے پس اسکا وقوع فرض کیا جاوے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ رہینگے۔ اور آیت خاتم النبیین کا کذب لازم آئیگا۔ پس یہاں پر دو قول ہوئے۔ پہلا یہہ کہ آپکی مثل ممکن ہی نہیں۔ دوسرا یہہ کہ آپکی مثل موجود نہیں۔ پہلا قول فریق اول کا ہے اور دوسرا فریق دوم کا ہے۔ دوسرے فریق کی دلیل یہہ ہے کہ اگر آپ کی مثل باریتعالی کی مثل کیطرح ممتنع بالذات ہوئی تو آپ حقتعالی کی مثل ہونگے اور یہہ باطل ہے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ دو چیزونکا بعض لوازم خصوصاً سلبی میں مشترک ہونا فی الحقیقۃ یا کسی دوسرے عارض میں ایک کا دوسرے کی مثل ہونیکو لازم نہیں کرتا ہے علاوہ باریتعالی کی مثل

ولاشك ان في هذا الاثر زيادة على ما روي في عنه مختصرًا هكذا كل ارض مثل ابراهيم ونحو ما على الارض من الخلق فحكم البيهقي عليه بالشذوذ يشهد بانه مرجوح والاستشهاد بالمرجوح في مثل هذه المسائل ساقط في غاية السقوط وهو مع شذوذه مخالف للقران الدال على انه خاتم النبيين والاجماع المنعقد عليه ولقوله عليه السلام لانبي بعدي لما انه يدل على وجود نبي مثله بعده فان الظاهر ان هذا الاثر انما صدر عنه رضى الله عنه بعده صلى الله عليه وسلم ولا يعبأ بما يخالف القران والاجماع من الصحيح من اخبار الاحاد فضلًا عن الاثر الشاذ ثم انه اختلف في كيفية طبقات الارض فقال الكلبي انها طبقات متلاصقة وقال الضحاك انها مطبقة بعضها فوق بعض من غير فتوق بخلاف السموات وقال بعض انها سبع ارضين طباقا بعضها فوق بعض وبين كل ارض مسافة فالقولان الاولان يدلان صريحا على ان ليس في الارضين خلق يتنفس ويمشي ونقل عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما انه سئله نافع بن الازرق هل تحت الارضين خلق قال نعم قال فما الخلق قال اما ملئكة او جن

اور بیشک اس اثر میں زیادتی ہے مختصر روایت پر کہ ہر زمین میں مثل حضرت ابراہیم کے ہی جیسا کہ زمین پر خلقت ہے پس بیہقی کے حکم شذوذ دینے سے ثابت ہوا کہ یہہ روایت ضعیف ہے ایسے مسائل میں شہادت پیش کرنی بالکل ہیچ پوچ ہے۔ اور باوجود اس ضعف کے یہہ روایت قرآن کے حکم خاتم النبیین کے برخلاف ہے اور حدیث لانبي بعدي اور اجماع جو ہو چکا ہے اسکے بھی مخالف ہے اسلیئے کہ یہہ روایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کسی نبی کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ یہہ اثر حضرت ابن عباس رضي الله تعالى عنهما سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی وارد ہی ہوئی ہوگی اور خبر احاد جب مخالف قرآن و اجماع و صحیح حدیث کے ہو تو اُسکا کیا اعتبار ہے چہ جائیکہ اثر شاذ ہو پہر کیفیت طبقات زمین میں اختلاف ہے کلبی نے کہا ہے کہ وہ طبقات ایک دوسرے سے متصل ہیں اور ضحاک نے کہا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر طبقے ہیں سوا فصل کے برخلاف آسمانوں کے اور یہہ بہی کہا ہے کہ سات زمین ایک دوسرے پر طبقے ہیں اور ہر زمین میں فاصلہ ہے پس پہلے دونو قول صریح دلالت کرتے ہیں اسپر کہ اُن زمینوں میں کوئی جاندار چلنے پہرنے والی خلقت نہیں ہے۔ اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب نافع بن ازرق نے پوچھا تھا کہ زمین کے نیچے بہی کوئی خلقت ہے تو آپنے جواب دیا تہا کہ ہے پہر پوچہا وہ کیا خلقت ہے

من عوارضهما وهذه المرتبة العالية من لوازم
ذاته الكريمة حيث كانت وتكون ولذا قال كنت
نبيا وآدم بين الماء والطين وتاخر ظهورها
لاينافي ثبوتها له في نفس الامر فكما انه نبي
وخاتم النبيين قبل دخوله في هذا العالم
كذالك هو نبي وخاتم النبيين بعد خروجه
هذا العالم وسلب اللوازم محال على البداهة
وقد يقال ان امتناع مثله صلى الله عليه وسلم
انما هو من حيث انه خاتم الانبياء لا من انه
بشر او عربي ونحو ذلك فهذه الحيثية علة لامتناعه
بالغير ويجاب ان امتناع مثله وشريكه تعالى
انما هو من حيث انه واجب قديم لا من حيث
انه موجود او ممكن بالامكان العام فهذه الحيثية
علة لامتناعه فيكون امتناعه بالغير فما هو جوابكم
فهو جوابنا وقد يتمسك بما نقل عن ابن عباس
رضي الله عنهما من انه قال في كل ارض آدم كآدمكم
ونوح كنوحكم وابراهيم كابراهيمكم وعيسى كعيساكم
ونبي كنبيكم ويقال ان هذا الاثر يدل على وجود
مثله فضلاً عن امكانه والجواب ان هذا الاثر
محكوم عليه بالشذوذ حكم به الامام البيهقي
والشاذ يكون مرجوحاً قال في النخبة فان خولف
الراوي اي راوي الزيادة بارجح منه فالراجح يقال
له المحفوظ ومقابله وهو المرجوح يقال له الشاذ و

اور یہہ عالی مرتبہ ختم رسالت و نبوت کا آپکی ذات بابرکات
کی لوازم سے ہی جیسے آپ ہوئے اور ہونگے. اسلیئے آپنے
فرمایا کہ میں نبی تہا حضرت آدم کے قالب کی طیاری
سے پہلے. اور آپکا ظہور پیچہے ہونا ان لوازم کے نفس الامری
ثبوت کو منافی نہیں ہے. پس جیسا کہ آپ دنیا میں پیدا
ہونیسے پہلے ہی نبی اور خاتم النبیین سے تہے ویسا ہی
آپ عالم برزخ میں نبی اور خاتم الانبیا ہیں اور بدیہی
امر ہے کہ لوازم کا سلب محال ہے اگر کوئی کہے کہ آپکی مثل
کا ممتنع ہونا اس وجہہ سے ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں
نہ اس حیثیت سے کہ آپ آدمی یا عربی وغیر ذلک ہیں
پس یہہ حیثیت آپکی مثل کے امتناع کی ہے تو یہہ امتناع بالغیر
ہوا اسکا جواب یہہ ہے کہ باریتعالی کی مثل اور شریک کا
امتناع بہی بحیثیت اسکے واجب الوجود و قدیم ہونیکی ہے
نہ اس حیثیت سے کہ وہ موجود یا ممکن بامکان عام ہے. پس یہے
حیثیت جب اسکے امتناع کی ہے تو وہ بہی ممتنع بالغیر ہوا
پس جو جواب تم اسکا دوگے وہی جواب ہم اسکا دینگے. اور
کسی نے اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپنے فرمایا ہے کہ
ہر زمین میں تمہارے آدم جیسا آدم ہے اور تمہارے نوح جیسا
نوح ہے اور تمہارے ابراہیم جیسا ابراہیم ہے اور تمہارے
عیسی جیسا عیسے اور تمہارے نبی جیسا نبی ہے تمسک کرکے
کہا ہے کہ یہہ اثر آپکی مثل کے وجود پر دلیل ہے چہ جائیکہ امکان
پر تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اس اثر کو امام بیہقی محدث نے شاذ
کہا ہے اور شاذ ضعیف ہوتی ہے. نخبۃ الفکر میں لکہا ہے کہ اگر راوی

[illegible]

وجاء فی المشکوٰة مثلی ومثل الانبياء
كمثل قصر احسن بنيانه وترك منه موضع
لبنة فطاف به النظار يتعجبون من احسن
بنيانه الا موضع لبنة فكنت انا سددت
موضع اللبنة ختم بي البنيان وختم بي
الرسل وفی رواية وانا اللبنة وانا خاتم النبيين
متفق عليه هذا الحديث يدل صريحًا على
ان المراد بخاتم النبيين هو المعنى المعروف
ويستفاد منه ان وضع لبنة اخرى بعد
هذه اللبنة فی ذلك الموضع محال وناش
من قلة التتبع فان هذه المرتبة العالية يستكمل
بصاحبها الانبياء كما ان خاتم الاولياء
يستفيض منه الاولياء كلهم صرح به فی الفصوص
ولا يترك صاحبها شيئًا من الارشاد والبيان
بعلمه انه لا نبي بعده نص عليه النيسابوری
ثم ان القائلين بامكان مثله صلى الله عليه
وسلم انما قالوا به تحاشيًا عن القول بانه تعالىٰ
ليس قادرًا على مثله فان امتناعه يستلزم
ذلك ولم يعرفوا ان عدم القدرة على الممتنعات
لا يورث قصورًا ونقصانًا ما فيه تعالىٰ شانه
بل انما هو من قصور الممتنعات وعدم صلاحيتها
لان توجد فی الواقع نعم ان كان امر صالحًا
لان يوجد فی الواقع ثم لا يقدر عليه الواجب فيكون

اور مشکوٰة میں ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میری اور نبیوں کی مثال ایک عمدہ مکان کی
ہے جسمیں ایک اینٹ کی جگہہ خالی ہے دیکھنے والے
اسکی عمدگی سے متعجب ہوتے ہیں مگر ایک اینٹ کی جگہہ
پس مینے اس مکان خالی کو بھر دیا ہے اور مکان پورا
ہوگیا ہے اور میرے ساتھہ رسول ختم ہوگئے پس میں وہ
اینٹ ہوں اور نبیوں کی ختم کرنے والا یہہ حدیث
بخاری و مسلم نے روایت کی ہے پس یہہ صحیح حدیث صریح
دلیل ہے اسپر کہ مراد خاتم النبیین سے وہی مشہور معنے
ہیں اور اس حدیث سے نکلتا ہے کہ اس اخیر اینٹ کے پیچھے
اور اینٹ کا رکھنا اس مکان میں محال ہے اور رد وہ تاویل
قلت تتبع دینیات سے ناشی ہے کیونکہ مرتبہ عالی
ختم رسالت کا اسکے صاحب سے سب انبیا کی تکمیل ہوئی ہے
جیساکہ خاتم الاولیا سے سب ولی فیضیاب ہیں فصوص
الحکم میں اسپر تصریح کی ہے اور خاتم النبیین نے کوئی چیز
ارشاد و بیان سے باقی نہیں چھوڑی ہے کہ اسکے پیچھے
کوئی نبی نہیں ہے تفسیر نیشاپوری میں یہہ لکھا ہے پھر قائل
امکان مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے بچتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ غیر قادر نہ کہا جائے اور امتناع مثل اسکو لازم
پکڑتی ہے تو ان کو یہہ معلوم نہیں کہ ممتنعات کا قدرت
سے خارج ہونا کچھہ بھی قصور یا نقصان قدرت الٰہی کے
نہیں ہے بلکہ وہ قصور ممتنعات کا ہے کہ فی الواقع موجود ہونے
کی ان میں صلاحیت ہی نہیں ہے البتہ اگر کوئی چیز صلاحیت

هذا يدل على ان ليس فيهم مثله صلى الله
عليه وسلم ثم ان سلمنا ذلك وقطعنا النظر
عن شذوذه ومخالفته القرآن والاجماع
فلا يضرنا شيئا لانا نحكم بامتناع مثله
بالمعنى المذكور في هذه السلسلة الموجودة
فان كانت سلسلة اخرى ويبعث من الانبياء
في غير هذا العالم ويكون فيه خاتم لهم ومثل
له صلى الله عليه وسلم في مجرد كونه نبيا و
خاتما فلا نحكم بامتناعه كما سبق منا
في السابق ثم اني قد سمعت بعضهم يقول
انه ليس معنى خاتم النبيين انه لا يكون
في وقته ولا بعده نبي فانه ليس من الفضائل
والكمالات بل معناه انه اكملهم وافضلهم
في هذا الباب كما يقال في حق من هو
اشعر الشعراء انه ختم عليه هذا الفن ولا
يلزم منه ان لا يكون شاعر في وقته ولا بعده
فكذلك يجوز ان يكون نبي اخر في وقته او بعده
صلى الله عليه وسلم وكان غرضه من هذا
القول ان يقع التطابق بين القرآن والاثر
المذكور ولا يخفى عليك ان هذا القول مخالف
لجمهور المفسرين من السابقين واللاحقين
وخلاف المتبادر من لفظ خاتم النبيين
فانه بمعنى ختمهم او ختموا به كما قال البيضاوي

پس انکی روایت سے پایا گیا کہ ان زمینوں میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی مثل کوئی نہیں ہے۔ پھر ہم اگر اسکو مان لیں
اور اس روایت کے ضعیف و مخالف قرآن و اجماع کے
ہونیسے قطع نظر کریں تب بھی ہمکو یہہ مضر نہیں ہے کیونکہ
ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل کے ممتنع بالذات ہونے
کے اس جہان و دنیا میں قائل ہیں۔ پس اگر کوئی اور جہان
ہو اور اسمیں سوائے اسی دنیا کے انبیا مبعوث ہوں
اور ایک انکا خاتم ہو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی مثل نبی اور خاتم میں ہو۔ تو اسکے ممتنع ہونے پر ہم حکم
نہیں کرتے جیسا کہ ابتدا میں لکھہ آئے ہیں پھر میں نے بعضے علما
قائلین امکان مثل سے سنا کہ وہ کہتا ہے کہ معنے خاتم النبیین
کے یہہ نہیں کہ آپکے وقت میں یا آپکے پیچھے کوئی نبی
نہوگا کہ یہہ فضائل اور کمالات سے نہیں ہے۔ بلکہ معنے
اسکے یہہ ہیں کہ آپ کامل تر اور فاضل تر ہیں اس باب میں
جیسا کہ بڑے شاعر کی وصف میں کہتے ہیں کہ یہہ فن اسپر
ختم ہے تو اس سے یہہ نہیں لازم آتا کہ اسکے وقت میں
یا اس سے پیچھے کوئی شاعر نہوگا۔ پس ایسا ہی آپکے وقت
میں یا آپ سے پیچھے کسی نبی کا ہونا روا ہے۔ اور اس عالم
کی ان معنی سے غرض یہہ تھی کہ قرآن اور اثر ضعیف
میں مطابقت ہو جائے۔ اور پوشیدہ نرہے کہ یہہ قول
اسکا اکثر مفسرین پہلے اور پچھلوں کے مخالف ہے اور نیز
خاتم النبیین کے لفظ سے جو معنے متبادر ہیں اسکے
بھی برخلاف ہے کیونکہ معنے اسکے یہہ ہوئے کہ آپ نبیوں کے

مولانا عبدالرحمن ابن عبدالله سراج الحنفی
فی ابتداء فتواه وما کنت اظن هذا یصدر
ممن یعتقد نبوة نبینا محمد صلی الله علیه
وسلم بل ممن هو منها فی شک مریب فلزم علینا
ان نظهر الحق وان کان ظاهراً وان نستدل
علی الصبح وان کان واضحا باهراً خدمة لذلک
الجناب الاعظم وذبا عن ذلک الحمی الاعصم
صلی الله علیه وسلم وشرف وکرم **شعر**
لم یخلق الرحمن مثل محمد ۔ ابداً وحقق
انه لا یخلق ۔ ثم مهد لتحقیق هذه المسئلة
ثنتا عشرة مقدمة من الکتب المقبولة
عند المخالفین وبین بالوجوه التاسع عشر
ضعف ذلک الاثر وقال فی آخرها لو قطعنا
النظر عن جمیع ما ذکرنا نقول ان هذا الخبر
علی تقدیر اشتماله علی جمیع الشرائط المذکورة
فی اصول الفقه لا یفید الا الظن ولا عبرة
بالظن فی باب العقائد الخ وهذه الفتوی مصدقة
ومزینة بتقاریظ جمیع علماء الحرمین المحترمین
کما اشرت الیها سابقاً فالحاصل ان القول
بامکان مثله صلی الله علیه وسلم یلزم منه
القبائح الکثیرة سیما فی هذا الزمان کثیر
العدوان والله الهادی وهو المستعان
قال فی الجواب التفصیلی مع الحوارین لما

کہ مجھے یہہ گمان نہ تہا کہ کسی پکے مسلمان
سے یہہ قول سرزد ہوگا بلکہ یہہ تو کسی کچے
مذبذب کی بات ہے۔ پس ہم پر لازم ہے
کہ ہم حق کو ظاہر کریں۔ ہرچند وہ ظاہر ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور تعظیم
کیواسطے اور آپکی کسر شان کرنیوالوں کی بواقعی تردید
کریں کیا خوب کہا ہے کہنے والے نے کہ حقتعالی نے رسول اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ پیدا کی ہے نہ کریگا۔
اور تحقیق ہے کہ ایسا پیدا ہونا ہی نہیں۔ پہر اس مسئلہ
کی تحقیق کیواسطے بارہ مقدمے کتب مقبولہ مخالفین
کی سند سے تحریر کرکے انیس وجہہ سے اُس اثر کا ضعف
بیان فرماکر اخیر میں لکہا ہے کہ ان وجوہ ضعف سے
اگر قطع نظر کریں اور مان لیں کہ جمیع شرائط مذکورہ
اصول فقہ پر وہ اثر شامل ہے تاہم اس سے ظن پیدا ہوگا
اور باب عقائد میں ظن غیر معتبر ہے الخ یہہ فتوے
سب کے سب علماء حرمین محترمین زادہما اللہ حرمتہ
کی تقریظوں سے مصدق ہے۔ چنانچہ اسکی
طرف اوپر بھی اشارہ ہوا تہا حاصل الکلام سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل کے امکان کی قول سے بہت قبائح
لازم آتی ہیں خصوص اس پُرفتن زمانہ میں اور خدا ہی
ہادی اور مددگار ہے۔ جواب تفصیلی
میں صاحب براہین معہ حوارین لکہتے
ہیں۔ چونکہ اس سوال (یعنے دوسرے اعتراض

ذلك من قصور الواجب والفرق بين الممتنع
بالذات والممتنع بالغير ان الاول لا يصلح
الوقوع بالنظر الى ذاته والثاني لا يصلح
له بالنظر الى غيره واما في عدم الوقوع فهما
متساويان وما يدخل تحت القدرة بحيث
يوجد ويقع فهو الممكن بالامكان النفس
الامري ثم الظاهر ان هذه المسئلة ليست
من ضروريات الدين وانما الضروري هو الايمان
بانه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين ولم
يكن في وقته نبي ولا يكون بعده نبي اللهم توفني
على هذا وكل من امن به وانت خير من يقبل
الدعاء ويسمع الدعاء انتهى ما في شفاء الصدور
فانظر يا اخي بنظر الانصاف كيف حقق هذا
الفاضل امتناع مثله صلى الله عليه وسلم امتناعا
ذاتيا وانظر قول المكذبين بالدلائل النقلية
والعقلية ابطالا واقعيا ورد بالترديد البليغ
التمسك بالاثر المنسوب الى حبر الامة ابن عباس
رضي الله عنهما وبين ان بعضا منهم اول
قوله تعالى وخاتم النبيين تاويلا مخالف
بالقران والاجماع والمراد منه صاحب
رسالة تحذير الناس عن انكار اثر ابن عباس
كما ذكرته سابقا وقال في رد هذا القول و
الاستدلال مفتي الاسلام ببلد الله الحرام

اسکی قدرت کا نقصان ہی اور ممتنع بالذات اور بالغیر
میں یہہ فرق ہی کہ پہلی کی ذات کیطرف نظر کرنے سے
اسکے وقوع کی صلاحیت نہیں ہوتی ہی اور دوسرے
میں غیر کیطرف نظر کرنے سے صلاحیت وقوع کی نہیں
ہوتی ہی ۔ لیکن وقوع دونوں کا نہیں ہوتا ہے اسپر
دونو برابر ہیں اور جو چیز قدرت کے نیچے داخل ہوکر موجود
اور واقع ہوجاتی ہے اسکا نام ممکن بالامکان النفس
الامری ہی ۔ پہر ظاہر ہی کہ یہہ مسئلہ ضروریات دین سے نہیں ہی
ضروری یہہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین
ہونے اور آپکے وقت اور آپسے پیچہے کسی نبی کے نہ آنے
پر ایمان ہو ۔ بار خدایا مجھکو اسی عقیدہ پر اور جمیع مومنین کو
بہی اسی اعتقاد پر فوت کر اور توہی مجیب الدعا اور
سامع الندا ہی ۔ یہہ ترجمہ ہی عبارت شفاء الصدور کی
عبارت کا ۔ اے برادر نظر انصاف سے ملاحظہ کر کہ اس
فاضل جلیل القدر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل کے
امتناع بالذات کو دلائل عقلی ونقلی سے کیسا خوب تحقیق
کیا ہی ۔ اور مخالفین کی کیا عمدہ تردید کی ہی ۔ اور اثر
منسوب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تمسک کی
بہی تردید فرماکر صاحب رسالہ تحذیر الناس عن اثر ابن
عباس کی تاویل خاتم النبیین کو مخالف قرآن واجماع
ثابت کر دکھایا ہی ۔ اور مفتی اسلام بلد حرام
مولانا عبد الرحمن سراج حنفی نے اپنے فتوی
کی ابتدا میں اسی اثر سے استدلال کی تردید میں فرمایا ہی

واجب او ممتنع او ممکن فانکان واجبًا لزم
تعدده وهو باطل ومحال وانکان ممتنعًا
فالممتنع لا یوجد فتعین انہ ممکن وقد قررنا
مثل الممکن ممکن وداخل تحت القدرة فینتج
ان الله تعالیٰ قادر علیٰ ان یخلق مثلہ والظاهر
انّ مثل الممکن ان لم یشرك فی وصف الامکان
فلا یکون مثلہ والمفروض خلافہ یقول الفقیر
کان الله له وهو نعم المولیٰ ونعم النصیر لا یخفی
علیٰ من لاحظ جواب الجواب ان جمیع جوابات
المکذبین ترد قولهم ویؤید ما قلنا وتد تقرر
ان الله تعالیٰ قادر علیٰ ما یشاء قدیر فادخال
ما لا یشاء تحت القدرة مخالفة صریحة بالآیات
ولیس هذا عجزا بل العدم قابلیة الممتنعات و
لامتثال امر خالق البریات عز وجل وما یذکر
صاحب البراهین مع الحواریین لفظ الدلائل
العقلیة قبل النقلیة ففیہ ما فیہ والجواب
عن الدلیل العقلی الذی ذکره مستفاد من
المنقولات السابقة وهو ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم ممکن فی حد ذاته لکن عرض لذاته
العلیة المختصة اوصاف جمیلة ومناقب جلیلة ا
به علیه السلام ولا یوجد فی غیره اصلاً فلهذا
الاعتبار امتنع مثلہ صلی الله علیه وسلم امتناعًا
ذاتیا وقد فصل هذا صاحب شفاء الصدور

واجب ہیں یا ممتنع یا ممکن۔ اگر واجب ہیں تو تعدد
واجب لازم آئیگا۔ جو باطل و محال ہے اور اگر
ممتنع ہیں تو ممتنع موجود نہیں ہو سکتا۔ لامحالہ ممکن
ہونگی۔ اور یہہ ثابت ہی کہ مثل ممکن کا ممکن اور قدرت
الٰہی کے نیچے داخل ہے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ آپکی مثل
پر اللہ تعالیٰ قادر ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ اگر مثل کا وصف
امکان میں شریک نہو گا تو وہ ممکن کا مثل نہوگا و
المفروض خلافہ انتہے بلفظہ۔ فقیر کان اللہ لہ اوپر کی
قول اور اس قول دونو کی تردید کرتا ہے کہ جو
شخص اس جواب الجواب کو غور سی ملاحظہ کریگا وہ بخوبی
جان لیگا کہ مکذبین کے سب جواب انکے قول کی
ہی تردید کر رہی ہیں . . . .
او ر ہماری قول کی تائید اور شرعًا ثابت
ہے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے اسپر قادر
ہے بحکم آیت وہو علیٰ ما یشاء قدیر جسکو خدا نچاہے
اسکو قدرت کی نیچے داخل کرنا صریح آیت کی برخلاف
(اور خدا جسکو چاہے ...)
ہے اور اسمیں عجز نہیں ہی بلکہ عدم قابلیت ممتنعات اور امتثال
امر الٰہی کی ہی۔ اور ان مکذبین کا دلائل عقلی کو نقل سے
پہلی ذکر کرنا جیسا کہ اوپر ہی ایسا ہی لکھا ہے قباحت اسکی
ہویدا اور نہایت ظاہر ہی اور اس دلیل عقلی کا جواب منقولات
سابقہ سی بخوبی حاصل ہی کہ رسول اللہ علیہ وسلم گو ممکن
ہیں مگر آپ کی ذات عالی کو ایسے اوصاف جمیلہ
اور مناقب جلیلہ جو آپسی ہی خاص ہیں عارض ہوئی ہیں ۲

وھو بحکم علی ما یشاء ۲

۲ اور کسی اور میں نہیں پائے جاتے اسلیے آپکی مثل ممتنع ہے امتناع ذاتی ہے اور اس امر کو شفاء الصدور میں تفصیلوار ذکر کیا ہے -

هذا السوال برد جميع فقراتہ بحمد الله فالمناسب
ان نظهر الحق في مسئلة امكان المثل مثل
الشمس في نصف النهار حتى لا يشتبہ
طالب الحق قطعا اعلم ان مثل رسول الله
صلى الله عليه وسلم لا يخرج عن احاطة قدرت الله
تعالى لكن ختم بہ النبوة فلا يكون الآن نبي
ومن قال بہ خرج عن دائرة الاسلام وانكر
الاحاديث والآيات وهكذا من قال بعجز الله
سبحانہ فخالف الاحاديث والقرآن يقول الفقير
كان لہ القدير ان قول صاحب رسالة تحذير
الناس عن انكار اثر ابن عباس يجوز ان يكون
نبي آخر في وقتہ او بعده صلى الله عليه وسلم
كما نقل عنہ في شفاء الصدور يخرج عن
دائرة الاسلام الخ على حسب فتوى صاحب
البراهين مع الحواريين والله خير المنتقمين
ولا قائل بعجزه تعالى لعدم تعلق القدرة بالممتنعات
كما مر غير مرة فالعجز ان تعلقت القدرة بشئ
ولا يوجده وههنا ليس كذلك ولا انكار من الحديث
والقرآن بل نؤمن بہ بالقلب واللسان ولكن لا نحرف
القرآن فالقائل بالجواب التفصيلي على امكان مثلہ صلى الله عليه
وسلم ودخولہ تحت القدرة قامت الدلائل العقلية
والنقلية نذكر منها عدة وهي كافية وشافية
لطالب الحق الاول ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

کے جواب میں ہمنے ایک ایک فقرہ کو رد کر دیا اب
مناسب ہے کہ امکان مثل کے مسئلہ میں حق کو مثل آفتاب
نیمروز آشکارا کر دیا جائے کہ طالب حق کو ذرا بھی
اسمیں اشتباہ باقی نرہے۔ واضح ہو کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا مثل احاطہ قدرت الٰہی سے خارج
نہیں لیکن آپ پر نبوت ختم ہو گئی اب اور نبی نہوگا
جو کوئی اور نبی ہونیکا قائل ہو وہ دائرہ اسلام سے
خارج ہے۔ احادیث اور آیات قرآنی کا منکر ہے۔
اسیطرح وہ شخص بھی جو خداوند تعالے کو عاجز سمجھے
انتہے بلفظہ۔ فقیر کان اللہ لہ عرض کرتا ہے کہ صاحب براہین
مع حوارین جو ہملوگوں پر بسبب قول امتناع مثل سرور
عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے یہہ فتوے دیرہے ہیں
کہ یہہ حدیث و آیات کے منکر ہیں سو لفضلہ تعالی ہم
ہرگز منکر نہیں۔ آیت ان اللہ علی کل شیء قدیر وغیرہ پر بخوبی
ایمان ہے جیساکہ بارہا مذکور ہوا ہے مگر قرآن میں تحریف
بھی نہیں کرتے۔ نہ عجز کے قائل ہیں کیونکہ ممتنع وظیفہ قدرت
کا نہیں مگر مولف رسالہ تحذیر الناس پر فتوی دائرہ اسلام
سے خارج ہونیا ور حدیث و آیات کے منکر ہونیکا بخوبی
راست آگیا کہ وہ قائل ہے حسب قول خاتم النبیین کے
کہ اسکی نزدیک آپکے وقت میں یا آپ سے پیچھے کسی نبی کا ہونا
روا ہے) جیساکہ نقل شفاء الصدور میں گذرا ہے۔
سے شادم کہ از رقیبان دامن کشاں گذشتی ؛ گو مشت خاک
ما را بر باد دادہ باشی ؛ جواب تفصیلی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

كما مر من شفاء الصدور وعلى ان ما يثبت باشارة
الآية لا يصلح ان يكون سندا للمسئلة الاعتقادية
لانها تثبت بنص قطعي كما مر غير مرة بنقل
المكذبين قال في الجواب التفصيلي والثالث
قال شارح المواقف جوز المتكلمون وجود
عالم اخر مماثل لهذا العالم والظاهر ان مماثلة
عالم اخر لهذا العالم تتحقق بوجود رسول الله
صلى الله عليه وسلم وسائر الانبياء عليهم السلام
والا لا يكون مثلا يقول الفقير كان الله له
هذا الدليل مر سابقا وصرح صاحب شرح
المواقف واليه الاشارة بقوله تعالى الخ فالاشارة
لا يصلح الاستدلال بها في الاعتقاديات
وايضا هذا العالم المفروض وراء العالم الدنيوي
الذي كلامنا فيه قال في الجواب التفصيلي
والرابع قال الامام في التفسير الكبير تحت اية
وان من شيء الا عندنا خزائنه وان من شيء
يتناول جميع الاشياء الا ما خصه الدليل
وهو الموجود القديم الواجب لذاته انتهى
فمن ادخل رسول الله صلى الله عليه وسلم
في الواجب لذاته فلا نتكلم به ومن قال ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس بواجب
فالاية تشتمله فيشتمل ان مثله بل امثاله
داخل تحت القدرة فلا يمكن انكار هذه الدلائل

جیسا کہ شفاء الصدور میں اسپر تصریح ہے اور وہ اوپر
مذکور ہو چکی ہے۔ علاوہ وہ جو چیز آیت کے اشارہ
سے مذکور ہو وہ مسئلہ اعتقادیہ کی دلیل نہیں بن سکتی
ہے۔ کیونکہ مسائل اعتقادیہ نص قطعی سے ثابت ہوتی
ہیں جیسا کہ براہین سے منقول ہو چکا ہے۔ جواب
تفصیلی میں ہے۔ سوئم شرح مواقف میں ہے کہ سب متکلمین
نے وجود اور عالم کا مثل اس عالم کے جائز رکھا ہے
اور ظاہر ہے کہ مثل اس عالم کی جبھی ہو کہ اسمیں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور جملہ انبیا علیہم السلام بھی داخل
کیئے جاویں ورنہ مثل نہو گا۔ انتہے بلفظہ فقیر کان اللہ لہ
کہتا ہے کہ یہ دلیل شرح مواقف ہی مکذبین نے اوپر بھی
لکھی تھی جسمیں آیت کا اشارہ منصوص ہے۔ اور ظاہر ہے
کہ اشارہ سے مسائل اعتقادیہ کی دلیل نہیں بن سکتی اور
نیز یہ جہان فرضی اس دنیا کے سوا ہے اور ہماری کلام
امتناع مثل کی اس دنیا میں ہے۔ جواب تفصیلی میں ہے۔ چہارم
تفسیر کبیر میں آیت وان من شیء الا عندنا خزائنه
کے نیچے لکھا ہے اللہ تعالے کے نزدیک سواء واجب لذاتہ
کے تمام اشیاء کے خزائن موجود ہیں۔ پس اگر آپ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو واجب لذاتہ جانتے ہیں تو آپسے
ہمارا خطاب نہیں اور اگر سواء واجب لذاتہ کے سمجھتے ہیں
تو یہ آیت آپکو بھی شامل ہے جسسے آپکی مثل بلکہ امثال کا
تحت قدرت داخل ہونا سمجھہ میں آگیا۔ ان
دلائل قطعیہ کا انکار غیر ممکن ہے۔

ونقل کلامہ علی الصدر فلاحاجۃ الی التطویل
ههنا قال صاحب البراهين مع الحواريين
والثاني قال امام علم الكلام في التفسير الكبير
تحت آية إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ دلت الآية على انه
سبحانه قادر على خلق عوالم سوے هذا العالم كيف
شاء واراد (ثم كتب) فلو اراد خلق الف عالم
بما فيه من العرش والكرسي والشمس والقمر
النجوم في اقل من لحظة ولمحة لقدر عليه (ثم كتب
دليله) لان هذه الماهيات ممكنة والحق
قادر على كل الممكنات يقول الفقير كان الله
له قدم من التفسير الكبير في اثبات الاعتراض
الاول تحت آية وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي
الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ان اصحابنا قالوا كلمة لو
تفيد انتفاء الشئ لانتفاء غيره فقوله وَلَوْ شَاءَ
رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا يقتضي انه
ما حصلت تلك المشية وما حصل ايمان
اهل الارض بالكلية انتهى فمعنے عبارة التفسير
حسب بيان ذلك المفسر انه ما حصلت
تلك المشية وما دخلت تلك العوالم
تحت القدرة وان سلمنا دخولها تحت القدرة
فتلك العوالم وراء هذا العالم الذي كلامنا
فيه ولا يضرنا فرض العوالم سوے هذا العالم

جنکی کلام اوپر مذکور ہوچکی ہے اسجگہہ اسکے اعادہ کی
کچھہ ضرورت نہیں۔ صاحب براہین مع حواریین
جواب تفصیلی میں لکھتے ہیں۔ دوسرا امام فخرالدین رازی
تفسیر کبیر میں آیت ان ربکم اللہ الذی الآیۃ کے نیچے
لکھتے ہیں کہ اللہ جلشانہ سوا اس عالم کی بہت سے عالم
پیدا کرسکتا ہی جیسا چاہی اور ارادہ کری اسکے بعد لکھتے
ہیں اگر خداوند تعالی ہزار عالم ایک لمحہ در لحظہ میں
پیدا کرنیکا ارادہ کری جسمیں عرش و کرسی اور آفتاب
اور ماہتاب اور ستاری ہوں تو وہ اسپر قادر ہے
انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ پہلے اعتراض
کے جواب الجواب میں تفسیر کبیر سی آیت ولو شاء ربک
الآیۃ کے نیچے سی منقول ہوا ہے کہ اہلسنت کہتے ہیں
کہ کلمہ لو ایک چیز کی نفی کا فائدہ دیتا ہے بسبب
نفی دوسری چیز کی پس آیت ولو شاء ربک کی معنے
یہہ ہیں کہ حقتعالے کے نچاہنے سے سب
اہل زمین کا ایمان حاصل نہوا یہہ ترجمہ ہی عبارت
تفسیر کبیر کا پس اس عبارت تفسیر کبیر کے معنے حسب
بیان اس تفسیر کبیر والے کے یہہ ہوئے کہ ہزار
جہان کا ایک لمحہ میں پیدا کرنا خدا تعالے کی
مشیت میں نہیں آیا۔ تو وہ جہان قدرت کی نیچے داخل
نہوی۔ اور اگر مان لیں کہ وہ ہزار جہان قدرت
کے نیچے داخل ہیں تو وہ جہان اس دنیا کے
سوا کوئی اور ہیں تو ایسے جہانونکا فرض کرلینا ہمکو مضر نہیں

عنزمرة والقاعدة الكلية ان كلشئ تعلقت
بہ مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ بھدم بنیان
المکذبین والحمد للہ رب العلمین۔ قال فی
الجواب التفصیلی نحن لانطول الکلام ونرجو من
ارکان الریاستہ وسائر اهل الفهم الذین حضروا
جلستہ المناظرة لتحقیق الحق ان یتوجهوا
الی عرضنا الاخری وهو ان المولوی القصوری
ادعی ان اللہ تعالی کما لایقدر علی مثلہ تعالی
کذلک لایقدر علی مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم وما
استطاع علی ان یثبت هذا الدعوی المخالفۃ
لعقائد اهل السنتہ وانا اثبتنا بالبراهین
العقلیتہ والنقلیتہ ان اللہ تعالی قادر مطلق
یقدر علی خلق مثلہ علیہ السلام ولا یعجز عنہ
والحاضرون فهموا ذلک بشرط الفهم یقول
الفقیر کان اللہ لہ القدیر انا لانقول ان اللہ
تعالی لایقدر علی مثلہ تعالی الخ بل نقول مثلہ
تعالی ممتنع لایدخل تحت القدرة ولاتتعلق القدرة
بہ لعدم صلاحیتہ وکذلک مثلہ علیہ الصلوة
والسلام واثبتنا هذا المدعا بالقران
والحدیث وغیرهما کما لایخفی علی اهل النهی و
مر غیر مرة ان مازعم المکذبون بعجزہ تعالی فهو
وهم فاسد وزعم کاسد واما البراهین العقلیتہ
والنقلیۃ فمردودة علی قائلہ کما سبق الجواب

اور یہہ قاعدہ کلیہ کہ جس چیز سے مشیت
متعلق ہوگی قدرت بھی اس سے تعلق
پکڑیگی۔ مکذبین کے خام خیالات کی بیخکنی
کررہا ہے وللہ الحمد۔ جواب تفصیلی میں ہے اب
ہم زیادہ طول دینا نہیں چاہتے۔ ارکان ریاست
حاضرین جلسہ اور دیگر اہل فہم جو تحقیق حق کیوسطے
جمع ہیں یہہ درخوست کرتے ہیں کہ ہماری اس
آخری عرض کو ذرا توجہہ سے سنیں کہ مولوصاحب
قصوری نے یہہ دعوی کیا تہا کہ جیسا اللہ تعالی اپنی
مثل پر قادر نہیں ہے۔ ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی مثل پر بہی قادر نہیں ہے۔ وہ اس دعوی
خلاف عقائد اہلسنت کو ثابت نکرسکے۔ اور ہمنے اس
بات کو براہین عقلیہ ونقلیہ سے ثابت کردیا کہ اللہ جلشانہ
قادر مطلق آپکی مثل پر قادر ہے عاجز نہیں جسکو بشرط
فہم حاضرین سمجھہ گئے ہونگے انتہے بلفظہ فقیر کان اللہ لہ
کہتا ہے کہ ہم ہرگز یہہ نہیں کہتے کہ اللہ تعالے اپنی
مثل یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل پر قادر نہیں
جسکا ذکر اوپر صاف صاف آچکا ہے۔ بلکہ ہمارا
یہہ قول ہے کہ یہہ ممتنعات اپنی عدم صلاحیت کی وجہہ
سے قدرت الٰہی کے نیچے داخل نہیں اور قدرت ان
سے متعلق نہیں ہے۔ اور اس مدعا کو فقیر نے قرآن و
حدیث وغیرہما دلائل قاطعہ سے ثابت کیا ہے جیسا کہ
دانشمند وں پر مخفی نہیں اور یہہ بھی بار بار گذرا ہے کہ مکذبین

القطعية نعم من قال لانسلم القران والحديث
والكتب الكلامية والتفسير مثل شرح
المواقف و التفسير الكبير وغيرها واقوال
السلف الصالح والدلائل العقلية لان
جميعها غلط فختمت المناظرة ونحن نقدر
عرض الاقوال اكابر الاولياء مثل حضرت
يحيى المنيري رحمه الله تعالى لكن المعترض
لا يسلم الدلائل العقلية ولا النقلية وغيرها
يقول الفقير كان الله له ان صاحب البراهين
مع الحواريين ما اتى بدليل قطعي على مدعاه
كما لا يخفى على ذي عقل سليم لكن يتفوه بلسانه
انه اقام الدلائل القطعية وينكرها المعترض
ولا يسلم الدلائل العقلية ولا النقلية وهكذا
جرى قلمه ولسانه ولا يبعد هذا من الذين
يجوزون امكان الكذب على الله سبحانه
وينكرون الفضيلة الواقعية لحبيبه صلى الله
عليه وسلم وهلم جرا كما سيظهر حالهم فالفقير
القصوري ليس في حساب اما الجواب عن
الاستدلال بان مثله صلى الله عليه وسلم
شيء داخل تحت القدرة فغلط لان الشيء
الداخل تحت القدرة ما يشاء الله تعالى
ومثله عليه السلام لا يشاء القدير لقوله
خاتم النبيين فلا يدخل تحت القدرة كما مر

ہاں اگر آپ قرآن حدیث کتب کلامیہ تفسیر شرح مواقف
و تفسیر کبیر وغیرہما اور سلف صالحہ کی اقوال و دلائل
عقلیہ کو غلط مانیں تو مناظرہ ہی ختم ہے ہم اکابر اولیاء اللہ
مثل حضرت یحییٰ منیری کی اقوال بھی پیش کر سکتے ہیں
لیکن نہ آپ دلائل عقلیہ کو سنیں نہ دلائل نقلیہ کو انتہیٰ
بلفظہ ملخصاً فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ صاحب براہین نے
مع حواریین کی اپنے مدعا پر کوئی ایک بھی دلیل قطعی بیان
نہیں کی ہے جیسا کہ دانشمند پر پوشیدہ نہیں ہے لیکن اپنے
موہنہ سے کہے جاتا کہ ہم دلائل قطعیہ قائم کر چکے ہیں اور آپ
دلائل عقلی و نقلی کو نہیں مانتے ایسے لوگوں سے کیا بعید ہے
جو حقتعالی کے امکان کذب کی قائل اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت واقعی کے انکار پر مائل
ہوں اور علی ہذا انکا حال ہے جو آگے ظاہر ہوہیگا
تو فقیر قصوری کس حساب میں ہے۔
اور یہ انکا دعوے کہ مثل سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کی شے داخل قدرت ہے سو غلط
ہے اسلیئے کہ شے داخل قدرت اسکا نام ہے
جسکو حقتعالے چاہے۔ اور آپ کی مثل
کو بحکم آیت وخاتم النبیین حقتعالے نہیں
چاہتا ہے تو داخل قدرت نہوئی جسکا بار
بار اوپر ذکر آچکا ہے۔

یعنی ان اللہ تعالیٰ مع قدرتہ لا یبعث نبیا اخر
لاعزازہ علیہ السلام وان نقول کما قال
القصوری واهل مذهبہ ان اللہ تعالیٰ لا یقدر
علی مثلہ علیہ السلام فمع انہ تنقیص شان الالٰہ
الذی اسوء حالا من تنقیص النبی علیہ السلام
لا یحصل منہ اعزازہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضا
لان المعز مع اختیار الاعزاز لمن یشاء لما
اختص واحدا بذالك وما اشترك فی ذلك
الاعزاز غیرہ فهو المرتبۃ العلیا فی الاعزاز فالمعترض
بعد هذا تنقیصا والامام الرازی یعدہ اعزازا
فیا حسرۃ علی مبتدعی الزمان لا یعظمون اللہ
تعالیٰ وما قدروا اللہ حق قدرہ ولا یعلمون تعظیم
الرسول ویعلم بعد الغور ان اصل المقصود من
بعثۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم افتراق المراتب
لان مشرکی مکۃ لم یفرقوا المراتب فبین الفرق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بان اللہ لا شریك
فی ذاتہ وصفاتہ وحدہ لا شریك لہ ورسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجمیع الملائکۃ والانبیاء
وان اصطفاهم اللہ تعالیٰ لکن لیس لهم جرءۃ
ان یقولوا کلمۃ علی خلافہ لا یسئل عما یفعل
وهم یسئلون وما سواہ یسئلون ان شاء
رحم الملعون ولعن المرحوم فظهر منہ ان
بان الکلمات التی تفارق بین الالوهیۃ

اور اگر یوں کہیں جیسا کہ قصوری صاحب اور انکے
ہم مذہب کہتے ہیں کہ خداتعالیٰ آپ کی مثل پر قادر
نہیں تو علاوہ نقص شان خداوندی کے جو نقص
شان نبوی سے زیادہ برا ہے اسمیں خداتعالیٰ
کی جانب سے کیا اعزاز ہوا اعزاز اسمیں ہے کہ عزت
دینے والے کا اختیار باقی رہے مگر اپنی مہربانی سے
اس ایک کو مختص کر رکہا ہے امام رازی
اسکو اعزاز سمجھتے ہیں اور معترض اسکو تنقیص شان سمجھتا ہے
مبتدعین زمانہ پر افسوس ہے کہ خدا کا قدر نہیں
سمجھتے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل
مقصود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بہیجنے سے
فرق مراتب ہی ہے۔ مشرکین مکہ فرق مراتب
نکرتے تہے آپ نے اس فرق مراتب کو
بیان کیا کہ اللہ جلشانہ کی ذات وصفات میں
کوئی شریک نہیں ہے وہ وحدہٗ
لاشریک ہے۔ تمام ملائکہ اور انبیا اللہ
کے برگزیدہ بندے ہیں۔ کیسکی مجال نہیں
کہ اسکے برخلاف دم مار سکے ؎ بہ تہدید
گر برکشد تیغ حکم * بمانند کروبیان صم وبکم *
وہ جو کچہہ چاہے سو کرے کسیکو مجال نہیں
کہ اس سے پوچہے اور جو اسکے سوا ہیں سب
سے پوچہا جاویگا۔ ایکدم میں رحمتی کو لعنتی کرے
اور ایک لمحہ میں چاہے تو لعنتی کو رحمتی کرے ؎

منها قال فی الباب التفصیلی فالآن نعرض علی هذا المدعاء دلیلًا لا یفهم العوام والخواص ولا یستطیعون الانکار والمولوی القصوری ایضا ان اتبع الحق فیسلم وان اغمض عن الحق مع العلم فلا علاج له اعلم ان الامام الرازی تحت آیته ولو شئنا لبعثنا فی کل قریة نذیرًا صرح بهذا لا نه تعالی قادر علی ان یبعث فی کل قریة نذیرًا مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وانه لا حاجة للحضرت الالٰهیة بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم انتهی فانظروا هذه العبارة من التفسیر والعلماء الناظرون لهذا الکتاب ما انکروا فانعقد الاجماع السکوتی علی هذه المسئلة واختلف فیها مبتدعوا هذا الزمان باهواء النفسانیة ومن هدی الی صراط مستقیم بعد هذه العقیدة التی یلزم منها عجزه تعالی والتشریک فی الصفة المختصة به سبحانه من الوساوس الشیطانیة ومن ابتلی بها فقد غلب علیه الشیطان اعاذنا الله وجمیع المسلمین من ذلک ثم کتب بعدها فی التفسیر الکبیر ولو یدل علی انه تعالی لا یفعل ذلک یعنی ان الله تعالی یقدر علی ذلک ولا یفعل اعزازا لرسول صلی اللہ علیہ وسلم کما قال الامام فبالنظر الی الاول یحصل التادیب وبالنظر الی الثانی یحصل الاعزاز

جواب تفصیلی میں ہم اب ہم ایک ایسا ثبوت اس مدعا کا پیش کرتے ہیں جسکو سب عوام خواص سمجھہ جاوینگے انکار کی گنجائش نہ رہے گی۔ اگر ناحق کی پیروی نہو تو قصوری صاحب بھی اسکو تسلیم کر لینگے ہاں جان بوجھکر حق سے آنکھہ بند کر لینے کا کچھہ علاج نہیں ہے سنیئے تفسیر کبیر میں آیت ولو شئنا لبعثنا الآیۃ کے نیچے صاف لکھدیا ہے کہ اللہ تعالی کو یہہ قدرت ہے کہ اگر چاہے تو ہر گانوں میں مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈرانیوالے بھیجدیوے اور اللہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حاجت کچھہ نہیں ہے۔ تفسیر کبیر میں موجود ہے یہہ عبارت بعینہ دیکھہ لیں صدہا سال سے کسی نے علماء دین سے اسکا انکار نہیں کیا ہے۔ گویا امت کا اجماع سکوتی ہے ہاں تیرہویں صدی کے مبتدعین نے ہوا نفسانی سے خلاف کیا ہے۔ سو جنکو صراط مستقیم کی ہدایت ہے وہ اس عقیدہ عجز الٰہی اور صفت مختصہ میں شریک کرنیکو منجملہ وساوس شیطانی سمجھتے ہیں اور جنپر انکا منتر چل گیا وہ مبتلا ہوجاتے ہیں ہمکو اور سب مسلمانوں کو خدا پناہ دیوے اسکے بعد تفسیر کبیر میں یہہ لکھا ہے کہ کلمہ لو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ جلشانہ ایسا نکریگا یعنی اللہ جلشانہ کو قدرت تو ہے مگر ایسا کریگا نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزا

م کیواسطے انکے امام رازی لکھتے ہیں کہ امر اول کی وجہ سے تادیب حاصل ہوتی ہے اور باعتبار امر ثانی کے اعزاز ہے۔

مراتب نکنی زندیقی و اعلاء المرتبۃ عن حدھا لا یجوز کا لتنقیص فمرتبۃ اللہ جلشانہ وراء الوراء وبعد ذلک افضل من الجمیع رسولہ علیہ السلام وھذہ عقیدۃ اھل الحق واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم یقول الفقیر کان اللہ لہ ان البراھین العقلیۃ والنقلیۃ التی اقامھا صاحب البراھین مع الحواریین علی کون مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم داخلا تحت القدرۃ بطلت کلھا وصارت ھباء منثورا وظھر الحق کشمس نصف النھار منصورا کما لا یخفی علی الناظرین من حضرات العلماء الربانیین

اما ھذا الدلیل الاخری الذی ادعی المکذبون بان یفھمہ العوام والخواص ولا ینکرہ احد من الانام وھو ان الامام صرح تحت ایۃ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا الا انھا تدل علی القدرۃ علی ان یبعث فی کل قریۃ نذیرا مثل محمد انتھی وایضا قال المکذبون فی الجواب الاجمالی ان الامام قال فی تفسیر ھذہ الایۃ دلت علی ان خلاف معلوم اللہ مقدور لہ لان کلمۃ لو دلت علی انہ تعالی ما شاء ان یبعث فی کل قریۃ نذیرا ثم انہ تعالی اخبر عن کونہ قادرا علی ذلک فدل ذلک علی ان خلاف معلوم اللہ مقدور لہ انتھی فجوابہ اولا ان ھذہ الایۃ فی سورۃ الفرقان

مراتب نکنی زندیقی ہے اپنے مرتبہ سے بڑھانا ایسا ہی بُرا ہے جیسا گھٹانا۔ اللہ جلشانہ کا مرتبہ وراء الوراء ہے اس سے بعد سب سے افضل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں یہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر یہی عقیدہ اہل حق کا ہے۔ خدا جسکو چاہے سیدھا رستہ دکھاتا ہے

جواب تفصیلی کا دوسرا جواب پورا ہوا فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ صاحب براہین مع حواریین کی عقلی نقلی دلائل جنسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل کو قدرت کے نیچے داخل کرنیکا اثبات کیا تھا سب کی سب نیست و نابود باطل ہو چکے اور آفتاب نیمروز کیطرح حق ظاہر ہو گیا۔ جیسکہ ناظرین علماء ربانیین پر پوشیدہ نہیں ہے اور یہ آخری دلیل جو حسب بیان مکذبین کے عام فہم اور جسکا کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ امام رازی نے آیت ولو شئنا لبعثنا کے نیچے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اسمیں دلالت ہے اسپر کہ خدا قادر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند ڈرانیوالا ہر گانوں میں بھیجدے اور نیز جواب اجمالی میں مکذبین کا یہہ قول کہ تفسیر کبیر میں اس آیت کے نیچے امام نے کہا ہے کہ اسمیں دلالت ہے کہ اللہ تعالے کے معلوم کا خلاف اسکی قدرت میں داخل ہے۔ اسلیئے کہ لفظ لو نے اسپر دلالت کی ہے کہ حقتعالی نہیں چاہتا کہ ہر گانوں میں پیغمبر بھیجے۔ ہاں حقتعالے نے یہہ خبر دی ہے کہ وہ اسپر قادر ہے جس سے پایا گیا کہ خلاف معلوم الٰہی اسکی قدرت کے نیچے داخل ہے انتہی اول

والعبودیۃ عین الایمان فالآیۃ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ
أَهْلَكَنِيَ اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ تبین هذا الفرق
والحدیث الصحیح یا عبادی لو ان اولکم و
آخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب رجل
واحد منکم ما زاد ذلك فی ملکی شیئا ولو ان
اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب
رجل واحد منکم ما نقص من ملکی شیئا یمیز
هذا التمیز وایضا فی فرق مرتبۃ الالوهیۃ و
العبودیۃ واظهار عظمۃ شان الله تعالی اقوال
منقولۃ من الاولیاء منها ما قال الشیخ یحیی
منیری رحمه الله تعالی کما نقلته من مکتوبه الاربعة
والخمسین فلا حاجۃ الی التکرار وایضا
قال فی مکتوبه الثانی والستین ان شاء جعل
الاف الاف بیع کعبۃ وبیت المقدس والاف
الاف عاص فاسق حبیب الله وخلیل الله
ولیس فی ذلك علۃ وان شاء جعل الاف الاف
کافر مومنا وعبدۃ الاوثان موحدا ولیس
فیما هنالك مهلۃ وجعل الاف الاف المرحوم
ملعونا والاف الاف ذی خرابات ذا مناجات
ولا یسئل عنه احد انتهی فمن سمی هذا البیان
فی فرق المراتب تنقیص الشان للنبی علیه السلام
فلیکفر الاولیاء الکرام نعوذ بالله من ذلك
تفرق المراتب اصل الدین کما قیل ؎ گر فرق

وعبودیت کا بیان عین ایمان ہی۔ اور آیت قُلْ
أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ اسی فرق کو بیان
کرتی ہے اور حدیث قدسی کہ اگر اول سے آخر تک
اور انسان سے لیکر جن تک سب ایسے ہوجاؤ کہ تمہارا
سب کا دل پرہیزگاریمیں سب سے اعلے مرتبہ میں ہوجاوے
تو یہ امر میری پادشاہی میں کچھہ بھی زیادہ نہیں کرسکتا
اور اگر اول سے آخر تک اور انسان سے جن تک سب
کی سب تم بدترین بندونکی مانند ہوجاؤ تو یہ امر میری
پادشاہی میں کچھہ کمی نہیں کرسکتا۔ اور نیز فرق
مرتبہ الوہیت وعبدیت اور اظہار عظمت شان
خداوندی میں اولیاء اللہ سے اس قسم کے اقوال
منقول ہوئی ہیں منجملہ انکے حضرت شیخ یحیے شرف
الدین منیری کی مکتوب ۵۴ سے عبارت مذکور ہوچکی
ہے حاجت تکرار نہیں اور نیز مکتوب ۶۲ میں لکھتے ہیں اگر چاہے
ہزار ہزار کلیسا وبتخانہ کو کعبہ اور بیت المقدس بنا دے اور
ہزار ہزار عاصی فاسق کو حبیب اللہ وخلیل اللہ
خطاب دے اور کوئی سبب درمیان نہو اور اگر چاہے
ہزار ہزار کافر کو مومن کردے اور ہزار مشرک بت
پرست کو موحد بنا دے اور کچھہ مہلت نہ لگے
اور ہزار ہزار رحمتی کو لعنتی اور ہزار ہزار خراباتی کو مناجاتی
اور کسیکو طاقت چون وچرا نہوس ایسے بیان فرق مراتب
کا نام تنقیص شان ہے تو معاذ اللہ ایسے اولیاء
کبار کی بھی تکفیر کیجاوے پناہ بخدا۔ اے حضرت فرق

صفحہ (۴۹۰) جلد ۶ مطبوعہ مصر والاً فمختار
الامام مع اهل السنة خلافه ای خلاف معلوم
الله تعالی محال غیر مقدور کما نص هذا الامام
فی هذا التفسیر تحت ایۃ هَلۡ یَسۡتَطِیعُ رَبُّكَ
ان ینزل علینا مائدة من السماء واما على قولنا
فهو محمول على ان الله تعالى قضى بذلك وهل
علم وقوعه وان لم يقض به ولم يعلم وقوعه كان
ذلك محالا غير مقدور لان خلاف علمه تعالى
غير مقدور انتهى من صفحہ (۶۶۵) الجلد الثالث
وقال فی التفسیر النیسابوری تحتها وهل قضى
بذلك وعلم وقوعه ام لا فان خلاف معلوم الله
تعالى غير مقدور وهذا عند الاشاعرة انتهى بلفظه
فسقط الدليل الآخر سقوطا مثل سقوط
سائر الدلائل الزعمية فالحمد لله رب العلمين و
ثبت مدعائنا باحسن الوجوه منه كما لا يخفى
على المتاملين وتحقق ان مغفرة الكفار وعذاب
خلود النار للابرار غير داخل تحت قدرته تعالى
لكونها خلاف معلوم الله تعالى وخلاف الوعد فافهم
ولا تكن من القاصرين والعجب كل العجب من المكذبين
انهم لم يتاملوا فی معنى لو واستدلوا بما يخالف مدعاهم
فما الغفلة جنيتهم ولم يدروا انه يلزم على هذا الاستدلال
ان يستدلوا على محو صفته تعالى بايۃ ولئن شئنا لنذهبن
بالذی اوحینا الیک یعنی القرآن الی قوله الا رحمة

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کے چھٹی جلد کے صفحہ (۴۹۰) کی
سطر (۱۱) میں دیکھ لو کہ اس لفظ کو مکذبین ہضم کر گئے وترجمہ
امام رازی کا مختار مع دیگر اہلسنت کے اسکا خلاف ہے
یعنی معلوم الٰہی کا خلاف محال غیر مقدور ہے چنانچہ یہی امام
رازی اسی تفسیر کبیر آیت ہل یستطیع ربک الآیۃ کے
نیچے لکھتے ہیں لیکن ہمارے قول پر وہ محمول ہے اسپر کہ
اللہ تعالیٰ نے اسپر حکم کر دیا اور اسکا وقوع معلوم کر لیا
اگر اسپر حکم نکرتا اور وقوع معلوم نہ تا تو وہ محال غیر
مقدور کہلاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا خلاف قدرت
کے نیچے داخل نہیں ہے۔ تیسری جلد کے صفحہ ۶۶۵
میں دیکھو اور تفسیر نیشاپوری میں اسی آیت کے نیچے
کہا ہے کہ بیشک خلاف معلوم الٰہی قدرت کے نیچے داخل
نہیں اشاعرہ کے نزدیک اھ مترجما پس یہہ بڑے زور
شور کی آخری دلیل بھی جسپر زبانی اجماع کا ادعا تھا اور
کی دلائل کی طرح نیست و نابود ہو گئی۔ اس خدا بیہمتا
کا شکر ہے اور ہمارا مدعا باحسن وجوہ ثابت ہوا اور
یہہ بھی متحقق ہوا کہ کفار کی بخشش اور نیکوکاروں کا
ہمیشہ دوزخ میں رہنا قدرت الٰہی میں داخل نہیں کہ
خلاف معلوم الٰہی ہے اور خلاف وعدہ بھی ہے
اسکے سمجھنے میں قصور نہ کرکہ یہہ عام فہم بات ہے۔
مکذبین سے عجب در عجب یہی ہے کہ وہ لفظ لو کے معنے میں غور نہیں
کرتے اور اپنے مدعا کی صریح مخالف سے استدلال کرتے
ہیں اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ انکی اس استدلال کیسے رد سے لازم
آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت کی محو پر بھی استدلال کریں آیت ولئن شئنا لنذہبن بالذی اوحینا الیک یعنی اور اگر ہم چاہیں تو جو چیز بھیجی تیری طرف وحی کی ہے یعنی قرآن کو محو کر دیں مگر رحمت

وهي مكية وآية وخاتم النبيين في سورة الاحزاب
وهي مدنية فالاحتمال الذي نشاء من الاية
المكية تبطله الاية المدنية وثانيا ان الامام
تصرح تحت هذه الاية كما نقل المكذبون في الجواب
الاجمالي لان كلمة لو دلت على انه تعالى ما شاء
ان يبعث في كل قرية نذيرا انتهى فلما لم يشاء الله
تعالى ان يبعث في كل قرية نذيرا فعلم انه
غير داخل تحت القدرة لتصريح قوله تعالى ان الله
على كل شيء شائ قدير كما نقل من الجلالين والبيضاوي
وغيرهما فثبت المدعى بدليل المنكر وثالثا
هذا المثل المصرح في الانذار فقط والكلام
في امتناع المثل في ختم النبوة والاولية وغيرهما
المخصوصة بذات الشريعة صلى الله عليه وسلم
والنذارة التي وجدت في سائر الانبياء بل
في الخلفاء فلا محذور في امكان المثل فيها
وقد قال تعالى في حق خاتم النبيين ليكون
للعلمين نذيرا فامكان المثل في هذه الفضيلة
المختصة مع غيرها محال البتة ورابعا ان
قاعدة خلاف معلوم الله مقدور له انما ذكره
الامام من غير نفسه كما يدل عليه لفظ قالوا
الذي اسقط المكذبون من العبارة المنقولة
حيث قال الامام المسئلة الرابعة قالوا الاية
دلت على ان خلاف معلوم الله مقدور له الخ

[illegible]

کی میں ہے اور آیت خاتم النبیین سورہ احزاب کی
میں ہے پس کی آیت کا احتمال کو مدنی آیت باطل
کردیتی ہے۔ دوم انہیں مکذبین نے جواب اجمالی میں
امام رازی کی تفسیر کبیر سے آیت کے معنے میں سے
نقل کیا ہے کہ کلمہ لو دلیل ہے اسپر کہ اللہ تعالی نہیں چاہتا
ہے کہ ہر گانوں میں ڈر اینوالا بھیجدے۔ اہ پس حسب
حسب بیان اسی تفسیر کبیر کے ثابت ہوا کہ اللہ
تعالے کی مشیت میں نہیں کہ ہر گانوں میں نذیر بھیجے
تو معلوم ہوا کہ یہہ امر قدرت میں بھی داخل نہیں
کیونکہ آیت ان اللہ علی کل شیء قدیر میں یہی تصریح ہے
جیسا کہ جلالین اور بیضاوی وغیرہما سے منقول
ہوچکا ہے۔ پس منکرین کی ہی دلیل سے ہمارا دعا
ثابت ہوگیا سوم یہہ مثل صرف انذار یعنی ڈرانے میں ہے
اور ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت او
اولیت وغیرہ لوازم مخصوصہ ذات شریف میں
امتناع مثل کے قائل ہیں اور فقط نذارت جو تمام
نبیوں میں بلکہ آپکے خلفا میں بھی موجود ہے اسمیں امکان
مثل سے کیا مضائقہ ہے اور حضرت فرقان میں بحق
سرور خاتم صلے اللہ علیہ وسلم فرمان ہے کہ آپ تمام جہان کو
نذیر ہیں۔ پس اس خاص فضیلت میں مع دیگر
فضائل مختصہ کا امکان نذیر لامحالہ محال ہے
چہارم یہہ مسئلہ کہ اللہ تعالی کی معلوم کا مخالف قدرت
کو نیچے داخل ہے۔ امام رازی نے اپنی طرف سے ذکر نہ

ونهاية الانكار والتكذيب والاستخفاف في
حق خاتم الانبياء خصوصًا وسائر الاصفياء
عمومًا فان راى هؤلاء الكفار رسالة البراهين
القاطعة فيكفي لهم سندا لهفواتهم ودليلا لمقولاتهم
فانا لله وانا اليه راجعون فالواجب كل الواجب
بحكم الشرع ان نعتقد بقلوبنا ونبين بالسنتنا
ونكتب باقلامنا ان الله عزوجل كما هو موصوف
بصفات الكمال كذالك منزه ومقدس عن
سمات النقص والزوال والكذب وامكانه
باقسامه لايدخل في ساحة عزه وجلاله ولا
يمكن ان يعذب المطيعين والمعصومين ويغفر
الكافرين والمنافقين لان ذلك مناف لشانه
وكماله وسيدنا ونبينا محمد رسول الله صلى الله عليه
وسلم كما هو محبوب القدير كذالك عديم المثل و
النظير وعدم دخول النقائص وغيرها تحت قدرته
تعالى لايستلزم العجز والقصور باليقين بل في الحقيقة
كمال النزاهة وجمال تقديس اله العلمين لاحاكم
ماسواه ويفعل مايشاء قد تم جواب الجواب
عن الاعتراض الثاني وتحقق ان بيان صاحب
البراهين مع الحواريين انما هو الوسواس الشيطاني
والان اترجم الاعتراض الثالث وجوابه وجواب
الجواب قولا قولا حتى لا يطول الكلام ببيان كل واحد
من الاول الى الآخر ثم فثم فهذا هو الاعتراض الثالث

صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصًا اور تمام انبیا کی عمومًا
سخت استخفاف کرکے اسکو مکرر چھپوایا ہے۔ پس اگر ایسے
دشمنان دین سے براہین قاطعہ کو ایسے مضامین دیکھ
لیں تو ان کو کسقدر مدد مل جائیگی انا للہ وانا الیہ راجعون
پس شرعًا فرض اور واجب ہے کہ ہم دل سے اعتقاد کریں
اور زبان سے اقرار اور قلموں سے لکھیں کہ حق سبحانہ
وتعالیٰ جیسا کہ صفات کمال سے موصوف ہے ویسا ہی سمات
نقص اور زوال اور کذب اور اسکے امکان کی اقسام
سے پاک ہے۔ اور ممکن ہی نہیں کہ وہ پاک ذات فرمانبرداروں
اور بیگناہوں کو عذاب کرے اور کافروں ومنافقوں کو
بخشدے کہ یہہ اسکی شان اور کمال کے برخلاف ہے اور حضرت
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ باریتعالے کے
حبیب قریب ہیں ویسا ہی بے نظیر اور بے مانند ہیں اور
نقائص وغیرہ کا اسکی قدرت میں داخل نہونا ہرگز ہرگز اسکو
عجز کو لازم نہیں پکڑتا بلکہ فے الحقیقت یہہ اسکی کمال
نزاہت اور جمال تقدیس ہے۔ اسکے سوا کوئی حاکم نہیں اور
جو چاہے کرتا ہے۔ دوسرے جواب تفصیلی کا جواب الجواب
ختم ہوا اور بخوبی ظاہر ہوا کہ صاحب براہین مع حواریین
وساوس شیاطین میں گرفتار ہیں۔ اب تیسرے اعتراض
اور اسکے جواب الجواب کو قول قول کرکے لکھتا ہوں
تاکہ ہر واحد کو اول سے آخر تک نقل کرکے پھر ایسا ہی
کرنیسے بہت طول ہوجائیگا پس یہہ تیسرا اعتراض
ہے انوار ساطعہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہنے والے

من ربك هذا استثناء منقطع معناه ولكن
لا نشاء ذلك رحمة من ربك كذا في المعالم وغيره
فكما لا يدخل محو القران تحت القدرة كذلك
حال مثله عليه الصلوة والسلام وعلم مرة بعد اخرى
ان دخول الممتنعات تحت القدرة لا يستلزم العجز
قطعا بل هو دليل على عدم صلاحيتها لذلك اصلا
والمنقول من مكتوبات الشيخ يحيى منيري مر جوابه
على الصدر وان الشيخ صرح بابطال امكان الكذب
في هذه المكتوبات فلا حاجة الى الاعادة والكلمات
الفارقة بين الالوهية والعبودية الواقعة في
القران والحديث مع ان اكثرها بفرض المحال اسرار
بين الله تعالى وحبيبه صلى الله عليه وسلم لا يجيز
منها الشرع للعباد ان يجترؤا بامثالها فانه سوء
ادب منهم والبغي والفساد والحاصل ان اظهار
مسئلة امكان المثل المستلزم لامكان كذبه
تعالى في هذا الزمان كثير العدوان والطغيان
هدم بنيان الدين المتين وقطع وسائل اليقين
بايدي الذين سموا انفسهم مومنين الا ترى
اعداء الدين من النصارى ما يقولون بالسنتهم
ويكتبون في حق القران وسيد المرسلين صلى الله عليه وآله وصحبه اجمعين وفي
السنة الماضية كتب وانطبع آرية من الهنود
كتابا مسمى بتكذيب البراهين الاحمدية وصرح
فيه بغاية توهين الباري تعالى واهانة القران

تیری رب کی یہہ استثنا منقطع ہی جسکے معنے یہہ ہیں مگر ہم
نہیں چاہتے محو قرآن کو تیری رب کی رحمت کی رو سے
یہہ تفسیر معالم وغیرہ میں ہی بس جیسا کہ محو قرآن جو صفت
الٰہی ہے قدرت کی نیچے داخل نہیں ہی. ویسا ہی آپکی
مثل کا حال ہی اور بارہا معلوم ہو چکا ہے کہ ممتنعات
کی قدرت کی نیچے داخل ہونیسے ہرگز عجز لازم نہیں ہوتی
بلکہ وہ تو ممتنعات کی عدم صلاحیت کی وجہہ سی ہے
اور حضرت یحیٰی منیری کی مکتوبات کی نقل کا جواب اوپر
گذرا ہے اور یہہ بھی کہ شیخ علیہ الرحمۃ نی امکان کذب
کا ابطال کیا ہے اسکے مکرر ذکر کرنیکی کچھہ حاجت نہیں
ہے اور قرآن مجید اور حدیثوں میں جو کلمات فارقہ الوہیت
و عبودیت کی ہیں باوصفیکہ اکثر وہ بفرض محال ہیں وہ
حقتعالیٰ اور اسکے حبیب کے درمیان اسرار ہیں لوگونکو شرعاً
اجازت نہیں کہ ان الفاظ پر جرات کریں کہ یہہ ضرور بے
ادبی ہی. حاصل الکلام اس خراب اور ابتر زمانہ میں مسئلہ امکان
نظیر حضرت بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وسلم جسے امکان کذب باریتعالے لازم
آتا ہے اسکا ظاہر کرنا دین متین کی بیخکنی ہے. نام
کے مسلمانونکے ہاتھو نسے کیا تم نہیں دیکھتے کہ دشمنان
دین قوم نصاریٰ کی سو قرآن اور حضرت سید مرسلان علیہم الصلوۃ والسلام کے بارہ
میں کیا کچھہ بکواس کر رہی ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھکر
مشتہر کر رہی ہیں اور پچھلے دنوں میں ایک آریہ نی اپنی کتاب تکذیب
براہین احمدیہ میں کسقدر باریتعالے کی توہین اور قرآن
مبین کی اہانت اور سرور عالم

لبیان طریق اللّٰہ فقط ثم قال ولا عظمتہم
فی ان اللّٰہ اقدرہم بادنی قدرۃ التصرف فی
العالم الی قولہ فی ہذہ الامور یساوی جمیع
العباد اعلاہم وادناہم عاجزون لا اختیارہم
وکذالک لا عظمۃ لہم فی ان اللّٰہ تعالیٰ اعطی
علم الغیب فی اختیارہم الی قولہ فی ہذہ الامور
جمیع العباد اعلاہم وادناہم جاہلون
لا خبر لہم انتہی ملخصاً فثبت بالصراحۃ ان صاحب
تقویۃ الایمان حرر فی حق الانبیاء انہم عباد
عاجزون لا اختیار لہم ولا خبر لہم جاہلون
وجمیع العباد مساوون بہم فاجاب علماء اہل
السنۃ لہذہ الہذیانات باحسن الجوابات
وہذا الفقیر ردہ ایضاً فی بعض الرسائل و
التحریر الضروری ہہنا ان صاحب البراہین
القاطعۃ ما وجہ فی توجیہ ہذا القول ان من
قال انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اخ انما ہو توجیہ
کونہ علیہ السلام من بنی ادم وما یقول بمماثلۃ
احد لہ علیہ السلام فی التقرب وشرف الکمالات
الا محض اخفاء الحق وتوجیہ القول بما لا یرضی
بہ قائلہ واجاب صاحب البراہین مع الحواریین
من ہذا الوجہ فی الجواب التفصیلی بان المولوی
القصوری جعل المولوی اسمعیل منکر تقربہ علیہ
السلام وشرف الکمالات لانہ یعد الاولیاء

صرف اللہ کے راہ بتانے کی لکھکر پہر کہا ہی
اور اس بات کی انہیں کچہہ بڑائی نہیں کہ اللہ نے
انکو عالم میں تصرف کرنے کی کچہہ قدرت دی ہو
الی قولہ ان باتوں میں سب بندے چہوٹے اور بڑے
برابر ہیں عاجز بے اختیار اور اسیطرح کچہہ اسبات
میں بھی انکو بڑائی نہیں ہو کہ اللہ صاحب نے
غیب دانی انکے اختیار میں دیدی ہے الی قولہ
ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چہوٹے
یکسان بیخبر ہیں اور نادان انتہے بلفظہ اب صریح
ثابت ہو کہ تقویۃ الایمان والے نے انبیا کو بندے عاجز
بے اختیار بیخبر و نادان لکھکر سب بنی آدم کو ان
سے برابر قرار دیدیا ہے تو اسکا جواب علماء اہلسنت
نے بخوبی دیا ہے اور فقیر نے بھی اپنے محل پر اسکا
رد لکھا ہے۔ اور اسجگہہ اتنا ہی لکھنا ضروری ہو کہ براہین
قاطعہ والے نے جو اسکی توجیہہ تحریر کی ہے کہ
بوجہہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بہائی کہا اور
تقرب و شرف کمالات میں کسیکو آپکا مماثل نہیں
جانتا الا محض حق پوشی اور توجیہہ ہے جو قائل
کو پسند نہیں ہے تو اسکا جواب صاحب
براہین مع حواریین نے جواب تفصیلی میں یوں
دیا ہے کہ مولوی قصوری نے مولوی اسمعیل
صاحب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقرب
الی اللہ و شرف کمالات کا غیر قائل بنا کر لکھا ہے کہ وہ

طعن صاحب الانوار الساطعة على من قال انه
صلى الله عليه وسلم اخونا لان فى هذا ايهام
دعوى المساواة به صلى الله عليه وسلم معاذا الله
منها واجاب منه صاحب البراهين القاطعة
ان احدا من عوام المسلمين لا يماثل احدا فى تقربه
وشرف كمالاته صلى الله عليه وسلم ومماثلة جميع
بنى آدم فى نفس البشرية معه عليه السلام
ثابتة البتة لقوله تعالى قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
وبعد ذلك اثبت شرف التقرب بعد اثبات
المماثلة فى البشرية بقيد يُوحٰى اِلَيَّ فان قال
احد انه صلى الله عليه وسلم اخونا بوجه كونه من بنى آدم
فلا حرج فيه لان قوله موافق بالنص وقد قال
عليه السلام وددت انى قد رأيت اخوانى
الحديث فدعوى الاخوة بوجه كونه عليه السلام
من بنى آدم وهذا هو الوجه لقائلها موافقة
بالقرآن والحديث والطعن عليها طعن على القرآن
والحديث الخ والمساوات فى نفس البشرية وكونه
اولاد آدم ثابتة بنص القرآن انتهى ما فى البراهين
والفقير اعترض على هذا الكلام بوجهين الوجه
الاول ان المولوى اسمعيل حرر فى صفحة الستين (٦٠)
من تقوية الايمان انه صلى الله عليه وسلم بشمول
جميع الاولياء والانبياء عبد عاجز واخ وقال
فى الصفحة الاربع والعشرين (٢٤) منه عظمة الانبياء

پر طعن کیا ہے کہ اسمیں ایہام دعوی برابری حضرت فخر
الانبیا کے ساتھ ہے معاذ اللہ منہا براہین قاطعہ کے صفحہ
۴ میں اسکا جواب یہہ لکھا ہے کوئی ادنے مسلم بھی فخر عالم
علیہ الصلوۃ کے تقرب و شرف کمالات میں کسیکو مماثل آپکا
نہیں جانتا البتہ نفس بشریت میں مماثل آپکے جملہ بنی آدم
ہیں کہ خود حقتعالی فرماتا ہے قل انما انا بشر مثلکم اور بعد
اسکے یوحی الی کی قید سے پھر وہی شرف تقرب کو بعد اثبات
مماثلت بشریت کے ثابت فرما دیا پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم
ہونیکے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا وہ تو
خود نص کے موافق ہی کہتا ہے اور خود فخر عالم نے بھی فرمایا
وددت انی قد رایت اخوانی الحدیث پس اخوت بوجہ اولاد
آدم ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن
وحدیث کے ہوا اسپر طعن کرنا قرآن وحدیث
پر طعن کرنا ہے۔ الخ نفس بشریت میں اور
اولاد آدم ہونے میں مساوات بنص
قرآن ثابت ہے الخ انتہے بلفظہ فقیر کو
اس میں دوطرح سے اعتراض ہے
پہلا یہہ کہ مولوی اسمعیل نے جو تقویۃ
الایمان کے صفحہ ۶۰) میں آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کو بشمول تمام اولیا انبیا کے
بندے عاجز اور بڑے بھائی لکھا ہے
اور نیز صفحہ ۲۴ میں انبیا کی
بڑائی

على المولوی اسمعیل بانہ جعل جمیع الانبیاء و
الاولیاء مساوین بالعوام عاجزین لا اختیار لہم
جاھلون فثبت منہ انہ لا یعتقد التقرب وشرف
الکمالات لہ صلی اللہ علیہ وسلم وجواب صاحب
البراهین باثبات التقرب وشرف الکمالات لا
یطابق علی مذاق المولوی اسمعیل وھو لا یرضی
بہ غلط لانہ ثبت من تلک الصحیفۃ ان المولوی
محمد اسمعیل اقر بشرف کمالاتہ علیہ السلام
لکن فی القول بالرای والقرینۃ قد یخطئ والوحی
والالھام خارج منہ وایضا فی کتابہ صراط مستقیم
مدارج قربہ علیہ السلام وشرف الکمالات مشروحۃ
مبسوطۃ ویظھر من بعض رسائل المولوی القصوری
انہ لاحظ صراط مستقیم فمع ھذا قول القصوری
فی حق المولوی اسمعیل انہ ینکر مدارج القرب و
شرف الکمالات لہ علیہ السلام بل یعدہ مساویا
بالعوام خلاف الدیانۃ والانصاف ومحض اخفاء
الحق فعاد ھذا الالزام علیہ وما صدق طعن توجیہ
الکلام بما لا یرضی بہ قائلہ فی حقی ای فی حق صاحب
البراهین والحمد للہ علی ذلک ھذہ خلاصۃ ما فی
الجواب التفصیلی ویقول الفقیر کان اللہ لہ فی جوابہا
انی ما ادعیت بان المولوی اسمعیل لا یعتقد اصلا
بقربہ وشرف کمالاتہ صلی اللہ علیہ وسلم کما یظھر من
عبارۃ الاعتراض لکن اظھرت من کلامہ انہ ما اراد

اسکے مولوی قصوری کا یہ الزام کہ مولوی
اسمعیل نے تمام انبیا و اولیا کو عوام کے
برابر کردیا۔ عاجز بے اختیار
نادان بنادیا جس سے ظاہر ہے کہ تقرب الی اللہ و شرف
کمالات آنحضرت مولوی اسمعیل معتقد نہیں پس جواب
بندہ خلیل احمد کا جسمیں تقرب الی اللہ و شرف کمالات
کا اثبات ہے مولوی اسمعیل کے مطابق نہوا اور اسکو
خود مولوی مذکور پسند نہیں کرتا خلاف ہے کہ اسی صفحہ کی
ابتدا میں مولوی اسمعیل صاحب نے آپکے شرف کمالات کا اقرار کیا ہے
مگر انکی عقل یا قرینہ میں بہول چوک لکہی ہے اور وحی
یا الہام کی بات نرالی ہے۔ اور نیز کتاب صراط مستقیم میں
آپکے شرف کمالات شرح بسط کے ساتھ مذکور ہیں جسکو
قصوری صاحب نے بھی دیکھا ہے۔ پس اسکا
مولوی اسمعیل کو منکر شرف کمالات کہنا اور مجھپر طعن
حق پوشی وغیرہ کا کرنا خلاف دیانت ہے بلکہ
یہ طعن انپر عائد ہوا والحمد للہ علی ذلک یہ خلاصہ
جواب تفصیلی کا ہے۔ فقیر کان اللہ لہ
اسکے جواب میں کہتا ہے کہ مینے یہ کب
دعوے کیا ہے کہ مولوی اسمعیل آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے قرب اور کمالات کا
بالکل غیر معتقد ہے جیسا کہ عبارت اعتراض
سے ظاہر ہے مینے اسکی کلام سے
یہ ظاہر کیا تہا کہ اسکی نفس بشریت سے

والانبياء حتى نبينا صلى الله عليه وسلم مثل العوام
مساويا بهم فتوجيه كلامه بانه
بوجه المشاركة في البشرية وبكونه عليه السلام
من اولاد آدم اخفاء الحق وتوجيه القول بما
لا يرضى به قائله فاقول كتب المولوي اسمعيل
في صفحة الاربع والعشرين من تقوية الايمان تحت
آية قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما
شاء الله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت و
ما مسني السوء ان انا الا نذير وبشير لقوم يؤمنون
بعد ترجمتها الهندية هذه الفائدة ان سيد الانبياء
صاحب المعجزات وتعليم الاسرار انما حصلت
الفضيلة للفضلا باتباعه قال الله تعالى ان
يبين حاله مصرحا انتهى بقدر الحاجة ثم قال
المولوي اسمعيل حسب آية قل لا املك لنفسي
الخ خلاصة مضمون تقوية الايمان ان القدرة
التامة في النفع والضرر والعلم المحيط لجميع الاشياء
مختصة به تعالى وفي عدم حصول هذه القدرة
والعلم جميع العباد اعلاهم وادناهم عاجزون لا
اختيار ولا خبر لهم جاهلون فكما ان سائر الناس
ما يقولون من العقل والقرينة فتارة يصيبون و
تارة يخطئون كذلك العظماء ما يقولون برايهم
فيصيبون ويخطئون لكن الله تعالى ما اوحى او الهم
اليهم فهو خارج عنه انتهى ملخصا فطعن المولوي القصور
مبتدا

آپکو مثل عوام مومنین کی سمجھتا ہے اور عوام کے
برابر کرتا ہے تو جب نشان صفحہ ۲۴ و ۶۰ سے کیا
تو مولوی محمد اسمعیل صاحب علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے
ترجمہ آیت کا فرمایا اللہ تعالے نے سورہ اعراف میں
کہ کہ نہیں اختیار رکھتا میں اپنی جان کے کچھ نفع
و نقصان کا مگر جو کچھ کہ چاہے اللہ اور اگر جانتا
میں غیب تو بہت سی لے لیتا بھلائی اور نہ پہنچتی
مجھکو کچھ برائی میں تو فقط ڈرانیوالا ہوں اور خوش
خبری سنانیوالا اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں ف
یعنے سب انبیا و اولیا کے سردار آپ تھے لوگوں نے
انہیں سے بڑے بڑے معجزے دیکھے اور اسرار کی
باتیں سنیں بزرگوں کو انکی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی
تو انہیں کو اللہ صاحب نے فرمایا کہ اپنا حال لوگوں کو
آگے صاف بیان کردیں۔ یہہ عبارت بقدر حاجت
تقویۃ الایمان سے منقول ہوئی ہے بعد اسکے مولوی
اسمعیل صاحب نے حسب آیت قل لا املک لنفسی الخ تحریر فرمایا
جسکا خلاصہ مضمون یہہ ہے کہ قدرت تامہ نفع و ضرر
و علم محیط کل اشیا حقتعالی کے ساتھ خاص ہے اس
قسم کی قدرت و علم کے نہونے میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے
برابر ہیں عاجز او بے اختیار بے خبر اور نادان جیسے
سب لوگ کبھی کچھ بات عقل و قرینہ سے کہتے ہیں سو
کبھی درست ہو جاتی اور کبھی چوک اسیطرح یہہ بڑے لوگ
بھی جو بات عقل اور قرینہ سے کہتے ہیں تو اُسمیں بھی کبھی درستی

وقدر متواتر ازان از حضرت انبیا علیہم السلام منقول ومروی شدہ الخ وقال تحت آیۃ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ور روز قیامت ایشان را بمرتبہ وسیلہ مشرف سازند وآن مرتبہ ایست نہایت بلند کہ کسے را از مخلوقات میسر نشدہ وحقیقت آن آنست کہ ایشان دران روز از جناب خداوندی بمنزلہ وزیر از بادشاہ باشند انتہی بالفاظہ الطیبۃ وقال تحت آیۃ الم نشرح لک صدرک مرتبہ کمال او کہ خاتمیت است ہیچکس را حاصل نیست ولنعم ما قیل ؎ یا صاحب الجمال ویا سید البشر ٭ من وجہک المنیر لقد نور القمر ٭ لا یمکن الثناء کما کان حقہ ٭ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ٭ ولقد اثبت فی معنی آیۃ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول اظہار الانبیا واستیلائہم علی الغیب وقال تحت آیۃ ویکون الرسول علیکم شہیدا یعنی وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع ست بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابیکہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کدام ست پس او میشناسد گناہان شمارا ودرجات ایمان شمارا واعمال نیک وبد شمارا واخلاص ونفاق شمارا الخ فمن قابل ہذہ الاقوال باقوال صاحب تقویۃ الایمان بالاتقان شہد شہادۃ صادقۃ بانہا صریح البطلان

حضرات انبیا سے متواتر کی طور پر یہہ بات منقول ہی الخ پہر آیت ولسوف یعطیک ربک فترضے کے نیچے لکھتے ہیں کہ قیامت کی دن آپکو مرتبہ وسیلہ پر مشرف کرینگے اور یہہ مرتبہ بہت ہی اونچا ہے کسیکو بہی مخلوقات سی نہیں ملا اور حقیقت اسکی یہہ ہے کہ آپ اُسدن درگاہ الٰھی میں بمنزلہ وزیر کے بادشاہ سے ہونگے اور آیت الم نشرح لک کی نیچے لکھا ہی آپکے کمال کا مرتبہ جو خاتمیت ہی کسیکو بہی حاصل نہیں۔ کیا اچہا کہا ہے کہنے والے نے کہ اے محبوب خدا واے سرور بنی آدم آپکے طفیل ہی چاند کو نور ملا الغرض حقتعالے کے بعد آپ سب سی برتر ہیں۔ پہر آیت علم الغیب الآیۃ کے نیچے نبیونکا غیب پر اظہار اور غلبہ ثابت کیا ہے اور آیت ویکون الرسول علیکم شہیدا کے نیچے فرمایا ہے اور تمہارا پیغمبر تمپر گواہ ہوگا اسلئے کہ وہ نور نبوت سے اپنے امت کی ہر فرد ورجے دینداری پر خبردار ہے اور ہر شخص کی حقیقت ایمان اور ترقی کے حجاب کو جانتا ہے پس پیغمبر تمہاری گناہوں اور ایماں کے درجوں اونیک وبد عملوں اور تمہارے اخلاص ونفاق کو پہچانتا ہے الخ یہہ تفسیر عزیزی کی عبارتونکا ترجمہ ہے پس جو دانشمند ان باتوں کا تقویۃ الایمان کے اوپر خرافاتوں سے مقابلہ کریگا سچی شہادت دیگا کہ مولوی اسمعیل کی

من الاخوة المساواة بالانبياء فی نفس البشریة والادمیة کما اولہ صاحب البراهین بل المصرح من کلامہ ان عظمة الانبیاء بیان طریق الحق فقط ولا عظمة لهم فی ان الله تعالی اقدرهم بادنی قدرة التصرف فی العالم فجمیع العباد اعلاهم وادناهم عاجزون لا اختیار لهم وکذلك فی حصول الاختیار علی علم الغیب جمیع العباد اعلاهم وادناهم لاخبر لهم جاهلون واقر صاحب البراهین مع الحواریین بان هذا المضمون موجود فی رسالة تقویة الایمان فثبت المدعا وبطل تطویل المنکرین ثم لا شك فی ان دعوی عدم اقتدار النبی صلی الله علیہ وسلم بادنی قدرة وعدم خبره وجهلہ علیہ الصلوة والسلام من الغیب وان قطعنا النظر من مبائنتها بالقران والحدیث لها مخالفة صریحة باقوال استاذه وعمہ ومرشدہ مرشدہ صاحب تفسیر فتح العزیز کما قال تحت ایة ولقد انزلنا الیك ایات بینات مابلا واسطة جبرئیل برتو معجزات بسیار نازل کردہ ایم مثل نالہ ستون واجابت درختاں دعوت ترا وشکایت شتران و آهوان وسلام کردن سنگها وکوهها برتو وجواب سوالات احبار یهود وغیرہ ذلک الخ وقال فی بیان مسئلة الروح المجرد للجمادات والحیوانات کہ اشجار واحجار وحیوانات با انبیا ولعز مودہ انبیا تکلم ونطق واداے شهادت واجابت وامتثال اوامر نمودہ

[illegible]

برابری اور آدمی ہونے میں برادری نبیوں کی ساتھ مراد نہیں ہے جیسا کہ براہین والے نے تاویل کی ہے بلکہ اسکی عبارت میں صریح درج ہے کہ نبیوں کی عظمت صرف بیان راہ حق کی ہے اور یہہ عظمت انکے لیئے نہیں کہ خدا نے انکو دنیا میں کچھہ تصرف کی قدرت دی ہو پس سب آدمی اعلے عاجز بے اختیار ہیں اور ایسا ہی علم غیب میں سب چھوٹے بڑے بیخبر جاہل ہیں براہین والے اور اسکے حواریین نے بھی مان لیا ہے کہ یہہ مضمون تقویۃ الایمان میں موجود ہے جسسے فقیر کا مدعا ثابت ہوگیا اور منکرین کی تطویل لاطائل ہوگئی پہر سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی کچھہ قدرت تصرف سے انکار اور غیب دانی میں بیخبری اور نادانی کا اقرار قطع نظر اس سے کہ قرآن وحدیث کی بالکل برخلاف ہے مولوی اسمعیل کے چچا اور استاد اور دادا مرشد صاحب تفسیر عزیزی کے ارشادوں کے بھی صریح مخالف ہے چنانچہ اس تفسیر میں آیت ولقد انزلنا الیک آیات بینات کی تحریر ہے کہ ہمنے بلا واسطہ جبرئیل تجھکو بہت معجزے عطا کئے ہیں جیسے ستون کا نالہ کرنا درختوں کا آپکے حکم کو قبول فرمانا اونٹوں اور ہرنوں کا آپکے پاس شکایت کرنا پتھروں اور پہاڑونکا آپکو سلام کرنا علماء یہود وغیرہ کی سوالات کی جواب دینا اور سوا اسکے الخ پہر اسی تفسیر میں جمادات اور حیوانات کی روح مجرد کے

نصا على المساواة في البشرية والقول بان جملة
بني آدم الذين فيهم الكفار والاشرار والكناسون
وغيرهم مساوون في البشرية بسيد المرسلين
صلى الله عليه وعلى اخوانه وعترته اجمعين والحكم
على طاعن هذا القول انه طاعن القرآن والحديث
مخالفته تامة بشرع الاسلام ودعوى المساواة
في البشرية بالانبياء عليهم الصلوة والثناء كذب
محض وافتراء بلا امتراء لقوله تعالى ان الله
اصطفى آدم ونوحا الآية وقوله تعالى الله اعلم
حيث يجعل رسالته وغيرها كما هو مصرح في
التفسير الكبير والنيسابوري وابي السعود والبيضاوي
وغيرهما فتحقق ان القائل بمساواة جميع بني آدم
في البشرية بفخر العالم صلى الله عليه وسلم مخالف
صريح بالنصوص القرآنية ثم اثبات تلك المساواة
من قل انما انا بشر مثلكم يوحى الي غلط ثان لان
حصول شرف النبوة له صلى الله عليه وسلم في عالم
الارواح كما نقل صاحب المواهب اللدنية
حديثا في هذا الباب وقد صححه كثير من المحدثين
ثم اثبات الاخوة والمساوات من لفظ البشر
غلط ثالث لان الاب ايضا بشر وهو صلى الله
عليه وسلم بحكم آيت وازواجه امهاتهم الآية وكذا
بحديث انا لكم مثل الوالد لولده اب للامة باعتبار
الشفقة والرحمة كما في التفسير الكبير وتفسير فتح العزيز

اور جملہ بنی آدم کے شمول مین کفار چوہڑے
چمار کو سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم
سے بشریت میں برابر کہنا اور ایسے طعن
کرنے والے کو قرآن پر طعن کرنے والا بنانا
شرعِ اسلام کے سراسر مخالف ہے۔ اور بشریت
میں انبیا کے ساتھ برابری کا دعوے بحکم آیت
ان اللہ اصطفے آدم ونوحا الآیۃ اور آیت
اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ الآیۃ اور ایسی کئی
آیتوں کے حکم سے محض جھوٹ ہے جسکا
ذکر تفسیر کبیر و نیساپوری و ابو السعود و بیضاوی
وغیرہا میں موجود ہے جس سے بخوبی ثابت ہے
کہ جملہ بنی آدم کو بشریت میں فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم
سے مماثل ومساوی کہنے والا صریح احکام قرآنی کے
برخلاف ہے۔ پھر قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی سے
علحدہ کرکے نفس بشریت میں مساوات ثابت کرنی
دوسری غلطی ہے کیونکہ آپ کو تو عالم ارواح میں شرف
نبوت حاصل تھی۔ مواہب لدنیہ وغیرہ میں جامع ترمذی
سے اس بارہ میں حدیث روایت کی ہے جسکو بہت سے
محدثین نے صحیح کہا ہے۔ پھر بشر کے لفظ سے برادری اور
برابری کا اثبات تیسری غلطی ہے۔ کیونکہ بشر باپ بھی
ہوتا ہے اور آپ بحکم آیت وازواجہ امہاتہم اور بمقتضائے
حدیث انا لکم مثل الوالد لولدہ کے تمام امت کے باپ ہیں
شفقت اور رحمت میں جیسا کہ تفسیر کبیر و فتح العزیز

وایقن بعلم الیقین ان صاحب البراهین مع
الحواریین فی ضلال مبین فماذا بعد الحق الا الضلال
فتحقق ان ادعاء الاخوة مع الانبیاء سیما السید
الاصفیاء علیه وعلیهم الصلوة والثنا انما هي
الاضلال بالاکمال فنعوذ منه بذی الجلال
والجمال فلما تبین وجه صحة الوجه الاول من
الاعتراض الثالث علی البراهین فالان نبین
الوجه الثانی منه وبه نستعین وهو ان قول
صاحب البراهین بمماثلة جمیع بنی ادم فی
نفس البشریة بسید الانبیاء صلی الله علیه
وسلم واثبات المساواة فیهما بدلیل قُل اِنَّمَا
اَنَا بَشَرٌ مِثلُکُم غلط صریح وسوء ادب قبیح
لان الله تعالی اخبر فی کلامه المجید قریبا بعشر
مواضع ان الکفار کانوا یدعون المساواة فی
البشریة بالانبیاء علیهم السلام کحکایة تعالی
مَا اَنتُم اِلَّا بَشَرٌ مِثلُنَا فیجیب الانبیاء علی
حسب فهمهم تسلیما بما قال تعالی اِن نَحنُ اِلَّا
بَشَرٌ مِثلُکُم فهذا الجواب انما صدر بطریق
التسلیم والتواضع وعلی هذا امر الله تعالی
حبیبه صلی الله علیه وسلم قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثلُکُم
قال الامام الرازی فی التفسیر الکبیر والنیسابوری
فی تفسیره وغیرهما ان هذا محمول علی التواضع
والتسلیم فجعل هذا الامر الذی مداره علی التواضع

اور یقیناً براہین والا اور اسکے حوارین صریح گمراہی میں
ہیں پناہ بخدا تیسرے اعتراض کی پہلی وجہ کی صحت
کے اظہار کے بعد ہم اسکی دوسری وجہ بیان کرتے
ہیں اور حق تعالےٰ سے مدد چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ
براہین والے نے جو آیت قل انما انا بشر مثلکم کی سند سے
جملہ بنی آدم کو نفس بشریت میں سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے مماثل و برابر لکھدیا ہے۔ یہ محض
غلط اور سخت بے ادبی ہے۔ اسلیئے کہ
قرآن مجید میں نو دس جگہ حق تعالےٰ نے ذکر
فرمایا ہے کہ کفار نبیوں سے بشریت میں برابری
کا دعوے کرتے اور ایسا کہا کرتے تھے کہ مَا اَنتُم
اِلَّا بَشَرٌ مِثلُنَا تو اُنکے جواب میں اُن کی سمجھ
کے موافق انبیا بھی یہی جواب دیتے تھے
جو قرآن میں ہے۔ اِن نَحنُ اِلَّا بَشَرٌ مِثلُکُم
سو یہ نبیوں کا فرمانا بطریق تسلیم و تواضع
کے تھا۔ علے ہذا القیاس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے بھی فرمایا کہ بطور تواضع کے
کہدو کہ میں تمہارے جیسا آدمی ہی ہوں
چنانچہ تفسیر کبیر و نیسا پوری و
غیرہما میں اسپر تصریح
موجود ہے۔ تو اس کلام متواضعانہ
کو بشریت میں برابری کے نص
بیان کرنا

لا يقبل ان المفسرين يصرحون بالمعنى الذي فيه
تنقيص شان الاله واهانة صاحب الرسالة بل
منشاء غلط القصوري ان الانبياء عليهم السلام
لما ادعوا بالرسالة وعلوم النبوة وكمال التقرب
والكفار كانوا يزعمون ان كمال التقرب المختص
بالملائكة لا دخل فيه للبشر فقالوا بطريق الحصر
مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ثم في جواب الانبياء عليهم
السلام ان نحن الا بشر مثلكم يرد عليه ان الانبياء
لم قالوا هذا الكلام الذي يظهر منه تسليم الحصر
بالمماثلة في البشرية وانكار الوصف الآخر وعلى
هذا القياس وقع به صلى الله عليه وسلم ففي جواب
هذا الاشكال قال المفسرون بل صاحب مختصر
المعاني وغيره ان هذا الحصر على سبيل التسليم
وارخاء عنان الخصم وهذا الاستدلال مجارات
الخصم يعني تسليم كلام الخصم اولاً والقاء الجواب
المعقول بالكلام الآتي ثانيا والمفسرون قالوا
هذا بنسبة الفاظ الحصر يعني نفي الاستثناء
ففهم القصوري ان هذا بنسبة اسناد جملة
نَحْنُ بَشَرٌ مِّثْلُكُم وزاد لفظ التواضع من عنده على
لفظ التسليم وحرف مضمون كلام الله نعوذ بالله
من ذلك وما قال ان دعوى المماثلة به عليه السلام
في البشرية تخالف آية ان الله اصطفى آدم ونوحا
الآية وآية اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ونسبه

سوا ایسے مہمل معنے جنسے تنقیص شان الٰہی واہانت رسالت پناہی
ہو کیا کوئی مفسر بیان کرسکتا ہے۔ اب ہم منشا غلطی سے
مطلع کرتے ہیں کہ حضرات انبیا علیہم الصلوۃ نے جب کبھی
دعوی رسالت و علوم نبوت و مدارج قرب کا کیا تو کفار
نے اس خیال سے کہ کمال تقرب الٰہی فرشتوں کو ہوتا ہے
بشر کو نہیں بطریق حصر کے یہہ کہا ما انتم الآیۃ یعنے نہیں
ہم مگر ہم جیسے بشر اسکے جواب میں جو انبیا علیہم السلام
نے فرمایا ان نحن الا بشر مثلکم اسپر یہہ اعتراض آیا کہ انبیا
نے ایسی کلام بطور حصر جواب میں کیوں فرمائی جس سے ظاہر
ہے کہ ہاں ہم بشر مثل تمہاری ہیں۔ اور دوسرا وصف
ہم میں نہیں اسیطرح حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے
قضیہ پیش آیا تو اس اشکال کے جواب میں مفسرین نے
بلکہ صاحب مختصر معانی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ یہہ حصر علی
سبیل التسلیم وارخاء عنان الخصم ہے اور اس استدلال
کو مجارات الخصم کہتے ہیں کہ اسکی بات کو اولاً تسلیم
کرکے کلام آئندہ سے اسکو جواب معقول دیں یہہ کلام مفسرین
کا بہ نسبت الفاظ حصر یعنی نفی استثنا کی نسبت تھا جسکو
معترض نے جملہ نحن بشر مثلکم کی اسناد کی نسبت سمجھکر
لفظ تسلیم کے ساتھ لفظ تواضع بڑہا کر مضمون کلام الٰہی
تحریف کر ڈالا الی قولہ اور یہہ جو قصوری صاحب فرماتے
ہیں کہ بحکم آیت ان اللہ اصطفی آدم و نوحا و آیت
اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ بشریت میں انبیا
کے ساتھہ برابری اور مماثلت کا دعوے کرنیوالا صریح احکام

وغيرهما ثم التحريف فى الحديث اى تبديل الفاظ
حديث وددت انا قد رأينا اخواننا كما فى المشكوة
وصحيح مسلم ومجمع البحار فى لفظ ود بهذه الالفاظ
انى قد رأيت اخوانى لاثبات مزعومه غلط رابعه
فاجاب عن هذا صاحب البراهين مع الحواريين
بما خلاصته هذه قال القصورى لا يجوز القول
بالمماثلة به صلى الله عليه وسلم وما وقع فى القرآن
هو على طريق التسليم والتواضع فهذا الاعتراض يوجب الزام القبائح على الله تعالى ورسوله
عليه السلام لان معنى كلامه انه لا يماثله صلى الله عليه وسلم احد فى البشرية ولا يماثل عليه السلام احداً فيها فى الواقع لكن الله تعالى حكم لمحمد صلى الله عليه وسلم على خلاف الواقع
ونفس الامر ان يقول انا بشر مثلكم بطريق التواضع فلزم على
هذا ان الله تعالى اجبره عليه السلام على الكذب
نعوذ بالله منه وتوجيه التسليم والتواضع مخالف
لقوله تعالى واغلظ عليهم وفى هذا المعنى المصنوع
قبائح وشنائع منها امر الله تعالى حبيبه عليه
السلام بالكذب لارضاء الكفار وشانه تعالى
انه لا يأمر بالفحشاء ومنها ان التواضع بالكفار خلاف
لامر واغلظ عليهم ومنها تذليله عليه السلام بالمماثلة
بالكفار على خلاف الواقع فاعتبروا يا اولى الابصار
ان القصورى كيف ترك ادب الاله وحضرة
الرسالة كيف خالف شرع الاسلام فى بيان
هذا المعنى المصنوع له والحوالة الى التفسير الكبير
والنيسابوري وغيرهما غلط لان العقل السليم

وغیرہما میں اسپر تصریح ہے پہر اپنے زعمی مطلب کے
اثبات کے واسطے صحیح حدیث وددت انا قد رأینا اخوانا
کے الفاظ کو انی قد رأیت اخوانی سے تحریف کردیا ہے
دیکہو مشکوۃ اور صحیح مسلم اور مجمع البحار کے دونو مقام
و دمیں یہ چوتھی غلطی ہے اسکے جواب میں صاحب براہین مع
حوارین جواب تفصیلی میں لکھتے ہیں کہ مولانا قصوری
صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہہ ہے کہ کسیکو آنحضرت کی مماثل
نفس بشریت میں لکہنا روا نہیں اور جسکا قرآن میں ذکر
ہوا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطریق تسلیم وتواضع
اپنے آپ کو مماثل فرمایا۔ مولانا قصوری نے ایسا اعتراض
کیا جس سے خود خدا تعالے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم
پر الزام قبائح کا لگا یا آپکی کلام کے معنے یہہ ہوئے
کہ باعتبار واقع کے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی نفس بشریت میں کوئی مماثل نہیں اور نہ آپ کسی
کے بشریت میں مماثل ہیں۔ مگر حقتعالے نے خلاف
واقعہ ونفس الامر کی حکم دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو کفار سے
کہدے میں بہی بشر ہوں مثل تمہاری اور یہہ کہنا تواضع
تہا اسپر لازم آیا کہ حقتعالے نے آپکو جہوٹ پر مجبور کیا
پناہ بخدا اور توجیہ تسلیم وتواضع کی خلاف نص واغلظ علیہم
کے ہے پس یہہ معنی جو آپنے گہڑے ہیں اس سے کسقدر قبائح
اور شنائع پیدا ہوئی۔ اول حقتعالی نے برخلاف شان کے بہت
نص ان اللہ لا یأمر بالفحشاء کے اپنے حبیب کو جہوٹ
بولنے کا حکم فرمایا ثانیا برخلاف آیت واغلظ علیہم کفار کیواسطے تواضع

معہ كلمة التسليم من الفقير وغيرها من الهفوات والهذيانات التي اسود المكذبون في الجواب التفصيلي كتاب اعمالهم فها انا اثبت ما ادعيت من كلام المفسرين والمحدثين وبه تعالى استعين قال الفخر الرازي امام علم الكلام في التفسير الكبير واعلم انه تعالى لما بين كمال كلام الله تعالى امر محمدا صلى الله عليه وسلم بان يسلك طريقة التواضع فقال قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اي لا امتياز بيني وبينكم في شئ من الصفات الا ان الله تعالى اوحى الي انه لا اله الا الله الواحد الصمد انتهى وهكذا في التفسير النيسابوري وقال في تفسير الخازن تحت قل انما انا بشر مثلكم قال ابن عباس رضي الله عنهما علم الله تعالى رسوله محمدا صلى الله عليه وسلم التواضع لئلا يزهى على خلقه فامره ان يقر فيقول انا آدمي مثلكم الا اني خصصت بالوحي الخ وهكذا في المعالم وما وقع في حديث المشكوة انه صلى الله عليه وسلم قال في جواب اصحابه لما ارادوا ان يسجدوا له عليه السلام بعد رؤية سجدة الابل له صلى الله عليه وسلم (اعبدوا ربكم واكرموا اخاكم) فقد قال المحدث الدهلوي في شرحه يريد نفسه الكريمة تواضعا وتنبيها على انه بشر مثلهم في عدم جواز السجدة والعبادة له انتهى وقال في مجمع بحار الانوار

فقیر حقیر کی بناوٹ و دیگر زبانذرازی سے جواب تفصیلی میں نامہ اعمال سیاہ کیا ہے بسواب فقیر بعون قدیر مفسرین اور محدثین کی تصریح سے اپنا مدعا ثابت کر دکھاتا ہے۔ امام رازی کی عبارت تفسیر کبیر کا ترجمہ یہہ ہے جان لو کہ حقتعالے نے جب اپنی کلام پاک کا کمال بیان فرمایا تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو امر کیا کہ تواضع کا راستہ چلیں پس کہا کہدو کہ میں تمہاری جیسا آدمی ہی ہوں۔ میری طرف وحی آئی ہے یعنی ما بین ہمارے تمہارے کسی صفت میں فرق نہیں مگر حقتعالی نے میری طرف پیام بھیجا ہے کہ وہی معبود برحق یگانہ بے نیاز ہی اہ اور ایسا ہی تفسیر نیساپوری میں مذکور ہے اور تفسیر خازن میں اسی آیت کی نیچے لکھا ہی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول مقبول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تواضع کی تعلیم کی تا کہ لوگونپر افتخار نکریں۔ پس امر کیا کہ اقرار کریں کہ میں آدمی تمہاری جیسا ہوں۔ مگر پیام الٰہی سے مخصوص ہوں الخ اور ایسا ہی معالم التنزیل میں ہے۔ اور یہہ جو حدیث مشکوۃ میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابہ کے جواب میں جب اُنہوں نے اونٹ کو دیکھا کہ اُسنے آپکو سجدہ کیا ہے تو ہم بھی آپکو سجدہ کرینگے فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو محدث دہلوی اسکی شرح میں لکھتے ہیں کہ اپنے بھائی سے اپنے

الی التفسیر الکبیر والنیشا پوری وغیرھا فلعلہ
انہ یعلم اسماء الکتب المبسوطۃ ولاحظ
ھذہ التفاسیر فسلمنا لکن لا یفھم کلام المفسرین
لان مرادھم ان الانبیاء علیھم السلام اصطفاھم
اللہ تعالی فی کمالات التقرب عن العلمین وھذا
لا ینافی مدعائنا ولا یناقض بقولنا ان جملۃ بنی آدم
فی نفس البشریۃ سیاء رکون ویماثلون بالانبیاء
ولابد لاثبات التناقض من الاتحاد فی وحدات
ثمانیۃ فیلاحظ القصوری رسالۃ ایا غوجی
وغیرھا فحوالۃ التفاسیر بوجہ عدم الفھم غیر مسموعۃ
وان صدق فی دعواہ فیعرض قول مفسر
واحد مطابق لمدعاہ ثم
یقول الفقیر القصوری کان اللہ لہ
قد علم من عادۃ صاحب البراھین مع الحواریین
انہ لما یعجز عن الجواب بالصواب فلا یھتدی الی
الحق بل یصر علی الضلال البعید ویجر الکلام الی غیر
مرادہ بالغضب الشدید والھذیان المزید کما
مر فی الاستدلال بآیۃ فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین
انہ حمل الوعید علی امکان الکذب وادخل فیہ
الاولیاء والانبیاء علیھم الصلوۃ والثنا فکذا ھھنا
اثبت من التواضع اجبار الکذب من اللہ تعالی
ومخالفۃ امر واغلظ علیھم وتذلیل الرسول البشیر
النذیر صلی وسلم علیہ القدیر وازدیاد لفظ التواضع

اور حوالہ تفسیر کبیر وغیرہ کی طرف کیا ہے۔ مولانا قصوری
بڑی بڑی کتابوں کے آپنے نام تو لکھ دیئے تاکہ
کوئی جانے کہ یہ دیکھی ہیں سلمنا مگر فہم مطلب سمجھنے کے
قابل ہو۔ ان آیات کا مضمون فقط اتنا ہے کہ کمالات
تقرب میں انبیا تمام عالم سے برگزیدہ ہیں۔ یہ مضمون
ہمارے مدعا مشارکت تمام بنی آدم نفس بشریت
میں متناقض نہیں تناقض کیواسطے وحدات ثمانیہ
میں اتحاد شرط ہے ذرا ایساغوجی کو آپ ملاحظہ فرماویں آپکا
حوالہ بوجہ عدم فہم مضامین تفسیر کے غیر مسموع ہے
ایک قول کسی مفسر کا صریح اپنے دعوے کے مطابق ہمکو
دکہا دیں۔ یہ بلفظہ بلفظ اختصار سے عبارت ہے جواب
تفصیلی کی فقیر کان اللہ لہ عرض کرتا ہے کہ اوپر سے
صاحب براہین اور اسکے حواریین کی عادت معلوم ہو چکی ہے
کہ جب انسے کچھ بھی جواب نہیں بن پڑتا تو یہ حق کیطرف مائل
نہیں ہوتی بلکہ سخت گمراہی پر کہائل ہو کر فرط غضب سے
کلام کو کہیں سے کہیں کو کھینچے لیئے جاتے ہیں جیسا کہ فقیر
کے استدلال آیۃ فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین میں
وعید کو امکان کذب پر لگا کر انبیا علیہم السلام اور اولیا
لہم الاکرام کو بھی اسمیں داخل کر دیا تھا ویسا ہی اسجگہہ تواضع
کے لفظ سے اللہ تعالی کا جھوٹ پر مجبور کرنا اور آیت
واغلظ علیہم کی مخالفت اور سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین اور زیادتی
لفظ تواضع کو

من المحدثين مصرحة بلفظ التواضع وايضا
تحققت بدلالة القرآن منقول. واما اثبات الدعوے
الثانية فقد قال في التفسير الكبير تحت آية ان الله
اصطفى آدم ونوحا الآية والثاني ان يكون
المعنى ان الله اصطفى اي صفاهم من الصفات
الذميمة وزينهم بالخصال الحميدة وهذا القول اولى
لوجهين احدهما انا لا نحتاج فيه الى الاضمار
والثاني انه موافق بقوله تعالى الله اعلم حيث
يجعل رسالته وذكر الحليمي في المنهاج ان الانبياء
عليهم السلام لابد وان يكونوا مخالفين لغيرهم
في القوى الجسمانية والروحانية الخ ثم قال وعلم
ان تمام الكلام في هذا الباب ان النفس القدسية
النبوية مخالفة بماهيتها لسائر النفوس الخ وقال
المفتي ابو السعود في تفسيره تحت هذه الآية
والاصطفاء اخذ ما صفا من الشيء كالاستصفاء
مثل به اختياره اياهم بالنفوس القدسية وما
يليق بها من الملكات الروحانية والكمالات الجسمانية
للرسالة في نفس المصطفى كما في كافة الرسل
عليهم الصلوة والسلام انتهى وايضا في التفسير الكبير
تحت آية ولكن الله يمن على من يشاء من عباده و
اعلم ان هذا المقام فيه بحث شريف دقيق و
هو ان جماعة من حكماء الاسلام قالوا ان الانسان
ما لم يكن في نفسه وبدنه مخصوصا بخواص شريفة

کے اور دلالت قرآن مجید پیش کر دی تو اب دوسرے دعوی
کا ثبوت لیجئے کہ تفسیر کبیر میں آیت ان اللہ اصطفے آدم
و نوحا الآیۃ کے نیچے لکھتے ہیں۔ دوسری وجہ معنی
آیت کے یہہ ہیں کہ اللہ تعالی نے انبیا کو صفات ناشائستہ
سے پاک اور خصال حمیدہ سے زینت ناک کیا ہے۔
اور یہہ معنی دو وجہ سے بہتر ہیں ایک یہہ کہ اسمیں کسی لفظ کو
پوشیدہ کرنیکی حاجت نہیں پڑتی۔ دوسری یہہ آیت
آیت اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کے موافق ہے۔ امام
حلیمی نے منہاج میں ذکر کیا ہے کہ نبیونکا دوسری لوگونسے
قوی جسمانیہ و روحانیہ میں مخالف ہونا ضروری ہے
الخ پھر تفسیر کبیر میں ہے کہ پوری کلام اس بارہ میں یہہ ہے
کہ نفس قدسی نبوی اپنی ماہیت میں سب نفسوں سے
مخالف ہے۔ الخ اور مفتی الثقلین ابو السعود اپنی تفسیر
میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں کہ اصطفا نام ہے کسی چیز
سے عمدہ حصہ لینے کا اللہ تعالے نے نبیوں کو پاک نفسوں
اور انکے لائق ملکات روحانیہ اور کمالات جسمانیہ
سے برگزیدہ کرنیکو بیان فرمایا ہے کہ انکے پاک نفسوں میں
یہہ باتیں حاصل ہیں اُن سب پر درود و سلام ہو اھ
اور یہہ بھی تفسیر کبیر میں آیت ولکن اللہ یمن علی من یشاء
من عبادہ کے نیچے لکھا ہے جان لو کہ اسجگہہ عمدہ باریک
گفتگو ہے کہ ایک جماعت حکماء اہل اسلام
نے فرمایا ہے کہ آدمی جبتک اپنی ذات اور
بدن میں بزرگ پاک علوی خواص سے مخصوص نہو

واكرموا اخاكم اراد نفسه صلى الله عليه وسلم
هضما للنفس اى اكرموا من هو بشر مثلكم
لما اكرمه الله تعالى بالوحي انتهى وان قطعنا
النظر عن هذه التصريحات ايضاً فلفظ مثلكم
ينادي باعلى نداء انه محمول على التواضع لا على
الحقيقة لان المثل ما يماثل الشئ فى جميع الصفات
كما فسر الامام المحقق اى لا امتياز بيني وبينكم فى شئ
من الصفات ولا شك فى ان احداً من المقبولين
لا يساويه صلى الله عليه وسلم فى جميع الصفات كما
حقق فى موضعه فتحقق ان اية قل انما انا بشر
مثلكم محمول على التواضع بدلالة القران المبين
وصراحة المفسرين والمحدثين وليس لفظ التواضع
من تصنع هذا الفقير كما زعم صاحب البراهين
مع الحواريين يا حسرتا على هؤلاء القوم ويا
اسفى على جهلهم المركب لا ينظرون الى تصريحات
الكتب الدينية فضلاً عن التامل فيها نعوذ
بالله تعالى من هذه النفسانية والرعونة والحاصل
ان المطاعن التى زعموها فى الحمل على التواضع
فى حق هذا الفقير المسكين رجعت جميعها
الى الفرقان والمفسرين والمحدثين اعاذنا الله
المعيذ من الحور بعد الكور لما فرغنا من اثبات دعوى
الاولى التى طلب فيها المكذبون قول مفسر واحد
بالتصريح نقلنا اقوالاً اربعاً من المفسرين واثنين

کہ آپنے اس لفظ بہائی سے اپنے آپ کو مراد رکھا ہے کسر نفسی
یعنے تواضع کے رو سے اھ اگر ان تصریحات سے قطع نظر
کریں تاہم لفظ مثلکم آواز بلند سے بتارہا ہے کہ یہ تواضع
پر محمول ہے نہ حقیقت پر کیونکہ حقیقۃً مثل تمام ہی سب
صفتوں میں مانند کا چنانچہ امام رازی نے مثل کی
تفسیر کی ہے کہ ہماری تمہارے درمیان کسی صفت
میں امتیاز نہیں اور ہمیں شک نہیں کہ کوئی خدا
کے مقبولوں سے سبھی صفتوں میں آپکے برابر اور مانند نہیں
ہے جیسا کہ اپنے مقام پر محقق ہو چکا ہے پس ثابت ہوا کہ
آیت قل انما انا بشر مثلکم قرآن مجید کی دلالت اور مفسرین
و محدثین کی صراحت سے تواضع پر ہی محمول ہے اور
لفظ تواضع کا فقیر نے اپنی طرف سے ہرگز نہیں لکھا بلکہ یہ
کا خام خیال ہے صاحب براہین اور اسکے حواریین جہل
مرکب پر سخت افسوس ہے کہ دینی کتابوں کی صریح باتوں پر نظر
نہیں کرتے غور سے سمجھنا تو بجائے خود رہا اس نفسانیت
اور رعونت سے پناہ بخدا الغرض اس آیت کو تواضع پر
حمل کرنے سے جو طعن مکذبین نے فقیر پر کئے تھے
وہ قرآن مبین اور مفسرین و محدثین پر عائد ہو گئے
؏ زباں بریدہ بکنجی نشستہ صم بکم ÷ بہ از کسیکہ زبانش نباشد
اندر حکم ÷ پہلے دعوی کے اثبات میں جو مکذبین نے لکھا تھا
کہ (ایک قول کسی مفسر کا صریح اپنے دعوی کے مطابق
ہمکو دکھاویں) فقیر نے صاف
صاف چار قول مفسرین کے اور دو قول محدثین کے

چون حضرت حقتعالے کسی را از بندگان خاص خود برای
دعوت خلق بسوی حق مبعوث فرماید انتہی وفی تفسیر النیسا
بوری تحت آیۃ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ قال
بعض العقلاء ان الارواح متساویۃ فی ماہیاتہا
فحصول النبوۃ للبعض دون البعض بمحض احسان
اللہ تعالیٰ وقال الآخرون انہا لا تتساوی فی تمام
الماہیۃ بل النفوس مختلفۃ فی الجواہر والماہیۃ
فبعضها خیرۃ من العلائق الجسمانیۃ طاہرۃ
نیرۃ مشرقۃ بالانوار الالہیۃ ذی القدر والتاثیر
وبعضها خبیثۃ مکدرۃ منہمکۃ فی اللذات
الجسمانیۃ فما لم تکن النفس من القسم الاول لا
تستعد لقبول الوحی والرسالۃ فلہذا اختلفت
مراتب الرسل وفی الآیۃ دلالۃ علی انہ لا بد لحصول
منصب النبوۃ والرسالۃ ان یکون القلب سلیما
ولا یجوز عند العقل ان یحصل ذلک المنصب
للماکرین والحاسدین لان ہؤلاء یحصل لہم
الرتب علی حسب اخلاقہم وحالاتہم کما قال تعالیٰ
سیصیب الذین اجرموا صغار عند اللہ وعذاب
شدید بما کانوا یمکرون انتہی مضمون التفسیر
النیسابوری وہکذا فی التفاسیر المعتبرۃ ولنقل
تبصرۃ کلام بعضہم قولہ تعالیٰ واذا جاءتہم آیۃ
قالوا لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ
یعنی کفار قریش روی ان ابا جہل قال زاحمنا بنی عبد مناف

کہ جب حضرت باریتعالی کسیکو اپنے خاص بندوں میں پیغمبری
کیواسطے بھیجتا ہے انتہی اور تفسیر نیساپوری میں
آیت اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کے نیچے لکھا ہے کہ بعضی
علماء نے کہا ہے کہ سب ارواح اپنی ماہیت میں برابر
ہیں بعضوں کو نبوت ملنی سوا بعضونکو خدا کا احسان
ہے اور دوسرے علما نے کہا ہے کہ سب روح تمام ماہیت
میں برابر نہیں ہیں بلکہ جواہر اور ماہیتوں میں مختلف
ہیں اسمیں بعضی نیک اور علائق جسمانی سے پاک ہیں انوار
الٰہی سے مشرف صاحب قدر اور تاثیر ہیں اور بعضی
ناپاک مکدر ہیں جسمانی لذتوں میں ڈوبی ہوئی۔ پس جبتک
کوئی نفس پہلے قسم سے نہو تب تک قبول وحی اور رسالت
کا مستعد نہیں ہوتا ہے۔ اسلیئے رسولوں کو مرتبے بھی
مختلف ہوتے ہیں اور اس آیت میں اشارہ ہے کہ منصب
نبوت و رسالت کی حاصل ہونیکے لیئے ضرور ہے کہ دل سلیم ہو
اور عقل کے نزدیک ناروا ہے کہ یہہ منصب مکاروں اور
حاسدوں کو حاصل ہوجاوے کیونکہ ایسے لوگونکو انکی اخلاق
اور حالات کے موافق مرتبے ملتے ہیں جیسا کہ حقتعالے نے فرمایا
ہے البتہ پہونچیگی گناہگارونکو ذلت اللہ کے ہاں اور
عذاب سخت۔ یہہ تفسیر نیساپوری کی مضمون کا ترجمہ ہے اور
دوسری تفسیروں میں بھی ایسا ہی ہے۔ سندًا ان سے
منقول ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اور جب آتی ہے
انکو کوئی آیت کہتے ہیں ہم ہرگز نہیں مانینگے جبتک ہم ندیے
جاویں جیسے رسولونکو دیا گیا ہے۔ یعنی کفار قریش۔ روایت ہے

علوية قدسية فانه يمتنع عقلا حصول صفة
النبوة لهم واما الظاهريون من اهل السنة و
الجماعة فقد زعموا ان حصول النبوة عطية
من الله تعالى يهبها لكل من يشاء من عباده ولا
يتوقف حصولها على امتياز ذلك الانسان عن
سائر الناس بمزيد استراق نفساني وقوة قدسية
وهولاء تمسكوا بهذه الاية فانه تعالى بين ان
حصول النبوة ليس الا بمحض المنة من الله تعالى
والعطية منه والكلام في هذا الباب غامض
غائص دقيق والاولون اجابوا عنه بانهم لم
يذكروا فضائلهم النفسانية والجسدانية تواضعا
منهم واقتصروا على قولهم ولكن الله يمن على من
يشاء من عباده بالنبوة لانه قد علم انه تعالى لا
يخصهم بتلك الكرامات الا وهم موصوفون
بالفضائل التي لاجلها استوجبوا ذلك التخصيص
كما قال الله تعالى اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ
انتهى وقول الامام بعد بيان تمسك الظاهرية
باية وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ والكلام
في هذا الباب غامض غائص دقيق انتهى تنبيه
على ابطال زعمهم بان اضافة العباد الى الضمير
الراجع اليه تعالى تنبئ بخصوصية اولئك العباد يعني
ولكن الله يمن على من يشاء من العباد المخصوصين
وقال صاحب تفسير فتح العزيز قبل شروع سورة نوح

تب تک عقل کے نزدیک اسکو صفت نبوت کا
حاصل ہونا محال ہے اور ظاہریہ اہلسنت کا زعم
ہے کہ نبوت کا حاصل ہونا خدا تعالے کیطرف سے
بخشش ہے جسکو چاہے اپنے بندوں میں سے دیدیتا ہے
اور اسکے حاصل ہونے میں اسکا امتیاز سب آدمیوں سے
زیادتی نورانیت نفسانی اور قوت قدسیہ پر موقوف نہیں
ہے اور انہی ظاہریہ نے اس آیت سے تمسک کیا ہے کہ خدا
تعالے نے بیان کیا ہے کہ نبوت کا حاصل ہونا محض خدا کی احسان سے
اور اسکی بخشش سے ہے اور اس بارہ میں کلام غور طلب اور
باریک ہے اور پہلے فرقہ حکماء اہلسنت نے یہ جواب دیا ہے
کہ انبیا نے تواضع کے رو سے اپنی نفسانی اور جسدانی
فضیلتیں بیان نہیں کیں اور اسی پر کوتاہی فرمائی
کہ ولیکن خدا احسان کرتا ہے جسپر چاہتا ہے اپنے
بندوں میں نبوت دینے میں کیونکہ یہہ معلوم ہو چکا ہے کہ
حقتعالے انکو نبوت و رسالت سے تب ہی مخصوص کرتا ہے
جب وہ ایسے فضائل سے موصوف ہوتے ہیں کہ جس سے مستحق
اس خصوصیت کے ہو جاتے ہیں جیسا قرآن میں فرمان ہے کہ اللہ بہتر
جانتا ہے جہاں رکھے اپنی پیغمبری کو۔ یہہ تفسیر کبیر کی عبارت
کا ترجمہ ہے اور امام رازی نے جو بعد بیان تمسک
ظاہریہ کو آیت ولکن اللہ الآیۃ سے یہہ کہا ہے کہ کلام اس
بارہ میں غور طلب باریک ہے اسمیں تنبیہ ہے ظاہریہ کو زعم کی
ابطال پر یا معنے کہ اس آیت میں جو عباد کی اضافت حق
تعالے کیطرف ہے وہ اُن بندوں کی خصوصیت پر خبردار

ان ابلغ التفاوت بين تلك الاشخاص الى هذا الحد هو ان يكون الواحد منهم رسولا من عند الله مطلعا على الغيب مخالطا لزمرة الملائكة والباقون يكونون غافلون عن كل هذه الاحوال ايضا يقولون ان كنت قد فارقتنا في هذه الاحوال العالية الالهية الشريفة وجب ان تفارقنا في الاحوال الخسيسة وهي الحاجة الى الاكل والشرب والحدث والوقاع وهذه الشبهة هي المراد من قولهم ان انتم الا بشر مثلنا انتهى بقدر الحاجة فتبين من هذه التصريحات من المفسرين والمحدثين ان الكفار كانوا يدعون مساواتهم في تمام الماهية اى البشرية بالانبياء والحال ان الانبياء عليهم السلام بجبلتهم وبشريتهم مخالفون بالكفار والجواب المحكي منهم ان نحن الا بشر مثلكم وكذلك الامر لحبيبه صلى الله عليه وسلم قل انما انا بشر مثلكم مبني على التواضع والتسليم وبيان الفرق بينهما من بدع المكذبين والحمد لله رب العلمين بقي زعمهم بان تواضعه صلى الله عليه وسلم بالكفار مخالف لقوله تعالى واغلظ عليهم فالجواب انهم عدم الامتياز في الاحكام المكية والمدنية وغفلة عن السيرة النبوية وذهولة عن قوله تعالى لا ينهىكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من دياركم ان تبروهم وتقسطوا اليهم ان الله يحب المقسطين وقوله تعالى فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك

اور منع ہی کہ یہانتک فرق ہو پہونچے کہ ایک تو اُنمیں خدا کیطرفسی رسول ہو غیب پر اطلاع پانیوالا فرشتوں سی ملنے والا اور باقی لوگ ان حالات سی غافل ہوں اور یہہ بہی اُنکا قول ہے کہ اگر رسول ان حالات عالی مولائی میں ہم سی مفارق ہی تو ضروری ہی کہ احوال خسیسہ یعنی کہانی پینی جماع وغیرہ میں بھی ہم سے جدا ہو جاوے اور یہی شبہہ آیت ان انتم الا یۃ سے انکی مراد تہی۔ یہہ ترجمہ ہی عبارت تفسیر کبیر کا بقدر حاجت کی۔ اب ان مفسرین اور محدثین کی تصریحوں سی بخوبی ظاہر ہو گیا کہ کافر اپنی برابری کا نبیوں سی تمام ماہیت یعنی بشریت میں دعوی کرتی تہے اور در اصل حضرات انبیا علیہم السلام اپنی جبلت اور بشریت میں کفار سی مخالف ہیں اور یہہ اُنکا جواب کہ ہم تمہاری جیسے بندی ہیں اور ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ کہدو میں تمہاری جیسا آدمی ہی ہوں تواضع اور تسلیم پر بنیاد رکہتا ہی اور تواضع و تسلیم میں فرق بیان کرنا مکذبین کی من گہڑت بات ہی۔ رہا یہہ خام خیال مکذبین کا کہ آپکی تواضع کرنی آیت و اغلظ علیہم کے مخالف ہی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ ان لوگوں کو مکی اور مدنی حکموں میں تمیز نہیں ہی اور سیرت و اخلاق نبویہ سی بہی غفلت ہے اور اس آیت سی کہ منع نہیں کرتا تمکو اللہ اُن لوگوں سی جو تم سی دین میں نہیں لڑتے اور تمہاری گہروں سی تمکو نہیں نکالتی۔ کہ تم اُن سی نیکی کرو اور انصاف کرو اللہ انصاف کرنیوالونکو دوست رکہتا ہی۔ اور نیز آیت کہ پس خدا کی رحمت

[illegible]

فی الشرف حتی اذا اصرنا کفرہم رہبان قالوا
منا بنی یوحی الیہ واللہ لا نرضی بہ الا ان یاتینا
وحی کما یاتیہ فنزلت اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ
استیناف للرد علیہم بان النبوۃ لیست بالنسب
والمال وانما ہی بفضائل نفسانیۃ یخص اللہ تعالیٰ
بہا من یشاء من عبادہ فیجتبی لرسالتہ من علم انہ
یصلح لہا وہو اعلم بالمکان الذی یضعہا انتہی
بلفظ البیضاوی وہکذا فی المدارک والخازن
والکبیر وغیرہما وقال فی حاشیۃ شہاب علی البیضاوی
بعد تحقیق المراد لان عادتہ تعالیٰ ان یبعث من
کل قوم اشرفہم واطہرہم جبلۃ انتہی وقول الظاہریۃ
مردود لا یعبأ بہ لمخالفۃ ہذہ الایۃ والحال ان
دلیلہم یبطل مدلولہم کما مر وقال شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ
فی وصایا رسالۃ القول الجمیل بوجوب الاجتناب
عن مصاحبۃ الظاہریۃ یعنی لانہم بالاخذ علی
ظاہر القران والحدیث وعدم التامل فی
معناہما المراد یخالفون اذکیاء الامۃ یضلون و
یُضِلون وہذا قول الظاہریۃ یشابہ قول الکفار
فی ان جملۃ بنی ادم یماثلون فی تمام الماہیۃ کما قال
الامام الرازی تحت ایۃ ان انتم الا بشر مثلنا
واعلم ان ہذا الکلام مشتمل علی ثلثۃ انواع
من الشبہۃ فالشبہۃ الاولیٰ ان الاشخاص
الانسانیۃ متساویۃ فی تمام الماہیۃ فیمتنع

شرافت میں برابر ہیں دو شرطیہ گھوڑوں کی طرح انہوں نے کہا
ہم سے پیغمبر ہے اسکی طرف وحی ہوتی ہے بخدا ہم راضی
نہونگے جبتک ہمکو بھی وحی نہو جیسا کہ پیغمبر کو ہوتی ہے
تب یہ آیت اتری کہ خدا بہتر جانتا ہے جہاں رکھے اپنے
پیغام کو یہ علیحدہ کلام انکے رد کو ہے کہ نبوت نسب اور
مال سے نہیں ہوتی وہ تو صرف ذاتی فضیلتوں سے
ملتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جسکو چاہتا ہے خاص
کرتا ہے پس اپنی رسالت کیواسطے اختیار کرتا ہے جسکو
اسکے لائق جانتا ہے اور خدا بہتر جانتا ہے۔ اس مکان کو
جسمیں پیغمبری رکھتا ہے یہ بیضاوی کی عبارت کا
ترجمہ ہے اور مدارک وخازن وغیرہما میں بھی ایسا
ہی لکھا ہے اور بیضاوی کے حاشیہ شہاب میں اس سب
تحقیق کے بعد لکھا ہے کہ حقتعالے کی عادت ہے کہ ہر قوم سے
بزرگتر اور جبلی پاکتر کو رسول بناتا ہے اور ظاہریہ کا کہنا
مردود ہے۔ اس آیت کی مخالفت کیواسطے اور اوپر مذکور
ہوا ہے کہ انکی دلیل ہی انکے دعوے کو باطل کر رہی ہے
اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے رسالہ قول الجمیل کی وصایا میں لکھا ہے
کہ فرقہ ظاہریہ کی صحبت سے بچنا واجب ہے یعنی اسلئے کہ وہ ظاہر
قرآن و حدیث پر اخذ کرکے انکے معنے مرادی میں غور نہیں کرتے
حکماء امت کے برخلاف جاتے ہیں خود بھی بیراہ ہوکر لوگوں
کو گمراہ بناتے ہیں اور یہ قول ظاہریہ کا کفار کے قول کی مانند ہے
کہ تمام بنی آدم تمام ماہیت میں مشابہ ہیں جیسا کہ امام
رازی آیت ان انتم الا بشر مثلنا کے نیچے لکھتے ہیں جان لو کہ یہ کلام تین شبہوں پر

في الجواب التفصيلي قوله ثم اثبات الاخوة والمماثلة
من لفظ البشر غلط ثالث لان الاب ايضا بشر الخ
الجواب اثبت صاحب البراهين من انما انا
بشر مثلكم المماثلة في البشرية واثبت من حديث
وددت انا قد رأينا اخواننا الاخوة ويؤيده
انما المؤمنون اخوة وايضا لما آخى صلى الله عليه
وسلم بين الاصحاب قال لعلي رضي الله انت اخي
في الدنيا والآخرة وقال لعمر رضي الله عنه يا اخي
اشركنا في دعائك وقال ابراهيم على نبينا وعليه السلام
لسارة اختي فلا شك في انه عليه السلام وان كان
مثل الوالد للامة باعتبار الشفقة والرحمة
بحكم حديث انا لكم مثل الوالد ولذا جاز لنا ان نقول
انه والد لكن يصح لفظ الاخ ايضا بوجه
الشركة في بني آدم والشركة في الاسلام لكونه
عليه السلام وبين الامة بالاعتبار الاول لا ينافي
اطلاق لفظ الاخ باعتبار الثاني لا غلط فيه
نعم لا يستطيع المعترض لقصور فهمه وقلة استعداده
وتدبره التطبيق بين المضامين واطلاق الالفاظ
ف ما مثله عليه السلام نفسه بالوالد في الحديث
المذكور والحال انه لا مماثلة بين شفقته ورحمته
عليه السلام وبين شفقة الاب بالاف
مدارج فعلى تقرير المعترض هذا الحديث ايضا
غلط وحل هذا السوال ان المماثلة لا تقتضي المساواة

اختصار فائده ۱۲

جواب تفصیلی میں ہے۔ قولہ پہر بشر کے لفظ
سے برادری اور برابری کا اثبات تیسری غلطی
ہے کیونکہ بشر باپ بہی ہوتا ہے الخ الجواب مؤلف
براہین نے انما انا بشر مثلکم سے مماثلت بشریت میں
اور حدیث وددت انا قد رأینا الحدیث سے برادری ثابت
کی ہے۔ اور مؤید اسکی آیت انما المومنون اخوۃ ہے اور
نیز جب آپ نے فیما بین اصحاب کی مواخات فرمائی تہی جناب
مرتضے رضی اللہ عنہ کو اپنا بہائی بنایا اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کو فرمایا بہائی ہمکو اپنی دعا میں شریک کر
اور نیز حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام نے حضرت
سارہ کو اپنی بہن فرمایا بیشک آپ بمقتضائے حدیث
انا لکم مثل الوالد لولدہ باعتبار شفقت ورحمت کی مثل
پدر کی بلکہ پدر سے بہی بدرجہا زیادہ ہیں اگر آپکو ہم والد
کہیں روا ہے۔ مگر نبی امت کیواسطے بوجہ شرکت ولادت
آدم ہونیکے یا شرکت اسلام کی بہائی کا لفظ بہی استعمال
فرمایا ہے پس ایک اعتبار سے آپکا مثل الوالد ہونا دوسری اعتبار سے اطلاق
لفظ بہائی کے منافی نہیں ہے نہ اسمیں کچہہ غلطی ہے۔ البتہ معترض
کی فہم کا قصور ہے کمی استعداد سے مضامین اور اطلاق الفاظ میں
تطبیق نہیں دے سکتے عاجز ہے ف حدیث انا لکم مثل الوالد میں جو
اپنے آپ کو مثل والد فرمایا حالانکہ آپکی شفقت ورحمت
اور باپ کی شفقت ورحمت میں کچہہ مماثلت نہیں
ہے آپکی شفقت ورحمت ہزارہا درجہ باپ سے زیادہ ہے تو
معترض کی تقریر کے موافق آنحضرت کا اپنے آپ کو والد کہہ

[illegible]

الآية وغيرهما من الآيات قال صاحب البراهين
مع الجواب بين قوله ثم اثبات تلك المساوات
من قل انما انا بشر الخ حاصل اعتراض المقصود
انه صلى الله عليه وسلم كان نبيا في عالم الارواح
قبل خلق آدم فتشرف بكمالاته ما حصل بانزال
الوحي بل ما كان مماثلا بجميع البشر من الابتداء
فاثبات المماثلة من انما انا بشر والامتياز من
يوحى الي غلط فالجواب انا نقطع النظر من ان
حصول النبوة في عالم الارواح بل نقول بالوحي
في ذلك العالم فلا ينافي المماثلة التي هي منطوق
الآية يعني انما انا بشر مثلكم نص صريح في اثبات
المماثلة في البشرية ويوحى الي يشير الى مدارج
القرب وشرف الكمالات كما امن اهل الايمان
على كل واحد منهما لكن اثبت امارته وفضيلته
نزول الوحي عند الكفار الجاهلين من حقائق
النبوة وكمالات الحقيقة والمنكرين لها يقول
الفقير كان الله له قد تقدم ان قوله تعالى قل
انما انا بشر مثلكم الآية ليس نصا في اثبات المماثلة
بل صدر على طريق التواضع والتسليم كما امن
اهل الايمان واثبت المماثلة الكفار وبعض الطائفة
من المسلمين الذين لا يتدبرون في القرآن المبين
وينطق على ابطال زعمهم آية الله اعلم حيث يجعل
رسالته فلا اعتداد لقولهم عند اهل الايقان قال

اور علی ہذا ایسی آیتوں سے یہ لوگ غافل و ذاہل ہیں جواب
تفصیلی میں سے قولہ یہ آیت انما انا بشر کو یوحی الی سے
علیحدہ کرنا الخ حاصل اعتراض مقصود صاحب کا یہ ہے کہ آنکو
عالم ارواح میں قبل از پیدائش آدم شرف نبوت حاصل
تھی۔ انزال وحی کے زمانہ سے آپ ممتاز و برگزیدہ نہیں ہوئے
بلکہ پہلے ہی مماثل جمیع بشر نہیں تھے۔ انما انا بشر سے مماثلت
ثابت کرنا غلط ہے۔ الجواب آپکی نبوت عالم ارواح میں
گیا اگر وحی بھی اسی عالم میں ہوتی تب بھی مماثلت فی البشر
کی جو منطوق آیت ہے منافی نہیں انما انا بشر مثلکم نص
صریح مماثلت فی البشریت ہے اور یوحی الی سے مدارج
قرب و کمال کیطرف اشارہ ہے چنانچہ اہل ایمان کا ہر دو
پر ایمان ہے۔ اور کفار کے سامنے ظاہری نزول وحی
کی جہت سے اپنی بڑائی اور مقتدی ہونیکو ثابت کر دیا گیا
وہ منکر تھے۔ بلفظ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ اوپر محقق ہو چکا
ہے کہ آیت قل انما انا بشر الآیۃ اثبات مماثلت میں نص
نہیں بلکہ تواضع و تسلیم کے طور پر صادر ہوئی ہے
جیسا کہ اہل ایمان کا اسپر ایقان ہے
کفار نے اور ظاہریہ نے جنکو
قرآن میں غور کرنیکی توفیق نہیں مماثلت
ثابت کی ہے۔ جنکے خصم کو آیت
اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ باطل
کر رہی ہے۔ تو اہل یقین کے
نزدیک ان کی بات غیر معتبر ہے۔

لاحد من عبيده او خدامه انت اخي فهل يجوز في
مقابلته ان يدعي ذلك العبد او الخادم المساواة
والاخوة بهما وينادي به يا اخي في المحادثة و
يكتبه في المكتوب ويشتهره بالانطباع في الكتاب
كلا انه غاية سوء الادب المستحق للتعزير والتشهير
عند اولى الالباب فما ظنك في هذه المعاملة
بحبيب رب العلمين سيما في هذا الحين غلو
المنكرين وعلو المعاندين وقول خليل الرحمن على
نبينا وعليه السلام من المنان لزوجته هي اختي
في شدة الضرورة وان كان صادقا باعتبار انها
بنت عمه عليهما السلام لكن لا يصلح استنادا لاستعمال
الانام في الخواص والعوام ولا شك في ان اطلاق
الوالد عليه صلى الله عليه وسلم صحيح لاشعاره التعظيم
فلا يقاس عليه اطلاق الاخ المنبئ عن المساواة
وخلاف التكريم وجواز التشبيه لمقام العظمة
لا يقتضي جوازها في موقع خلافها والادعاء
بان قول مؤلف تقوية الايمان بمثليته عليه السلام
في امر مشارك بين الانبياء والاولياء والعوام
لمصلحة خاصة دينية لا يوجب الطعن فاحفظه
فانه ينفعك في المواضع الكثيرة كما مر على الصدر
تاييد لغير الحق الصريح وترويج لتوهين الانبياء
والاولياء لان مؤلف التقوية عد الانبياء و
الاولياء في سلسلة الالهة الباطلة للكفار

اگر اپنے کسی غلام یا خدمتگار کو بہائی کے لفظ سے پکارے
تو کیا اُس غلام اور خادم کو روا ہی کہ اُن سے برادری اور
برابری کا دعوی کریں اور بات چیت اور خط و کتابت
میں اُن کو بہائی کے لفظ سے پکاریں اور کتابوں میں لکہکر
چہپوا دیں حاشا و کلا - یہہ نہایت بے ادبی ہے
جس سے وہ مستوجب سزائے سخت کے ہونگے - پہر جب ایسا
معاملہ اسوقت منکرین اور معاندین کے غلبہ میں آنحضرت
حبیب خدا علیہ الصلوۃ والثنا سے کرنا کیوں بڑی درجے
کی بے ادبی نہو اور حضرت خلیل اللہ علی نبینا و علیہ السلام
کا اپنی بیوی کو سخت ضرورت میں بہین کے لفظ سے یاد کرنا
گو اسوجہہ سے سچ تہا کہ وہ آپکی چچا زاد بہین تہی مگر
اسپر تو سند نہیں ہو سکتی کہ ہر شخص اپنی جورو کو بہین
کہدیا کرے - اور بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر والد
کا اطلاق تعظیم کی وجہہ سے صحیح ہے تو بہائی کا لفظ جو برابری
کی دلیل ہے اسپر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور تعظیم کے
موقع میں تشبیہ کا روا ہونا خلاف تعظیم کے جواز کو
ہرگز مقتضی نہیں ہے اور یہہ دعا کہ مولوی اسمعیل
نے کسی مصلحت دین میں اگر کسی اور مشارک انبیا
و اولیا و عوام میں مماثلت بیان کردی تو یہہ قابل
طعن نہیں ہے ناحق صریح کی تائید ہے اور انبیا و اولیا
کی توہین کو رواج دینا ہے - کیونکہ مولوی مذکور نے تقویۃ
الایمان میں بارہا انبیا و اولیا کو کافروں کے جہوٹے
خدا اور جن اور شریروں کے سلسلہ میں شمار کیا ہے

من كل الوجوه بين المشبه والمشبه به بل يكفي في
وجه الشبه نفس الشركة كما في هذا الحديث المماثلة
باعتبار نفس الشفقة والرحمة لا باعتبار مراتبها
فان قال مسلم المصلحة دينية بمثلية عليه السلام
في امر مشترك بين الانبياء والاولياء والعوام
فلا يناسب الطعن عليه فافهم ينفعك في المواضع
الكثيرة يقول الفقير كان الله له كما تقدم ان المماثلة
في الاية محمولة على التواضع كذلك سبق ان الاخوة
في الحديث ايضا محمولة على التواضع عند العلماء
الربانيين من المفسرين والمحدثين وادخال النبي
صلى الله عليه وسلم الذي هو المؤمن به في انما المؤمنون
هذيان وجنون واطلاق لفظ الاخ ممن سيد
اولي الالباب لبعض اقاربه من الاصحاب وان كان
صحيحا من جهة النسب لكن ما قال بسنده احد صلى الله عليه وسلم
من خواص الصحابة في محادثتهم ومحاورتهم لرسول الله
صلى الله عليه وسلم يا اخي مع كونهم اخوته عليه السلام
في النسب والمقام رعاية لوجوب تكريمه ومراعاة
للزوم تعظيمه بل نادوه بمثل يا رسول الله وبابي انت
وامي كما هو ليس بمستتر على واقف علم السير
فالاستدلال من تلك المقالات المتواضعة و
الواقعة على اطلاق لفظ الاخ والمماثلة لسيد المرسلين صلى الله عليه وسلم
من هؤلاء المكذبين ليس الا التوهين عند العلماء
الراسخين الا ترى ان المولى او الملك اى قال لحسن خلقه

که مشبه اور مشبہ بہ کو مابہ المماثلت میں مساوات من کل
الوجوہ ہو۔ بلکہ وجہ شبہ نفس شرکت کافی ہے جیسے کہ اس حدیث
میں نفس شفقت و رحمت میں مماثلت ہے۔ مراتب شفقت و
رحمت میں مماثلت نہیں پس اگر کسی مسلم کو بیان میں
کسی امر مشترک انبیا و اولیا و عوام میں کسی مصلحت دینی
کی وجہہ سے لفظ مثل کا نکل گیا۔ تو اسپر طعن بیجا ہے۔
اس فائدہ کو سمجھہ کہ بہت جگہہ تجھکو نفع دیگا۔ انتہے بلفظہ فقیر
کان اللہ لہ کہتا ہے اوپر گذرا ہے کہ آیت میں مماثلت تواضع
پر محمول ہے اور نیز حدیث میں لفظ بہائی کا تواضع کے
روسے ہے جسکی سند مفسرین اور محدثین کی معتبر کتابوں
سے لکھی گئی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو مومن
ہیں اُنکو مومنوں میں داخل کرنا ہذیان اور جنون ہے
اور آپنے جو بعض اقارب اصحاب کو بہائی فرمایا تو
یہہ ہر چند باعتبار نسب کے صحیح تہا لیکن کسی نے
بہی خواص صحابہ سے باوجودیکہ وہ آپ کی نسب میں
بہائی تہے آپ کو کبہی بہی بہائی کے لفظ سے نہیں پکارا تہا
آپکی تعظیم اور تکریم واجب و لازم کرا ادا کرنیکی نیت
سے بلکہ آپ کو یا رسول اللہ اور ہمارے ماباپ قربان
ہوں ایسے لفظوں سے خطاب کرتے تہے جیسا
کہ علماء دین پر یہہ امر پوشیدہ نہیں ہے۔ پس
اُن الفاظ متواضعانہ اور واقعیہ کی دلیل سے
ان مکذبین کا آپ کو برادر اور برابر بتانا توہین نہیں
تو اور کیا ہے۔ غور کرو کہ کوئی مالک یا بادشاہ اچہے

ـــه والشیخ فی التصنیف قطعا قد خطرۃ انتہی
فلاشک ان ھذا التغییر تحریف للحدیث لاثبات
الغرض الفاسد وترویج السلعۃ الکاسدۃ والعیاذ
باللہ تعالیٰ وبقیۃ الاعتراض الثالث ھذا بقی
ان مولف الانوار کتب فی موضع فی حق شیخہ انی
ایضا لاتیتہ فعلی ھذا اللفظ قال صاحب البراھین
فی الصفحۃ الاحدی والخمسین وان ھذا لفظ الشقاوۃ
فی الحدیث من قال للاب قریب وھو عاق فھذا الکلام
فی حق الاستاذ والمرشد غایۃ خلاف الادب انتہی
فاعتبروا یا اولی الابصار فی الافتاء فی الجانب المقابل
بالعقوق بلفظ التلاقی فی حق الشیخ بدلیل اطلاق
القریب فی حق الاب فادعائہم بمساواۃ جمیع بنی
آدم فی البشریۃ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم واثبات
اخوتہ علیہ السلام لانفسہم واشتہارھا بتحریر
الفتوی والانطباع فی الرسائل والاخبار والطعن
علی منکرھا باشد الانکار کمال سوء الادب وغایۃ
العقوق ثم ان سلمنا بفرض المحال ان آیۃ قل انما
انا بشر مثلکم وحدیث الاخوۃ محمولان علی الحقیقۃ
فھو امتثال للحکم الالٰھی لکن لایثبت من القرآن و
الحدیث الامر للمؤمنین بان یدعوا المساواۃ والاخوۃ
بل ثبت الامر علی خلافہ لرعایۃ غایۃ التعظیم ونہایۃ
الادب والتکریم کقولہ تعالیٰ وتعزروہ وتوقروہ
وان فی سوء ادبہ علیہ السلام سبب حبط الاعمال

کہ تصنیف میں روایت بالمعنے بالکل منع ہے اھ
پس اسمیں شک نہیں کہ یہہ بدلنا تحریف حدیث کی ہے
غرض فاسد سے جو اوپر مذکور ہوئی ہے اب بقیہ تیسرے
اعتراض کا یہہ ہے رہا یہہ کہ صاحب انوار ساطعہ نے
ایک جگہہ اپنے مرشد کے حقمیں لکھا تہا۔ کہ ہم ہی اُنسے
ملے ہیں۔ اسپر براہین قاطعہ کی صفحہ اہ میں لکھا ہے کہ یہہ
لفظ ناسعادتمندیکا ہے حدیث میں ہے جسنے اپنے
باپ کو قریب کہا وہ عاق ہے۔ پس اُستاذ و پیر کی
نسبت ایسی کلام کسدرجہ میں شمار ہوگی انتہے بلفظہ
اسجگہہ غور کرو کہ طرف مقابل کیواسطے صرف ملنے
کی لفظ سے ناسعادتمند لکھدیا۔ اور باپ کو قریب کہنے
سے عاق کا فتوے جاری کردیا تو اپنے حقمیں فرا اُنہوں نے
کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے برادری اور
بشریت میں برابری کا جملہ بنی آدم کی ساتھ فتوی
جاری کرکے اسکو رسالوں اور اخباروں اور اشتہاروں
میں شائع کرنا اور اسپر طعن کو قرآن و حدیث کا
طعن بیان کرنا کسدرجہ کا عقوق اور بے ادبی ہے
پہر اگر بفرض محال تسلیم کرلیں کہ قل انما انا بشر مثلکم
اور حدیث اخوت حقیقت پر محمول ہے تو وہ
حکم الٰہی کی فرمانبرداری ہے۔ لیکن یہہ قرآن و حدیث
سے کب اجازت ہے کہ امت کے لوگ برابری اور برادری
کا دعوی کریں بلکہ برخلاف اسکے نہایت تعظیم اور تکریم
کا حکم ہے چنانچہ آیت وتعزروہ وتوقروہ میں ارشاد ہے

فی مجلس المناظرة واوراق السوالات موجودة من شاء فلینظر فی اصل المسودة والجواب من تبدیل ضمیر المتکلم مع الغیر بالواحد المتکلم فی الحدیث بانہ روایۃ بالمعنے وجائز عند جمیع العلماء غلط محض بوجہین اما الوجہ الاول لانہ من قطع النظر من الاختلاف المذکور فی کتب اصول الحدیث فی مسئلۃ الروایۃ بالمعنے لایجوز تبدیل الجمع بالواحد لان الروایۃ بالمعنے انما یجوز عند الجمہور اذا جزم بانہ ادی المعنے کما صرح بہ الامام النووی فی مقدمۃ شرح الصحیح لمسلم وقال المحدث الدہلوی فی مقدمۃ شرح المشکوۃ لئلا یخطی بزیادۃ ونقصان انتہی ولا خفاء فی ان مراد الحدیث انا واصحابی قد راینا اخواننا کما صرح بہ المحدث الدہلوی فی ترجمۃ المشکوۃ فلما ابدلت الفاظ الحدیث من الجمع الی المفرد لغرض اثبات الاخوۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم فقط کما ہو مزعوم صاحب البراہین وقع النقصان فی المعنے فلا یجوز اصلا واما الوجہ الثانی فہو ان جواز الروایۃ بمعنی الحدیث انما ہو فی سماع الحدیث من اللسان واما فی حدیث الکتاب فلا یجوز قطعًا قال الامام النووی بعد ذکر مسئلۃ جواز الروایۃ بالمعنے ثم ہذا فی الذی یسمعہ فی غیر المصنفات اما المصنفات فلا یجوز تغییرہا وان کان بالمعنے انتہی بلفظہ وقال فی الفیۃ العراقی

[illegible]

سبکو دکہلا دئے تہے۔ اور اتبک موجود ہیں جو چاہے اس منقول عنہ کو دیکہہ لے اور ضمیر متکلم مع الغیر کو واحد متکلم سے بدلنے کا یہہ جواب کہ روایت بالمعنے سب علما کے نزدیک جائز ہے محض غلط ہے دو وجہہ سے۔ پہلی وجہ یہہ ہے کہ مسئلہ روایت بالمعنے میں جو اختلاف کتب اصول حدیث میں درج ہے اگر اس سے قطع نظر کیجاوے تاہم جمع کو واحد سے بدلنا ناروا ہے۔ اسلئے کہ روایت بالمعنے جمہور کے نزدیک تب ہی روا ہے جب یقینًا معنے ادا ہوجائیں جیساکہ امام نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم میں تصریح کی ہے اور محدث دہلوی نے بھی شرح مشکوۃ کے مقدمہ میں لکہا ہے کہ زیادت اور نقصان سے خطا نہو اہ۔ اب ظاہر ہے کہ حدیث کی مراد یہہ تھی کہ میں اور میرے صحابہ اپنے بہائیونکو دیکہیں جیسا کہ ترجمہ مشکوۃ میں اسپر تصریح ہے پس جمع کو مفرد سے بدلنے میں اس غرض سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی برادری ثابت ہو معنے میں نقصان پڑگیا تو یہہ بالکل ناروا ہوا دوسری وجہہ یہہ ہے کہ روایت بالمعنے کا جواز حدیث میں ہی جو زبانی سنی گئی ہو اور کتاب کی حدیث میں بالکل ناروا ہے۔ امام نووی مسئلہ جواز روایت بالمعنے میں لکہتے ہیں کہ حدیث سماعی غیر کتاب میں جائز ہے۔ لیکن حدیث کتاب میں تغیر ہرگز ناروا ہے ہرچند بالمعنے ہو یہہ ترجمہ ہے

محمولتان على التواضع عند اكابر المفسرين و
المحدثين وحملهما على الحقيقة لا يجوز قطعا عند
المؤمنين فلا نعيا ولا نعتد بترتيب مقدمات
المكذبين وثبت عقوق هؤلاء باقرارهم والحمد لله
رب العلمين قال صاحب البراهين مع الحواشي
قوله ثم ان سلمنا بفرض المحال ان اية قل انما انا بشر
مثلكم الخ الجواب اية انما انا بشر مثلكم محمولة
على المعنى الحقيقي وارادة المعنى المجازي بلا قرينة
صارفة ليست بضروري فلا حاجة بقوله بفرض
المحال والمراد من الحديث اثبات الاخوة الايمانية
باليقين واثبت المولوي اسمعيل الاخوة الايمانية
من القرآن واظهر بوجه اختلاف مدارج الايمان
الصغر والكبر وهذا المحض مصلحة دينية وهي
ان مبتدعي زمانه لما تجاوزوا عن الحد وبالغوا
في تعظيمه عليه السلام حتى اشركوه في تعظيم الباري
سبحانه وكان في ذلك مظنة ابتلاء العوام في الشرك
كما ابتلي اليهود والنصارى في هذه البلاء فبمحض
رفع هذه الفتنة لا لغرض التوهين قال بامثال
هذه الاقوال التي لا تنافي النصوص الشرعية نعم من
تفوه هذه الكلمات لغرض سوء الادب كما تقول
الكفار فهو قابل للمواخذة ويعد غير جائز لكن اطلاق
هذه الكلمات بانها سوء ادب مطلقا صريح مخالفة
القرآن يقول الفقير كان الله له قد تقرر غير مرة بان الاية

[illegible]

اکابر مفسرین و محدثین کی تصریح سے تواضع پر محمول
ہے۔ اسکو حقیقت پر محمول کرنا ایماندارونکے نزدیک
غیر مقبول ہے پس مکذبین کا جعلی صغرے وکبرے
ونتیجہ غیر معتبر ہوگیا۔ اور انکے اقرار سے انکا عقوق ثابت
ہوگیا۔ جواب تفصیلی یہ ہے قولہ پھر اگر بفرض محال
تسلیم کرلیں الخ الجواب آیت انما انا بشر مثلکم اپنی
حقیقی معنے پر محمول ہے۔ بلا قرینہ صارفہ کیا ضرورت
ہے کہ معنے مجازی لے لیں بفرض محال کہنے کی کیا
ضرورت ہے۔ حدیث میں اخوت ایمانی یقیناً مراد ہے
مولوی اسمعیل نے بھی جمیع مومنین میں بحکم نص
قرآنی اخوت ایمانی ثابت کی اور بوجہ اختلاف
(انما المومنون اخوة ۱۲)
مدارج ایمان بڑائی چھٹائی کو ظاہر کردیا محض
ایک دینی مصلحت کی وجہ سے وہ یہ ہے کہ جب اس
زمانہ کے مبتدعین نے آپ کی مدح میں حد سے بڑھکر
خداوند تعالیٰ سے شریک کردیا جس سے عوام کو شرک
میں مبتلا ہونیکا اندیشہ تھا جیسا کہ یہود ونصارے
اس بلا میں مبتلا ہوئے تو ضرور اس فتنہ کو رفع کی
غرض سے نہ بغرض توہین اس قسم کی کلمات جو نصوص شرعیہ
کے بھی منافی تھے لکھے۔ ہاں اگر کوئی ایسے کلمات بے
ادبی کے غرض سے زبان سے نکالے۔ جیسا کفار کہتے
تھے البتہ وہ قابل مواخذہ ہوگا اور ناجائز سمجھا
جائیگا۔ لیکن مطلق اطلاق ایسے کلمات کو بے ادبی
اور توہین سمجھنا صریح مخالفت کلام الٰہی ہے انتہی بلفظہ

كما قال عز من قائل لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبي ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض أن تحبط أعمالكم وأنتم لا تشعرون وقوله تعالى لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا الآية فلهذه الاحكام جميع الخواص والعوام سيما الاصحاب الكرام مع كونهم اقرانه واهل قرابته عليه الصلوٰة والسلام يخاطبون بابي انت وامي وما ادعى احد من اهل الاسلام بالمساواة في البشرية والاخوة معه صلى الله عليه وسلم خوفا من حبط الاعمال لكن المولوي اسمعيل ادعى ذلك واصر معاونوه في اثبات ما هنالك فما رعوا حق رعاية ادبه وتعظيمه صلى الله عليه وسلم فنعوذ بالله منهما تم الاعتراض الثالث قال في الجواب التفصيلي قوله يعني ان مولف الانوار كتب في حق شيخه الحاجي امداد الله سلمه الله باني ايضا الاقيته الخ الجواب المماثلة في نفس البشرية والاخوة الايمانية ثابتة بنص القرآن وتعبير كل المنصوص بالقرآن بزعمه انه سوء الادب غير مقبول عند اهل الايمان فينتج ان المماثلة في البشرية والاخوة الايمانية تعبيرهما بسوء الادب غير مقبول ثبت ثبوت الصغرى مفصلا والكبرى بديهي ومجمع عليه عند جميع اهل العلم يقول الفقير كان الله له قد تحقق سابقا ان المماثلة في البشرية والاخوة الثابتين من الآية و الحديث

جیسا کہ فرمایا ہے اپنی آواز نبی کی آواز پر اونچی نکرو اور جیسے آپسمیں باتیں کرتے ہو ویسے نبی سے باتیں نکرو اس سے تمہارے عمل ضائع ہو جائینگے اور تم بے خبر رہو گے۔ پھر قرآن کا فرمان ہے کہ رسول کو ایسا نہ بلاؤ جیسا آپسمیں ایک دوسرے کو بلاتے ہو اسلیئے تمام خاص و عام خصوص صحابہ کرام جو ہمعصر اور قراتبی تھے۔ نہایت تعظیم سے اپنے ماباپ کو قربان کرکے خطاب کرتے تھے اور کسی نے بھی مسلمانوں سے ایسا دعوے نہیں کیا ہے کہ ہم آپکے برادر و برابر ہیں تاکہ عمل ضائع نہو جائیں۔ مگر مولوی اسمعیل نے ایسا لکھدیا اور اسکے مددگاروں نے اسپر اصرار کیا اور رسول مقبول کے ادب تعظیم کو جواب صاف دیا یہانپر تیسرا اعتراض تمام ہوا۔ جواب تفصیلی میں ہے قولہ یہ ہے کہ صاحب انوار ساطعہ نے اپنے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ سلمہ اللہ تعالی کی نسبت یہ لفظ لکھا کہ ہم بھی ان سے ملے تھے الخ تو جواب اسکا یہ ہی کہ نفس بشریت میں مماثلت اور اخوت ایمانی منصوص قرآنی ہے اور منصوص قرآن کو اپنے خیال سے بے ادبی کہنا ایماندار ونکے نزدیک غیر مقبول ہے پس نفس مماثلت فی البشریۃ اور اخوت ایمانی کو بے ادبی کہنا غیر مقبول ہے صغری کا ثبوت سابق عبارات سے بالتفصیل ہو گیا ہے کبری بدیہی اور مجمع علیہ جمیع اہل علم ہے۔ انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے اوپر محقق ہو چکا ہے کہ تعبیر بیت

والموفق والمعين قد تم اثبات الاعتراض الثالث و
استرع بيان الاعتراض الرابع مترجماً قال المؤلف الانوار
الساطعة اعطى ملك الموت على نبينا وعليه السلام
علماً وسيعاً وكذلك ابليس اللعين فما الاستبعاد
في توجهه صلى الله عليه وسلم الى الارض مع كونه في
اعلى عليين ونقل في تاييد ذلك من شرح المواهب
اللدنية هذه الابيات التي انشدها بعض الاكابر
ــه كالشمس في وسط السماء ونورها يغشي
البلاد مشارقاً ومغارباً ؛ كالبدر من حيث
التفت رأيته ؛ يهدي الى عينيك نوراً ثاقباً
الخ فاجاب صاحب البراهين في صفحة ۴۶ و ۴۷
بان حصول سعة العلم لملك الموت والشيطان
علم حالهما بالمشاهدة والنصوص القطعية
فاثبات مثل ذلك العلم او زائداً منه في الفاضل
بالقياس على المفضول لا يعقل من ذي علم بوجهين
الاول ان المسائل الاعتقادية ليست بقياسية
ثابتة بالقياس بل قطعية تثبت بالقطعيات
من النصوص (الى قوله) والثاني ان الثابت
بالقرآن والحديث خلافه قال عليه السلام والله
ما ادري ما يفعل بي ولا بكم الحديث و
روى المحدث الدهلوي اني لا اعلم ما وراء الجدار
وقد ذكرت مسئلة النكاح من البحر وغيره
(الى قوله) فبمشاهدة حال الشيطان وملك الموت

ومعین ہے۔ تیسرے اعتراض کا جواب الجواب پورا ہوا
اب چوتھا اعتراض شروع ہوتا ہے۔ انوار ساطعہ میں
ملک الموت علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام اور شیطان کے
وسعت علم کو بیان کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا باوصف
اعلے علیین میں ہونیکے زمین کیطرف متوجہ
ہونے کے استبعاد کو دور کیا ہے اور شرح مواہب
لدنیہ سے اسکی تایید میں بعضے اکابر اہل سنت کے یہہ
شعر نقل کیے ہیں جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم
کا حال آفتاب کیطرح ہے کہ جو درمیان آسمان کے ہے
اور اسکے نورنے مشرق مغرب گھیر لیا ہے اور
مثل چاند کے کہ جسطرف سے تم اسکو دیکھوگے وہ تمہاری
آنکھوں کو روشن کریگا الخ تو اسکا جواب براہین کے
صفحہ ۴۶ و ۴۷ میں یوں لکھا ہے کہ ملک الموت اور
شیطان کو جو یہہ وسعت علم دی اسکا حال مشاہدہ
اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا اب اسپر کسی افضل کو
قیاس کرکے اسمیں بھی مثل یا زائد اس مفضول سے ثابت
کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں ہے۔ اول تو عقائد کے مسائل
قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جاویں۔ بلکہ قطعی ہیں
قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں الی قولہ
دوسرے قرآن وحدیث سے اسکے خلاف ثابت ہے
خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں بخدا میں نہیں جانتا
کہ مجھسے اور تمسے کیا ہوگا آخر حدیث تک اور شیخ عبدالحق روایت
کرتے ہیں کہ مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور مجلس نکاح

[illegible]

والحديث لا يراد منهما المعنى الحقيقي بدلالة القرآن
وتصريح المفسرين والمحدثين وادعاء المساواة
في البشرية انما صدرت من الكافرين دون المؤمنين
وهذيانات صاحب تقوية الايمان توهين
باليقين ولا يعذر لرعاية مصلحة دينية مزعومة
لمخالفته بيان الكتاب المبين كما قال تعالى وقالوا
اتخذ الرحمن ولدا سبحنه بل عباد مكرمون لا يسبقونه
بالقول وهم بامره يعملون فلما لم يؤاخذ الله تعالى
بفعل المشركين على الملائكة والنبيين فكيف يجوز
للعلماء ان يتفوهوا بزعم رفض الشرك والبدعة
بكلمات قبيحة وعبارات شنيعة التي يقولها المكذبون
انه يقولها الكفرون والحال انهم قد نشروا البدعات
وخالفوا اهل السنة في الاعتقاديات كمسئلة
امكان كذب خالق البريات وغيرها من الهذيانات
التي قد مرت بعضها وسيجيء ذكر بعض الهفوات
والكلمات الدالة على استخفاف الانبياء والملائكة عليهم السلام
لا يعذر قائلها بخلاف المراد كما حقق في موضعه
وسيذكر على قدر الضرورة عنقريب فالواجب
كل الواجب اتباع اهل السنة اصولا وفروعا
واجتناب ما يطيل لسنة الكفار على الدين المتين
خصوصا في هذا الحين غلبة الكافرين لشامة
اعمال المسلمين ورعاية مصلحة الوقت من مهمات
الدين عند علماء الراسخين والله هو الهادي

کہ قرآن مجید کی دلالت اور مفسرین و محدثین کی صراحت
سے آیت مماثلت وحدیث اخوت سے حقیقی معنے مراد
نہیں ہو سکتے اور نبیوں سے برابری کا دعوے کافروں
نے ہی کیا ہے۔ نہ مومنوں نے اور مولوی اسمٰعیل کی
ہذیانات یقیناً توہین ہے اور مصلحت دینی کی رعایت
کا عذر قرآن مجید کے برخلاف ہے کہ آیت وقالوا اتخذ الرحمٰن
ولدا الآیۃ میں جب خود حقتعالےٰ نے مشرکوں کی شرک سے فرشتوں
اور نبیوں کو کسقدر سخت لفظ سے یاد نفرمایا تو علما کو
کب جائز ہے کہ اپنی زعمی رفع شرک و بدعت کیواسطے ایسی
کلمات ناشائستہ بکواس کریں جنکو جواب تفصیلی والی ہی بالن
رہے ہیں کہ کافروں کے مقولے تھے اور حال یہ ہے
کہ ان لوگوں نے بدعتیں نکالیں اور مسائل اعتقادیہ
میں اہلسنت کے برخلاف ہوئی جیسا کہ مسئلہ امکان کذب
اصدق الصادقین وغیرہ ہذیانات جنمیں سے بعض مذکور
ہوئی ہیں اور بعض کا ذکر آتا ہے اور ایسے الفاظ جو
انبیاو ملائکہ علیہم السلام کی استخفاف پر دلالت کریں انکا
قائل معذور متصور نہیں ہوتا جیسا کہ اپنے محل پر محقق ہے
اور بقدر ضرورت عنقریب مذکور ہوگا۔ پس نہایت واجب
ہے کہ اصول وفروع میں اہلسنت کا اتباع کیا جائے
اور ایسے الفاظ سے جنسے کا فرونکی دین حق پر زبان درازی
ہو اجتناب لازم ہے خصوص اس زمانہ غلبہ کفار میں
کہ شامت اعمال اصورت کا و گرفت ہو اور مصلحت
وقت کی رعایت علماء راسخین کے نزدیک مہمات دین سے ہے

من البحر وغيره وان كان الكلام فيها وسيعا لكن يكفي
ههنا في جواب هذا ان صاحب رد المحتار والسيد
احمد الطحطاوي وغيرهما صرحوا نقلا عن التتارخانية
والملتقط وفتاوى الحجة وغيرها ان رواية التكفير
ضعيفة غير صحيحة لان الاشياء تعرض عليه
صلى الله عليه وسلم ويعرف بعض الغيب باعلام
منه بدليل اية عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ
اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ الاية بل الاطلاع
على بعض الغيوب من كرامات الاولياء هذه
خلاصة ما في الرد والطحطاوي وهكذا في المجموعة
الخاني وغيرها فالاستدلال بهذه الرواية على
قلة علمه صلى الله عليه وسلم وتكفير اهل الاسلام
لا يعقل من متدين ذي علم سوى متبعي تقوية الايمان
ولا يخفى ان علم الغيب المخصوص به تعالى هو
العلم الذاتي الاستقلالي وعلى هذا المعنى تحمل
الايات التي نص فيها بانه لا يعلم الغيب الا الله
والاطلاع والاستيلاء على بعض غيبه تعالى
باعلامه سبحانه للنبي صلى الله عليه وسلم ثابت بحكم
الايات البينات كقوله تعالى وَمَا كَانَ اللّٰهُ
لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ
يَّشَآءُ وقوله تعالى وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا وقوله تعالى ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ
الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وقوله تعالى عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا

بحر رائق وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ ہر چند اسمیں
بہت کلام ہے۔ مگر اسجگہہ اتنا ہی جواب
کافی ہے کہ رد المحتار علی الدر المختار اور حاشیہ
طحطاوی وغیرہما میں بسند فتاوے تاتارخانیہ
وفتاوے حجۃ وملتقط وغیرہا کی تصریح ہے کہ یہہ روایت
تکفیر کی غیر صحیح ہے کیونکہ آپ پر اشیا عرض ہوتی ہیں
اور آپ باعلام الٰہی بعض غیب جانتے ہیں بدلیل آیت
کے کہ خدا غیب دان ہے اپنے غیب پر کسیکو مطلع نہیں کرتا
مگر رسول پسندیدہ کو بلکہ بعض غیب پر اطلاع اولیا کی کرامات
میں داخل ہے۔ یہہ ترجمہ ہے رد المحتار وغیرہ کی عبارت کا
اور مجموعہ خانی وغیرہ بہت سی فقہ حنفی کی معتبر کتابوں
میں بھی درج ہے کہ روایت تکفیر غیر صحیح ہے پس غیر صحیح روایت
سے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی قلت علم پر استدلال
کرنی اور اہل اسلام کی تکفیر پر کمر باندھنی سوا متبعان
تقویۃ الایمان کے کسی دیندار ذی علم کا کام نہیں اور پوشیدہ
نرہے کہ علم غیب مخصوص بذات پاک پروردگار وہ علم
ذاتی استقلالی ہے اور یہی معنے ہیں اُن آیات قرآنی کو
جنمیں نص ہے کہ سواء خدا کے کوئی غیب نہیں جانتا اور
باعلام و اطلاع علام الغیوب بعض غیب خاص پر اطلاع
اور استیلا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا بہت سی آیات
بینات سے ثابت ہے۔ جیسا کہ خدا تم سب کو غیب پر
مطلع نہیں کرتا ولیکن چن لیتا ہے اپنے رسولوں کی جسکو
چاہتا ہے۔ اور تعلیم کیا تجھکو جو تو نہیں جانتا تھا اور یہہ خبر

اثبات العلم المحیط بالارض لفخر العالم علی خلاف النصوص القطعیۃ بالقیاس الفاسد بلا دلیل شرک صریح لیس فیہ حصۃ من الایمان لان وسعۃ علم الشیطان وملک الموت تثبت بالنص ووسعۃ علم فخر العالم لاتثبت بالنص الخ فاعترض الفقیر القصوری کان اللہ لہ علی ذلک بان انکار صاحب البراھین عن وسعۃ علم اعلم المخلوقات علیہ الصلوۃ والتحیات وجعل علمہ علیہ السلام اقل من علم الشیطان فیہ توھین مبین وما استدل بحدیث واللہ ما ادری فھذا الحدیث مثل آیۃ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم الآیۃ التی یستدل بہا الوھابیون علی عدم علمہ علیہ السلام منسوخ عند طائفۃ من العلماء بآیۃ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وغیرھا من الآیات کما فی تفسیر معالم التنزیل والکبیر وابی السعود والحسینی وشروح المشکوۃ ومجمع البحار وغیر محمول علی عموم عند جمیع علماء اھل السنۃ فالاستدلال بمثل ھذا الدلیل علی قلۃ علم عالم علوم الاولین والآخرین علیہ الصلوۃ والسلام من رب العلمین لایصلح من عاقل ذی علم غیر مؤلف تقویۃ الایمان وصاحب البراھین واما مسئلۃ تکفیر الناکح بشھادۃ اللہ ورسولہ بسبب اسناد علم الغیب بہ صلی اللہ علیہ وسلم کما نقلہ صاحب البراھین

علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے کہ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے الخ اس پر فقیر کان اللہ لہ کا یہ اعتراض ہے کہ سرور کائنات اعلم مخلوقات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کی وسعت علم کا جو انکار کیا ہے اور شیطان کے علم سے آپکے علم کو کم لکھدیا ہے یہ نہایت درجہ کی توہین ہے دلیل جو حدیث واللہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم (بخدا میں نہیں جانتا کہ) لکھی ہے تو یہ حدیث مثل آیت وما ادری ما یفعل بی ولا بکم (مجھسے اور تم سے کیا معاملہ ہوگا) کے جو یہ بھی آپ کی کم علمی پر وہابیوں کی دلیل ہے۔ اکثر علما کے نزدیک منسوخ ہے آیت لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ وغیرہ آیات (تاکہ بخشدے تجھکو خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ) سے جیسا کہ تفسیر کبیر وابو السعود وحسینی وشروح مشکوۃ ومجمع البحار وغیرہا سے ثابت ہے اور تمام علماء اہلسنت کے نزدیک اپنے عموم پر ہرگز محمول نہیں تو ایسی دلیل سے عالم علوم الاولین والآخرین کی قلت علم پر استدلال کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں۔ سوا تقویۃ الایمان اور براہین قاطعہ کے مؤلف کے اور مسئلہ تکفیر ناکح بشہادۃ خدا ورسول بسبب اسناد علم غیب بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو منکر نے

بلفظه والاحاديث الصحيحة المثبتة لوسعة
علمه صلى الله عليه وسلم منها ما في باب بدء الخلق
للصحيح البخاري عن عمر رضي الله قال قام فينا
النبي صلى الله عليه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق
حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم
الحديث كما في صفحة (۴۵۳) من مطبوعة المطبع
الاحمدية وكتب على الحاشية بعلامة الكرماني و
الخير الجاري قوله فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل
الخ غاية الاخبار عن دخول اهل الجنة والغرض انه
عليه السلام اخبر عن المبدء والمعاد والمعاش
جميعا قال الطيبي دل ذلك انه صلى الله عليه وسلم
اخبر عن جميع احوال المخلوقات انتهى وقال المحدث
الدهلوي في ترجمة المشكوة تحت هذا الحديث
يعنى احوال مبدء ومعاد از اول تا آخر همه را بيان كرد
انتهى بلفظه وفي الصحيحين عن حذيفة رضي الله
عنه قال لقد خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم خطبة
ما ترك فيها شيئا الى قيام الساعة الا ذكره علمه من علمه
وجهله من جهله ان كنت لارى الشيء قد نسيت
فاعرف ما يعرف الرجل اذا غاب عنه فراٰه فعرفه
وكتب على حاشية الصحيح للبخاري في صفحة ۹۷۷
بعلامة العيني قوله ما ترك فيها شيئا اي من الامور
المقدرة من الكائنات انتهى وفي كتاب الفتن
اشراط الساعة لصحيح مسلم عن حذيفة رضي الله عنه

اب سنو احادیث صحیحہ کا شمہ صحیح بخاری کے باب بدء الخلق
میں بروایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ
انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان
ایک ایسے مقام میں کھڑے ہوئے کہ ابتدا پیدائش
سے بہشتیوں کو بہشت میں داخل ہونے اور دوزخیوں
کے دوزخ میں داخل ہونے تک ہمکو خبردار کر دیا مطبوعہ احمدی
کے صفحہ ۴۵۳ میں دیکھو اور اسکے حاشیہ پر کرمانی اور
خیر جاری سے لکھا ہے کہ الغرض آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام
نے مبدا اور آخرت اور دنیا سب کی خبر دیدی طیبی نے کہا
کہ اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ آپنے جمیع احوال مخلوقات
سے خبر دیدی تھی یہ ترجمہ ہے عبارت حاشیہ بخاری کا ۔ اور شیخ
محدث دہلوی اس حدیث کے نیچے ترجمہ مشکوۃ میں لکھتے ہیں
یعنی احوال مبدا اور معاد اول سے آخر تک سب بیان
فرما دیا اہ مترجما اور بخاری ومسلم وغیرہما میں بروایت حضرت
حذیفہ رضی اللہ عنہ آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم
پر ایک خطبہ پڑھا جسمیں قیامت تک سب کچھ ذکر کر دیا جسنے
سیکھا سیکھا جسنے بھلایا بھلایا میں کسی چیز کو دیکھ
لیتا ہوں کہ بھول ہوئی یاد آگئی ہے جیسا کوئی غائب
ہوئی چیز کو دیکھکر پہچان لیتا ہے ۔ اس حدیث کے حاشیہ
صفحہ ۹۷۷ میں شرح عینی سے لکھا ہے کہ امور مقدرہ کائنات
کے بیان سے کچھ نہ چھوڑا ۔ اہ صحیح مسلم کے کتاب
الفتن واشراط الساعۃ میں انہیں حضرت
حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔

يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ
الآية والدلائل القطعية الدالة على وسعة علمه
صلى الله عليه وسلم منها اية فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ
اَوْحٰى على ما في التفاسير المعتبرة وكتب السير
وابهام اية وعلمك مالم تكن تعلم الاية مخبر عن
كثرة الاعلام قال صاحب التفسير الحسيني ناقلا
عن تفسير بحر الحقائق عنها كه آن علم ما كان وما يكون
ست كه حقتعالے در شب اسرى بآنحضرت صلے الله
عليه وسلم عطا فرموده چنانچه در احاديث معراجيه
آمده است الخ وقال المحدث الدهلوي في مدارج
النبوة في باب المعراج قال صلى الله عليه وسلم اوتيت
علم الاولين والآخرين واوتيت قسما من العلم
الذي عهد مني على اخفائه وكتمانه لانه لا يتحمله
احد والقسم الثاني اختارني الله تعالى فيه
باعلامهم لمن يستحقهم والقسم الثالث علم تبليغ
الاحكام للخواص والعوام انتهى مترجما قال
في وصل مدارج النبوة في بيان العقل الكامل
والعلم الشامل له صلى الله عليه وسلم وسركه مطالعه كند
احوال شريف او را از ابتدا تا انتها وببيند كه حق تعليم
كرده است او را پروردگار وافاضه كرده است بروى
علوم واسرار ماكان ومايكون حاصل شود او را علم به
نبوت او بے شوب وشكوك وكان فضل الله عليك
عظيما صلى الله عليه واله بحسب علمه وكماله انتهى

پس اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا کسیکو مگر رسول پسندیدہ کو
آخر سب آیتوں تک اب سنو دلائل قطعیہ وسعت علم
عالم علوم الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم کی
منجملہ اسکے آیت فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ہے۔ اس
(پس پیغام پہنچایا اپنے بندہ کیطرف جو پیغام پہنچایا)
آیت سے وسعت علم کا ذکر تفاسیر معتبرہ اور کتب سیر
میں درج ہے۔ اور آیت وعلمک مالم تکن تعلم میں جو
ابہام ہے وہ بھی نہایت کثرت پر اعلام ہے۔ بحر الحقائق
کی حوالہ سے تفسیر حسینی وغیرہ میں ہے کہ وہ علم ہے ہر چیز کا
جو ہوئی تھی اور ہوگی۔ یہ معراج کی رات میں حقتعالے نے آپکو
عطا فرمایا تھا جیسا کہ معراج کی حدیثوں میں وارد ہے اھ
اور شیخ عبد الحق دہلوی مدارج النبوۃ کے باب معراج میں
لکھتے ہیں کہ آپنے فرمایا مجھے علم اولین وآخرین کا دیا گیا
ایک قسم وہ علم تھا کہ جسکے چھپانے کا مجھسے عہد لیا گیا کہ کسیکو
اسکے تحمل کی طاقت نہیں ہے۔ دوسرا قسم وہ علم ہے جسمیں مجھکو
اختیار دیا گیا جسے لائق دیکھوں اسکو تعلیم کروں تیسرا
قسم علم کا ہر خاص وعام ہے کو تبلیغ احکام کا ہے وصل بیان
عقل کامل وعلم شامل آپ کو میں لکھا ہے۔ جو کوئی آپکے
احوال شریف کو اول سے آخر تک مطالعہ کرے اور دیکھے
کہ حقتعالے نے آپ کو کیا تعلیم فرمائی اور علوم واسرار مَا
کَانَ وَمَا یَکُوْنُ بخشے ہیں تو اسکو آپ کی نبوت پر بے شبہ
یقین حاصل ہوتا ہے۔ خدا فرماتا ہے اور تعلیم کیا تجھکو جو
تجھکو معلوم نہ تھا۔ اور خدا کا فضل تجھپر عظیم ہے۔ خدا کا
درود آپ اور آپ کی آل پر موافق آپکے علم وکمال کے ہو۲

قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها والى ما هو كائن
فيها الى يوم القيمة كانما انظر الى كفي هذا ثم نقل
احاديث الصحيح لمسلم وسنن ابي داؤد في آخر
الباب قال ولا شك ان الله تعالى قد اطلعه على
ازيد من ذلك والقى عليه علم الاولين والآخرين انتهى
ولفظه هو المشكوة في الفصل الثالث من باب المساجد
ومواضع الصلوة حديثا فيه ذكر رؤية الله تعالى و
وضع الكف بين الكتفين ووصول البرد بين الثديين
فقال عليه السلام بعد ذلك فتجلى لي كل شيء وعرفت
قال المحدث الدهلوي تحته پس ظاهر شد وروشن شد مرا
هر چيز از علوم وشناختم همه را انتهى بلفظه وفي الفصل
الثاني من هذا الباب من المشكوة حديث سنن
الدارمي وجامع الترمذي بهذا المضمون وفيه فعلمت
ما في السموات والارض قال المحدث الدهلوي تحته
پس دانستم هر چه در آسمانها وهر چه در زمين بود عبارتست
از حصول تمامه علوم جزوی وکلی واحاطه آں انتهى
وقال صاحب مظاهر الحق پس جب يه فيض قلب شريف
ميں پهونچا تو حضرت صلے الله عليه وسلم فرماتے ہيں كه جان
لى ميں نے ہر چيز كه آسمان اور زمين ميں ہے انتهى بلفظه
وقال مولانا القاري في المرقات فعلمت ما في السموات
والارض يعني ما اعلمه الله تعالى مما فيهما من الملائكة
والاشجار وغيرهما وهو عبارة عن سعة ما علمه الله تعالى
الذي فتح الله عليه وقال ابن حجر اي جميع الكائنات التي

دنيا ميرى طرف اوٹهائى ہے پس ميں اسكو ديكهه رہا ہوں
گويا كه ميں اپنى ہاتهه كى ہتهيلى كو ديكهه رہا ہوں۔
پهر صاحب مواہب لدنيه نے صحيح مسلم اور سنن ابو داود
كى حديثيں نقل كركے اخير باب ميں لكها ہے كه الله تعالى
نے بيشك آپ كو يا رسول الله اس سے بهى زياده پر خبردار كيا ہے
اور آپكو اولين وآخرين كا علم عطا فرمائى ہيں۔ يهه ترجمه ہے
عبارت مواہب كا اور مشكوة كے باب المساجد كى تيسرى
فصل ميں حديث ہے جسميں ديدار الٰهى اور دونوں شانوں ميں
كف كو ركهنے اور پستانوں ميں سردى كے پهونچنے كا ذكر ہے
تو اسپر آنحضرت صلے الله عليه وسلم نے فرمايا كه پس ظاہر ہوئى
ميرے ليئے ہر شے اور ميں نے پہچان ليا۔ محدث دہلوى اسكى
شرح ميں لكهتے ہيں كه مجهكو سارے علم روشن ہوئے۔ اور ان
سب كو ميں نے پہچان ليا اه اور اسى باب كى دوسرے
فصل مشكوة ميں حديث دارمى اور جامع ترمذى كى
اسى مضمون ميں وارد ہے جسميں آپنے فرمايا ہے كه ميں نے
جو كچهه آسمانوں اور زمينوں ميں ہے معلوم كر ليا۔ محدث
دہلوى اسكى شرح ميں لكهتے ہيں كه يهه آپكا فرمانا تمام
علوم جزوى وكلى كے حاصل ہونے اور اسكے احاطه
سے مراد ہے۔ اه اور مظاہر حق ميں لكها ہے پس جب يهه فيض
قلب شريف ميں پهونچا تو حضرت صلے الله عليه وسلم
فرماتے ہيں كه جان لى ميں نے ہر چيز كه آسمان اور زمين
ميں ہے اه بلفظه اور مولانا قارى مرقات ميں لكهتے ہيں
كه آپنے فرمايا پس ميں نے معلوم كر ليا جو كچهه آسمانوں اور زمينوں ميں ہے

انہ قال اخبرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما هو کائن الی ان تقوم الساعۃ الحدیث وایضًا فی صحیح مسلم عن عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ حدیث خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الفجر الی الظہر ومنہ الی العصر ومنہ الی المغرب وقال فاخبرنا بما کان وبما هو کائن فاعلمنا احفظنا فہذہ الآیات والاحادیث الصحیحۃ نصوص صریحۃ فی انہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلع علی جمیع احوال الموجودات والامور المقدرۃ من الکائنات وما کان وما یکون فاخبر عنہا فلہذا اقر اکابر اهل السنۃ بانہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم ما کان وما یکون وحرروہ فی الکتب الدینیۃ کالشفاء والمواهب اللدنیۃ وروضۃ الاحباب ومدارج النبوۃ ومعارج النبوۃ وغیرها فالآن بتأمل مؤلف البراہین ومقرظہا فی ان علمہ صلی اللہ علیہ وسلم بما کان وما یکون قلیل عن علم ملک الموت والشیطان اللعین ام کثیر واللہ هو الهادی والموفق وهذہ الحجج الساطعۃ والدلائل القاطعۃ لوسعۃ علمہ علیہ السلام وان کانت کافیۃ ووافیۃ لکن انزید علیہا شیئًا للتحقیق الحق الحقیق قال العلامۃ القسطلانی فی المواهب اللدنیۃ فی باب اخبار الغیوب اخرج الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ

کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو خبر دار کردیا جو کچھ قیامت تک ہوگا۔ اور نیز صحیح مسلم میں روایت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ آپنے فجر سے پیچھے ظہر تک پھر عصر تک پھر مغرب تک خطبہ پڑھا۔ پس ہمکو خبر دار کردیا اسپر جو کچھ ہوا اور ہوگا پس ہم سے بہت حافظہ والا بہت علم والا ہے۔ اور اب یہ آیات واحادیث صاف بتا رہی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع موجودات کے احوال اور امور مقدرہ کائنات اور جو ہوا اور ہوگا سب پر مطلع تھے اور انکی خبر بھی دی اسیواسطے اکابر اہلسنت نے مان لیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ماکان ومایکون کو عالم ہیں اور یہہ مسئلہ اپنی دینی کتابوں میں مثل شفا فی حقوق المصطفی ومواهب لدنیہ وروضۃ الاحباب ومدارج النبوۃ ومعارج النبوۃ وغیرہ میں لکھدیا اب براہین قاطعہ کا مؤلف اور اسکا مقرظ ومصحح غور کرے کہ آپکا یہہ علم ماکان ومایکون کا حضرت ملک الموت اور شیطان کے علم سے کم ہے یا بہت خدا ہی ہدایت اور توفیق رفیق کرنیوالا ہے۔ ہرچند یہی دلائل قطعیہ عالم علوم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کے اثبات میں وافی اور کافی ہیں۔ مگر بنابر زیادت تحقیق تھوڑا سا اور بھی لکھدیتا ہوں۔ علامہ قسطلانی شارح صحیح بخاری مواهب لدنیہ میں لکھتے ہیں طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ

علم ماکان ومایکون حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

كما نطق به القرآن ونقل صاحب تفسير فتح العزيز ان علمه صلى الله عليه وسلم مثله بل زائد منه وهذه الدلائل القطعية تفيد يقينًا للمومنين لوسعة علم عالم علوم الاولين والآخرين فانه اعلم المخلوقين والزائد منه علم رب العلمين فليتامل في تسليم علم ملك الموت عليه السلام ۱۲ و الشيطان علما محيطًا بالارض ولا شرك فيه وتسليم العلم المحيط بالارض للنبي صلى الله عليه وسلم فيه شرك صريح والقائلون به من اهل السنة مشركون فهذا الحكم المشتمل على غاية توهين سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم لا يحكم به احد من ارباب العلم والدين غير مؤلف البراهين والله هو الهادي تم الاعتراض الرابع واترجم جواب صاحب البراهين مع الحواريين مع ابطاله وترديده وبه استعين وهو نعم المولى ونعم المعين قال في الجواب التفصيلي يعلم من طور السوال ان المعترض ما فهم مطلب صاحب البراهين والآيات والاحاديث واقوال المشائخ وائمة السلف الواردة في اعلمية عليه السلام ما فهم معانيه الحقيقية والنصوص الصريحة والاحاديث النبوية واقاويل المشائخ وعلماء السلف في عدم علم الغيب للانبياء والرسول الكرام عليهم السلام ما دري مصداقها وما علم ان اثبات هذا القسم من المطالب العالي الا بالدلائل القطعية والتوجيهات الصحيحة فلهذا ناسب ان نحقق مسئلة اعلمية الانبياء في العلم اولًا وجواب

اور تفسیر عزیزی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا علم اتنا بلکہ اس سے زائد لکھا ہے جنسے دینداروں کو یقین آجاتا ہے کہ آپ اعلم المخلوقات ہیں آپ سے بڑھ کر خدا کا علم ہے۔ غور کرو کہ ملک الموت اور شیطان کے علم محیط زمین کو مان لینا اور موجب شرک نجاننا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم محیط زمین کو شرک بتاکر اسکے قائل اہلسنت کو مشرکین لکھدینا علاوہ سخت توہین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا مؤلف براہین قاطعہ کے کسی دیندار ذی علم کا کام نہیں واللہ ہو الہادی۔ چوتھا اعتراض تمام ہوا۔ اب جواب الجواب صاحب براہین مع حوارئین کو نقل کرکے اسکا ابطال اور تردید کرتا ہوں بعون اللہ تعالٰے اور وہ اچھا مولے اور معین ہے۔ جواب تفصیلی میں لکھا ہے طرز تحریر سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ معترض نے نہ صاحب براہین کا مطلب سمجھا ہے نہ آیات و احادیث واقوال مشائخ جنسے آپ کی اعلمیت نکلتی ہے اُنکے معنے سمجھے ہیں نہ نصوص صریحہ واحادیث نبویہ واقوال علماء سلف جنسے انبیا کے علم غیب کی نفی ہوتی ہے انکی مراد معلوم کی ہے اور یہہ بھی معلوم نہیں کیا کہ اس قسم کے مطلب عالی دلائل قطعیہ اور توجیہات صحیحہ سے ہی ثابت ہوتے ہیں۔ اسلیئے مناسب ہے کہ ہم مسئلہ اعلمیت انبیا کی اول تحقیق کریں پہر توجیہات

فی السموات بل وما فوقها کما یستفاد من قصۃ المعراج والارض هی بمعنی الجنس ای وجمیع ما فی الارض السبع بل وما تحتها کما افادہ اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الثور والحوت الذین علیهما الارضون کلها ویمکن ان یراد بالسموات الجهۃ العلیا وبالارض الجهۃ السفلی فیشتمل الجمیع لکن لا بد من التقیید الذی ذکرناہ اذ لا یصح اطلاق الجمیع کما هو ظاهر انتهی والتقیید هو المذکور فی اخر حدیث جبرئیل تحت ایۃ ان اللہ علیم خبیر وقد اخبر مواضع کتابہ ان علم الساعۃ مما استاثرہ اللہ تعالی بہ انتهی بلفظہ. هذا الفقیر یقول غیر بان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما اعطی علم اللوح المحفوظ کما هو ثابت من الشرع فیحمل ذلک التقیید علی انہ یمکن حصول علم الساعۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم لکنہ کان ماموراً بکتمانہ وا خفائہ کما مر علی الصراحۃ فی خصائص الکبری للامام العالم العلامۃ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالی باب ذهب بعضهم الی انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوتی علم الخمس ایضا وعلم وقت الساعۃ والروح وانہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بکتم ذلک فالحاصل ان وسعۃ علمہ صلی اللہ علیہ وسلم متحققۃ بدلائل قطعیۃ کثیرۃ شهیرۃ وما حررتہ کاف لجواب انکار وسعۃ العلم الناشی من مؤلف البراهین یعنی ان علم ادم علی نبینا وعلیہ السلام اکثر بمدارج من علم الملائکۃ والشیطان

جو آسمانوں میں ہی بلکہ اس سے بھی اوپر جیسا کہ قصہ معراج سے ثابت ہے اور جو کچھہ ساتوں زمین میں بلکہ اسکے نیچے تک ہے۔ جیسا کہ آپنے فرمایا قصہ بیل اور مچھلی کا جنپر ساری زمینیں ہیں اھ اور ممکن ہے کہ آسمانوں سے اوپر کیطرف اور زمین سے نیچے کیطرف مراد ہو تاکہ ہر چیز کو شامل ہو جائے لیکن وہ قید جو ہم نے ذکر کی ہے ضروری ہے اسلیئے کہ اطلاق سب کا غیر صحیح ہے اھ اور قید حدیث جبرئیل کی اخیر مذکور ہے آیت خدا علیم خبیر ہے کے نیچے اور کئی جگہہ قرآن شریف سے نکلتا ہے کہ قیامت کے وقت کا علم خدا کے لیے ہے خاص ہے۔ یہہ ترجمہ ہے عبارت مرقات کا۔ اور فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ جب شرعاً ثابت ہے کہ آپ کو لوح محفوظ کا علم دیا گیا ہے تو اس قید کو اسپر حمل کیا جائے کہ آپ کو قیامت کا علم ہونا بھی ممکن ہے۔ مگر اسکے چھپانے کے مامور تھے جیسا کہ آپ کے علموں سے ایک علم کا چھپانا بھی مذکور ہو چکا ہے امام الائمہ جلال الدین سیوطی کی خصائص کبری میں لکھا ہے یہہ باب ہے۔ اسمیں کہ بعضے علما کا مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ کو پانچ چیز کا علم دیا گیا تھا اور وقت قیامت اور روح کا علم دیا گیا تھا اور آپ اسکے چھپانے پر مامور تھے۔ اھ مترجماً حاصل الکلام یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کے قطعی دلائل بہت سے ہیں جتنے اوپر لکھے گئے ہیں یہہ مولف براہین کے انکار کے جواب میں کافی ہیں۔ رہا یہہ کہ

وحضرت ابن العربی وغیرهما وعلم من تتبع کلام
مشائخ الطریقة انه لا حاجة فی تحصیل هذا العلم
الشریف الی کشف عالم الخلق والامور الکونیة و
لا ظهور الخوارق والتصرفات شرط له کما فی الملفوظات
المظهریة والمکتوبات المجددیة بل یحصل من الکشف
والکرامات آفة العجب للبعض فطریق الطالب
الصادق الاستقامة علی الشریعة کما صرح بهذا
الاولیاء الکبار فی کتبهم فالحاصل ان الانبیاء والاولیاء
الذین یعدون افضل الخلق واعلمهم لا ضرورة لنبوتهم
وولایتهم من کشف الامور الکونیة والامور الجزئیة
من عالم الخلق بل قد یکون ذلک باعث ضرر فی الدین
فما اثبت مؤلف الانوار الساطعة من علم مکاشفة
الامور الکونیة لحضرت ملک الموت والشیطان
اللعین کشف الامور الکونیة لحضرت خیر البشر
بسبب اعلمیته وافضلیته جهل عظیم ثم تایید المولوی
القصوری لمردیة امر الحق نشاء من قصور فهمه
لان افضلیة الانبیاء بعلم المعاملة لا بعلم المکاشفة
کما مر ذکره وبهذا العلم الافضل فضل الانسان علی
الملائکة لقوله تعالی ولقد کرمنا بنی ادم والعلم المحیط
والتصرف التام والقدرة الکاملة کلها موجودة فی
خزانة الباری تعالی لا العجز فالعجز مقصود لذاته
من المخلوقات وهو المعبر بالعبودیة وهی افضل مقامات
العبد ولهذا قیل فی حقه صلی الله علیه وسلم سبحان الذی

سے ثابت ہے۔ اور مشائخ طریقت کی کلام کے
تتبع سے دریافت ہوا ہے کہ اس علم شریف کو حاصل
کرنے میں کشف عالم خلق و امور کونیہ کی کچھ حاجت نہیں
ہے اور نہ خوارق و تصرفات کا ظہور اسکے لیے شرط
ہے جیسا کہ ملفوظات مظہریہ و مکتوبات مجددیہ میں درج
ہے۔ بلکہ بعض کو کشف و کرامات سے آفت عجب حاصل
ہوتی ہے پس طالب صادق کا طریق استقامت شریعت
ہے جیسا کہ اولیاء کبار نے اپنی کتابوں میں ایسا لکھا ہے۔ الحاصل
انبیاء و اولیا جو افضل و اعلم خلق شمار کیے جاتے ہیں انکی
نبوت اور ولایت کیواسطے کشف امور کونیہ و جزئیہ عالم
خلق کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ یہ کبھی باعث ضرر کا
دین میں ہوتا ہے جیسا کہ اوپر گذرا ہے پس مؤلف انوار
ساطعہ نے جو حضرت ملک الموت اور شیطان لعین کے
کشف امور کونیہ سے آنحضرت کی اعلمیت اور فضلیت
کی سبب آپکے واسطے بھی کشف امور کونیہ ثابت کیا ہے
یہ اسکی سخت جہالت ہے۔ پھر مولوی قصوری نے جو اسکی
تایید اور امر حق کی تردید کی ہے یہ قصور فہمید سے ہے
کیونکہ انبیا کی فضلیت علم معاملہ سے ہے نہ علم مکاشفہ
سے جیسا کہ اوپر گذرا ہے اور اسی بہتر علم سے انسان
ملائکہ پر فضیلت دیا گیا ہے جو آیت ولقد کرمنا بنی آدم
میں ہے اور علم محیط اور تصرف تام اور قدرت کاملہ
باریتعالے میں سب موجود ہیں۔ مگر عجز اور یہی مخلوقات
سے مقصود لذاتہ ہے جو عبودیت ہے۔ اور یہ افضل مقامات عبدیت

توجیہات الرکیکۃ الباردۃ والروایات الضعیفۃ التی منشاء غلط المعترض منہا ثانیا وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب **مقدمۃ** علی طریق التمہید لاخفاء فی ان افضلیۃ الانبیاء والاولیاء بالعلم وشرف ادم علی الملائکۃ کان بالعلم والعلم لیس لہ شرافۃ ولادناءۃ بذاتہ بل شرافتہ ودناءتہ من المعلومات وہی اما واجب ای ذاتہ وصفاتہ تعالے واما ممکن باقسامہ فغایۃ سعی الاکابر فی تحصیل انکشاف الذات والصفات علی حسب طاقۃ البشریۃ لانہ افضل واعلی وحصل ہذا العلم الشریف لجمیع الانبیاء وبعض الاولیاء بحسب ایۃ اللہ یجتبی الیہ من یشاء بطریق الاجتباء المعبر بہ بالسیر المحبوبی والمرادی ولا یحتاج فیہ الی المجاہدۃ والریاضات واکثر الاولیاء قطعوا ہذا السبیل بحکم ایت ویہدی الیہ من ینیب بالمجاہدات والریاضات الشاقۃ ویعبر بالسیر المحبی المریدی کما حققہ الشیخ السہروردی فی عوارف المعارف وحضرت المجدد للالف الثانی فی مکتوباتہ بمواضع متعددۃ والمقصد الاصلی من ہذا العلم الشریف ان الشرع المعبر بالعقائد المتعلقۃ بالذات والصفات والمبداء والمعاد واعمال القلوب والجوارح التی حصلت من الشارع علیہ السلام اجمالا تقلیدا تکون تحقیقیا بدیہیا والمجمل مفصلا کما ثبت من المکتوب الثلاثین من کلام حضرت المجدد

رکیکہ اور روایات ضعیفہ جو معترض کی غلطی کا منشا ہیں انکا جواب لکھیں اور خدا سی توفیق ہے اور اسی پر توکل ہے ۔ پس بطور تمہید اول عرض کیا جاتا ہے کہ انبیا و اولیا کی فضیلت بوجہ علم ہے حضرت آدم کو بھی بوجہ علم ملائکہ پر شرف حاصل ہوا علم میں ذاتہ شرافت و دناءت نہیں بلکہ معلومات سے علم کا اعلے ادنے ہونا ثابت ہوتا ہے اور معلومات یا واجب یعنی ذات و صفات سبحانہ یا ممکنات باقسامہا کو پس غایت سعی بزرگان دین کی یہہ ہے کہ علم یعنی انکشاف ذات و صفات جو اعلے و افضل ہے حسب طاقت بشریہ حاصل فرماویں تمام انبیا علیہم السلام و بعض اولیا کرام کو یہہ علم بحکم اللہ یجتبی الیہ من یشاء بطور اجتبا حاصل ہوا جسکو سیر محبوبی و مرادی کہتے ہیں اسمیں مجاہدات و ریاضات شاقہ کی ضرورت نہیں البتہ اکثر اولیاء نے حسب آیت ویہدی الیہ من ینیب کے مجاہدات و ریاضات شاقہ سے اس راہ کو طے فرمایا ہے اسکو سیر محبی و مریدی کہتے ہیں اس مضمون کو شیخ الشیوخ سہروردی نے عوارف میں اور حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں بہت جگہہ ذکر فرمایا ہے اصل مقصود اس علم شریف سے یہہ ہے کہ شریعت یعنی عقائد متعلقہ ذات صفات و مبدء و معاد و اعمال قلوب و جوارح جو شارع علیہ السلام سے بالاجمال تقلیدا حاصل کیے تھے تحقیقی بدیہی مفصل ہو جاویں جیسا کہ تیسویں مکتوب حضرت مجدد اور کلام ابن عربی وغیرہما

اولاً بالعلم الاجمالي المتعلق لغرض ثبوت الاشيأ
الارضية او السماوية فلا يثبت بها العلم المحيط
بحيث لا يعزب عنه مثقال ذرة ونتركها ثانياً لو
عدم الصحة سيما فى باب العقائد فلما ظهر من تقريرنا
السابق ان معنى اعلم المخلوقات وسعة العلم و
افضليته صلى الله عليه وسلم لا دخل فيها العلم المكاشفة
يعنى كشف عالم الخلق اصلاً فان حصل علم المكاشفة
للشيطان او لاحد غيره زائداً من الانبياء والاولياء
فلا يثبت منها افضلية الشيطان ولا اعلمية
ولا انكار وسعة علم الانبياء واعلميتهم ولا يلزم منها
توهين سيد المرسلين اصلاً ومن فهم كذالك
فهو من قصور فهمه وعدم علمه بعلوم الانبياء والاولياء
انتهى ملخص مقدمة الجواب التفصيلى فالآن اردها
ردا بعينا بعونه تعالى اعلم ان دعوے صاحب البراهين
مع الحوارين ان العلم ليس له شرافة بذاته بل الشرافة
بنسبة المعلومات وان العلم الاجمالي موجب لاعلمية
الانبياء دون التفصيلى فانه مختص بالله العظيم
باطلة بجزئيها وغير مدللة بدليل كما يظهر من مطالعة
تطويله اللاطائل بل كلامه مبطل الدعواه لا يخفى
على العالم البصير ان العلم له شرافة بذاته كما ان
الجهل نقص بعينه وان كان المعلوم ايضاً شريفاً فهي
شرافة على شرافة ولا حاجة لنا فى اثبات الدليل على
هذا المدعى لقوله وشرف آدم على الملائكة كان بالعلم
على نبينا وعليه السلام

علم اجمالی سی جو متعلق ہے غرض ثبوت اشیا آسمانی
یا زمینی سے پس اُن سے علم محیط ایسی حیثیت سے کہ جس سے
کوئی ادنے چیز بھی غایب نہو ثابت نہیں ہوتا. دوئم
ہم اُن روایات کو بوجہہ عدم صحت کی ترک کرتے ہیں
خصوص باب عقائد میں جب ہماری تقریر سابق سے ظاہر
ہو گیا کہ معنے اعلم مخلوقات اور وسعت علم اور آپکی فضیلت
میں علم مکاشفہ عالم خلق کو کچھہ دخل نہیں ہے پس اگر شیطان
یا کسی اور کو علم مکاشفہ انبیا و اولیا سے زائد حاصل ہو
جائے تو اس سے شیطان کی افضلیت یا اعلمیت ثابت
ثابت نہیں ہوتی ہے اور نہ انبیا کی وسعت علم کا انکار
اور نہ ہرگز سید المرسلین کی توہین لازم آتی ہے اور
جسنے ایسا سمجھا تو اسکا قصور فہم اور انبیا و اولیا کی علوم
سے بے علمی ہے یہہ خلاصہ ہے مقدمہ جواب تفصیلی کا اب
اسکا رد بعونہ تعالی کیا جاتا ہے سنو جان لو کہ یہہ دعوی صاحب
براہین مع حوارین کا کہ علم کو بذاتہ شرافت نہیں بلکہ
معلومات سے شرافت ہے اور علم اجمالی انبیا کا انکی اعلمیت
کا موجب ہے سوا تفصیلی کے کہ وہ خاص ہے باریتعالی سو دونوں
جزو سے باطل ہے اور کسی ایک دلیل سے بھی مدلل نہیں جیسا
کہ اسکی تطویل بیہودہ کو بغور مطالعہ کرنیسے ظاہر ہوتا ہے
بلکہ اسکی کلام ہی اسکی دعوے کو باطل کرتی ہے۔ دانشمند
پر پوشیدہ نہیں کہ علم کی ذات میں شرافت ہے جیسا کہ جہل
لعینہ نقص ہے پس اگر معلوم بھی شریف ہو تو یہ علم کی
شرافت پر شرافت ہے اب اس دعا پر ہمکو دلیل بیان کرنیکی

أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا وقدم كلمة عبده على رسوله في
حصول هذا المقام العجيب العلم الاجمالي كاف و
العلم المحيط والقدرة الكاملة ليسا الا لله تعالى كما
صرح به العلماء والاولياء وان ثبت من ظاهر اقوال
العلماء العلم المحيط والقدرة التامة للانبياء والاولياء
يجب تاويلها والا تضعف وتغلط لقوله تعالى قل
لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ
كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ
السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ فهذه
الاية كافية لاثبات مدعانا وان احتيج الى التفصيل
فالاحاديث الصحاح موئدة لها مثل قصة الافك
وقصة ذي اليدين في باب السهو وقصة سوال
الطعام من الازواج المطهرات وقصة نزول اية و
اذا جاءكم فاسق بنباء فتبينوا وقصة السهو عن حال
الجنابة وقصة لو استقبلت من امري ما استدبرت
وغيرها فيثبت منها انه صلى الله عليه وسلم ما كان مطلعا
على الالاف الالاف الامور الكونية فعقيدة كشف الامور
الكونية له عليه السلام كما اعتقد بها صاحب الانوار
ومؤيده القصوري مخالفة بالايات والاحاديث
ولا يثبت من المواهب اللدنية العلم المحيط بكل الاشياء
له صلى الله عليه وسلم بل ذكر الاطلاع على بعض الامور
الغيبية نعم ذكر بعض الروايات الضعيفة التي توهم
بحسب الظاهر كشف جميع الامور الكونية فناولها

جسنے اپنے بندے کو تہوڑی سی رات میں سیر کرائی اور لفظ عبدہ
کا رسولہ پر مقدم کیا اور اس مقام عجیب کو حاصل ہونیمیں
اجمالی علم ہی کافی ہے اور علم محیط اور قدرت کاملہ خدا
کیواسطے ہی حاصل ہے جیسے علما اور اولیا نے تصریح کی ہے
اور اگر اقوال علما کی ظاہر سے علم محیط اور قدرت کاملہ انبیا
کیواسطے ثابت ہو تو اسکی تاویل واجب ہے ورنہ ضعیف اور
غلط ہوگا اس آیت کے حکم سے تو کہہ میں اپنے نفس کے نفع
اور نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ مگر جو خدا چاہے اور
اگر میں غیب جانتا تو بہت نیکی حاصل کرلیتا۔ اور مجھے
کوئی بدی نہ پہونچتی میں ڈرانیوالا ہی اور خوشی سنانیوالا
ہی ہوں۔ قوم ایماندار کو بس یہی آیت ہمارے مدعا کے
اثبات کرنیکے کافی ہے اور اگر تفصیل کی حاجت ہو تو
صحیح حدیثیں اسکی مؤید ہیں جیسا کہ تہمت حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا کا قصہ اور باب سہو میں ذی الیدین رضی اللہ عنہ
کا قصہ اور ازواج مطہرات سے کہانیکے سوال کا قصہ
اور آیت و اذا جاءکم فاسق بنباء فتبینوا کے نزول کا
قصہ اور حال جنابت کے بہولنے کا قصہ اور لو استقبلت
من امری ما استدبرت وغیرہ قصے جن سے ثابت ہے کہ آپ
لاکہا امور کونیہ پر واقف نہ تھے پس اعتقاد کشف امور
کونیہ کا آپکو لیے جیسا کہ انوار ساطعہ کے مؤلف اور اسکے
مؤید قصوری کا ہے آیات و احادیث سے مخالف ہے۔
اور مواہب لدنیہ سے آپکے واسطے کل اشیا کا علم محیط ثابت
نہیں ہوتا ہے بلکہ اسمیں ذکر بعض امور غیبیہ کی اطلاع کا ہی البتہ

ہفت کس را از انبیا بہفت علم صراحۃ تفضیل دادہ
حضرت آدم را بعلم لغت کہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا
وحضرت خضر را بعلم فراست کہ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا
عِلْمًا و حضرت یوسف را بعلم تعبیر کہ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ
الْاَحَادِيْثِ وحضرت داود را بعلم صنعت کہ وَعَلَّمْنٰهُ
صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ وحضرت سلیمان را بدانستن زبان
جانوران کہ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وحضرت عیسے را
بتوریت وانجیل کہ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ
التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وحضرت محمد را صلی اللہ علیہ
واخوانہ وآلہ وسلم علم اسرار وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
گفتہ اند این ہفت علم درحق این ہفت پیغمبر ثمرات عجیب
ظاہر نمود حضرت آدم را علم ایشان مسجود ملائکہ ساخت
وحضرت خضر را علم ایشان استادی مثل حضرت
موسےٰ عنایت فرمود۔ وحضرت یوسف را علم ایشان
بپادشاہی زمین مصر رسانید وحضرت سلیمان را
علم ایشان زنی مانند بلقیس با آن دولت وجاہ وملک
وحشم ومال بخشید وحضرت داود را علم ایشان بریاست
وپادشاہت رسانید وحضرت عیسے را علم ایشان
موجب زوال تہمت از مادر ایشان شد وحضرت محمد
رسول اللہ را صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین علم ایشان
بخلافت کبریٰ وشفاعت سرفراز ساخت اہل
نکات گفتہ اند کہ حضرت آدم را دانستن نامہا مخلوقات
مسجود ملائکہ گردانید ودانستن نامہا پروردگار وصفات او

نبیوں کو سات قسم علم سے صریح تفضیل دی ہے حضرت
آدم کو علم لغت سے کہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اور حضرت
خضر کو علم فراست سے کہ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور حضرت
یوسف کو علم تعبیر سے کہ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ
اور حضرت داود کو علم صنعت سے کہ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ
لَبُوْسٍ لَّكُمْ اور حضرت سلیمان کو جانوروں کی زبان کا
علم کہ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ اور حضرت عیسے کو توریت
وانجیل کہ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ
اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی اخوانہ وآلہ
وسلم کو علم اسرار کہ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ علمائے کہا
کہ ان سات پیغمبروں کی حق میں عجیب ثمرے ظاہر کیے
ہیں حضرت آدم کو انکے علم نے فرشتوں کا مسجود بنایا اور
حضرت خضر کو انکے علم نے حضرت موسےٰ جیسی کی استادی
عنایت کی اور حضرت یوسف کو انکے علم نے مصر کی
بادشاہی تک پہونچایا۔ اور حضرت سلیمان کو انکے علم نے
بلقیس جیسی عورت صاحب دولت وحشمت دلوائی
اور حضرت داود کو انکے علم نے بادشاہت کو پہونچایا
اور حضرت عیسے کو انکا علم انکی والدہ کی تہمت کی
زوال کا موجب ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی اخوانہ وعترتہ وسلم کو انکے علم نے خلافت عظمیٰ
اور شفاعت کبرےٰ پر سرفراز کیا نکتہ شناسوں سے
منقول ہے کہ حضرت آدم کو مخلوقات کی نام کے علم نے
فرشتوں کا مسجود بنایا تو اللہ تعالےٰ کی اسما وصفات

تلك المنقبة استحقها آدم عليه السلام بالعلم
انتهى بقدر الحاجة ثم ذكر الامام في تفسيره ذكر
تعليم الله تعالى سبع انواع العلوم لسبع الانبياء
وثمرات تلك العلوم لكن انقل ترجمة ذلك الكلام
من التفسير العزيزي ليكون ابلغ الزاما للمنكرين
لانهم من تلاميذ صاحب تفسير فتح العزيز والله
يهدي من يشاء الى صراط مستقيم قال مولانا
شاه عبد العزيز الدهلوي في تفسيره في قصة
تعليم اسماء الاشياء لآدم الخ وبعضے از حکما گفته اند
که در قرآن مجید حقتعالی هفت چیز را فرموده است که
باهم برابر نیستند بلکه یکی از دیگرے بهتر ست اول
هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ
دوم قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ سوم لَا
يَسْتَوِي اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ چهارم
وپنجم وششم وهفتم لَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ
الْبَصِيْرُ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ
وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ومرجع این تفضیل
درین اشیاء هفتگانه تفضیل عالم بر جاهل ست ازینجا
معلوم شد که هر تفضیلی که هست راجع بر تفضیل عالم
بر جاهل ست واهذا در حدیث شریف عالم را بر عابد
بار بار بعبارات مختلفه ترجیح داده اند ونیز حقتعالی
در مقام تفضیل انبیا بعض ایشان بر بعض بهمین صفت
وشعبهاے این صفت ترجیح فرموده خصوصا هفت

کہ حضرت آدم علم کے سبب مستحق خلافت کے ہوئے تھے
یہ بقدر حاجت امام کی کلام کا ترجمہ ہے پھر امام نے
اپنی تفسیر میں اللہ تعالے کا سات نبیوں کو سات قسم کے
علم تعلیم کرنے اور انکے ثمرات کا ظہور جو لکھا ہے تو اسکا
ترجمہ تفسیر فتح العزیز سے نقل کرتا ہوں کہ یہ منکر لوگ
حضرت تفسیر فتح العزیز کے مؤلف کی شاگردوں کے شاگرد
ہیں تا کہ شاید کچھ ملزم ہو کر ہدایت پالیں حضرت شاہ
عبد العزیز اپنی تفسیر میں مذیل قصہ تعلیم اسماء اشیاء
لکھتے ہیں کہ بعضے حکیموں نے کہا ہے کہ اللہ تعالے
نے قرآن مجید میں سات چیز کو فرمایا ہے کہ برابر نہیں بلکہ
ایک دوسرے سے بہتر ہے اول کیا علم والے اور بے علم
برابر ہیں دوم ناپاک اور پاک برابر نہیں تیسرا دوزخی
اور جنتی برابر نہیں چوتھا پانچواں چھٹا ساتواں
اندھا اور بینا اندھیرا اور نور سایہ اور دھوپ
زندہ اور مردے برابر نہیں۔ اور ان سات
چیزوں کی تفضیل کا رجوع عالم کی
فضیلت ہے جاہل پر جس سے معلوم
ہوا کہ جو تفضیل کہ ہے رجوع اسکا تفضیل
عالم کی جاہل پر ہے اسلیئے حدیث شریف میں
عالم کو عابد پر بار بار مختلف عبارتوں سے
ترجیح دی ہے اور نیز حقتعالے نے بعضے
انبیا کی تفضیل میں بعضوں پر انہیں صفتوں
اور انکے شعبوں سے ترجیح فرمائی ہے خاص کر سات

کنید و دنیا را بدین طلب نکنید زیرا کہ دین خالص برای خدا
سن ست وای بر کسیکہ دنیا را بدین طلب نماید و دیلمی
از ابو نافع روایت میکند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فرمودند مُثِّلَتْ لِيْ اُمَّتِيْ فِي الْمَاءِ وَالطِّيْنِ یعنی
تصورات امت من در آب و گل ساختہ بمن نمودند۔
وعلمت الاسماء کلها کما علم ادم الاسماء کلها انتہی
بلفظہ وقال الامام الرازي فی التفسیر الکبیر
وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ای علم صفات الاشیاء
ونعوتها وخواصها انتہی وفی الخازن والمعالم یعنی
کل شیء باسمه وذکر وجه الحکمة التی خلق لها انتہی
وفی تفسیر فتح العزیز تحت وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا وتعلیم اسما
برائی آن وقت شد کہ نام عبارت از لفظیست کہ دلالت
کند بر حقیقتی منظور افادہ علم بحقائق بود تا کار خلافت
سر انجام تواند کرد و نام اقل چیزیست کہ بسبب آن امتیاز
درمیان حقائق میشود و نیز منظور آن بود کہ خواص جمیع
اشیا و منافع و مضار آن او را تعلیم کردہ میشود و
طریق استعمال آن خواص نیز الخ انتہی بلفظہ فثبت
من هذہ المنقولات المعتبرۃ التی هی تفصیل کلام
صاحب البراهین مع الحوالۃ یعنی شرف ادم
بالعلم کما هو منقول فی ابتداء المقدمۃ ان العلم له فضیلة
وشرافة لذاته وان فضیلة ابی البشر وحضرت خیر البشر
صلوات اللہ وسلامہ علیهما بالعلم التفصیلی علی
سائر المخلوقات فمن قال بحصول علم المکاشفۃ للشیطان

اور دین سے طلب نہ کرنا کہ دین خالص میرے یعنے
خداکیواسطے ہے سخت افسوس ہے اسپر جو دنیا کو دین
کے ساتھہ طلب کرتا ہے اور دیلمی نے ابو رافع سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میری امت کی تصویریں پانی اور مٹی سے بناکر مجھے
دکھلائی گئی ہیں اور مجھے سب چیزوں کے نام سکھلائے
گئے جیسے کہ حضرت آدم کو سکھلائے گئے تھے اہ
ترجمہ۔ امام رازی تفسیر کبیر میں تعلیم اسما میں لکھتے ہیں
کہ اللہ تعالے نے حضرت آدم کو تمام چیزوں کی صفتیں
اور خواص تعلیم کردئے تھے۔ اہ تفسیر عزیزی میں ہے
لکھا ہے کہ حضرت آدم کو تعلیم اسما اسلیے ہوئی تھی کہ
نام ایک لفظ ہے جو حقیقت پر دلالت کرتا ہے اسے اراد
علم حقائق کا دینا منظور تھا تاکہ خلافت کو سرانجام
دے سکیں اور نام ادنے چیز ہے کہ جسکے سبب حقیقتوں میں
امتیاز ہوتا ہے اور یہہ بھی منظور تھا کہ انکو تمام چیزوں کے
خواص اور منافع ونقصان سکھلائے جائیں اور انکے
استعمال کا طریقہ بھی اہ مترجما۔ پس ان سب منقولات معتبرہ
سے جو مکذبین کی کلام کی (کہ حضرت آدم کو بوجہہ علم
ملائکہ پر شرف حاصل ہوا) تفصیل ہے بخوبی ثابت
ہوگیا کہ علم کی ذات کو فضیلت وشرافت ہے اور حضرت
آدم وحضور فخر اولاد آدم صلے اللہ علیہما وسلم کو علم
تفصیلی سے ساری مخلوقات پر فضیلت ہے۔ پس مکذبین
کا یہہ قول کہ شیطان یاکسی اور کو نبیوں سے زیادہ علم

بجہ بعد خواہد رسانید و حضرت خضر را علم فراست بصحبت
حضرت موسے مشرف ساخت امت محمد صلے اللہ
علیہ و اخوانہ و آلہ وسلم را علم حقیقت و شریعت و طریقت
اگر بہ صحبت انبیا رسانند چہ عجب أُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ
أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ و حضرت یوسف را دانستن
تاویل خواب از زندان دنیا نجات بخشید اگر مفسران
این امت را تاویل کتاب اللہ از زندان شبہات
و از زندان آخرت نجات بخشد چہ استبعاد انتہی
بلفظہ مترجماً کلام الامام الرازی وقال ایضاً فی تفسیر
فتح العزیز تحت وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا بلکہ امتیاز حضرت
آدم علی نبینا و علیہ السلام از فرشتگان بدو وجہ است۔
اول آنکہ قبل از خلقت حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام
فرشتگان را علم باسماء ہر چیز حاصل نبود بلکہ علم ایشان منحصر
بود در ان حقائق و اسماء کہ تعلق بکار و خدمت ایشان
داشتہ باشد و با دیگر حقائق و اسماء آنہا کاری نداشتند
و اطلاع بر آنہا ایشان را حاصل نبود بخلاف حضرت آدم
کہ ایشان را بجہت استخلاف تعلیم عام واقع شد تا از منفعت
ہر حقیقت و مضرت آن آگاہ شوند چنانچہ حاکم و ابن
عساکر مرفوعاً روایت کردہ اند کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم فرمودہ اند کہ حقتعالے آدم را در ضمن تعلیم
اسماء ہزار حرفت را از حرفتہا گوناگون تعلیم فرمود
و ارشاد کرد کہ اولاد و ذریت خود بگو اے آدم کہ اگر
شما صبر نتوانید کرد از دنیا پس دنیا را باین حرفتہا طلب

کا علم کس حد تک پہونچا یگا۔ اور حضرت خضر کو علم فراست
نے حضرت موسے کی صحبت سے مشرف کیا تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ علی اخوانہ وعترتہ وسلم کی امت کو حقیقت شریعت
طریقت کا علم اگر انبیا کی صحبت تک پہونچا دے تو کیا عجب
ہے قرآن میں ہے کہ وہ لوگ خدا کی منعم علیہ نبیوں کے ساتھ
ہیں اور حضرت یوسف کو علم تاویل خواب نے دنیا کے
بندیخانہ سے نجات بخشی تو اس امت کے مفسرین کو قرآن
مجید کے معنے شبہات اور قیامت کی زنداں سے
نجات بخشدے تو کیا تعجب ہے۔ یہ تفسیر عزیزی میں تفسیر
کبیر کی عبارت کا ترجمہ لکھا ہے۔ اور نیز تفسیر فتح العزیز
میں آیت تعلیم اسما کے نیچے لکھا ہے کہ حضرت آدم کا امتیاز
دو وجہہ سے ہے۔ اول یہہ کہ حضرت آدم کی پیدائش
سے پہلے فرشتوں کو ہر چیز کی ناموں کا علم نتہا بلکہ انہیں چیزوں
کے نام اور حقائق کا علم تہا جو انکی خدمت کی متعلق تہی
دوسری حقائق و اسما سے نہ انکو کچہہ تعلق تہا اور نہ انہیں
مطلع تہی برخلاف حضرت آدم کے کہ انکو بسبب خلیفہ
بنانے کی عام تعلیم حاصل ہوئی تہی تا ہر حقیقت کی نفع
و نقصان سے خبردار ہو جائیں جیسا کہ حاکم اور ابن عساکر
نے مرفوع روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
و علے اخوانہ و عترتہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے
نے حضرت آدم کو تعلیم اسما کے ضمن میں ہزار حرفت ہر قسم کی
پیشوں سے تعلیم فرمائی اور حکم کیا کہ اپنی اولاد کو کہدو
کہ اگر تم صبر نکر سکو دنیا سے تو ان حرفتوں سے دنیا طلب کرلینا

علیہ الصلوۃ والسلام من ابتداء النبوۃ اعطی لہ جمیع
العلوم بل اعطی علم ما لابد منہ حسب الحاجۃ کما انزل
علیہ القرآن تدریجاً بطریق النجوم فلا یضرنا عدم العلم
فی ابتداء الامر وحصولہ فی الانتہاء کما ھو مقرر عند
اولی النہی وسیجیٔ ذکرہ فی موضعہ فنتیجۃ المکذبین
بعد ذکر القصص بہذا المضمون فیثبت منہا انہ
علیہ السلام ماکان مطلعاً علی الاف الاف
الامور الکونیۃ کما نقل علی الصدر لیست الا
الھذیان والجنون لانہ لما تحقق اطلاعہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی ھذا الامور بتعلیم الشکور الغفور فعرضہا
فی مقابلتنا لیس الا الجہل الموفور وما تکلم فی احادیث
المواھب اللدنیۃ فنجیبہ حیث یکلم بالتفصیل
بالجواب الجمیل فالحمد للہ الجلیل علی بطلان مقدمۃ
شغلۃ بجمت ۱۲
الخلیل العلیل قال فی الجواب التفصیلی لما فصلنا
مسئلۃ الاعلمیۃ والافضلیۃ فی العلم حسب تصریحات
ائمۃ العقائد ومشائخ الطریقۃ واثبتنا قصور
فہم المولوی القصوری فالآن نتوجہ بالتفصیل
المبین الی جواب اعتراضہ علی دلائلنا المذکورۃ
فی البراھین ثم نتکلم فی رد دلائلہ ای علی وسعۃ علم
سید المرسلین ونبین مصداقہا ونعین محملہا فالدلیل
الاول حدیث واللہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم
فاعترض علیہ بوجہین الاول انہ منسوخ مثل
آیۃ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم بآیۃ لیغفر لک اللہ

اسکے قائل ہیں کہ آپکو ابتداء نبوت سے ساری علم حاصل
تھے۔ بلکہ جس جس چیز کی آپکو حاجت ہوتی گئی اسکا
علم آپ کو دیا گیا۔ چنانچہ قرآن مجید بھی آپ پر آیت آیت
کرکے اترا پس ابتدا میں علم کا نہ ہونا اور انتہا میں حاصل
ہوجانا دانشمندوں کے نزدیک ثابت ہے اور آگے عنقریب
اسکا ذکر ہوگا پس ان قصوں کا حوالہ دیکر مکذبین نے جو
یہ نتیجہ نکالا ہے کہ لاکھا امور کونیہ پر آپ کو اطلاع
نہیں) یہ نرا انکا ہذیان اور دیوانہ پن ہے۔ کیونکہ جب
ثابت ہوگیا ہے کہ ان سب پر تعلیم الٰہی آپکو اطلاع
ہوگئی تھی۔ تو پھر ان کو ہمارے مقابلہ میں دلیل بنا
کر پیش کرنا نری جہالت ہے۔ اور مواہب لدنیہ کی
حدیثوں میں جو مجملاً کلام کی ہے اسکا جواب باصواب
آگے موقع تفصیل میں بخوبی دیا جاوے گا۔ جواب
تفصیلی کے مقدمہ کی بوا ھتی تردید پر خدا کا شکر
ہے۔ جواب تفصیلی میں کہا۔ جب ہم مسئلہ اعلمیت وافضلیت
فی العلم کو حسب تصریحات ائمہ عقائد و مشائخ طریقت
مفصل بیان کرکے قصور فہم قصوری صاحب کا
ثابت کرچکے تو اب ہماری دلائل مذکورہ براہین کی
نسبت جو معترض نے اعتراض کیے ہیں انکی تفصیل
جوابات کیطرف متوجہ ہوتے ہیں۔ پھر انکی دلائل
کی تعیین مصداق و بیان محمل میں گفتگو کرینگے۔ پہلی حدیث
کہ بخدا میں نہیں جانتا کہ مجھسے اور تمسے کیا کیا جائیگا۔
منسوخ ہے آیت تاکہ بخشدے خدا تیری اگلی پچھلی تقصیریں

او لاحد غیرہ ذاتًا من الانبیاء کقول المکذبین
فی اٰخر التقدمۃ فویل لهم ان لم یتوبوا من هذه النفسانیۃ
والضدیۃ الشیطانیۃ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور
واما الاستدلال بآیۃ قل لا املک لنفسی نفعًا
ولا ضرًا الا ما شاء اللہ الآیۃ فلیس بمفید للمکذبین
ولا ینافی مدعانا بالیقین لانا لا نقول بالقدرۃ
المستقلۃ والعلم الذاتی المستقل لاحد غیرہ تعالٰی
بل نعتقد القدرۃ لحبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم حسبما
اقدرہ القادر المطلق کما استفیدت من هذه الآیۃ
المستدلۃ لصاحب البراهین مع الحواریین قال
الامام البغوی فی المعالم قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا
وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ اَملکہ انتهی بقدر الحاجۃ
ولو کنت اعلم الغیب الآیۃ لا ینافی حصول علم الغیب
باطلاع اللہ تعالٰی کما هو منصوص قولہ عز وجل
عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی
مِنْ رَّسُوْلٍ الآیۃ وقد ترجم صاحب التفسیر الحسینی
وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ واگر بودمے من کہ بی تعلیم حق
دانستمی غیب را انتهی بلفظہ فانتفی العلم الذاتی الاستقلالی
وتحقق الاطلاع علی الغیب ومعرفتہ بتعلیم علام
الغیوب وهو المطلوب وحصل التطبیق بین الآیات
والحمد للہ علی ذلک واما الاستدلال بقصۃ الافک
وغیرہ فهی ایضًا لا تنافی مدعانا لانا لا نقول انہ صلی اللہ
علیہ وسلم عالم الغیب بنفسہ کما مر ولا نقول ایضًا انہ

مکاشفہ حاصل ہے سخت عذاب کا موجب ہے اگر
وہ اس نفسانیت اور ضدیت سے باز نہ آئے ترقی
سے بعد تنزل سے پناہ بخدا اور آیت قل لا املک لنفسی
الآیۃ سے استدلال بھی مکذبین کو کچھ بھی مفید نہیں
ہے اور یقینًا ہماری مدعا کے برخلاف نہیں ہے۔ کیونکہ
ہم قدرت مستقل اور علم ذاتی کے سوا باریتعالٰے کے
کسی کی واسطے بھی قائل نہیں ہیں بلکہ یہ اعتقاد ہے کہ حقیقۃ
قادر مطلق نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قدرت
بخشی ہے۔ اتنی حاصل ہے۔ جیسا کہ انکی اسی آیت استدلال
والی سے ثابت ہے۔ معالم التنزیل میں ہے تو کہ میں
اپنے نفس کے نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں
مگر جتنا خدا نے چاہا ہے میرا مالک ہونا اھ مترجمًا۔
اور آیت ولو کنت اعلم الغیب الآیۃ بھی اطلاع الٰہی
سے علم غیب کے حاصل ہونے کو منافی نہیں ہے جیسا
کہ آیت علم الغیب الآیۃ سے صاف ثابت ہے۔ تفسیر
حسینی میں ولو کنت اعلم الغیب کا ترجمہ یوں کیا ہے
کہ اگر میں بے تعلیم حق غیب جان لیتا اھ پس علم ذاتی
استقلالی کی نفی اور اللہ تعالٰے کی تعلیم سے غیب
پر اطلاع ثابت ہوگئی اور یہی مطلوب تھا اور آیات
میں تطبیق بھی ہوگئی جس پر خدا کا شکر ہے۔ لیکن قصہ
بہتان وغیرہ سے استدلال بھی ہماری مدعا کو منافی
نہیں ہے کیونکہ ہم اسکے قائل تو نہیں ہیں کہ آپ اپنی
آپ غیب دان ہیں جیسا کہ اوپر گذرا ہے اور ہم

عِنْدَ اللّٰہِ فَوْزًا عَظِیْمًا فبین تعالیٰ ما یُفعل
بہٖ و بمن اتبعہ و نسخت ہذہ الآیۃ ورغم اللہ
انف المنافقین والمشرکین واکثر المحققین
استبعدوا ہذا القول واحتجوا علیہ بوجوہ الیٰ
ان قال فثبت ان ہذا القول ضعیف انتہیٰ فسئل
عن المولوی القصوری انہ رای لفظ النسخ و
ما دری ان ہذا القول معتبر ام لا انتہیٰ ملخصا فی
الجواب التفصیلی فی رد النسخ ویقول الفقیر القصوری
کان اللہ لہ ان ہذا الجواب غیر صواب بوجوہ
الاول انہ نقل عبارۃ المرقات عن حاشیۃ المشکوۃ
وانت خبیر بان المنقول فی الہامش لا یکون معتبرا
کالاصل والثانی ان القول بتقدیر صحۃ تاخیر
النسخ ینبئ عن الذہول التام من القرآن
لانہ لا شک فی ان سورۃ الاحقاف مکیۃ وسورۃ
الفتح مدنیۃ نزلت بعد الہجرۃ بمدۃ طویلۃ فالعجب
ان القاری علیہ رحمۃ الباری یقول ہکذا علی ان
صاحب البراہین ایضا یدعی بحافظ القرآن
والحال انہ فی ہذا العمر الاخیر لا تمیز لہ فی کون السورۃ
مکیۃ او مدنیۃ والثالث ان الحکم بجہۃ النسخ
فی الاحکام دون الاخبار غیر صحیح لان المسئلۃ
مختلفۃ والاکثر علی ان النسخ فیہما جاریۃ بدلیل
الحدیث الصحیح کما قال فی تفسیر لباب التاویل
فی معانی التنزیل تحت آیۃ وان تبدوا ما فی انفسکم

نازل فرمائی جسمیں بیان کر دیا جو آپ سے اور
آپکے اتباع سے ہونا ہے اور وہ آیت منسوخ ہو
گئی منافقوں اور مشرکوں کو خدا نے نگونسار کیا
اور اکثر محققین نے اس قول کو بعید جان کر ضعیف
بنایا ہے کئی وجہہ سے اسکی دلیل بیان کی ہے اب قصوری
صاحب سے یوں جہی کہ نسخ کا لفظ تو دیکھ لیا مگر یہہ نہ دیکھا
کہ یہہ قول قابل اعتبار ہے یا نہیں۔ یہہ نسخ کی بابت
جواب تفصیلی نے رد کیا ہے۔ اب اسکے جواب میں فقیر کان
اللہ لہ عرض کرتا ہے کہ کئی وجہہ سے یہہ جواب غیر صواب
ہے۔ اول تو یہہ کہ مرقات کی عبارت حاشیہ مشکوۃ
سے نقل کی ہے اہل علم جانتے ہیں کہ حاشیہ کی عبارت
اصل کے برابر معتبر نہیں ہوتی۔ دوسری وجہ ناسخ کی
تاخیر کی صحت کو فرض کرنا قرآن مجید سے سخت غفلت
ہے اسلیئے کہ سب پر روشن ہے کہ سورہ احقاف مکی
ہے اور سورہ فتح مدنی ہے جو ہجرت کے بعد سالہا سال
نازل ہوئی اب عجب یہہ ہے کہ مولانا قاری نے ایسا
کیونکر لکھا ہوگا۔ علاوہ صاحب براہین بھی حافظ
قرآن کہلاتا ہے اور اس اخیر عمر میں بھی اسکو تمیز نہیں
سورہ مکی یا مدنی میں تیسری وجہہ یہہ حکم کہ نسخ احکام
میں ہی ہوتا ہے نہ اخبار میں غیر صحیح ہے۔ اسلیئے کہ مسئلہ
مختلف فیہ ہے اکثر علما کے نزدیک ان دونوں میں
نسخ جاری ہے حدیث صحیح کی دلیل سے جیسا کہ
تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل میں آیت ان تبدوا ما فی انفسکم

ما تقدم وغيرها كما في التفسير الكبير والمعالم وابي
السعود وغيرها فالجواب منه ان حكم النسخ عليهما
دليل عدم الواقفية بالكلية لان اطفال المكتب
يعلمون ان النسخ انما يكون في الاحكام لا في الاخبار
وان سلمنا نسخهما فثبت انه صلى الله عليه وسلم
ما كان يدري وقت ذلك الاخبار ثم اطلع وقت
نزول اية ليغفر لك الله الاية على ذلك فحصل مدعانا
باحسن الوجوه على ان اختيار القول الضعيف
المرجوح بل الغلط وعرضه في مقابلة الخصم يدل
على عدم علم القصوري وقصور ديانته ونحن نرده
بعبارة المرقات شرح المشكوة والتفسير الكبير
قال في المرقات ناقلا عن الطيبي كما هو مرقوم
على حاشية المشكوة (اى المطبوعة) وثانيها ان يكون
هذا منسوخا بقوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم
من ذنبك وما تأخر قلت وفيه ان النسخ على تقدير
صحته تأخير الناسخ انما يكون في الاحكام لا في الاخبار
انتهى وقال في التفسير الكبير في تفسير سورة الاحقاف
اما الذين حملوا هذه الاية على احوال الاخرة فروى
عن ابن عباس انه قال لما نزلت هذه الاية (اى وما ادري) فرح
المشركون والمنافقون واليهود وقالوا كيف نتبع
نبيا لا يدري كيف يفعل به وبنا فانزل الله تعالى
انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم
من ذنبك وما تأخر الى قوله وكان ذلك

اور سوا اسکے اور آیتوں سے جیسا کہ تفسیر کبیر و معالم
وابو السعود وغیرہا میں لکھا ہے تو اسکا جواب یہ ہے
کہ ان دونو پر نسخ کا حکم دلیل ناوقفیت کی ہے اطفال
مدرسہ بھی جانتے ہیں کہ نسخ احکام میں ہوتا ہے نہ اخبار
میں اگر ہم نسخ کی تسلیم کرلیں تاہم ثابت ہے کہ وقت اس
اخبار کے آپ کو کچھہ معلوم نہ تہا پہر وقت نزول مغفرت
کے آپ مطلع ہوگئے اس سے ہمارا مدعا بخوبی حاصل ہے
علاوہ قول ضعیف مرجوح بلکہ غلط کو خصم کے مقابلہ
میں پیش کرنا قصوری صاحب کے قصور علم و دیانت کی دلیل ہے جسکو
ہم عبارت مرقاۃ و تفسیر کبیر سے رد کرتے ہیں
طیبی سے حاشیہ مشکوۃ پر مرقات سے لکہا ہے دوسرا
کہ یہہ منسوخ ہے آیت مغفرت سے میں کہتا ہوں کہ اسمیں
یہہ خلل ہے کہ ناسخ کے مؤخر ہونیکی صورت میں نسخ احکام
میں ہوتا ہے۔ نہ اخبار میں اہ اور تفسیر کبیر سورہ احقاف
میں ہے۔ کہ جو لوگ اس آیت کو احوال آخرت پر حمل
کرتے ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت
ما ادری کی اتری تو مشرکین اور منافق اور یہود خوش
ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم کیسے پیروی کریں ایسے نبی کی
جسکو یہہ معلوم نہیں کہ اس سے اور ہم
سے کیا ہوگا۔ تو اللہ تعالے نے
انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما
تقدم من ذنبک و ما تاخر۔ اے قولہ
و کان ذالک عند اللہ فوزا عظیما تک

ما ادري ما يفعل بي ثم قالوا هذا كان قبل نزول
قوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك الآية
وكان اولا لا يدري لان الله تعالى لم يعلمه ثم دري
بعد ان اعلمه الله تعالى وهذا معنى ما قيل انه
منسوخ وحاصله انه خبر عن شيء قد زال فما قيل عليه
ان الخبر لا يدخله النسخ ليس بشيء على ان هذا الخبر
مما تعلق به الامر في قوله تعالى قل ما كنت بدعا من
الرسل وما ادري الآية فيجوز تعلق النسخ به بالنظر
الى ذلك الامر فافهم صفحه (۱۴۹) مطبوعه مصر
والرابع ان المنقول في التفسير الكبير يصرح بان النسخ
في الاخبار مذهب ابن عباس رضي الله عنهما
وثبت من التفاسير المعتبرة ان هذا بعينه مذهب انس
وقتادة وعكرمة والحسن والضحاك كما نقل صاحب
الفتوحات الالهية بتوضيح تفسير الجلالين للدقائق
الخفية المشهور بحاشية الجمل عن التفسير القرطبي
وما ادري ما يفعل بي ولا بكم يريد يوم القيمة
ولما نزلت فرح المشركون واليهود والمنافقون و
قالوا كيف نتبع نبيا لا يدري ما يفعل به ولا بنا
وانه لا فضل له علينا ولولا انه ابتدع الذي يقوله
من تلقاء نفسه لاخبره الذي بعثه بما يفعل به فنزلت
ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر فنسخت
هذه الآية وارغم انف الكفار وقالت الصحابة
هنيئا لك يا رسول الله لقد بين الله لك ما يفعل بك

کہ علما نے کہا ہے کہ یہہ آیت لیغفر لک اللہ الآیۃ کی
پہلے کا معاملہ ہے کہ آپکو یہہ معلوم نتہا کہ اللہ تعالیٰ
نے آپکو معلوم نہیں کرایا تہا پھر اللہ تعالے
کے معلوم کرا دینے سے معلوم ہوگیا اور یہی
معنے ہیں اس قول کے کہ یہہ منسوخ ہے اور حاصل
اسکا یہہ ہے کہ یہہ خبر دینی ہے ایک چیز کی جو زائل
ہوگئی اور یہہ اعتراض کہ خبر منسوخ نہیں ہوتی ہیچ پوچ ہے
علاوہ یہہ خبر اس قبیل سے ہے جس سے حکم متعلق ہے
کہ اس سے پہلے امر قل ما کنت بدعا من الرسل واقع ہی
پس تعلق نسخ کا اس حکم کی وجہہ سے جائز ہے بغور اسکو
سمجہہ لے مطبوعہ مصر کے (۱۴۹) صفحہ میں دیکہو چوتھی
وجہہ یہہ ہی کہ تفسیر کبیر کی عبارت سے صریح ثابت ہی
کہ نسخ اخبار حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب ہی اور دوسری
معتبر تفسیروں سے ثابت ہے کہ یہی مذہب بعینہ حضرت انس
اور قتادہ اور عکرمہ اور حسن اور ضحاک رضی اللہ عنہم
کا ہے جیسا کہ جلالین کے حاشیہ جمل میں تفسیر قرطبی
سے نقل کر کے لکہتے ہیں کہ وما ادری ما یفعل بی و
لا بکم کا معاملہ قیامت کا ہے جب یہہ آیت اتری تو
مشرکین یہود منافق سب خوش ہوئی اور بولے ہم ایسے
نبی کی اتباع کیا کریں جسکو یہہ معلوم نہیں کہ اس سے اور
ہم سے کیا کیا جائیگا۔ اور بیشک اسکو ہم پر کچہہ فضیلت نہیں
ہے اور اگر یہہ خدا کیطرف سے نبی ہوتا تو خدا اسکو خبر
دیدیتا جو اس سے ہونا تھا تب آیت لیغفر لک اللہ الآیۃ نازل

او تخفوه الآیۃ ثم اختلفوا فقال قوم هي منسوخة
بالآیۃ التي بعدها ویدل علیه ما روی عن ابي هريرة
قال لما نزلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم
وان تبدوا ما في انفسکم او تخفوه الآیۃ اشتد
ذلك علی اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم
(الی قوله) فلما فعلوا ذلك نسخها الله عز وجل فانزل الله
تعالی لا یکلف الله نفسا الا وسعها (الی قوله)
اخرجه مسلم وله عن ابن عباس نحوه وقال قوم ان الآیۃ
غیر منسوخة لان النسخ لا یرد الا علی الاوامر والنواهي
ولا یرد علی الاخبار انتهی بقدر الحاجة وقال في الجلالين
ولما نزلت الآیۃ التي قبلها شکی المومنون من الوسوسة
وشق علیهم المحاسبة بها فنزل لا یکلف الله نفسا
الا وسعها انتهی وعبر صاحب المدارك بان هذه
الواقعة في اکثر التفاسیر فثبت منها النسخ ویقول الفقیر
کان الله له وفي صحیح البخاري عن ابن عمر رضی الله عنهما
ان تبدوا ما في انفسکم او تخفوه قال نسختها الآیۃ
التي بعدها انتهی فلما تحقق النسخ في الاخبار
بالاحادیث الصحیحة وشهادة التفاسیر المعتبرة
فهذيانات صاحب البراهين مع الحواريين بانه
غلط عند اطفال المکتب لیس تغلیط الفقیر القصوري
بل هو تغلیط الاحادیث الصحیحة وتشنیع من هو
حبر الامة ومحدث کاشف الغمة وغیره من الصحابة علیه الصلوة والسلام
هذا وقد قال في حاشیة السندي علی البخاري تحت

او تخفوه یحاسبکم به اللہ کے نیچے لکھا ہے پھر علما کا اختلاف
ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ یہہ آیت منسوخ ہے اس سے پچھلی
آیت سے دلیل اسکی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہا
انہوں نے جب یہہ آیت اتری تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے صحابہ پر شاق گذری (اس قول تک) جب انہوں نے
ایسا کیا تو اللہ تعالی نے اسکو منسوخ کرکے آیت لا یکلف اللہ
نفسا الا وسعها نازل فرمائی یہہ حدیث صحیح مسلم میں ہے
اور مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسکی مانند روایت کی ہے
اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ یہہ آیت منسوخ نہیں اسلیئے
کہ نسخ احکام اور مناہی میں ہوتی ہے اخبار میں نہیں ہوتی
یہہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر کا اور جلالین میں ہے کہ جب آیتہ
پہلی اتری تو مسلمانوں نے وسواسونکی شکایت کی
اور اسپر محاسبہ ہونا انپر شاق گذرا تب آیت لا یکلف اللہ
الآیۃ نازل ہوئی آہ تعبیر مدارک کی ہے کہ اکثر تفاسیر میں ایسا ہی ہے جس سے
نسخ ثابت ہوگیا۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ صحیح بخاری میں
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آیت ان تبدوا ما فی
انفسکم الآیۃ کو پچھلی آیت نے منسوخ کردیا ہے اور جس
صحیح حدیثوں کی سند اور معتبر تفسیرونکی شہادت سے اخبار
میں نسخ ثابت ہوگئی تو صاحب براہین اور اسکے حواریین کا
یہہ بکنا کہ اخبار کی نسخ اطفال مدرسہ کے نزدیک بھی غلطی ہے
فقیر قصوری کی تغلیط نہیں بلکہ صحیح حدیثوں اور حبر امت
وغیرہ صحابہ علیہم السلام کی تغلیط ہے اسکو یاد رکھکر آگے سنیئے کہ صحیح بخاری
کی حاشیہ سندی میں آیت ما ادری ما یفعل بی کے نیچے لکھا ہے

ولا بكم نسختها هذه الآية التي في الفتح فخرج الى الناس
فبشرهم بانه غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر
فقال رجل من المؤمنين هنيئاً لك يا رسول الله
قد علمنا الآن ما يفعل بك فماذا يفعل بنا فانزل
الله تعالى في سورة الاحزاب وبشر المؤمنين بان
لهم من الله فضلاً كبيراً وقال ليدخل المؤمنين و
المؤمنات جنت تجري من تحتها الانهر خلدين فيها
ويكفر عنهم سيأتهم فبين الله تعالى ما يفعل به وبهم
واخرج عبد بن حميد عن الحسن قال لما نزلت هذه
الآية وما ادري ما يفعل بي ولا بكم عمل رسول الله صلى الله عليه وسلم
في الخوف زماناً فلما نزلت انا فتحنا لك فتحاً مبيناً
ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر اجتهد
فقيل له تجهد نفسك وقد غفر لك الله ما تقدم
من ذنبك وما تأخر قال افلا اكون عبداً شكوراً
واخرج ابن جرير عن قتادة وما ادري ما يفعل
بي ولا بكم قال ثم درى النبي صلى الله بعد ذلك
ما يفعل به بقوله اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ
اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ انتهى بقدر الحاجة

فائده وقال في الاتقان في علوم القران طبقة
التابعين وبعدهم ابن جرير الطبري وكتابه اجل التفاسير
واعظمها ثم قال فان قلت فاى التفاسير ترشد اليه
وتامر الناظران يعول عليه قلت تفسير الامام ابي
جعفر ابن جرير الطبري الذي اجمع العلماء المعتبرون على

آیت مغفرت سورہ فتح نے منسوخ کر دیا تب آپ نے
لوگوں کو سنایا کہ میرا خدا نے سب کچھ بخشدیا تو ایک
مسلمان نے عرض کی مبارک ہو آپ کو یا رسول اللہ
آپکا حال تو اب ہمکو معلوم ہو گیا پس ہم سے کیا کیا
جائیگا تب حقتعالی نے سورہ احزاب میں کی آیت اتاری
کہ خوشخبری دے مومنوں کو کہ بیشک اُن کے لیے خدا سے
بہت فضل ہے ۔ اور نیز یہ آیت کہ اللہ تعالی داخل
کریگا مومن مرد اور عورتوں کو بہشتوں میں جنکے درختوں
کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ رہینگے اور خدا
اُنکے سب گناہ بخشدیگا ۔ پس اللہ تعالے نے آپ سے اور
مومنوں سے جو ہونا تھا سو بیان فرما دیا ۔ اور روایت کی
عبد بن حمید نے حسن سے کہا جب اُتری آیت وما ادری الآیۃ
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ زمانہ خوف میں رہے پس جب
آیت انا فتحنا لک فتحاً مبیناً مغفرت کے حال کی اتری تب
بہی آپ عبادت میں کوشش کرتے رہے کسی نے عرض کی
کہ آپ نے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہیں حالانکہ خدا نے آپکا سب
کچھ بخشدیا ہے تو آپنے جواب دیا کیا میں خدا کا شکرگذار
بندہ نہوں اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت کی کہ اول
آپ کو معلوم نہ تھا پھر خدا نے آپسے جو کچھ کرنا تھا معلوم کرا
دیا سورہ فتح کی آیات بخشش اول آخر سے یہہ ترجمہ ہے بقدر
حاجت روایات تفسیر درمنثور کا اب تفسیر ابن جریر کی
تعریف سنو کہ اتقان فی علوم القرآن میں مفسرین طبقہ تابعین
اور اُن سے پچھلوں کا لکھتے ہیں ۔ ابن جریر طبری اور انکی

فليت شعرنا ماهو فاعل بنا فنزلت ليدخل المؤمنين
والمؤمنات جنات تجري من تحتها الانهار الاٰية
ونزلت وبشر المؤمنين بان لهم من الله فضلاً
كبيرًا قاله انس وابن عباس وقتادة والحسن و
عكرمة والضحاك انتهى من صفحة (١٣٨) الجلد الرابع
المطبوعة بمصر **فائده** قال في كشف الظنون
جامع احكام القرآن والمبين لما تضمنه من السنة
وآي الفرقان للشيخ الامام ابي عبد الله محمد بن
احمد ابي بكر فرح الانصاري الخزرجي القرطبي
المالكي المتوفى سنة ٦٧١) وهو كتاب كبير مشهور
بتفسير القرطبي في مجلدات انتهى وقال في تفسير
الخطيب الشربيني ان قول النسخ مروي عن ابن
عباس وبه قال انس والحسن وعكرمة انتهى من
الجلد الرابع صفحة (٦) وقال الامام جلال الدين
السيوطي في الدر المنثور اخرج ابن جرير وابن المنذر
وابن ابي حاتم وابن مردويه عن ابن عباس في
قوله تعالى ما كنت بدعًا من الرسل يقول لست باول
الرسل وما ادري ما يفعل بي ولا بكم فانزل الله تعالى
بعد ذلك ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر
وقوله ليدخل المؤمنين والمؤمنات الاٰية فاعلم
الله سبحانه وتعالى نبيه ما يفعل به وبالمؤمنين
جميعًا واخرج ابو داؤد في ناسخه من طريق عكرمة
عن ابن عباس في الاحقاف وما ادري ما يفعل بي

کاش ہمیں بھی معلوم ہو جائے کہ ہم سے کیا ہوگا پس یہ
آیت کہ اللہ تعالیٰ مومن مرد عورتوں کو بہشتوں میں داخل
کر دیگا جنکے درختوں کے تلے نہریں جاری ہیں اور یہ
آیت کہ خوشخبری دی مومنوں کو کہ اُن کے لیے خدا کیطرف سے
بڑا فضل ہے نازل ہوئی یہ حضرت انس اور ابن عباس
اور قتادہ اور حسن اور عکرمہ اور ضحاک کا قول ہے یہ
ترجمہ ہے عبارت جمل کا مطبوعہ مصر کی چوتھی جلد کے ۱۳۸
صفحہ سے اب تفسیر قرطبی کی تعریف کشف الظنون سے سنیے
کہ یہ تفسیر حدیث اور آیات قرآنی پر مشتمل ہے شیخ امام ابو
عبد اللہ محمد بن احمد بن ابو بکر فرح انصاری خزرجی قرطبی
مالکی متوفی ۶۷۱ھ کی ہے اور یہ کتاب معتبر تفسیر قرطبی
سے مشہور ہے۔ کئی جلدوں میں اھ علامہ خطیب شربینی کی
تفسیر میں ہے کہ قول نسخ کا حضرت ابن عباس اور انس
اور حسن اور عکرمہ سے مروی ہے چوتھے جلد کے صفحہ ۶ میں
دیکھو امام جلال الدین سیوطی تفسیر در منثور میں لکھتے
ہیں کہ روایت کی ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی
حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے آیت کہ
میں نیا رسولوں سے نہیں اور میں نہیں جانتا کہ مجھ سے اور تم سے
کیا کیا جائیگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بعد اسکے آیت مغفرت نازل
فرمائی اور نیز یہ آیت تاکہ داخل کر دیگا خدا مومن مردوں
اور عورتوں کو بہشتوں میں اخیر آیت تک پس حقتعالیٰ نے
جو کچھ اپنے نبی اور مومنوں سے کرنا تھا معلوم کرا دیا اور
ابو داؤد نے ناسخ میں طریقہ عکرمہ ابن عباس سے سورۂ احقاف میں

هذا ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا فلا خوف
عليهم ولا هم يحزنون فكيف يعقل ان يبقى الرسول
الذي هو رئيس الاتقياء وقدوة الانبياء والاولياء
شاكا في انه هل هو من المغفورين او من المعذبين
الثالث انه قال تعالى الله اعلم حيث يجعل رسالته
والمراد منه كمال حاله ونهاية قربه من حضرة الله و
من هذا حاله كيف يليق به ان يبقى شاكا في انه من
المعذبين او من المغفورين انتهى بلفظه مؤيدة لقولنا
وهو انه صلى الله عليه وسلم يدري بحسن خاتمته وليس شاكا
بنفسه في انه مغفورا ومعذب بل تيقن بمغفرته
ونجاة امته ولهذا ما نقلها المكذبون حتى لا يبطل
قولهم بدليلهم لكن هذه الوجوه لا تفيد اصلاً في
نفي المنسوخية لانه صلى الله عليه وسلم لم يكن بنفسه
في الواقع شاكا في ذلك بل كان موقنا بنبوته وعصمته
ومغفرته ونجاة امته المرحومة فلما نزلت وما ادري
ما يفعل بي ولا بكم لنفي الدراية المستقلة واثبات
منصب النبوة وطال لسان الطاعنين عليها بانا
كيف نتبع نبيا الخ فما كان يكفي الجواب لزعمهم انه صلى الله
عليه وسلم بانه رسول الله ومعصوم ومغفور لانهم
كانوا لا يؤمنون به بل يقولون ولولا انه ابتدع الذي
يقوله من تلقاء نفسه لا خبره الذي بعثه بما يفعله
فنزلت في جوابهم من الذي بعثه ليغفر لك الله الاية
فلا قباحة في ذلك اصلا بل الكلام انما صدر

ولیوں کے حق میں قرآن کا فرمان ہے کہ بیشک جن لوگوں
نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اسپر قائم رہے تو انپر نہ
خوف ہے اور نہ وہ اندیشہ ناک ہونگے۔ پس کیونکر متصور
ہوسکے کہ ایسا رسول جو متقیوں کا سردار اور نبیونکا پیشوا
ہے اسکو شک ہو کہ میں مغفور ہوں یا معذب تیسری
وجہہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ خدا خوب جانتا ہے جگہہ
رکہنی پیغمبری کو اور مراد اس سے کمال حال نبی کا اور
اسکا قرب ہے درگاہ الٰہی میں اور جو ایسا شخص ہو۔
تو کب لائق ہے کہ وہ شک کرے کہ میں معذبین سے ہوں
یا مغفورین سے یہہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر کبیر کا اب یہہ
تینوں وجہہ ہماری مدعا کی مؤید ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حسن خاتمہ
معلوم ہے اور آپکو اپنی بخشش یا عذاب میں کوئی شک نہیں ہے بلکہ آپ اپنی بخشش
اور اپنی امت کی نجات میں یقین پر ہیں اسلیئے جواب تفصیلی
والوں نے یہہ وجوہ نقل نہیں کیے تاکہ انکی دلیل سے
انکا قول باطل نہو جاوے مگر ان وجوہ سے نفی منسوخیت
مستفاد نہیں ہوتی ہے اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فی الحقیقت شک میں نتہے بلکہ آپ کو اپنی پیغمبری اور
عصمت اور بخشش اور امت مرحومہ کی نجات پر یقین
تہا پس جب یہہ آیت اتری کہ تو کہدے کہ میں نہیں جانتا
کہ مجہسے اور تمسے کیا کیا جاویگا جس سے خود بخود علوم کی
نفی اور منصب نبوت کا اثبات تہا اور طعن کرنیوالوں نے
اسپر زباندرازی کی کہ ایسے نبی کی ہم کیا اتباع کریں الخ
تو انکی زعم میں یہہ جواب کافی تہا کہ میں ضرور نبی اور معصوم اور

انہ لم یولف فی التفسیر مثلہ قال النووی کتاب ابن جریر فی التفسیر لم یصنف احدٌ مثلہ انتہی فالآن یتامل اصحاب الجواب التفصیلی فی ان القول الثابت باحادیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم والمختار لاکابر المفسرین من الصحابۃ والتابعین وتبع التابعین والمروی فی التفاسیر المعتمدۃ غایۃ الاعتماد عند العلماء الربانیین کیف یضعف بتضعیف التفسیر الکبیر الذی حالہ فی الاتقان مستطیر کلا بل التفسیر ما ہو المستند بالاحادیث الصحیحۃ والروایات الصریحۃ وما یخالف لذلک لا اعتبار لہ عند احد من اہل التبصیر فیسئل عن صاحب البراہین مع الحواریین ان دینکم کیف حالہ بتغلیط ما ثبت من الاحادیث واقوال الثقات لکن لا حاجۃ بالسوال عن الذین قالوا بامکان کذب اصدق الصادقین وبالمساواۃ فی البشریۃ والاخوۃ بحبیب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم ویقلۃ علمہ علیہ السلام من الشیطان اللعین والعیاذ باللہ المعین والخامس ان وجوہ ضعف قول النسخ الذی نقلہ فی التفسیر الکبیر بقولہ الاول ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابد وان یعلم من نفسہ کونہ نبیا ومتی علم کونہ نبیا علم انہ لا تصدر عنہ الکبائر وانہ مغفور واذا کان کذالک امتنع کونہ شاکا فی انہ ہل مغفور لہ ام لا والثانی لا شک فی ان الانبیاء ارفع حالا من الاولیاء فلما قال فی

کہ اسکی مانند کوئی تفسیر نہیں بنی امام نووی نے کہا ابن جریر کی کتاب تفسیر میں کسی نے اسکی مانند تصنیف نہیں کی ہے یہ ترجمہ ہے تفسیر اتقان کی عبارت کا پس اب جواب تفصیلی والے غور کریں کہ جو قول صحیح حدیثوں سے مستند ہوا ور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے جو اکابر مفسرین تہے انکا مختار ہوا اور نہایت معتبر تفسیروں میں اسپر بہت اعتماد کیا گیا ہو تو ایسا قول تفسیر کبیر کے ضعیف کر دینے سے کیونکر ضعیف ہو سکتا ہے جسکے حق میں جو اتقان میں لکھا ہے وہ علما کو معلوم ہے پس یہہ قول ہرگز ضعیف نہیں ہو سکتا بلکہ تفسیر تو نام ہے اُسی قول کا جو مستند ہو صحیح حدیثوں اور صریح رواتیوں سے اور اسکے مخالف قول کا تو کچہہ اعتبار ہی نہیں۔ دانشمندوں کے نزدیک۔ پس اب صاحب براہین اور اسکے حوارین سے پوچہنا چاہیے کہ آپکی دیانت یہی ہے کہ جو بات صحیح حدیثوں اور اقوال ثقات سے ثابت ہو اسکی تغلیط کرنی۔ مگر ان سے پوچہنے کی کیا حاجت ہے کہ یہہ تو حقتعالیٰ کے امکان کذب اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے برابری اور برادری کے مدعی اور آپکے علم کو شیطان لعین کے علم سے کم جانتے ہیں۔ خدا ہی ان سے پناہ دے پانچویں وجہ صاحب تفسیر کبیر نے جو وجوہ ضعف نسخ کے لکہی ہیں وہ پہلی وجہ یہہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کا ضروری ہے کہ اسکو اپنی نبی ہونیکا یقین ہو اور جب اسکو اپنی نبوت کا یقین ہوا تو وہ جان لیگا کہ مجہ سے کبیرہ گناہ صادر نہونگے اور میں مغفور ہوں پر اسحالت میں منع ہے کہ وہ اپنے

قال الداودي ما يفعل بي وهم والصواب ما يفعل
به اي بعثمان لانه لا يعلم من ذلك الا بالوحي اليه
انتهى من مطبوعة الدهلي ثم رايت هذه العبارة
في اصل الشرح المكتوب بيد المصنف الموجود
في دار الكتب بمكة المعظمة والرابع في باب رؤيا
النساء في حديث سعيد عن الليث والله ما ادري
وانا رسول الله ما ذا يفعل بي وفي حديث
ابي اليمان عن شعيب قال ما ادري ما يفعل به
انتهى من عينيه قال العلامة العيني اشار بهذا التعليق
الى ان المحفوظ في رواية الليث ما يفعل به وقد مر انه
هو الصواب دون قوله ما يفعل بي انتهى من المكتوب
بيد المصنف قلت واما حكم بعض المحققين على
لفظ بي بانه وهم وغير صواب لانه من ايقن برسالته
فهو يعلم قطعا بانه يفعل به الخير كما نطق به القرآن
الكريم بمواقع منه واما ما في القرآن وما ادري ما يفعل
بي فقد سبق وجهه بانه كان سبب طيب خاطر
المؤمنين وتبكيت الكافرين والمنافقين فثبت
ان الحديث بالالفاظ المستندة لصاحب البراهين
ومقتدائه مؤلف تقوية الايمان ليس في صحيح
البخاري اصلا وما في المشكوة سهو قلم ناسخ فالاستدلال
بالحديث المغير لفظا والمنسوخ معنى على عدم علم
عالم علوم الاولين والآخرين والفرح به كفرح
الكافرين والمنافقين كما مر نقله من التفاسير المعتمدة

داودی نے نقل کرتا ہے کہ میرے ساتھ کیا جائیگا لفظ
وہم ہے اور صواب جو کیا جائیگا عثمان سے کیونکہ آپ
نہیں جانتے مگر وحی سے آپکیطرف یہہ مطبوعہ دہلی میں
ہے۔ پھر فقیر نے اصل شرح عینی سے جو مصنف کے ہاتھ
کی لکھی ہوئی مکہ معظمہ کے کتابخانہ میں ہے۔ یہہ عبارت دیکھی
چوتھی باب رؤیا النساء میں حدیث سعید کی لیث سے کہ بخدا
میں نہیں جانتا حالانکہ میں رسول خدا
ہوں۔ کہ مجھہ سے کیا کیا جائیگا۔
اور حدیث ابی الیمان شعیب سے ہے
کہ آپنے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ اس سے کیا کیا
جائیگا یہہ عبارت بخاری کا ترجمہ ہے علامہ عینی فرماتے ہیں
کہ بخاری نے اس تعلیق سے اشارہ کیا ہے کہ محفوظ روایت
لیث سے یہہ ہے کہ کیا جائیگا عثمان سے سوا اسکے کہ کیا کیا
جائیگا مجھہ سے یہہ شرح علامہ عینی کی دستخطی سے منقول ہے
فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ یہہ جو بعض محققین نے لفظ بی
کو وہم اور غیر صواب کہا ہے تو اسکی وجہہ یہہ ہے کہ جسکو
اپنی رسالت پر یقین ہو وہ یقیناً جانتا ہے کہ اس سے
نیکی کی جائیگی جیسا کہ قرآن مجید اسپر ناطق ہے اور فرقان
حمید میں جو ما یفعل بی ہے اسکی وجہہ وہ گذر چکی ہے
کہ یہہ فرمانا مومنوں کی دلخوشی اور کافروں منافقوں کی
شرمندگی کا سبب ہوا تہا۔ پس ثابت ہوا کہ وہ حدیث صاحب
براہین اور اسکے پیشوا تقویۃ الایمان والے کے مستند لفظوں
سے ہرگز صحیح بخاری میں نہیں اور مشکوۃ میں سہو قلم ہو گیا ہے

م پس ایسی حدیث سے جسکے لفظوں میں تغیر واقع ہوا اور معنی منسوخ ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی پر دلیل پکڑنی اور کافروں منافقوں کیطرح خوش ہونا جیساکہ معتبر تفسیروں سے

على مقتضى المقام ويضعفه من لم يتامل في اصل
المرام والله ولي الالهام والسادس ان حديث
والله ما ادري ما يفعل بي ولا بكم اخرجه في
المشكوة عن ام العلاء الانصارية وقال في اخره
رواه البخاري ثم وجدنا هذا الحديث في صحيح البخاري
في مواضع الاول في باب الدخول على الميت بعد
الموت اذا ادرج في اكفانه وفيه قول ام العلاء
لعثمان بن مظعون فشهادتي عليك لقد اكرمك
الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم وما يدريك ان الله
اكرمه فقلت بابي انت يا رسول الله فمن يكرمه
الله فقال عليه السلام اما هو فقد جاءه اليقين
واني لارجو له الخير والله ما ادري وانا رسول الله
ما يفعل بي (وهذه رواية يحيى بن بكير عن الليث)
وفي رواية نافع بن يزيد عن عقيل ما يفعل به (اي
بعثمان) وتابعه شعيب وعمرو بن دينار ومعمر
انتهى ما في الصحيح والثاني في باب القرعة في المشكلات
من كتاب الشهادة وفيه واني لارجو له الخير
والله ما ادري وانا رسول الله ما يفعل به وعلى
حاشيته بعلامة العيني اي بعثمان لانه لا يعلم من
ذلك الا بالوحي اليه انتهى والثالث في كتاب
الهجرة باب مقدم النبي صلى الله عليه وسلم وفيه
والله واني لارجو له الخير وما ادري وانا رسول الله
ما يفعل به وفي نسخة بي وكتب على حاشيته قال العيني

جو اصل مقصود میں غور کریگا وہ اسکو ضعیف نکہیگا اور خدا
ہی مالک الہام کا ہے۔ چھٹی وجہ یہہ ہے کہ حدیث بخدا میں
نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا
صاحب مشکوۃ نے اسکو ام العلا انصاریہ سے روایت کرکے
اسکے پیچھے لکھا ہے کہ یہہ بخاری نے روایت کی ہے پھر
صحیح بخاری میں کئی جگہہ یہہ حدیث ہے۔ پہلے باب داخل
ہونے کے میت پر مرنے کے بعد جب کفن میں درج
کیجاوے اور اسمیں ام العلا کا عثمان ابن مظعون کو کہنا
ہے کہ میری شہادت تیری حق میں ہے کہ بیشک خدا نے تیری
تعظیم کی تو اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تجھکو
کیونکر معلوم ہوا کہ تحقیق خدا نے اسکی تعظیم کی میں نے عرض
کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ پس خدا
کسکا اکرام کریگا تو آپ نے فرمایا لیکن وہ اسکو یقین آگیا اور میں
اسکے لیے امید نیکی کی کرتا ہوں۔ بخدا میں نہیں جانتا حالانکہ
میں رسول خدا ہوں میرے ساتھ کیا کیا جائیگا۔ اور یہہ
روایت یحیی بن بکیر کی ہے لیث سے اور نافع کی روایت
یزید بن عقیل سے یہہ ہے کہ اسکے ساتھ یعنی عثمان کے ساتھ کیا
کیا جائیگا۔ اور شعیب اور عمرو بن دینار اور معمر نے بھی
ایسا ہی کہا ہے یہہ ترجمہ ہے عبارت بخاری کا دوسری
کتاب شہادات باب قرعہ مشکلات میں یوں روایت
ہے کہ میں اسکے واسطے امید نیکی کی کرتا ہوں اور بخدا میں نہیں
جانتا حالانکہ میں رسول خدا ہوں کہ اسکی ساتھ کیا کیا جائیگا
اور اسکے حاشیہ پر بعلامت عینی درج ہے کہ مراد عثمان

عبارتهما ودمًا للاختصار فاسكن للمكذبين تغليطه
فها انا انقل كلامهما كي يظهر ان التغليط غلط
قال في مجمع البحار ناقلاً عن الطيبي ان تخصيص
هذا الحديث بالامور الدنيوية يخالف مورده
ثم ذكر التوجيه الاخير بقوله او زجر لقائلة عثمان
هنيئاً لك الجنة لحكمها بالغيب انتهى وقال
الشيخ المحدث الدهلوي ان هذا الحديث غير
محمول على الحقيقة ومنفي في حق سائر الانبياء عموماً
وسيد الانبياء خصوصاً صلوات الله عليهم
اجمعين لان الدلائل القطعية تنطق بحسن خاتمتهم
باليقين وانما قاله صلى الله عليه وسلم لزجر امرءة
شهدت بالجنة والعاقبة بالخير في حق عثمان بن
مظعون في حضوره صلى الله عليه وسلم وقال هذا
والحق ان هذا الحديث قاله عليه السلام قبل نزول
اية ليغفر لك الله ما تقدم فبعد نزولها ما بقي ابهام
وحصل اليقين بخير العاقبة انتهى مترجماً وقال الشيخ
الاسلام العيني في شرح البخاري لانه عليه السلام
لا ينطق عن الهوى فانكر على ام العلاء قطعها على
عثمان اذ لم تعلم هي من امره شيئاً انتهى من نسخة
المكتوبة بيد المصنف الموجودة في دار الكتب بمكة
المحمية وقد مر سابقاً من هذا الشرح ناقلاً عن بعض
المحققين ان ما يفعل بي وهم وما يفعل به هو الصواب
فلا شك في ان المقصود من هذا الكلام زجر ام العلاء

اختصار کیوجہہ سے ان کی عبارتیں جو نقل نہیں کی تہیں
اسسے مکذبین کو موقع غلط بنانے کا ملگیا اب انکی عبارتیں
نقل کر کے انکی تغلیط کو غلط کردیتا ہوں مجمع بحار الانوار
میں طیبی سے نقلکیا ہے کہ اِس حدیث کو دنیا کاموں سے
خاص کرنا اسکے مورد کی برخلاف ہے پہر توجیہ اخیر یوں
لکہی ہے کہ یا یہہ زجر ہے عثمان کی جنتی ہونیکی شہادت
دینے والی عورت کو کہ اسنے غیب کا حکم دیا تہا اھ۔
اور محدث دہلوی نے لکہا ہے کہ یہہ حدیث حقیقت پر
محمول نہیں ہے اور سب نبیوں سے عموماً اور سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وعلی اخوانہ وعترتہ وسلم سے خصوصاً یہہ امر
منفی ہے کیونکہ دلائل قطعیہ سے انکا حسن خاتمہ یقینی اور
آپنے صرف ایک عورت کی جہڑکنے کو ایسا فرمایا تہا۔
جسنے بہشتی اور عاقبت بخیر ہونے عثمان بن مظعون کے
آپکے روبروئے شہادت دی تہی پس اس غیبی بات کی
تصریح پر آپ ناراض ہوئے اور ایسا فرمایا اور حق یہہ ہے
کہ یہہ حدیث آیت مغفرت کی پہلے کی ہے اور اسکے نزول
کے بعد کوئی ابہام نرہا اور خوبی عاقبت کا یقین ہوگیا۔
اور شیخ الاسلام عینی شرح بخاری میں لکہتے ہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تو وحی سے ہی فرماتے تہے۔ پس ام العلاء کے
قطعی بہشتی ہونے عثمان کی شہادت پر آپنے انکار فرمایا اسلیے
کہ اسکو کچہہ بہی خبر نہ تہی اسکے حال سے یہہ مصنف کی دستخطی شرح
موجودہ کتب خانہ مکہ معظمہ سے منقول ہے اور اوپر بہی اِسی شرح
سے نقل بعض محققین لکہا گیا ہے کہ لفظ ما یفعل بی وہم ہے اور ما یفعل بہ ہے

لایصلح الا للوهابیین المکذبین فنعوذ باللہ من
ذلک قال فی الجواب التفصیلی والاعتراض الثانی
علی حدیث واللہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم
ان الشراح صرحوا ان الحدیث لیس محمولاً علی
الحقیقۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم لزجر امرءۃ شہدت
بالجنۃ فی حق عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ
کما فی مجمع البحار و ترجمۃ المشکوۃ للمحدث الدہلوی
وغیرہما فالجواب ان الشراح غلطوا ہذا ایضاً
قال القاری فی المرقات ما یفعل بی ولا بکم قال
الطیبی فیہ وجوہ احدہا ان ہذا القول منہ
حین قالت امرءۃ لعثمان بن مظعون لما توفی
ہنیئاً لک الجنۃ زجراً لہا علی سوء الادب بالحکم
علی الغیب قلت لا یخفی ان ہذا سبب ورود
الحدیث لا مدخل لہ فی ازالۃ الاشکال انتہی فظہر
منہ ان اظہارہ فی موقع رفع الاعتراض غلط عظیم
فلعل عادۃ القصوری اختیار القول الضعیف
المرجوح الغلط وعدم اختیار التوجیہ القوی کما
فی المرقات وثالثہا ان یکون نفیا للدرایۃ المفصلۃ
دون المجملۃ قلت ہذا ہو الصحیح فجملۃ ہذا
ہو الصحیح تقتضی الحصر ومقابل الصحیح غلط انتہی
یقول الفقیر القصوری سلم صاحب البراہین
مع الحواریین ان ہذا الوجہ نقلتہ من مجمع البحار
وشرح المشکوۃ للمحدث الدہلوی لکن لما لم ینقل

اوپر لکھا گیا ہی یہ سوا وہابیونکی کسی اور کا کام نہیں ہے
پناہ بخدا اور الزامی جواب تفصیلی میں لکھا ہی۔ دوسرا اعتراض
کہ اس حدیث کو شراح نے حقیقت پر محمول نہیں کیا ہے
آپنے ایک عورت کی زجر کیواسطے فرمایا تہا جسنے حضرت
عثمان بن مظعون کی حقمیں بہشت کی شہادت دی تھی
چنانچہ مجمع البحار اور ترجمہ مشکوۃ وغیرہما میں ہی اسکا
جواب سنیئے کہ اسکی بھی شراح نی تغلیط کی ہے۔ علی قاری لکھتے
ہیں ما یفعل بی ولا بکم میں طیبی نی کہا اسمیں چند توجیہیں
ہیں ایک تو یہ کہ یہ ارشاد ایک عورت کی بے ادبی
پر زجر کے لیے فرمایا تہا کہ اسنے عثمان بن مظعون کی جنتی
ہونیکا حکم کیا جو غیب پر حکم ہے میں کہتا ہوں مخفی
نہیں کہ یہ حدیث کی ورود کا سبب ہی اسکو اشکال
کے رفع ہونیمیں کچھ دخل نہیں ہی۔ اس سی صاف ظاہر ہے
کہ اسکو موقع رفع اعتراض میں ذکر کرنا بڑی غلطی ہے شاید
قصوری صاحب کی عادت ہے کہ قول ضعیف و
مرجوح و غلط کو ہی اختیار فرمایا کرتے ہیں اسمیں جو توجیہات
قویہ تہیں آپنے انکا نام تک لیا چنانچہ مرقات میں ہی
تیسری توجیہ یہ ہی کہ یہ نفی درایت تفصیلی کی نہ مجمل
کی میں کہتا ہوں کہ یہی صحیح ہے۔ جملہ ہذا ہو الصحیح حصر کو
مقتضی ہے اور صحیح کا مقابلہ غلط ہوتا ہے انتہے بلفظہ
فقیر قصوری کان اللہ لہ کہتا ہے کہ صاحب براہین
مع حواریین نے اتنا تو مان لیا ہے کہ وہ توجیہ فقیر
نے مجمع البحار اور ترجمہ مشکوۃ سے نقل کی ہی لیکن جو کہ فقیر نے

لان هذه الرواية قبلها المتقدمون والمتأخرون فتغليطها تغليط جمهور الفقهاء قال القاري في شرح الفقه الاكبر ثم اعلم ان الانبياء لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ما اعلمهم الله تعالى احيانا وذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب بمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من في السموت والارض الغيب الا الله كذا في المسايرة انتهى وعلم من البحر الرائق وهذه الرواية في عامة كتب الفقه مثل الدر والفتاوى الهندية والفتاوى لقاضيخان وغيرها والحاصل ان جميع الفقهاء متفق على ان من اعتقد انه عليه السلام يعلم الغيب يكفر لكن رواية النكاح تكلم فيها بعض المتأخرين بنظر الاحتياط فان قابلنا قول البعض في مقابلة الجمهور بفرض المحال فمبناه على انه ان كان في المسئلة وجوه قوية للتكفير ووجه ضعيف لعدمه فالرجحان لعدم التكفير فلهذا احترزوا في هذه المسئلة عن التكفير والا فتكفير معتقد علم غيب غير الله متفق عليه فان كانت هذه الرواية غير صحيحة فلا يفيد القصوري ايضا بل يدل على قصور فهمه وما في رد المحتار الاشياء يعرض عليه ويعلم بعض الغيب باعلامه فنحن نتفق في هذا لكن لا يثبت منه انه عليه السلام مطلق عالم الغيب بالعلم المحيط كما هو اعتقاد القصوري فالاستدلال على مدعاه بامثال هذه الخرافات

جب اسکو متقدمین و متاخرین فقہا نے قبول کیا ہے تو اسکی تغلیط جمہور فقہا کی تغلیط ہے علی قاری اپنے شرح فقہ اکبر میں لکھتا ہے پھر جان لو کہ انبیا غیب کی چیزیں نہیں جانتے مگر جو خدا انکو کبھی کبھی جتلا دے اور حنفیوں نے اس اعتقاد کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم غیب جانتا ہے تکفیر پر تصریح کی ہے کہ یہ آیت کہ تو کہدے کہ آسمان اور زمین میں سوا خدا کے کوئی غیب نہیں جانتا ہے بلکہ تو ایسا ہی مسایرہ میں ہے اور بحر الرائق کا مسئلہ معلوم ہو چکا ہے جو عامہ کتب فقہ در مختار وفتاوی عالمگیریہ وفتاوے قاضیخان وغیرہ میں ہے الغرض تمام فقہا متفق ہیں کہ جو معتقد آپکے علم غیب کا ہو وہ کافر ہے لیکن خاص جزئی نکاح بشہادۃ اللہ ورسولہ کی بابت بعضے فقہا متاخرین نے بنظر احتیاط کلام کی ہے اگر بالفرض ہم ان فقہا متاخرین کے قول کو بمقابلہ جمہور فقہا کے وقعت کی نگاہ سے دیکھیں تاہم اسکی بنیاد اسپر ہے جو فقہانے لکھا ہے کہ اگر ایک مسئلہ میں بہت سی وجوہ قویہ تکفیر کی ہوں اور ایک جہۃ ضعیف عدم تکفیر کی ہو تو تاہم ترجیح عدم تکفیر کو ہے لہذا اس مسئلہ میں تکفیر سے احتراز کیا گیا ورنہ مسئلہ تکفیر معتقد علم غیب غیر اللہ متفق علیہ ہے پس اگر روایت غلط ہی ہو تاہم قصوری صاحب کو کچھ مفید نہیں بلکہ انکے قصور فہم پر دال ہے خود روایت ردالمحتار سے جسکا ترجمہ قصوری صاحب نے نقل کیا ہے ہماری مدعا کی مثبت ہے یعنی آپ پر اشیا عرض ہوتی ہیں

بشهادة قطعية الجنة لعثمان لانها انما تكون
بالوحي ولم يوح الى صاحب الوحي صلى الله عليه
وسلم الى الآن فانكاره هذا التوجيه الصحيح و
جعله غلطا ومرجوحا كما قاله صاحب البراهين
مع الحوارين طعن على الحديث وتغليط للمحدثين
المعتبرين بقي ما نقل من المرقات ان الصحيح
في رفع اشكال الحديث انتفاء الدراية المفصلة
دون المجملة ففيه ان الخطيب القسطلاني
قال في شرح البخاري تحت هذا الحديث فاصل
الاكرام معلوم قاله البرماوي وكثير من التفاصيل
اي معلوم ايضا فالخفي بعض التفاصيل انتهى من عينيه
وظن هذا الفقير انه ان حمل على نفي الدراية المستقلة
كما مر فلا اشكال اصلا فتغليط صاحب البراهين
للوجه الذي اختاره عمائد المحدثين غلط باليقين
والله خير المنتقمين قال في الجواب التفصيلي و
ما قال القصوري على رواية تكفير الناكح بشهادة
الله ورسوله التي صرحت بها الكتب الفقهية
وان كان الكلام فيها وسيعا لكن يكفي في جوابها ان
صاحب رد المحتار والطحطاوي وغيرهما صرحوا
بنقل المعتبرات ان هذه الرواية ضعيفة بل غير صحيحة
لان الاشياء بعض يعرض عليه عليه السلام وانه يعرف بعض
الغيب باعلام الله تعالى الخ جوابه ان قول القصوري
بعدم صحة رواية التكفير غلط وعدم وقوفه على الدليل

کہ وہ شہادت وحی سے ہوتی ہے اور صاحب وحی صلی اللہ
علیہ وسلم کیطرف اسکے بارہ میں کوئی وحی نہیں آئی تھی
پس اس توجیہ صحیح کا انکار کرنا اور اسکو غلط و مرجوح بنانا
صاحب براہین اور اسکے حوارین کا ہی کام ہے حدیث
اور محدثین معتبرین پر طعن ہے اور تغلیط ہے رہا وہ جو
مرقات سے لکہا ہے کہ صحیح رفع اشکال حدیث میں درایت
مفصل کی نفی ہے سو اجمل کے اسمیں یہ خلل ہے کہ علامہ
قسطلانی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ اصل اکرام تو یقینی
ہے برماوی نے کہا ہے اور بہت سی تفاصیل بھی معلوم
تہیں بعض تفاصیل پوشیدہ تہیں فقیر کا ان اللہ لہ کہتا
ہے کہ اس نفی کو درایت مستقلہ کی نفی پر حمل کریں تو سب
اشکال بالکل رفع ہوجاتا ہے۔ پس صاحب براہین کا وجہ مختار
محدثین کی تغلیط کرنی قطعاً غلط ہے اور خدا ہی منتقم
کافی ہے جواب تفصیلی میں ہے روایت تکفیر ناکح بشہادۃ
اللہ ورسول سے جو کتب فقہیہ میں مصرح ہے اسپر قصوری
صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ ہرچند اسمیں بہت سی گفتگو
ہے مگر اسجگہہ اتنا ہی جواب بس کافی ہے کہ رد المحتار و
طحطاوی وغیرہما میں معتبرات کی سند سے تصریح کی ہے
کہ یہہ روایت تکفیر غیر صحیح ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم پر اشیاء عرض ہوتے ہیں اور آپ باعلام
الٰہی بعض غیب جانتے ہیں الخ اسکا جواب سنئے کہ
قصوری صاحب کا روایت تکفیر ناکح بشہادۃ اللہ و
رسولہ کو غیر صحیح کہنا غلط اور ناواقفیت کی دلیل ہے

كما سنبينه عنقريب لكن نثبته ههنا بقول القاري
حتى يظهر قصورهم المكذبين وتعصبهم في الدين
في الشفاء وشرحه للقاري وكانت معارفه صلى الله
عليه وسلم في نهاية لاتمام وغاية لانسام (الى قوله)
واطلعه عليه من علم ما كان في عالم الشهادة
وما يكون في عالم الغيب من السعادة والشقاوة
(الى قوله) لقوله تعالى وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله
عليك عظيما انتهى بقدر الحاجة وايضا قال القاري
عليه رحمة الباري في شرح القصيدة البردة تحت
قوله ؎ فان من جودك الدنيا وضرتها و
من علومك علم اللوح والقلم وكون علومهما من
علومه صلى الله عليه وسلم ان علومه تتنوع الى الكليات
والجزئيات وحقائق ودقائق وعوارف ومعارف
يتعلق بالذات والصفات وعلمهما يكون سطرا
من سطور علمه ونهرا من بحور علمه صلى الله عليه
وسلم انتهى وايضا قال القاري في المرقات تحت
حديث صلوا علي فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم
قال القاضي وذلك ان النفوس الزكية القدسية
اذا تجردت عن العلائق البدنية عرجت واتصلت
بالملأ الاعلى ولم يبق لها حجاب فترى الكل كالمشاهد
بنفسها او باخبار الملك لها وفيها سر يطلع عليه من
تيسر له انتهى وهكذا في رسالة انموذج للسيوطي وحجة الله
البالغة لشاه ولي الله الدهلوي وادعا ان معنى كم

جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا لیکن ہم یہاں علامہ قاری
کی ہی کلام سے ثابت کردکھاتے ہیں تاکہ مکذبین کا قصور فہم
اور تعصب ظاہر ہوجائے یہی علامہ قاری شرح شفا
میں لکھتے ہیں کہ آپکے معلومات بے نہایت اور لاغایت
تہی اور آپکو علم اسکا جو چیز ہوئی ہے اور ہوگی سعادت
وشقاوت سے سب کی اطلاع دیگئی ہے. بدلیل آیت
اور تعلیم کیا تجہکو جو تو نہیں جانتا تہا اور خدا کا فضل تجہپر بڑا
ہے اھ اور نیز یہی علامہ قاری شرح قصیدہ بردہ میں
لکھتے ہیں اسکو نیچے کہ آپکی بعض بخشش دنیا اور آخرت ہے
اور بعض علوم آپکے سے علم لوح وقلم ہے کہ علم لوح
وقلم کا آپکے علوم کا بعض اسوجہہ سے ہے کہ آپکے علوم کلیات
اور جزئیات اور حقائق ودقائق اور عوارف ومعارف
متعلق ذات وصفات کیطرف قسم پذیر ہیں اور علم لوح
وقلم کا آپکے علموں سے ایک سطر اور آپکے علموں کو دریاؤں
سے ایک نہر ہے اھ اور نیز یہی قاری مرقات میں حدیث
کہ تم مجہپر درود بہیجا کرو تمہارا درود مجہکو ضرور پہونچتا
جہاں سے تم بہیجوگے قاضی نے کہا ہے اور یہ سلیئے کہ پاک
نفس جب بدنی علائق سے خالی ہوکر اونچے جاتے
اور ملأ اعلے سے متصل ہوتے ہیں اور کوئی پردہ نہیں
رہتا ہے تو سب کو دیکہتے ہیں جیسا کوئی خود دیکہہ رہا ہے
یا فرشتہ کی خبر دینے سے انکو اور اسمیں بہید ہے مطلع ہوتا
ہے اسپر جسپر آسان ہو. اور ایسا ہی امام سیوطی کی رسالہ انموذج
اور شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ میں درج ہے اور یہ دعوی کہ

لا يصلح من متدين ذي علم سوى متبعي فضل
الرسول انتهى ما في الجواب التفصيلي بقوله الفقير
القصوري كان الله له وجه عدم صحة رواية تكفير
الناكح بشهادة الله ورسوله عليه السلام تصريح
الفقهاء بان الرسول يعلم بعض الغيب باعلام الله
سبحانه وايضًا قال في المجموعة الخانية ناقلًا
من فتاوى الحجة والصحيح انه لا يكفر لان اعمال الامة
تعرض على النبي صلى الله عليه وسلم انتهى فثبت منه
ان رواية التكفير غير صحيح وما قال ان هذه الرواية
قبلها المتقدمون والمتاخرون دعوى بلا
دليل وما نقل من القاري تصريح الحنفية بالتكفير
باعتقاد ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب
الخ فلا تعلق لذلك بهذه الرواية ولا خلاف في كفر
من يعتقد ان النبي عليه السلام يعلم الغيب بنفسه
دون اعلام الله تعالى لان قول القاري الا ما
اعلمهم الله تعالى احيانًا صريح في ان المراد اعتقاد
علم الغيب بنفسه وبالاستقلال على ان عبارة القاري
عليه رحمة الباري ثم اعلم ان الانبياء لم يعلموا المغيبات
في حق جميع الانبياء عمومًا وكلامنا في وسعة علم
سيد الانبياء خصوصًا واعتقادنا انه صلى الله عليه
صلى الله عليه وآله وعترته وسلم
وسلم اعطي علمًا ازاد من جميع المخلوقات فضلًا
عن ابليس شر البريات وهو العلم المعبر بعلم ما كان
وما يكون ولئن ثبت هذا بالقرآن والحديث وغيرهما

اپنے مدعا پر استدلال لانا سوا متبعان فضل رسول کے کسی دیندار
ذیعلم کا کام نہیں ہے۔ انتہے بلفظہ فقیر قصوری کان اللہ لہٗ
کہتا ہے کہ روایت تکفیر ناکح بشہادت خدا و رسول علیہ السلام
کی عدم صحت فقہا ہی کی تصریح سے ہے کہ رسول بعض غیب
جانتا ہے باعلام الٰہی اور نیز مجموعہ خانی میں فتاوی حجت
سے درج ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا ہے اسلیئے کہ
اعمال امت آپ پر عرض ہوتے ہیں اھ پس ثابت ہوا کہ
روایت تکفیر کی غیر صحیح اور یہ دعویٰ کہ اس روایت تکفیر کو
متقدمین اور متاخرین نے قبول کیا ہے بلا دلیل ہے اور ملا علی
قاری سے جو حنفیوں کی تصریح نقل کی ہے اسپر کہ معتقد علم غیب
نبی کافر ہے تو اسکو اس روایت سے کوئی تعلق نہیں اور بیشک
جو یہ اعتقاد کرے کہ نبی علیہ السلام خود بخود غیب جانتے
ہیں وہ کافر ہے اسلیئے کہ قاری کا یہ لکھنا مگر جو خدا انکو
کبھی معلوم کرا دے صریح ہے اسمیں کہ مراد علم غیب خود بخود اور
مستقل کی ہے۔ علاوہ ازیں یہ عبارت علامہ قاری
کی سب انبیا کے حق میں عمومًا ہے اور ہماری کلام آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم میں ہے خصوصًا اور
ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ آپ کو علم ساری مخلوقات سے زائد
دیا گیا ہے چہ جائیکہ شیطان مردود اور آپ کا
وہ علم جو ما کان و ما یکون سے
تعبیر کیا گیا ہے ہر چند اسکا
ثبوت قرآن و حدیث سے
ہے۔

فی فہم انحصار الاختصاص بالذاتی بل کون العلم
محیطًا وقدیمًا ایضا مختص بذاتہ سبحانہ وان کان
مدار الاختصاص بالذاتی فقط فیلاحظ فی الالوہیۃ
ایضًا والحال ان جمیع کفار العرب لم یعتقدوا آلھتہم
الٰھا بالذات وکفرہم منصوص بالقرآن وثانیًا
لایکفر مثبت علم الغیب لغیر اللہ تعالیٰ وتکفیر
معتقد علم الغیب لغیرہ تعالیٰ مصرح فی الکتب الفقہیۃ
ثم ان تاملنا یعلم ان العلم الذاتی الاستقلالی غیبًا
کان او شہادۃ مخصوص بہ تعالیٰ فتخصیص علم الغیب
الذاتی بہ تعالیٰ وعدم تخصیص العلم الشہودی بہ
سبحانہ من کمال ایمان القصوری انتہی یقول
الفقیر القصوری کان اللہ لہ قد علم سابقًا ان صاحب
البراہین مع الحواریین اذا بینوا امرًا بدلیل لم
یہتدوا الی سبیل بل یضلون عن الطریق السوی
لقصور فہمہم الغوی او التعصب القوی فلما قالوا
برأیہم فلاخفاء فی بطلان سعیہم ولیعلم ان الغیب
ما غاب عن ادراک الحواس الظاہرۃ والباطنۃ
حتی لا یعلم بالمشاہدۃ والوجدان ولا تدخل اسبابہ
وعلاماتہ فی العقل والفکر حتی یعلم بالبداہۃ و
الاستدلال وہذا الغیب غیب عند احد وشہادۃ
عند غیرہ فعالم الالوان غیب عند الاکمہ والاصوات
والنغمات والالحان شہادۃ عندہ ولذۃ الجماع
غیب عند العنین والجوع والعطش غیب عند الملائکۃ

اختصاص کچھ صرف ذاتی میں ہی منحصر نہیں بلکہ محیط
ہونا اور قدیم ہونا بھی مختص باریتعالے سی ہے اور اگر مدار
اختصاص کا صرف ذاتی ہونے پہ ہو تو اول تو الوہیت
میں بھی ملحوظ ہو حالانکہ تمام کفار عرب اپنی آلہ کو الٰہ
بالذات نہیں اعتقاد کرتے تھے اور انکا کفر بنص قرآنی
ثابت ہی دوسرے غیر خدا کیواسطے علم غیب کی مثبت
کی تکفیر جائز نہوتی حالانکہ کتب معتبرہ فقہیہ میں اسکی
تکفیر مصرح ہی اور اگر غور سے دیکھا جاوی تو مطلق علم
ذاتی استقلالی خواہ غیب یا شہادت مختص بذات
پاک حقتعالی ہی کا معلوم ہوتا ہے فقصوریصاحب علم
غیب ذاتی استقلالی کو مخصوص بذات باریتعالی اعتقاد
کرتے ہیں اور علم شہادت کو مخصوص بذات باری نہیں
کرتے ہیں یہ انکی کمال ایمانداری ہے اہ بلفظہ
فقیر کان اللہ لہ کہتا ہی کہ اوپر سی بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ صاحب
براہین مع حوارین جب کوئی مسئلہ دلیل کے ساتھ بیان کرتی
ہیں تب بھی بیراہ ہی جاتے ہیں اپنے قصور فہم یا تعصب
سے پس جب اپنی عقل سے کچھ کہینگے تو وہ بالکل
ہی باطل ہوگا جان لو کہ غیب نام ہے اُس چیز کا جو
حواس ظاہرہ وباطنہ سے غائب ہو تاکہ مشاہدہ اور
وجدان سی معلوم نہو سکے اور اسکے اسباب علامات بھی
عقل اور فکر میں نہ آویں تاکہ بداہت اور استدلال
سے معلوم ہو سکے اور یہ قسم غیب کا کسیکے نزدیک غیب ہی اور
کسی کی نزدیک ظاہر ہی پس اندھے کیواسطے رنگ غیب ہی اور آواز شہادت

[illegible]

بعض المتاخرين فى رواية تكفير الناكح على انه ان كان فى المسئلة وجوه قوية للتكفير ووجه ضعيف لعدمه فالرجحان لعدم التكفير كذب محض لانه ليس فى هذه الرواية وجه واحد يوجب التكفير فضلا عن الوجوه لانها مخالفة لقوله تعالى علم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول كما صرح بها من الفقهاء المعتبرين والحمد لله على تكذيبه المكذبين وما قال انا نتفق فى انه عليه السلام يعرض عليه الاشياء ويعلم بعض الغيب باعلامه لكن لا يثبت منه مطلق علم الغيب بالعلم المحيط فان اراد منه نفى علم الغيب المطلق والاحاطة بالاشياء كاحاطته تعالى فنحن ايضا قائلون بنفيه وان اراد نفى العلم المحيط بالارض له عليه السلام مع انه ثبت هذه الاحاطة للشيطان ويقوله انه ثابت بالنص والاول غير ثابت به كما نقل عنه فهو صريح الخسران وبديهى البطلان لان من اعطى علم ما يكون وما كان فكيف يكون ناقصا فى العلم من الشيطان وسيجئ ابطاله ... بما لا اعلان وعلى الله المستعان فى جميع الامور ... قال فى الجواب التفصيلى ان القصوى ... المولوى فضل الرسول ان علم الغيب المخصوص به تعالى هو العلم الذاتى والاستقلالى وهذا معنى الايات والاحاديث الدالة على انه لا يعلم الغيب الا الله قلت انهما غلطا

کہ بعض متاخرین نے جو روایت تکفیر ناکح بشہادۃ اللہ ورسولہ میں گفتگو کی ہے اسکی بنیاد اسپر ہے کہ جب ایک مسئلہ میں کئی وجوہ قوی تکفیر کی ہوں اور ایک وجہہ ضعیف عدم تکفیر کی ہو تو رجحان عدم تکفیر کو ہوگا محض کذب ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ میں تو کوئی ایک وجہہ بھی تکفیر کی نہیں ہے چہ جائیکہ بہت وجہہ تکفیر کی ہوں اسلیئے کہ یہہ مخالف ہے آیت کی کہ خدا غیب دان ہے اپنے غیب پر کسیکو مطلع نہیں کرتا مگر رسول پسندیدہ کو جیسا کہ معتبر فقہا کی اسپر تصریح ہوئی ہے اور یہہ جو کہا ہے کہ اسمیں ہم متفق ہیں کہ آپ پر اشیا عرض ہوتی ہیں اور آپ بعض غیب باعلام الٰہی جانتے ہیں۔ لیکن اس سے مطلق علم غیب محیط کا ثبوت نہیں ہوتا ہے۔ پس اگر اس سے مراد نفی علم غیب مطلق اور احاطہ اشیاء مانند علم و احاطہ باریتعالےٰ کی ہے تو ہم بھی اسکی نفی کے قائل ہیں اور اگر مراد یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو علم محیط زمین کا نہیں ہے اور یہہ احاطہ شیطان لعین کیواسطے نص سے ثابت ہے اور پہلا نص سے ثابت نہیں جیسا کہ جواب تفصیلی والونکا قول ہے تو یہہ بالکل باطل اور صریح جھوٹ ہے کیونکہ جنکو علم ماکان و مایکون کا دیا گیا ہو انکا علم شیطان کے علم سے کیونکر ناقص ہوگا اور قریب اسکا بخوبی رد مذکور ہوگا اور سب کاموں میں خدا ہی مددگار ہے اور اسپر توکل ہے۔ جواب تفصیلی میں ہے بعد اسکے مولوی قصوری تقصیہ مولوی فضل رسول کی مدعی ہوئے کہ علم غیب مخصوص

ہو بذات پاک باریتعالےٰ وہ علم ذاتی استقلالی ہے اور یہی معنے ہیں ان آیات و احادیث کے جنمیں سوا حقتعالےٰ کے غیب کی نفی مخصوص ہے میں کہتا ہوں یہہ دونو مولوی غلط سمجھے

فعلم من ذلك ان اختصاص علم الغيب الذاتي الا
ستقلالي به سبحانه يعلم من الآيات والتفا
والقائل به على الحق المنير ولما كان ذاته صلى الله عليه
وسلم حادثا غير قديم فكذالك صفاته فلا حاجة
الى اخراج العلم القديم من علمه عليه الصلوة والسلام
ومن اختص احاطة ما في الارض بل ما في السموات
ايضا به سبحانه ونفى ذلك عن الانبياء فقد خالف
القران والحديث قوله تعالى وكذلك نري ابراهيم
ملكوت السموات والارض وليكون من الموقنين
وقال عليه السلام فعلمت ما في السموات والارض كما
سيجيء ذكره مفصلا ولما كان وجوب الوجود والالوهية
مختصا به تعالى مطلقا فما الحاجة في تخصيصهما
بالذاتي وقياسه على العلم بالغيب قياس مع الفارق
كما مر وايضا في المدارك تحت اية ولكن الله يجتبي
من رسله من يشاء والاية حجة على الباطنية فانهم
يدعون ذلك العلم لامامهم فان لم يثبتوا النبوة له
صاروا مخالفين للنص حيث اثبتوا علم الغيب لغير
الرسول وان اثبتوا النبوة له صاروا مخالفين لنص
آخر وهو قوله وخاتم النبيين انتهى والكلام في تكفير
معتقد علم الغيب للنبي عليه السلام مر سابقا فتذكر
قال في الجواب التفصيلي واستيلائه عليه السلام على
بعض الغيب باعلامه تعالى كما جاء في كثير من الآيات
لقوله تعالى وما كان الله ليطلعكم الاية وعلمك ما لم تكن

پس اس سے معلوم ہوا کہ علم غیب ذاتی استقلالی ہی کا خدا کے
ساتھ مخصوص ہونا آیات قرآنی سے ثابت ہوتا ہے اور اسکا
قائل حق روشن پر ہے اور جب سرور عالم صلے اللہ علیہ
وسلم کی ذات اور صفات حادث ہیں قدیم نہیں تو علم
قدیم کو آپکے علم سے خارج کرنیکی کیا حاجت ہے اور جو
زمین بلکہ آسمان کی چیزوں کے احاطہ کو خدا پاک سے
مخصوص کرتا اور انبیا سے اسکی نفی کرتا ہے وہ قرآن
اور حدیث کی مخالف ہے قرآن مجید میں ہے اور اسیطرح ہم
دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی اور
تاکہ اسکو یقین آوے۔ اور صحیح حدیث ہے پس جان لیا میں نے
جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے جسکا مفصل ذکر عنقریب
آتا ہے اور جب وجوب وجود اور الوہیت بہر وجہ حق تعالی
کے ساتھ خاص ہے تو ان کو ذاتی سے مخصوص کرنا اور علم
غیب پر قیاس فرمانا قیاس مع الفارق ہے جیسا کہ
اوپر مذکور ہوا ہے اور نیز تفسیر مدارک میں آیت ولکن اللہ
یجتبی من رسلہ من یشاء کے نیچے لکھتے ہیں کہ یہ آیت فرقہ
باطنیہ پر حجت ہے کہ وہ اپنے امام کے لیے یہ علم ثابت کرتے
ہیں پس اگر امام کے لیئے نبوت ثابت نکریں تو نص کے مخالف
ہوکر غیر رسول کیواسطے علم غیب ثابت کرتے ہیں اور اگر
نبوت ثابت کریں تو آیت ختم نبوت کے مخالف ہوتے
ہیں اور مسئلہ تکفیر معتقد علم غیب نبی علیہ السلام میں اوپر کلام
ہو چکی ہے اسکو یاد کر لو۔ جواب تفصیلی میں ہے اور باعلام
باریتعالی بعض غیب پر مستولی ہونا سرور عالم صلعم کا جیسکو بہت

والجنة والنار شهادة وهذا القسم من الغيب يسمّى
اضافيًا والغيب بالنسبة عن جميع المخلوقات
غيب مطلق ومخصوص بذاته تعالى انتهى ما في
تفسير فتح العزيز مترجمًا بقدر الحاجة وسيجئ
ما بقي في موضعه وهكذا في التفاسير المبسوطة و
غيرها فعلم ان الغيب لقسمية لايختص به سبحانه
فقول اختصاص العلم بالشهادة بذاته تعالى مما
لا يقول به احد من ذوي العقول لان خاصة
الشئ ما يوجد فيه ولا يوجد في غيره ثم قال
العلامة النسفي تحت اية وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ
عَلَى الْغَيْبِ وما كان ليوتي احدا منكم علم الغيوب
فلا تتوهموا عند اخبار الرسول بنفاق الرجل
واخلاص الآخر انه يطلع على ما في القلوب باطلاع
الله تعالى فيخبر عن كفرها وايمانها وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي
مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ اي ولكن الله يرسل الرسول
فيوحي اليه ويخبره بان في الغيب كذا وان فلانا في
قلبه الاخلاص وفلانا في قلبه النفاق فيعلم ذلك من جهة اخبار الله
تعالى لا من جهة نفسه انتهى ما في المدارك وقال القاضي
البيضاوي تحتها وما كان الله ليطلعكم على الغيب
ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء وما كان ليؤتي
احدكم علم الغيب فيطلع على ما في القلوب من كفر
وايمان ولكن الله يجتبي لرسالته من يشاء فيوحي
اليه ويخبره ببعض المغيبات انتهى بقدر الحاجة

اور بہشت و دوزخ شہادت ہی اور اس غیب کو غیب اضافی
کہتے ہیں اور جو چیز سب مخلوقات کی بہ نسبت غیب ہی
وہ غیب مطلق اور مخصوص بذات باریتعالے ہی یہ
تفسیر فتح العزیز کی عبارت ضروریکا ترجمہ ہے اور باقی
بھی اپنے موقعہ پر مذکور ہوگا اور ایسا ہی دوسری تفسیروں میں
ہے اس سی معلوم ہوا کہ غیب کی بھی دونو قسم حقتعالے
سے خاص نہیں ہیں تو علم شہادت کو خداے پاک
سی مخصوص بنانا کسی دانشمند کا قول نہیں ہی اسلئے کہ
خاصہ نام ہے اسکا جو اپنے مخصوص میں موجود ہو
اور دوسری میں نہو پہر تفسیر مدارک میں آیت وما کان اللہ
لیطلعکم علی الغیب کے نیچے لکھتے ہیں اور ہر کسیکو تمسی غیب کے
علم نہیں دیے گئے۔ پس جب رسول کسیکے نفاق یا ایمان کی
خبر دے تو یہ وہم نکرنا کہ وہ خدا کیطرح دلونکی باتوں پر مطلع
ہے۔ پس انکے کفر اور ایمان سی خبر دیتا ہے ولکن اللہ یجتبی
من رسلہ من یشاء یعنی ولیکن خدا وحی کے ذریعہ سے
رسول کو خبر دار کرتا ہے کہ فلانے کو دلمیں نفاق ہی اور فلانے
کی دلمیں اخلاص ہی پس رسول اللہ تعالے کی خبر دار کرنے سی جانتا
ہے نہ خود بخود ۱ھ اور تفسیر بیضاوی میں ہے کہ ہر کوئی
تمہارا علم غیب نہیں دیا جاتا تاکہ دلوں کے ایمان اور
کفر سے مطلع ہو ولیکن حقتعالے اپنی رسالت کیواسطے
جسکو چاہتا ہے چن لیتا ہے پس اسکیطرف وحی کرتا ہی
اور غیبوں کے علم کی اسکو خبر دیتا
ہے ۱ھ۔

وهو التجر الحقائق والحسيني والمدارج فانا نؤمن بوسعة علمه ونعتقد به لكن ما فهم القصوري منها الاحاطة العلمية له عليه السلام فهو غلط ولو قطعنا النظر عن ذلك فقد كتب في التفسير الكبير تحت فاوحى الى عبده ما اوحى توجيهين احدهما الى محمد ما اوحى الى جبرئيل وثانيهما اوحى الى جبرئيل ما اوحى الى محمد فعلى هذا ما مصدرية انتهى ملخصا فيفهم القصوري منه حقيقة استدلاله وايضا كتب الامام الرازي تحت وعلمك ما لم تكن توجيهين احدهما ان يكون المراد ما يتعلق بالدين كما قال ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان وعلى هذا الوجه تقدير الآية انزل الله عليك الكتاب والحكمة واطلعك على اسرارهما واوقفك على حقائقهما مع انك ما كنت تدري قبل ذلك عالما بشيء منهما فكذلك يفعل بك في مستانف ايامك. الوجه الثاني ان يكون المراد وعلمك ما لم تكن تعلم من اخبار الاولين فكذلك يعلمك من حيل المنافقين ووجوه كيدهم ما تقدر به على الاحتراز عن وجوه كيدهم ومكرهم انتهى ملخصا لعل القصوري ما لاحظ التفسير الكبير من هذا الموقع والا لم يستدل بهذه الآية في مقابلتنا ولا لاحظ لكن ديانته ما اجازت له تركها وان سلم القصوري ان الابهام تفيد التعظيم في كل موضع فيلزمه ان يعتقد كل فرد بشر

اور بحر الحقائق سے بحوالہ تفسیر حسینی اور مدارج النبوۃ سے بیان کی بیشک حضرت فخر عالم کی وسعت علم پر ہم بھی ایمان و اعتقاد رکھتے ہیں لیکن اس سے قصوری صاحب کا احاطہ علمی سمجھنا غلطی ہے قطع نظر اس کے تفسیر کبیر میں زیر تفسیر فاوحی الی عبدہ ما اوحی دو توجیہیں لکھی ہیں ایک یہ کہ محمد کی طرف وحی کی جو جبرئیل کو وحی کی دوسری جبرئیل کی طرف وحی کی جو محمد کی طرف وحی کی اس پر ما مصدریہ ہوا یہ خلاصہ ہے تفسیر کبیر کا بس اس سے اپنے استدلال کی حقیقت سمجھ لیجیے اور آیت وعلمک ما لم تکن تعلم کی بھی امام رازی نے دو توجیہیں لکھی ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد وہ چیز متعلق دین کی ہے جیسا کہ فرمایا کہ تو نہیں جانتا تھا کہ کیا کتاب ہے اور نہ ایمان اور اس وجہ پر تقدیر آیت کی یہ ہے کہ خدا نے تجھ پر کتاب اور حکمت اتاری اور انکے اسرار پر تجھکو مطلع کیا۔ اور انکے حقائق پر تجھ کو واقف کیا باوجودیکہ تو پہلے دونوں کو کچھ نہیں جانتا تھا پس ایسا ہی آئندہ تجھسے معاملہ ہوگا دوسری وجہ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ تعلیم کیا تجھکو جو تو نہیں جانتا تھا پہلے لوگوں کی خبریں ایسا ہی تجھے تعلیم کردیگا منافقوں کے حیلے اور مکر جس سے تو انکے مکر اور حیلہ سے بچنے پر قادر ہو جائیگا یہ خلاصہ تفسیر کبیر کا ہے شاید اس موقع سے قصوری صاحب نے تفسیر کبیر کو ملاحظہ نہیں کیا ورنہ اس آیت کو ہمارے مقابلہ میں پیش نہ کرتے یا ملاحظہ کیا ہوگا مگر اسکی ترک کی دیانت نے اجازت نہ دی ہوگی اور اگر ابہام کو ہر جگہ مفید کثرت مانیں تو وعلم الانسان

وذلك من انباء الغيب الأية وتلك من انباء الغيب
عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الأية واثبت منها
القصوري ذلك فلا ننكره وهو عين عقيدتنا
لكن اثبات العلم المحيط المعتقد عليه القصوري منها
محال ونحن نحكم بان اثباته شرك انتهى بقول الفقير
القصوري كان الله له الاخفاء في ان مدعاء الفقير
ترديد قول صاحب البراهين بان وسعة علم الشيطان
واحاطته ثابتة بالنص ووسعة علمه عليه السلام
لاثبوت له من الدين واشراك بالرحمن كما هو منصوص
الاعتراض عند اهل العلم والايمان واظهرت قصور
فهمهم وتعصبهم من ذكر الحديث المحرف والمنسوخ
او غير المحمول على الحقيقة والرواية الفقهية الضعيفة
دليلين على قلة علم حبيب الرحمن وذكرت الأيات
الخمس لاثبات تعليم علم الغيب له صلى الله عليه وسلم
من الله المنان كما سلم المنكر الان واعتقادي
حسب اعتقاد اهل السنة ان علمه صلى الله عليه وسلم
وسيع عن علم جميع المخلوقات فما ظنك بمعلومات
مرجيم الجنان كما اقمت على ذلك دلائل من القرآن
واحاديث سيد الانس والجان وتكلم فيها صاحب
البراهين مع الحواريين ونرد ذلك ايضا بعون المستعان
ونبين معنى الاحاطة في موضعه بالاعلان قال في
الجواب التفصيلي وما بين القصوري لوسعة علمه عليه السلام
آية ما اوحى الى عبده ما اوحى وآية علمك ما لم تكن تعلم

اور ذلک من انباء الغیب الآیۃ اور تلک من انباء الغیب
اور عالم الغیب فلا یظہر الآیۃ قصوری صاحب حسب ارشاد
فرماتے ہیں ہمکو انکار نہیں ہمارا عین عقیدہ ہے لیکن
اسے علم محیط کا ثبوت جو معتقد علیہ قصوری صاحب
کا ہے اور جسکو ہم شرک کہتے ہیں محالات انتہےٰ بلفظہ
فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ یہ بات پوشیدہ نہیں
کہ فقیر کا مدعا صاحب براہین کے اس قول کی رد کہ
شیطان کی وسعت علم اور احاطہ نص سے ثابت ہے
اور آنحضرت علیہ السلام کی وسعت علم ثابت نہیں اور
وہ شرک ہے جیسا کہ اعتراض سے اہل علم پر روشن ہے
تردید ہے چنانچہ اسکا قصور فہم اور تعصب ظاہر کیا
کہ حدیث محرف اور منسوخ یا غیر محمول معنی حقیقی پر اور
روایت ضعیف ان دو دلیل سے آپکے علم کی قلت
ثابت کی ہے اور فقیر نے پانچ آیتیں ذکر کی ہیں جنسے
تعلیم الٰہی آپکے واسطے حصول علم غیب متحقق ہے
جسکو جواب تفصیلی والوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے اور فقیر
کا اعتقاد حسب اعتقاد اہلسنت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا علم تمام مخلوقات کے علم سے وسیع ہے چہ جائیکہ
علم شیطان مردود چنانچہ قرآن و حدیث سے اسکے دلائل
قائم کئے گئے ہیں اور صاحب براہین سے حواریین نے جن
دلائل پر اعتراض کئے ہیں انکا رد اور احاطہ کے معنے بھی
اپنے موقع پر مبین ہوتے ہیں جواب التفصیلی میں ہے
اسکے بعد وسعت علم فخر عالم صلعم کے آیت ما اوحی الی

قاولاخانوا فی العبارة المنقولة ما کان مخالفاً لزعمهم
من موضعین الاول ترکوا من آخر قوله من فی
مستانف ایامك (لا یقدر احد من المنافقین
علی اضلالك واز لالك) والثانی ترکوا ما کان
من کلامه نصًا علی سعة علمه صلی الله علیه وسلم
وهو قوله ثم قال وکان فضل الله علیك عظیماً
وهذا من اعظم الدلائل علی ان العلم اشرف الفضائل
والمناقب وذلك لان الله تعالیٰ ما اعطی الخلق
من العلم الا القلیل کما قال وما اوتیتم من العلم الا
قلیلاً ونصیب الشخص الواحد من علوم جمیع الخلق
یکون قلیلاً ثم انه سمّیٰ ذلك القلیل عظیماً حیث
قال وکان فضل الله علیك عظیما وسمی جمیع الدنیا
قلیلاً حیث قال قل متاع الدنیا قلیل وذلك یدل علی
غایة شرف العلم انتهی بلفظه فاعتبروا یا اولی الابصار
کیف اثبت الامام من هذه الآیة وسعة علم
سید الابرار بانه صلی الله علیه وسلم اعطی علوم
جمیع الخلق وهی وان کانت بالنسبة الی علمه سبحانه
قلیلا لکن فی حد ذاته سمی الله تعالیٰ عظیما فقول
المکذبین بانا نؤمن بوسعة علمه علیه السلام تقیة
من اعیان الریاسة الاسلامیة وترك ذکر ما یدل
علی سعته واختیار الوجوه الاخری فی تردید قول
من یقول بالوسعة لیس الا دأب المنافقین
فلما فرغنا من بیان وسعة علم عالم علوم الاولین

یہی اول عبارت منقولہ میں خیانت کرکے دو جگہ انکے زعم
کے مخالف کو چھوڑ دیا ہے پہلا آئندہ کے معاملہ کی ابدیہ
عبارت کہ (کوئی منافقوں سے آپکے گمراہ کرنے اور
لغزش دینے پر قادر نہوگا چھوڑ دی دوسری وہ عبارت
جو آپکے وسیع علم پر نص تھی وہ سب کی سب خورد
برد کر گئے اور وہ وکان فضل اللہ علیک عظیما کی آخر
سے یعنی اور یہہ بزرگ تر دلائل ہے کہ علم کے اشرف
فضائل اور مناقب ہونے پر بدیں وجہ کہ اللہ تعالے نے
مخلوق کو تھوڑا سا ہی علم دیا ہے جیسا کہ فرمایا کہ نہیں دیے
گئے تم علم سے مگر تھوڑا سا اور ایک شخص کو ساری مخلوق
کے علموں سے جو حصہ ملا تو وہ بھی تھوڑا ہی ہے پھر اس
تھوڑی کو اللہ تعالے نے بہت فرمایا آیت وکان فضل اللہ
علیک عظیما میں اور ساری دنیا کا نام بھی خدا نے تھوڑا
رکھا ہے جو فرمایا کہدی سامان دنیا تھوڑا ہے اور یہہ
بات علم کی نہایت درجہ کی فضیلت پر دلیل ہے یہہ ترجمہ
ہے عبارت تفسیر کبیر کا اب صاحبان انصاف غور
سے دیکھیں کہ امام رازی نے کیا عمدہ اس آیت سے اثبات
کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ساری مخلوقات
کا علم دیے گئے ہیں۔ ہرچند یہ علم بہ نسبت علم الٰہی کے
قلیل ہے۔ مگر اپنی ذات میں اسکو حقتعالے نے بزرگ بہت
تعبیر کیا ہے۔ پس مکذبین کا یہہ کہنا کہ بیشک فخر عالم کی
وسعت علم پر بھی ایمان و اعتقاد ہے) ارکان ریاست
اسلامیہ سے تقیہ ہے اور اس عبارت ایل وسعت علم کو چھوڑ دینا آنہ

[illegible]

عالم ماکان وما یکون بدلیل وعلم الانسان مالم یعلم
ثم لا یستحیی القصوری فی اثبات المعتقدات
من بحر الحقائق والحسینی والمدارج انتہی بقول
الفقیر القصوری کان اللہ لہ ان المکذبین بتوا
فی ھذا التحریر وکتبوا آیت فاوحی بلفظ ما اوحی و
اختصروا الصلوۃ فی موضع ثم ترکوھا فی مواضع
وخانوا فی النقل عن التفسیر الکبیر حسب العادۃ الجلیۃ
خیانۃ فاحشۃ واختاروا قاحشۃ ظاھرۃ بیانہ
انہم نقلوا فی قولہ تعالیٰ فاوحی الی عبدہ ما اوحی التوجیہین
الاخیرین وترکوا ما بینہ الامام فی الابتداء من التوجیہ
الوجیہ قال الامام الرازی الوجہ الثانی فی عبدہ
علی قولنا الموحی ھو اللہ انہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم معناہ
اوحی اللہ الی محمد ما اوحی الیہ للتفخیم وھذا
علی ما ذکرنا من التفسیر وردعلی ترتیب فی غایۃ الحسن
وذلک لان محمدًا صلے اللہ علیہ وسلم فی الاول
حصل فی الافق الاعلیٰ من مراتب الانسان ھو النبوۃ
ثم دنا من جبریل وھو فی مرتبۃ النبوۃ فصار رسولاً
فاستوی وتکامل ودنی من الامۃ باللطف وتدلی
الیہم بالقول الرفیق وجعل یتردد مرارًا بین امتہ
وربہ فاوحی اللہ الیہ من غیر واسطۃ جبریل انتہی
بلفظہ فانظر کیف حقق الامام العلم الوسیع لسید
الانام علیہ الصلوۃ والسلام واما ما نقل فی الآیۃ
الثانیۃ ای وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیمًا

مالم یعلم کی دلیل سے ہر ایک بشر کو عالم ماکان وما یکون
اعتقاد کریں ۔ اعتقادیات کے ثبوت میں بحر الحقائق و
تفسیر حسینی و مدارج کے ذکر سے قصوری صاحب کیوں
نہیں شرماتے انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ اس
تحریر میں صاحب سے آپ مع حواریں ایسے سراسیمہ ہوئے
کہ آیت فاوحی کو ما اوحی لکھدیا اور ایک جگہہ درود
ابعہ رت صلعم مختصر کرکے پہر کئی جگہہ بالکل چہوڑ دیا اور
حسب اپنی اصلی عادت کے تفسیر کبیر کی عبارت کی نقل
کرنے میں بھی خیانت فاحش کی کہ پچھلی دو توجیہیں نقل
کیں اور پہلی عمدہ توجیہہ ترک کر دی جسکو امام رازی لکھتے
ہیں کہ دوسری وجہ عبدہ میں ہمارے قول پر کہ وحی
کرنیوالا حقتعالیٰ ہے اور بندہ محمد ہیں صلے اللہ علیہ وسلم
معنے یہہ ہوئے کہ خدا نے وحی کی محمد کیطرف جو وحی کرنی
تھی اسکو بزرگی اور تعظیم کیواسطے مبہم رکھا اور یہہ وجہہ
تفسیر کی نہایت حسن ترتیب پر واقع ہوئی ہے بدینوجہہ
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابتدا میں مراتب
انسان کے اعلے مراتب میں حاصل ہوئی اور وہ
نبوت ہے پہر مرتبہ نبوت میں آپ جبرئیل کی قریب ہوئی
اور رسول بنے پس برابر اور کامل ہوئی اور لطف
سے امت کی نزدیک ہوکر ان سے ملائم باتیں کیں اور امت
اور رب کی درمیان آمد ورفت شروع فرمائی پس خدا
نے آپکی طرف بلا واسطہ جبرئیل وحی کی جو وحی کرنی تھی یہہ
ترجمہ ہے عبارت تفسیر کبیر کا اب ملاحظہ کرو کہ امام رازی نے

[illegible]

المنافقين وكيدهم مالم تكن تعلم وكان فضل الله
عليك عظيما يعنے ولم يزل فضل الله عليك
يا محمد عظيما انتهى قال في المدارك وعلمك
مالم تكن تعلم من امور الدين والشرائع او من خفيات
الامور وضمائر القلوب وكان فضل الله عليك
عظيما فيما علمك وانعم عليك انتهى قال في
الجلالين وعلمك مالم تكن تعلم من الاحكام والغيب
وكان فضل الله عليك عظيما بذلك وغيره
انتهى وقال الامام الزاهدي في تفسيره فاوحى الى
عبده ما اوحى اى تكلم مع عبده ما تكلم بگفت با بنده
خود آنچه گفت از ابتدا تا انتها همه انبيا و رسل با همه خلائق
عاجز آيند از دانستن تفسير اين ما خدا وند عز و جل
و رسول وى صلى الله عليه وسلم انتهى وفى تفسير روح
البيان وكذا صار علمه محيطا بجميع المعلومات الغيبية
الملكوتية كما جاء في حديث اختصام الملائكة انه قال
فوضع كفه على كتفى فوجدت بردها بين ثديى فعلمت
علم الاولين والآخرين وفى رواية علم ما كان وما
سيكون انتهى من الجلد السادس صفحه ۲۴۲ مطبوعه
المصر وقال المحدث الدهلوى في مدارج النبوة
و آنچه کشف کرده شد بر وى صلى الله عليه وسلم از جبروت
و لاهوت و مشاهده کرد از عجایب ملکوت که محیط نمی
تواند شد بآن عبارات و طاقت ندارد تحمل سماع ادنی
آن فهوم و عقول لهذا اشارت برمز و ایما و کنایت

دی اور منافقوں کی چال اور مکر جو کچھ معلوم نہتھی تعلیم کردی
اور خدا کا فضل آپ پر بزرگ ہی یعنی ہمیشہ سی یا رسول اللہ
آپ پر خدا کی فضل عظیم ہے اہ اور تفسیر مدارک میں ہی
اور تعلیم کی آپ کو جو معلوم نتہا امور دین اور شرایع یا
پوشیدہ کاموں اور دلوں کی بہید و نسے اور خدا کا فضل
آپ پر بزرگ ہی جو کچھ آپ کو تعلیم کیا اور جو آپ پر نعمت
دی اہ اور جلالین میں ہی اور تعلیم کیا جو آپ کو معلوم
نتہا احکام اور علم غیب سی اور خدا کا فضل آپ پر بزرگ
ہی اس تعلیم وغیرہ سے اہ اور تفسیر زاہدی میں ہی کہ آیت
فاوحى الى عبده ما اوحى کے معنے یہہ ہیں کہ خدا نے
اپنے بندہ سے کلام کی جو کلام کرنی تھی اول سی آخر
تک سارے نبی اور رسول اور تمام مخلوقات اسکے جاننے
سے عاجز ہیں خدا تعالے جانتا ہے یا اسکا رسول مقبول
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اہ اور تفسیر روح البیان میں ہی کہ آپکا
علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کو محیط ہوگیا جیسا کہ حدیث
بحث ملائکہ میں آیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ حقتعالے نے اپنا
کف میری شانوں پر رکہا پس اسکی سردی میری سینہ تک
پہونچی پس جان لیا مینے علم اولین و آخرین کا اور ایک
روایت میں ہی علم اس چیز کا جو ہوئی اور وہ چیز جو ہوگی
اور یہہ چہٹی جلد مطبوعہ مصر کی ۲۴۲ صفحہ میں ہی۔ اور محدث
دہلوی مدارج النبوۃ میں لکہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر
جو کچھ جبروت اور لاہوت سے کشف کیا گیا اور عجائب
ملکوت سی آپنے مشاہدہ فرمایا جو بیان نہیں کیا جا سکتا
اور اسکے ادنے حصہ کے سننے کا تحمل عقل اور فہم میں نہیں ہے اسلیئے رمز اور اشارہ اور کنایت

والآخرين بسند الائمة لرغم انف المكذبين
فلنذكر شيئا من التفاسير المعتبرة الاخرى
لتفرح به قلوب الموحدين الموقنين في التفسير
النيسابوري قوله تعالى فاوحى الى عبده ما اوحى
وفيه تفخيم لشان الوحي فقيل اوحى الله الصلوة
وقيل اوحى اليه ان الجنة محرمة على الانبياء حتى
تدخلها وعلى الامم حتى يدخلها امتك والظاهر انها
اسرار وحقائق ومعارف لا يعلمها الا الله ورسوله
وكان فضل الله عليك عظيما فيه دليل ظاهر على
شرف العلم حيث سماه عظيما وسمى متاع الدنيا باسرها
قليلا انتهى في مدارك التنزيل فاوحى الى عبده ما
اوحى تفخيم للوحي الذي اوحى اليه الخ وفي الجلالين
فاوحى الى عبده ما اوحى ولم يذكر الموحى تفخيما لشانه
انتهى وفي حاشية الجمل على الجلالين والاكثر على
ان المعنى فاوحى الله تعالى الى عبده محمد ما اوحى اه كرخي
قوله تفخيما لشانه اي واشارة الى عمومه وهو
جميع احكام الشريعة اه خطيب وفي القرطبي ثم
قيل هذا الوحي هل هو مبهم لا نطلع عليه وتعبدنا
بالايمان له على الجملة او هو معلوم مفسر قولان
الخ انتهى قال في الخازن وعلمك ما لم تكن تعلم
يعني من احكام الشرع وامور الدين وقيل علمك من علم الغيب
ما لم تكن تعلم وقيل معناه وعلمك من خفيات الامور
واطلعك على ضمائر القلوب وعلمك من احوال

جیسا امام رازی کی بیان سے مکذبین کی نگونساری کے طور پر
وسعت علم سرور عالم صلی اللہ کا ذکر ہو چکا ہے تو اب اہل ایمان
کی خوشی کی غرض سے کچھہ تہوڑا سا دوسری تفسیروں سے
بھی مذکور ہوتا ہے تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے آیت
فاوحی الی عبدہ ما اوحی اسمیں عظمت شان وحی کا بیان
ہے ایک قول ہے کہ نماز کی وحی تھی بعضے کہتے ہیں کہ یہ
بات وحی تھی کہ بہشت نبیوں پر حرام ہے جبتک آپ انمیں
داخل نہوں اور امتوں پر بھی جبتک آپکی امت داخل
ہو۔ اور ظاہر یہ ہے کہ وحی بہید اور حقیقتیں اور معارف
تہیں جنکو سوا خدا اور اسکے رسول کے کوئی نہیں
جانتا اور آیت وکان فضل اللہ علیک عظیما میں ظاہر دلیل ہے
علم کی شرافت پر کہ خدا نے اسکو بزرگ فرمایا اور ساری دنیا
کو قلیل یعنی تہوڑا سا نام رکہا یہ تفسیر نیشاپوری کا ترجمہ ہے
اور تفسیر مدارک میں ہے کہ آیت فاوحی الی عبدہ ما اوحی
میں عظمت شان وحی کا بیان ہے جو آپکی طرف ہوئی تھی
اور تفسیر جلالین میں ہے کہ آیت فاوحی الی عبدہ ما اوحی
میں وحی کا ذکر نکیا اسکی عظمت شان کیواسطے اہ
حاشیہ جمل میں ہے کہ اکثر مفسرین اسپر ہیں کہ معنے آیت کے یہہ ہیں
وحی کی حقتعالی نے اپنے بندے محمد علیہ السلام کیطرف جو وحی کرنی تھی اہ کرخی
اور عظمت شان سے عموم وحی کی طرف اشارہ ہے اور وہ
تمام شرع کے احکام تھے اہ خطیب اور تفسیر قرطبی میں ہے کہ
کہ ایک قول ہے کہ یہہ وحی مبہم تھی جسپر ہم مطلع نہیں اور تمام
پر ہمارا ایمان ہے یا وہ وحی معلوم تفسیر کی گئی تھی دو قول ہیں الخ

مالم تكن تعلم من خفيات الامور و من امور الدين
والاحكام انتهى قوله وعلمك مالم تكن تعلم قيل هذه الاية
ابلغ من قوله في سورة اخرى مالم يعلم لان معناها
مالم يكن فيك قابلية لعلمه ولذا فسره بما ذكروا
قدم تحقيقه انتهى ما في شهاب حاشية البيضاوي
ثم الاستبعاد في اثبات المعتقدات من مجمع
الحقائق والمدارج والحسيني وان كان مستبعدا
لكنه باطل بالكلية لظهور تحقق عقيدة وسعة علمه عليه الصلوة والسلام
البريات من جميع المخلوقات بنقل التفسير الكبير
الذي هو من عمدة معتمدات المكذبين وغيره من
تصريحات المفسرين والمحدثين والحمد لله رب العلمين
قال في الجواب التفصيلي ثم استدل القصوري
بالاحاديث وقبل جوابها نبين ان الدلائل القطعية
من الكتاب والسنة والاجماع ناطقة بان علم
الغيب مختص بالباري تعالى كما اوضحنا سابقا
وقال صاحب التفسير النيسابوري ثم امر نبيه باظهار
ذل العبودية حتى لا ينسب اليه نقص ولا يعاب
من قبل عدم علم الغيب فقال قل لا املك لنفسي
نفعا و لا ضرا الا ماشاء الله وفيه ان قدرته قاصرة
وعلمه قليل وكل من كان عبدا كان كذلك والقدرة
الكاملة والعلم المحيط ليس الا لله تعالى انتهى فلا يقبل
قول احد مخالف لهذا القول والحجة المعارضة له اما
مؤول ومصروف عن الظاهر والامر في دلائل الامور التي

مالم تكن تعلم میں بہت عمدہ بیان ہے آیت مالم یعلم سے
اسلیئے کہ معنے مالم تکن تعلم کے یہہ ہیں کہ تجھی تعلیم کی وہ
باتیں جنکے جاننے کی تجھہ میں قابلیت نتھی اسواسطے
اسکی تفسیر میں تعظیم مذکور ہوئی ہے جسکی تحقیق گذرچکی
ہے اہ پہر مکذبین کا یہہ استبعاد کہ مجمع الحقائق وحسینی
ومدارج النبوۃ سے عقائد کا اثبات ہو رہا ہے گو عقل سے
بعید ہے تاہم بالکل باطل ہے کیونکہ جمیع مخلوقات سے
آپکی وسعت علم کا عقیدہ تفسیر کبیر سے جو مکذبین کی
عمدہ معتمدات سے ہے اور نیز دوسری تصریحات مفسرین
ومحدثین سے بہی ثابت کیا گیا ہے جبہر خدا کے لیئے حمد ہے
جواب تفصیلی میں ہے اسکے بعد قصوری صاحب نے احادیث
سے استدلال کیا انکے جواب سے پہلے اسقدر جاننا ضروری
ہے کہ حسب دلائل قطعیہ کتاب وسنت واجماع علما سے
مختص ہونا علم غیب کا بجناب باریتعالے ثابت ہوچکا
جو سابق میں واضح ہے اور صاحب تفسیر نیشاپوری لکہتے
ہیں کہ حقتعالے نے اپنے نبی کو ذل عبودیت کی ظاہر
کرنیکا امر فرمایا ہے تاکہ آپکی طرف نقص منسوب نہو
اور علم غیب کی نہونیسے آپ کو بٹہ نہ لگے پس فرمایا کہدو
کہ میں اپنے نفس کے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں مگر
جتنا خدا چاہے اسسے معلوم ہوا کہ آپ کی قدرت قاصر
اور علم قلیل ہے اور جو بندہ ہے وہ ایسا ہی ہوتا ہے اور
کامل قدرت اور محیط علم خدا کے واسطے ہی ہے اہ تو اسکے
مخالف کسیکا قول قابل قبول نہوگا اور حجت اسکے معارض کی

دال بر تعظیم بقول خود فاوحی الی عبدہ ما اوحی انتہی فتحقق من القران والتفاسیر کثرۃ علمہ صلی اللہ علیہ وسلم من جمیع المخلوقات وثبت ان انکار المکذبین واہ وخرافات وما زعموا بان فی تسلیم العلم المحیط بما فی السموات والارض لہ صلی اللہ علیہ وسلم یلزم الاشتراک باللہ تعالی ولا شرک فی تسلیم الاحاطۃ للشیطان لیس ذلک الا العناد بحبیب الرحمن واجھالہ من علوم العلیم المنان فی حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی تحت قولہ تعالی واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون ناقلا عن الطیبی لان معلوماتہ تعالی لا نہایۃ لہا وغیب السموات والارض وما یبدونہ وما یکتمونہ قطرۃ منہا انتہی ثم الزام تسلیم ان الابہام فی کل موضع یفید التعظیم ویشکل علیہ ان کل بشر عالم ما کان وما یکون بدلیل علم الانسان ما لم یعلم جنون وہذیان لوجہین الاول ان الکلام فی اثبات وسعۃ علم سید البریات علیہ الصلوات وہی ثابتۃ من ہذہ الآیۃ علی رغم المنکرین ایضا لما فی تفسیر الامام ابی منصور الماتریدی ثم قولہ علم الانسان ما لم یعلم یحتمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقولہ وعلمک ما لم تکن تعلم وکقولہ ما کنت تعلمہا انت ولا قومک من قبل ہذا الخ انتہی الثانی انہ لا قائل بان الابہام فی جمیع المواضع یفید التعظیم والتفخیم فالحکم بان الابہام فی الآیتین لیس للتعظیم غیر صحیح وتخبط قبیح قال البیضاوی علمک

جو دلیل تعظیم کی ہے بیان فرمایا کہ فاوحی الی عبدہ ما اوحی اہ پس قرآن مجید اور معتبر تفسیروں سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت علم بہ نسبت جمیع مخلوقات کے متحقق ہوا اور پایہ ثبوت کو پہونچا کہ مکذبین کا انکار واہی اور خرافات ہے۔ اور یہ انکا خام خیال کہ فخر عالم علیہ السلام کو علم محیط زمین کے تسلیم کرنے سے شرک لازم آتا ہے اور شیطان لعین کو علم محیط کے ماننے سے کوئی شرک کا خوف نہیں ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عناد نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اللہ تعالی کے علموں سے بھی جہالت ہے بیضاوی کے حاشیہ شہاب میں آیت واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون کے نیچے طیبی سے نقل کر کے لکھا ہے کہ اللہ تعالی کے معلومات بے نہایت یعنی وراء الوریٰ ہیں اور آسمانوں اور زمینوں کی غیب اور جو چیز فرشتے ظاہر کرتے اور چھپاتے ہیں خدا کے علموں سے ایک قطرہ ہے اہ پھر مکذبین کا یہ بیہودہ کہ اب ہر جگہ ابہام کو مفید تعظیم ماننے سے ہر شخص کو عالم ما کان وما یکون ماننا لازم آجائیگا بدلیل آیت علم الانسان ما لم یعلم کے) یہ ہذیان اور جنون ہے دو وجہ سے پہلے وجہ یہ ہے کہ گفتگو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم میں ہے اور یہ اس آیت سے بھی ثابت ہے جس سے منکرین کی کمال ہی نگونساری ہوگی۔ اسلئے کہ امام ابو منصور ماتریدی کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ آیت علم الانسان ما لم یعلم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہو سکتے ہیں بدلیل آیت وعلمک ما لم تکن تعلم اور آیت ما کنت تعلمہا انت ولا قومک من قبل ہذا الخ

هذان المقامان ولكن لا يظهرهما واختلف المفسرون
في فائدة نفي هذه الامور فقيل المراد اظهار التواضع
والخضوع لله تعالى والاعتراف بعبوديته حتى لا يعتقد
فيه مثل اعتقاد اليهود والنصارى في المسيح على نبينا
وعليه السلام وقيل المقصود ابداء العجز والضعف
وانه لا يستقل بالمعجزة التي كانوا يقترحونها كقولهم
لن نؤمن لك حتى تفجر لنا ينبوعا الى قوله هل كنت الا
بشرا رسولا وقيل لا ادعى سوى النبوة والرسالة ولا
ادعى الالهية ولا الملكية انتهى قال في حاشية الجمل
على الجلالين وانما نفى عن نفسه الشريفة هذه الاشياء
تواضعا لله تعالى واعترافا له بالعبودية وان لا يقترحوا
عليه الايات العظام ان اتبع الا ما يوحى الي يعني ما
اخبركم الا بوحي من الله انزله علي انتهى ثم قال فان قلت
قد اخبر صلى الله عليه وسلم عن المغيبات وقد جاءت
احاديث في الصحيح بذلك وهو من اعظم معجزاته صلى الله
عليه وسلم فكيف الجمع بينه وبين قوله ولو كنت اعلم
الغيب لاستكثرت من الخير قلت يحتمل ان يكون قاله
على سبيل التواضع والادب والمعنى لا اعلم الغيب
الا ان يطلعني الله عليه ويقدره لي ويحتمل ان يكون قال
ذلك قبل ان يطلعه الله عز وجل على علم الغيب فلما اطلعه الله
اخبر به كما قال فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى
من رسول او يكون خرج هذا الكلام مخرج الجواب
عن سوالهم ثم بعد ذلك اظهره الله تعالى على اشياء من المغيبات

ولیکن آپ انکو ظاہر نکریں اور ان کاموں کی نفی کرنیکی
فائدہ میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔ بعضوں نے
کہا کہ مراد اظہار تواضع اور خضوع خدا کیلئے ہے اور
اپنی عبودیت کا اقرار تاکہ آپکی حق میں کوئی ایسا اعتقاد
نکرے جیسا کہ یہود و نصاری نے حضرت مسیح علی نبینا و
علیہ السلام کی بارہ میں اعتقاد کیا تہا اور بعضوں نے کہا ہے
کہ مقصود اپنی عاجزی اور ضعف سے خبر دینی ہے اور یہہ کہ
اپنے آپ معجزہ نہیں دکہا سکتے جو کافر آپسے مانگتے ہیں جیسا
کہ انکا یہہ قول کہ ہم ہرگز تجہپر ایمان نلاوینگے تاکہ تو ہمارے
لیئے چشمہ جاری نکرے الی قولہ میں نہیں ہوں مگر آدمی
رسول اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہہ ہے کہ میں نبوت اور
رسالت کے سوا کسی چیز کا مدعی نہیں ہوں۔ اور خدائی دعوے
اور فرشتہ ہونیکا دعوے نہیں کرتا یہہ تفسیر نیشاپوری
کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ جلالین کی حاشیہ جمل میں ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی نفس شریف سے ان چیزوں کی نفی
فرمائی ہے تو یہہ حقتعالے سے تواضع ہے اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے
اور اسلیئے کہ کافر آپسے معجزات مقترحہ طلب نکریں جو مجہپر وحی ہوتی
ہے میں اسکا تابع ہوں یعنی خدا کیطرف سے جو مجہپر وحی ہوتی ہے
اسکی خبر دیتا ہوں الخ پہر جمل میں لکہا ہے اگر تو کہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بہت سی خبریں غیب کی دی ہیں اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور
وہ آپکے بڑے معجزات سے ہے تو اسمیں اور آپکی نفی علم غیب قرآنی میں جمع و
تطبیق کیونکر ہو میں کہتا ہوں (یعنی جواب یہہ ہے) کہ یہہ نفی آپنے بطریق
تواضع اور ادب کی کی ہے اور معنی آیت کی یہہ ہیں کہ میں خود غیب نہیں جانتا

علمها الله نبيه سيما ما كان متعلقا بالمبدء والمعاد
والاحكام والتشريعات فلا انكار لمسلم منذ لك
لكن العلوم التي اختصها الله تعالى لذاته ويدخل
فيها مفاتيح الغيب التي صرحت عائشة رضى الله
عنها بان من قال ان محمدا صلى الله عليه وسلم يعلم من
ذلك شيئا فقد افترى على الله افتراء عظيما فلا شك
فى ان هذه العلوم مختصة به تعالى فاثبات شئ
منها لغير الله مخالفة تامة بالكتاب والسنة واجماع
الامة يقول الفقير القصوري كان الله له ان المراد
من قول صاحب التفسير النيسابوري ولا ايعاب
من قبل عدم علم الغيب هو عدم علم الغيب بالاستقلال
كما قال هو النيسابورى تحت اية قل لا اقول لكم
عندى خزائن الله ولا اعلم الغيب الاية ثم امر نبيه
صلى الله عليه وسلم ان ينفى من نفسه امورا ثلثة فقال
قل لا اقول لكم عندى خزائن الله وهى جمع خزانة المكان
الذى يخزن فيه الشئ وتخزن الشئ اخزنه بحيث لا
تناله الايدى ولا اعلم الغيب قال فى الكشاف محله
النصب عطفا على محل قوله عندى خزائن الله لانه
من جملة المقول اى لا اقول لكم ذاك ولا هذا قلت
ويحتمل ان يكون عطفا على لا اقول اى قل لا اعلم الغيب
فيكون فيه دلالة على ان الغيب بالاستقلال لا
يعلمه الا الله بخلاف كون خزائن الله عنده وكونه
ملكا فان النبى صلى الله عليه وسلم يحتمل ان يكون له

ہاں جن امور کا علم حقتعالے نے فخر عالم صلعم کو عطا فرمایا
(بیہ اختصاص بری سعادت ہے)
علے الخصوص جو متعلق مبدء و معاد و احکام و تشریحات
کے ہے اسکا کسی مسلم کو انکار نہیں ہو سکتا لیکن جن علوم کو
خدا نے اپنے واسطے خاص کر رکہا ہے جنمیں مفاتیح غیب
داخل ہیں جنکی نسبت حضرت عائشہ نے صراحۃً فرمایا ہے
کہ جو کہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم انمیں سے کیکو جانتے تھے
تو اُسنے خدا تعالے پر بہت بڑا بہتان و افترا کیا البتہ وہ
مخصوص بذات پاک باریتعالے ہے اسکا اثبات دوسرے کیلئے
لیے سراسر خلاف کتاب و سنت و اجماع امت ہوگا
بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ صاحب تفسیر نیشاپوری
کی مراد نفی علم غیب سے علم غیب استقلالی کی نفی ہے
جیسا کہ وہی صاحب تفسیر نیشاپوری آیت قل لا اقول
لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب الایۃ کے نیچے
لکھتے ہیں کہ پہر باریتعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو حکم کیا
کہ اپنی ذات سے تین کام کی نفی کر دیں اور کہیں کہ میں
نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں جمع خزانہ وہ
مکان جسمیں کچھہ چہپا رکہتے ہیں کہتے ہیں چہپا رکہا چیز کو
اسوجہ سے کہ اسکو ہاتھہ نہیں پہونچتا ہے اور میں غیب نہیں
جانتا صاحب کشاف نے کہا ہے کہ یہہ محل نصب میں
ہے عطف ہے محل عندی خزائن اللہ پر کہ وہ جملہ مقولہ قول
سے ہے یعنی میں نہ وہ کہتا نہ یہہ کہتا ہوں میں کہتا ہوں
کہ لا اقول پر عطف کا بھی احتمال ہے یعنی کہدو کہ میں
غیب نہیں جانتا اسمیں دلالت ہے اسپر کہ غیب بالاستقلال خدا

وقال الامام ابو منصور الماتريدي رحمه الله تعالى
في تفسيره المشهور بتاويلات ابي منصور ان الله عنده
علم الساعة الاية ذكر في بعض الاخبار عن عبد الله بن
عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم مفاتيح الغيب خمس لا يعلمها الا الله (ثم بعد
ذكر الاحاديث قال) فان ثبت هذا فهو ما ذكرو
الاخبار ان يقال انه يعلم بعض هذه الاشياء من
نحو ما يعلم المنجم ذلك بالحساب وباعلام الله يخرج
ذلك على الصدق مما اخبروا الاترى ان ابراهيم على
نبينا وعليه السلام قال اني سقيم لما نظر في النجوم
اي سأسقم وروي ان ابا بكر رضي الله عنه قال اني
القي الي ان ذا بطن خارجة جارية وكان كما ذكر ويحتمل
ان يكون ابو بكر رضي الله عنه يعلم ذلك لما القي اليه
ورسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم ذلك الا في حق
الساعة فانه لا يطلع عليها احدا الا ان يقال بان
رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يؤذن له بالتكلم
ولا القول في شيء الا من جهة الوحي من السماء انتهى من
عينه الموجود في دار الكتب بمكة المحمية وقال في تفسير
روح البيان تحت اية مفاتيح الغيب اعلم ان الغيب
مختص بالله تعالى وما روي عن الانبياء والاولياء
من الاخبار عن الغيوب فبتعليم الله تعالى اما بطريق
الوحي او بطريق الالهام والكشف فلا ينافي في ذلك
اختصاص علم الغيب مما لا يطلع عليه الا الانبياء

اور امام ابو منصور ماتریدی کی تفسیر میں جو بنام تاویلات
ابی منصور مشہور ہے لکھا ہے آیت کہ خدا کے نزدیک
علم قیامت کا ہے بعضے حدیثوں میں عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مفاتیح غیب پانچ چیزیں ہیں انکو خدا کے
سوا کوئی نہیں جانتا ہے (پھر اور حدیثیں ذکر کرکے کہا)
کہ اگر یہہ حدیثیں ثابت ہیں تو مراد ان سے یہہ ہے کہ انکی حقیقت
پر کسیکو خود بخود وقوف نہیں ہے۔ ورنہ جائز ہے کہ کہا جائے
کہ بعض یہہ چیزیں معلوم ہوتی ہیں جیسے کہ نجومی حساب سے
معلوم کرلیتا ہے اور خدا کے معلوم کرانے سے سچی خبریں
ظاہر ہوتی ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا
و علیہ السلام نے تاروں کو دیکھکر اپنے بیمار ہونیکی خبر
دیدی تھی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ مجھے
القا ہوا ہے کہ خارجہ کے پیٹ میں لڑکی ہے تو لڑکی ہی ہوئی
تھی اور یہہ بات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے القا سے
معلوم فرمائی تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اسکا علم
تھا مگر علم وقت قیامت کہ اسپر کوئی مطلع نہیں ہے۔ مگر
یوں کہا جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسمیں کلام کرنیکا
اذن نتھا اور نہ کسی شی میں کہنے کا مگر آسمان کی وحی سے یہہ
ترجمہ ہے عبارت تاویلات امام ابو منصور کا جو کتب خانہ مکہ معظمہ
میں قلمی موجود ہے اور تفسیر روح البیان میں آیت مفاتیح الغیب
کے نیچے لکھا ہے کہ معلوم ہوا کہ علم غیب حق تعالے
سے خاص ہے

فاخبر عنها ليكون ذلك معجزة له ودلالة على صحة نبوته
صلى الله عليه وسلم اه خازن انتهى من الجمل العينية قال
في تفسير روح البيان تحت آية قل لا اقول لكم عندي
خزائن الله ولا اعلم الغيب الآية والاشارة ان الله
تعالى امر نبيه عليه السلام ان يكلم الكفار على قدر عقولهم
(الى قوله) ولا اعلم الغيب فانه صلى الله عليه وسلم كان
يخبر عما مضى وعما سيكون باعلام الحق وقد قال عليه السلام
ليلة المعراج قطرت في حلقي قطرة علمت ما كان وما سيكون
فمن قال ان نبي الله عليه السلام لا يعلم الغيب فقد اخطأ
فيما اصاب انتهى فثبت منه انه صلى الله عليه وسلم
يعلم الغيب باعلامه تعالى والنفي على الاطلاق للتواضع
ولرفع اعتقاد الالوهية من نفسه عليه السلام فلا
تناقض بين الآيات النافية لعلم الغيب وبين الآيات
والاحاديث الصحيحة المثبتة له ولا شائبة من
الشرك كما زعمه الوهابيون وايضا المراد من نفي
علم مفاتيح الغيب له صلى الله عليه وسلم هو العلم الاستقلالي
وقد قال الله تعالى في آخر تلك الآية ان الله عليم خبير
قال القاري في المرقات شرح المشكوة خبيرا بها انها
كما انه عالم بظاهرها ومعناه مخبر بعضها من شاء تعالى
لبعض عباده المخصوصين وقد اخبر في مواضع كثيرة
ان علم الساعة مما استأثره الله تعالى به انتهى وقد
سبق ان مذهب البعض انه عليه السلام قد اوتي
علم الساعة وامر بكتمانه كما في الخصائص الكبرى للسيوطي

تب آپ نے انکی خبریں دیں تاکہ وہ آپکا معجزہ اور صدق
نبوت کی دلیل ہو اہ خازن یہ حاشیہ جمل کی عبارت کا
ترجمہ ہے۔ اور آیت قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا
اعلم الغیب الآیۃ کے نیچے تفسیر روح البیان میں لکھا ہے
کہ حق تعالی نے اپنے رسول علیہ السلام کو فرمایا کہ کافروں سے
انکی عقل کے موافق باتیں کریں (الی قولہ) اور میں خود
بخود غیب نہیں جانتا کیونکہ آپ اللہ تعالی کے اعلام سے
ماضی اور آئندہ کی خبر دیتے تھے اور شب معراج کے واقعے میں
واقعی آپ نے فرمایا ہے کہ میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکا کہ
جس سے جو ہوا اور جو ہوئےگا سب معلوم کر لیا پس
جو کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں
جانتے بیشک وہ راہ راست بہولا یہ ترجمہ ہے عبارت
تفسیر روح البیان کا اب منقولات معتبرات سے بخوبی ثابت
ہوا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے اعلام
سے بیشک غیب جانتے ہیں اور نفی انکی تواضع کے
طور پر اور دعوے خدائی کے اعتقاد کو دفع کیواسطے
ہے پس آیات نفی علم غیب اور آیات واحادیث مثبت
علم غیب میں ہرگز تناقض نہیں ہے اور نہ اسمیں کوئی
شائبہ شرک کا ہے جیسا کہ وہابی لوگ زعم کرتے
ہیں۔ اور نیز مفاتیح غیب کے علم کی نفی جو آپ سے
کیگئی ہے تو اس سے بھی علم استقلالی کی نفی مراد ہے اور بیشک
اللہ تعالی نے اس آیت کے اخیر فرمایا ہے کہ تحقیق خدا علیم
خبیر ہے مرقات میں ہے کہ خدا ان چیزونکا باطن جاننے والا ہے خبردار

عليه السلام اخبر عن المبدء والمعاد والمعاش جميعًا
وهكذا نقل عن الطيبي والمحدث الدهلوي والحديث
الثاني من الصحيحين برواية حذيفة رضي الله عنه قال
خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم خطبة ما ترك فيها شيئًا
الى قيام الساعة الحديث وكتب عليه حاشية من العيني
قوله شيئًا اى من الامور المقدرة من الكائنات والحديث
الثالث عن الصحيح المسلم برواية حذيفة رضي الله عنه
قال اخبرني رسول الله صلى الله عليه وسلم بما هو كائن الى
ان تقوم الساعة والرابع رواية عمرو بن اخطب للمسلم
فاعلمنا احفظنا وقال في الاخر فهذه الآيات والاحاديث
نصوص صريحة في انه عليه السلام اطلع على احوال
جميع الموجودات والامور المقدرة للكائنات وما كان
وما يكون واخبر عنها ولهذا سلم اكابر اهل السنة انه عليه السلام عالم
ما كان وما يكون وحرر هذا في الكتب الدينية مثل الشفاء والمواهب وغيرها
والجواب عن الكل ان هذه الروايات لا تفيد ثبوت الاعتقاديات
لان المعتقدات لا تثبت الا على الدلائل القطعية
اليقينية وهذه ظنية يقول الفقير القصوري كان الله
له الكلام في الدلائل اليقينية والظنية وان كان
طويلًا لكن يكفي في جواب المكذبين ان العلماء الراسخين
اثبتوا اعتقاده حصول علم بعض الغيب للانبياء
والاولياء من هذه الدلائل المذكورة على الصدر التي
يحكم المنكرون بانها ظنية قال السيد احمد الطحطاوي
في حاشية الدر عن شيخي زاده ناقلًا عن التاتارخانية

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابتدا اور آخرت اور دنیا
سب کی خبر دیدی اور طیبی سے اِس حدیث میں دلیل ہے اسپر کہ آپنے
جمیع احوال مخلوقات سے خبر دیدی تھی اور طیبی و محدث دہلوی
سے بہی ایسا نقل کیا ہے دوسری روایت حذیفہ رضی اللہ عنہ
کی صحیحین سے نقل کی کہا خطبہ پڑہا ہمپر نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے ایسا خطبہ جسمیں قیامت تک کا احوال ذکر کیا آخر حدیث
تک اسپر عینی سے لکہا کہ تمام امور مقدرہ کائنات کے بیان کیے
تیسری حدیث بہی صحیح مسلم سے نقل کی کہ آپنے قیامت تک
جو ہونا تہا اسکی خبر دیدی چوتھی روایت عمرو بن اخطب کی
مسلم سے نقل کی کہ ہم سے بہت علم والا ہے حافظہ والا
ہے بعد اسکے لکہتے ہیں کہ یہہ آیات واحادیث نصوص صریحہ
ہیں اسمیں کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جمیع احوال موجودات
اور امور مقدرہ کائنات اور ما کان و ما یکون پر اطلاع پاکر
ان سب کی خبریں دی ہیں جس سے اکابر اہلسنت نے آپکو عالم ما کان
و ما یکون مان لیا اور کتب دینیہ علم سیر میں مثل شفا و مواہب لدنیہ
و روضۃ الاحباب و مدارج وغیرہا سب میں ایسا لکہدیا ان سب کا جواب
یہہ ہے کہ ان روایات مفید ثبوت اعتقادیات نہیں ہو سکتی
ثبوت عقائد کیواسطے ضرور ہے کہ دلائل قطعیہ یقینیہ ہوں اور یہہ
دلائل محض ظنی ہیں انتہی بلفظہ فقیر قصوری کان اللہ لہ کہتا ہے
کہ دلائل یقینیہ و ظنیہ میں ہر چند کلام دراز ہے لیکن انکے جواب میں
اتنا ہی کافی ہے کہ علماء راسخین نے انبیا کیواسطے بعض علم غیب کا
اعتقاد انہیں دلائل مذکورہ صدر سے ثابت کیا ہے جنکو یہہ لوگ ظنی
بتا رہے ہیں سید احمد طحطاوی در مختار کے حاشیہ میں نقل شیخی زادہ

والاولياء والملائكة كما اشار اليه بقوله علم الغيب
فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول انتهى
بعينه وقال المحدث الدهلوي في ترجمة المشكوة تحت
اية ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث الاية
ومراد آنست كه بي تعليم الٰهي بحساب عقل هيچكس اينها
نداند واينها از امور غيب اند كه جز خدا كسے آنرا نداند
مگر آنكه وے تعالىٰ از نزد خود كسے را بداناند بوحي و
الهام انتهى بلفظه فتحقق بطلان دعوى المكذبين
بان هذه العلوم التي فيها مفاتيح الغيب مختصة
بالله تعالى فاثبات شيء منها لغير الله مخالفة تامة
بالكتاب والسنة واجماع الامة انتهى وبانه لا يقبل
القول المخالف لهذا القول والحجة المعارضة اما مؤول
ومصروف عن الظاهر والا مردود انتهى وثبت ان
الايات والاحاديث الناطقة باختصاص علم
الغيب به تعالى حق كلها والمراد منها الاستقلال
بالعلم والايات والاحاديث الدالة على تعليم الله تعالى
نبيه صلى الله عليه وسلم علم الغيب الذي فيه مفاتيح
الغيب وغيرها ايضا حق لا شك فيها والمراد منه الاطلاع
والاستيلاء على الغيب بتعليمه سبحانه لا الاستقلالي
الذاتي ولا تناقض اصلا والله يحق الحق وهو يهدي
السبيل قال في الجواب التفصيلي حرر المولوي المقصود بحث الحديث
الاول من باب بدء الخلق من الصحيح البخاري قام فينا النبي
صلى الله عليه وسلم فاخبرنا حديثه وكتب عليه من الكرماني والخير الجاري

اور جو انبیا اور اولیا سے غیب کی خبریں دینی مروی ہیں
پس وہ خدا کی تعلیم سے ہیں یا بطریق وحی یا بطور الہام در
کشف کے پس جس علم پر سوائے انبیا و اولیا و ملائکہ کے کوئی
مطلع نہیں ہوتا وہ حقتعالے سے ہی خاص ہوا جیسا کہ آیت
علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کا مضمون
ہے یہہ بعینہ اسکی عبارت کا ترجمہ ہے محدث دہلوی نے ترجمہ
مشکوۃ میں آیت ان اللہ یعنی خدا کے ہی نزدیک قیامت
کا علم ہے اور خدا ہی مینہ برساتا ہے آخر آیت تک کے
نیچے لکھتے ہیں کہ مراد اس سے یہہ ہے کہ خدا کی تعلیم کے سوا عقل کے
حساب سے کوئی نہیں جانتا ہے مگر کہ حقتعالے اپنے پاس سے
کسیکو بتلا دے وحی اور الہام سے اہ مترجم اب ان منقولات
کی رو سے یہہ دعوی مکذبین کا کہ (یہہ پانچوں علم مفاتیح غیب
خدا سے خاص ہیں انہیں سے کسیکا غیر اللہ کیواسطے ثابت کرنا
قرآن و حدیث و اجماع امت کے برخلاف ہے وہ بالکل باطل
ہوگیا اور نیز یہہ قول انکا کہ اس قول کے مخالف اور معارض سند
یا مؤول ہوگا یا مصروف عن الظاہر ورنہ مردود ہوگا) تفسیر نیشاپوری وغیرہ کی
سے ہی مردود ہوگیا اور بخوبی متحقق ہوا کہ آیات و احادیث جنسے علم غیب کا
حقتعالی سے مخصوص ہونا ثابت ہوتا ہے سب حق ہیں مراد اُنسے علم استقلالی
ہے اور وہ آیات و احادیث جنسے ثابت ہوتا ہے کہ حقتعالی نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب جنمیں مفاتیح غیب وغیرہا سب داخل ہیں انکی
تعلیم فرمائی ہے۔ وہ بھی سب حق اور بیشک ہیں مراد اُن سے اطلاع
اور غیب پر غلبہ ہے حق تعالے کی تعلیم سے نہ خود بخود آپ غیب
دان ہیں اب اسمیں کوئی بھی تناقض نہیں ہے اور خدا ہی حق کو حق کرتا ہے اللہ

[illegible]

لا يثبت من هذه الروايات قلت تعبير العلماء اطلاع الانبياء
والاولياء ببعض الغيب انما هو بنسبة علمه تعالى والا
فعلم الانبياء سيما سيد الاصفياء عليه وعليهم الصلوٰة
والثناء كثير جدًا فی حد ذاته قال الله تعالى يؤتی
الحكمة ای العلم النافع المودی الی العمل من يشاء ومن
يؤت الحكمة فقد اوتی خيرا كثيرا المصير الی السعادة
الابدية انتهى من الجلالين وفی المدارك قال حيی
ابن اخطب فی كتابكم ومن يؤت الحكمة فقد اوتی
خيرا كثيرا ثم تقرؤن وما اوتيتم من العلم الا قليلا
فنزلت قل لو كان البحر مدادا لكلمات ربی الاية
يعنی ان ذلك خير كثير ولكنه قطرة من بحر كلمات الله
انتهى وفی الخازن قال ابن عباس رضی الله عنهما قالت
اليهود يا محمد صلى الله عليه وسلم تزعم انا قد اوتينا الحكمة وفی كتابك
من يؤت الحكمة فقد اوتی خيرا كثيرا ثم تقول وما
اوتيتم من العلم الا قليلا فانزل الله هذه الاية قل
لو كان البحر مدادا لكلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد
كلمات ربی ای علمه وحكمه انتهى بقدر الحاجة وهكذا
فی التفاسير المعتبرة وقد مر من حاشية الشهاب على
البيضاوی ناقلا عن الطيبی ان غيب السموٰت
والارض قطرة من بحار معلومات الله تعالى ...
من حديث مسلم من رواية حذيفة ... اخبرنی
رسول الله صلى الله عليه وسلم بما هو كائن الى يوم القيامة
ومن رواية عمرو بن اخطب فاخبرنا بما كان وما هو كائن

انپر اطلاع ان روایات سے تو ثابت نہیں ہوتی ہے تو
اسکا جواب یہہ ہے کہ علماء دین نے جو انبیا اور اولیاء
کی اطلاع بعض غیب پر لکھی ہے تو وہ بہ نسبت علم الٰہی
کے ہے ورنہ حضرات انبیا خصوصًا سرور عالم علیہم السلام والثنا
کا علم اپنی ذات میں تو بہت سے بہت ہے قرآن مجید میں
فرمان ہے کہ حقتعالے علم نافع باعمل دینے والا ہے جسکو چاہتا ہے
اور جسکو یہہ علم دیا گیا پس بتحقیق بہت نیکی دیا گیا کہ اسکا
انجام ابدی نیکی کیطرف ہے یہہ تفسیر جلالین میں ہے اور تفسیر
مدارک میں لکھا ہے حیی ابن اخطب نے کہا کہ تمہاری قرآن
میں ہے کہ جو علم نافع دیا گیا وہ بتحقیق بہت سی نیکی دیا گیا
پہر تم اسی قرآن میں پڑہتے ہو کہ تم تہوڑا سا علم دیے گیے
ہو تو اسکے جواب میں یہہ آیت نازل ہوئی تو کہدے اگر سمندر
خدا کی باتوں کے لیے سیاہی ہوتا اخیر آیت تک یعنی علم
نافع بہت سی نیکی ہے مگر حقتعالے کی علموں کی بہ نسبت ایک
قطرہ سمندر سے ہے اہ مترجمًا اور تفسیر خازن میں ہے کہ حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہودی کہا یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ خیال کرتے ہو کہ ہم
علم نافع دیے گئے ہیں اور تمہاری کتاب میں ہے جو جسکو علم نافع ملا
وہ بہت سی نیکی دیا گیا پہر آپ کہتے ہو کہ لوگ تہوڑا سا علم دیے
گئے ہیں تب حقتعالے نے یہہ آیت اتاری تو کہدے اگر سمندر سیاہی ہوتا
کہ لکھے میرے رب کی باتیں بیشک دریا خرچ ہو چکتے پہلے اس سے کہ میرے
رب کی باتیں تمام ہوں یعنی علم اور حکم خدا کا اہ مترجمًا اور ایسا
ہی تمام تفسیروں میں ہے اور حاشیہ شہاب بیضاوی میں نقل طیبی سے
لکہا گیا ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی غیب اللہ تعالیٰ کی معلومات کی بہ نسبت ایک قطرہ

لان بعض الاشياء تعرض على روحه صلى الله عليه
وسلم فيعرف بعض الغيب قال الله تعالى عٰلِمُ الْغَيْبِ
فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ
اه انتهى وقال السيد ابن عابدين في رد المحتار على
الدر المختار عن التاتارخانية ناقلا عن الحجة عن الملتقط
لان الاشياء تعرض على روح النبي صلى الله عليه وسلم
وان الرسل يعرفون بعض الغيب قال الله تعالى عالم
الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول
اه انتهى وقد نقل هذا الخليل من شرح الفقه الاكبر
في البراهين وفي الجواب التفصيلي ثم اعلم ان الانبياء
لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ما علمهم الله
تعالى احيانا انتهى وايضا قال القاري في المرقات اشتهر
عن العرفاء من الاخبار الغيبية كما قال الشيخ
الكبير ابو عبد الله في معتقده ونعتقد ان العبد
ينقل في الاحوال حتى يصير الى نعت الروحانية فيعلم الغيب
ويطوى له الارض ويمشي على الماء ويغيب عن الابصار
انتهى وفي رد المحتار على الدر المختار بل ذكروا في كتب
العقائد ان من جملة كرامات الاولياء الاطلاع على
بعض المغيبات الخ فان قلت ذكر في هذه الروايات
من كتب العقائد والفقه ان الانبياء والاولياء
يطلعون على بعض الغيب ويعرفونه باعلام الله
تعالى وهذا كالمسلم عند الخصم لكن اطلاع عليه السلام
على ما في الارض وفي السماء وعلمه بما كان وما يكون

[illegible]

کہ بعض اشیا آپکی روح مبارک پر عرض کیجاتی ہیں اور آپ بعض
غیب جانتے ہیں بدلیل آیت عالم الغیب یعنی خدا غیب دان ہے پس
اپنے غیب پر کسیکو غالب نہیں کرتا ہے مگر رسول پسندیدہ کو
اہ یہہ ترجمہ ہی عبارت طحطاوی کا اور سید ابن عابدین رد المحتار
حاشیہ در مختار میں بنقل تاتارخانیہ ناقلاً فتاوے
حجت سے بنقل ملتقط فرماتے ہیں کہ آں
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک پر چیزیں عرض کیجاتی
ہیں اور رسول بعض غیب جانتے ہیں بدلیل آیت مذکورہ صدر
اہ یہہ رد المحتار کی عبارت کا ترجمہ ہے اور خود مولف براہین
نے شرح فقہ اکبر سے براہین میں اور نیز جواب تفصیلی میں یوں
لکہا ہے پہر جان لو کہ انبیا غیب کی چیزیں نہیں جانتے مگر جو
حقتعالے انکو گاہے گاہے تعلیم کرتا ہے اہ اور نیز ملا علی
قاری مرقات میں لکہتے ہیں کہ اولیا سے غیب کی خبریں
دینی مشہور ہیں جیسا کہ شیخ کبیر ابو عبد اللہ اپنی کتاب عقائد
میں فرماتے ہیں کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ بندہ حالات میں انتقال
کرکے نعت روحانی تک پہونچ جاتا ہے پس وہ غیب جانتا ہے
اور زمین اسکے لیے لپیٹی جاتی ہے اور وہ پانی پر چلتا ہے اور
آنکہوں سے غایب ہوجاتا ہے . یہہ ترجمہ ہی عبارت مرقات کا الفاظ
کی معتبر کتاب کی نقل سے اور رد المحتار میں ہے بلکہ کتب
عقائد میں مذکور ہی کہ منجملہ کرامات اولیا کی بعض غیبوں پر اطلاع ہی
الخ اگر یہ اعتراض کریں کہ ان روایات کتب عقائد وفقہ سے
نبیوں اور ولیوں کا بعض غیب پر مطلع ہونا اور تعلیم الٰہی
اسکا جاننا جو مذکور ہوا ہے صاحب براہین وغیرہ اسکی حوارین کو بھی یقدر اسکی

فلا تعارض فی الحقیقۃ ثم قبول دلائل علم الشیطان

باحاطۃ ما فی الارض بانہا یقینیات وتاویل دلائل

وسعۃ علم حبیب الرحمٰن ان امکن والا ترکہا یشعر

عن فقاہۃ الخلیل والرشید صلی اللہ علیہ وسلم وانصارہما نعوذ باللہ

من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ قال فی الجواب التفصیلی

ثالثاً الالفاظ المذکورۃ فی ھذہ المواقع الدالۃ

علی العموم لانسلم عمومہا بمعنی انہ لا یخرج من عمومہا

شئ الا یعلم القصوری ھذہ القاعدۃ الاصولیۃ ما

من عام الا وقد خص منہ البعض قال اللہ تعالیٰ

فی حق الواح التوراۃ وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ

كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ ثم قال فی حق

القصص لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ

يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ الآیۃ وقال فی القرآن و

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ الآیۃ فعلی ھذہ

القضایا الکلیۃ وقع سور موجبۃ الکلیۃ لفظ الکل

فلزم علی حسب مذاق القصوری ان تکون الواح التوراۃ

والقرآن تبیاناً وتفسیر التمام کلیات العالم وجزئیاتہا

ویفصل ویبین فیہما کل شئ فعلی ھذہ الصورۃ تکون

فیہ ان القصوری اکل الیوم بھذا المقدار وفعل کذا

وکذا ومعاذ اللہ لا یقول بھذا عاقل متدین فلما

لم یبق النصوص والآیات علی عمومہا فکیف تبقی

الاحادیث التی تخصصہا الدلائل القطعیۃ علی عمومہا

پس ہرگز تعارض نہیں ہے پہر شیطان لعین کے

علم محیط زمین کے دلائل کو یقینی بناکر قبول کر لینا

اور حبیب رب العلمین کی وسعت علم دلائل کو ظنی

کہکر اگر ممکن ہو تو تاویل کرنا ورنہ ترک کردینا حضرت

خلیل احمد اور رشید احمد اور انکے معاونین کی فقاہت

اور ثقاہت کی قوی دلیل ہے خدا کے غضب اور

اسکے بندوں کی شرارت سے پناہ بخدا ہے۔ جواب تفصیلی

میں ہے ثالثاً ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ان مواقع میں جو لفظ

عموم کے ہیں انہیں ایسا عموم ہے جسمیں سے کوئی چیز خارج نہو

مولانا قصوری نے یہ قاعدہ اصولی نہیں پڑھا کہ ہر عام

مخصوص البعض ہوتا ہے الواح توریت کی نسبت قرآن

میں ہے اور ہمنے لکھدیا اسکے واسطے الواح میں ہر شے نصیحت اور

تفصیل ہر شے کی پہر قصوں کی بابت ارشاد ہے البتہ پیغمبروں

کے قصوں میں نصیحت ہے عقلمندوں کے لیے قرآن بنائی ہوئی

نہیں ولیکن موافق اسکی کلام کے جو اسکے پہلے ہے۔ اور

تفصیل ہر چیز کی آخر آیت تک اور قرآن کے بارہ میں ارشاد ہے

ہمنے تجہپر کتاب اُتاری بیان واسطے ہر شے کے ان سب

قضایا کلیہ پر موجبہ کلیہ کی سور لفظ کل واقع ہے تو چاہیے

کہ حسب مذاق مولانا قصوری الواح توریت اور قرآنمجید تمام کلیات

اور جزئیات عالم کی تفسیر اور تبیان ہو اور ہر ایک چیز انمیں

مبین اور مفصل ہو تو اس صورت میں یہ بہی ہو کہ آج قصوری

صاحب نے کتنا کہایا اور کیا کیا معاذ اللہ کوئی متدین

عاقل ایسا کہسکتا ہے تو جب ان نصوص اور آیات میں عموم نہ رہے

فيعترض صاحب البراهين مع الحواريين على
امثال هذه الاحاديث الصحيحة والآيات الصريحة
انها دلائل ظنية ولا يثبت منها العلم المحيط بما في
الارض لرسول الله صلى الله عليه وسلم ومن اثبت
هذا فقد اشرك بالله العظيم وما جاء في حديث
المشكوة عن جابر رضي الله عنه من اطلاع الشيطان
الرجيم على احوال الناس بواسطة سراياه فيسلمه
صاحب البراهين وغيره من الحواريين ويقول
انه ثابت بالنص القطعي وعلمه محيط بما في الارض
وليس كذلك علم الرسول الكريم عليه الصلوة والتسليم
فليس ذلك الا كمال العناد وصريح الاهانة للنبي
الرؤف الرحيم وتعظيم الشيطان الرجيم والعياذ
بالله العظيم قال في الجواب التفصيلي وثانيا لما وهم
التعارض بين الدلائل الظنية والقطعية فان
امكن التاويل في الظنيات فتاول وتصرف عن الظاهر
ويعمل بالقطعيات والا تترك الظنيات قطعا
يقول الفقير القصوري كان الله له قد سبق ان العلماء
الراسخين قد علموا تلك الدلائل المثبتة لوسعة
علمه عليه السلام قطعيات واعتقدوا بمضامينها
ونطابقوا بين الجميع بان علم الغيب المطلق مختص
به تعالى بمعنى انه يعلم الغيب بذاته ونفسه ولا يحتاج
الى من يعلمه لانه لا يخفى عليه خافية والرسل انما
يعرفون الغيب بتعليمه سبحانه لا من ذواتهم وانفسهم

پس صاحب براہین مع حواریین ان صحیح حدیثوں اور قرآنی
آیات پر معترض ہیں کہ یہ ظنی دلائل ہیں ان سے علم محیط زمین کا
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ثابت نہیں ہوتا ہے جو اسکا
قائل ہے اُسنے خدا سے شرک کیا اور مشکوۃ کی روایت حضرت
جابر سے جو شیطان کی لوگوں کے حال پر اطلاع اپنی فوج کی
وسیلے سے وارد ہوئی ہے۔ اسکو صاحب براہین مع حواریین تسلیم کرتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ اس نص قطعی سے شیطان کا علم محیط ثابت ہے اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا علم ایسا نہیں ہے تو یہ آپکی صریح
اہانت اور آپکی کمال عناد اور شیطان رجیم کی نہایت تعظیم
نہیں تو اور کیا ہے حقتعالی پناہ دے۔ جواب تفصیلی میں کہا اور ثانیا جب
دلائل ظنیہ معارض دلائل قطعیہ کے ہوں تو اگر گنجائش تاویل ہو
تو قطعیات کو معمول اور ظنیات کو ماول و مصروف عن الظاہر
کرینگے ورنہ قطعاً دلائل ظنیہ کو ترک کیا جائیگا انتہے بلفظہ فقیر کان اللہ
لہ کہتا ہے۔ کہ اوپر مسطور ہو چکا ہے کہ علماء
ربانیین نے اُن دلائل وسعت علم سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کو قطعی جان کر ان کے
مضمون کے معتقد ہو گئے ہیں۔ اور تمام
دلائل میں یوں تطبیق دی ہے۔ کہ مطلق
علم غیب حقتعالے کے ساتھ خاص ہے
کہ اپنی ذات سے وہ غیب دان ہے
اور کسی کی تعلیم کی اسکو حاجت نہیں
ہے کہ اسپر کوئی چیز مخفی نہیں ہے
اور انبیا صرف حقتعالے کی تعلیم سے غیب جانتے ہیں نہ خود بخود

حتی یظہر الحق لا یخفی ان قاعدۃ ما من عام الخ ایضاً
خاص فلا بد من ان یخص منہ البعض مثل قولہ
سبحانہ وتعالے وعز من قائل وَكَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا وقولہ سبحانہ وکان اللہ بکل شیئ محیطا
وکذا لک قولہ عز من قائل وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لقرآن
تبیانا لکل شئ یحتاج الیہ الناس من امر الشریعۃ
انتہی من الجلالین وقال فی حاشیۃ الجمل قولہ لکل شئ
یحتاج الناس الیہ من امر الشریعۃ) اما بتنبیہ فی
نفس الکتاب او باحالتہ علی السنۃ لقولہ تعالی وما
اتکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا او باحالتہ
علی الاجماع کما قال تعالی ویتبع غیر سبیل المومنین
الآیۃ او علی القیاس کما قال فاعتبروا یا اولی الابصار
والاعتبار النظر والاستدلال اللذان یحصل بہما
القیاس فہذہ اربع طرق لا یخرج شئ من احکام الشرع
عنہا وکلہا مذکورۃ فی القرآن فکان تبیانا لکل شئ
فاندفع ما قیل کیف قال اللہ تعالی ونزلنا علیک الکتب
تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ونحن نجد کثیرا من احکام الشریعۃ
لم یعلم من القرآن نصا کعدد رکعات الصلوۃ ومدۃ
المسح والحیض ومقدار حد الشرب ونصاب السرقۃ و
غیر ذلک ومن ثم اختلف الائمۃ فی کثیر من الاحکام
اہ کرخی انتہی ما فی الجمل وفی المدارک وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ
الْكِتٰبَ تِبْيَانًا بلیغا لِكُلِّ شَيْءٍ من امور الدین اما فی
الاحکام المنصوصۃ فظاہر وکذا فیما ثبت بالسنۃ

ہمکو کچھہ حاجت کلام کی نہیں مگر تاہم اظہار حق کی غرض سے
اسقدر لکھا جاتا ہے کہ یہہ قاعدہ بھی کلیہ نہیں بلکہ مخصوص البعض
ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے کا ہر چیز پر علیم و محیط ہونا عام غیر
مخصوص البعض ہے اور ایسا ہی آیت ونزلنا یعنی اور بہیجی
تجہپر قرآن اتارا جو بیان ہے ہر شے محتاج الیہ کا امر شریعت
سے یہہ جلالین میں ہے اور حاشیہ جمل میں لکھتے ہیں کہ قرآنکا
محتاج الیہ چیزونکا تبیان ہونا یا تو نفس قرآن سے ہے یا
حدیث کے اشتمال سے بدلیل آیت وما آتکم یعنی اور جو رسول
فرماوے اسپر عمل کرو اور جس سے منع کرے اس سے باز آؤ
یا اجماع کے مشتمل ہونے سے بدلیل آیت ویتبع یعنی اتباع
سبیل مومنین بھی مامور قرآن مبین ہے یا قیاس کی تضمین
سے بحکم آیت فاعتبروا یعنی نظر اور استدلال جس سے قیاس
نکلتا ہے وہ بھی قرآن سے ثابت ہے۔ پس یہہ چار راہ
قرآن کے بیان کے ہیں جن سے کوئی حکم شرعی خارج نہیں ہے
اور یہہ سب قرآن میں مذکور ہیں پس قرآن ہر شے کا
تبیان ہوگیا اور باطل ہوا یہہ اعتراض کہ حقتعالےنے
قرآن کو ہر شے کا تبیان کیونکر فرمایا حالانکہ ہم بہت سے
احکام شرعیہ ایسے پاتے ہیں جو قرآن سے معلوم نہیں ہوتے
چنانچہ تعداد رکعات نماز اور مدت مسح و حیض و قدر حد
شرب خمر و سرقہ وغیر ذلک اور اسلیئے ائمہ مجتہدین کا بہت سے
حکموں میں اختلاف ہے اہ کرخی یہہ حاشیہ جمل کی عبارت کا ترجمہ
ہے اور تفسیر مدارک میں ہے آیت ونزلنا یعنی اور اتارا ہمنے
تجہپر قرآن جس میں سب دینی کاموں کا عمدہ بیان ہے احکام منصوصہ میں

قال الله تعالى وَعِندَهٗ مَفَاتِحُ الغيب لا يعلمها الّا هو ويعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقة الّا يعلمها ولا حبة في ظلمات الارض ولا رطب ولا يابس الّا فی كتاب مبين وقال ايضاً انّ الله عنده علم الساعة وينزّل الغيث ويعلم ما فی الارحام الیٰ عليم خبير هذه الايات نصوص صريحة علیٰ ان بعض الامور مخصوص بذاته سبحانه بقول الفقير العصوری كان الله لہ والله انی اردد هفوات هؤلاء بالاجمال والّا تبرتب فی الرد الدفاتر بالاكمال قد سبق هذا البيان ثم نظهره بالاعلان ان مرادنا فی هذه المسئلة المبحوثة ان رسول الله صلی الله عليه وسلم اعلم الخلق ومن قال بقلة علمه عليه الصلوٰة والسلام من الشيطان فهو اكذب وارذل البريات كيف لا يخصص سعة علمه عليه السلام بالايات ولا يخصص علم ابليس ويسلم علم اللعين محيطاً بالارض ولا يسلم علمه عليه السلام كذلك بل يقول انه شركية لا ندعی بان عموم علمه وكليته دراية عينية الصلوٰة والسلام لا يخرج عنه شئ من المعلومات مثل عالم خالق الكائنات وقد مرّ فی الاعتراض فانه عليه السلام اعلم المخلوقين والزائد منه علم رب العلمين انتهی فلا يرد علينا بالقاعدة الاصولية ما من عام الّا وقد خص منه البعض اعتراض ما واذن لا حاجة لنا فی التكلم فی هذا الوجه الثالث باعتبار الجواب لكن نتكلم فيه

آیت اور خدا کی پاس مفاتیح غیب ہیں اُن کو وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو جنگل اور دریا میں ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر اسکو خدا جانتا ہے اور نہ دانہ اندہیری زمین میں اور نہ تر و خشک مگر لوح محفوظ میں ہے اور نیز ارشاد ہے کہ خدا کے نزدیک علم قیامت کا ہے اور وہ مینہ برساتا ہے اور جو رحموں میں ہے جانتا ہے آخر آیت تک یہ آیتیں نص صریح ہیں اسپر کہ بعض امور کا علم مخصوص بذات باری حق جل مجدہ ہے انتہے بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے بخدا میں ان مکذبین کی بکواس کو بالاجمال رد کر رہا ہوں ورنہ انکی تردید میں دفتروں کی دفتر مرتب ہو جاویں پہلے بھی لکھا گیا ہے اور ابھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس مسئلہ میں ہمارا مدعا یہ ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ساری مخلوقات سے بہت عالم ہیں جو آپکے علم کو شیطان کے علم سے کم کہتا ہے وہ بہت جھوٹا اور بدترین خلائق ہے کیوں نہو کہ آپکے علم کو آیات سے خاص کرتا اور شیطان لعین کے علم میں تخصیص نہیں کرتا ابلیس کے علم کو محیط زمین اعتقاد کرتا ہے اور آپکے علم محیط کو شرک کفر مانتا ہے۔ اور یہ تو ہرگز مراد نہیں ہے کہ آپکا علم ایسا عام ہے جس سے کوئی چیز بھی معلومات سے خارج نہیں ہے مثل علم باری تعالے کے اور اعتراض میں یہ مرقوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مخلوقات سے اعلم ہیں اور حقتعالے کا علم آپ سے بڑھ کر ہے اہ پس اس قاعدہ اصولیہ سے کہ ہر عام مخصوص البعض ہوتا ہے ہمارے مدعا پر کوئی بھی اعتراض نہیں وارد ہوتا ہے بس تیسری وجہ میں ہرچند

بذاتہ بالاستقلال وقد اعطى منها العلم لرسولہ صلى الله
عليہ وسلم كما قال علم الغيب فلا يظهر على غيبہ احدا الا
من ارتضى من رسول الآية وما ثبت من آخر تلك الآية
ان علم البر والبحر وغيرهما من اقسام العلوم فى كتاب مبين
اى لوح محفوظ كما فى الجلالين والتفسير الزاهدي
والكبير والنيسابوري وغيرها وما فسر البيضاوي
وغيره بعلم الله ايضا فهو استعارة لا تعارض المعنى
الحقيقى فذلك اثبات مدعانا وابطال دعوى
المكذبين لان علم اللوح المحفوظ بعض من علومه صلى الله
عليه وسلم كما مر بنقل قول القاري عليه رحمة الباري
فى شرح على القصيدة البردة وايضا قال فى المرقات
شرح المشكوة تحت حديث جبرئيل على نبينا وعليه السلام
واما اللواحق فهو ما اظهره الله سبحانه على بعض احبائه
لوحه علمه وخرج ذالك عن الغيب المطلق وصار
غيبا اضافيا الخ وقد قال شاه عبد العزيز الدهلوى فى
تفسيره فى بيان محتملات آية علم الغيب ان بعض
قدماء مفسرى اهل السنة قالوا ان المراد من الغيب
هو اللوح المحفوظ ولا يطلع عليه احد سوى الانبياء ع
وهذا الكلام منقوص بوجوه منها ان المراد من الاطلاع
على اللوح الاطلاع على الموجودات النفس الامرية الحاصلة
قبل ظهور تلك الموجودات فى الخارج سواء كان بمطالعة
نقوش اللوح او بغيرها لان المراد من الاطلاع على
الكتاب الاطلاع على المضامين المرقومة فى ذلك الكتاب

یہ علم ذاتی اور استقلالی اُنکو ہے سو انکے رسول مقبول علیہ
الصلوٰۃ والسلام کو بھی باریتعالی نے بخشا ہے بدلیل آیت
علم الغیب یعنی خدا غیب داں ہے اپنے غیب پر کسیکو غالب
نہیں کرتا ہے مگر رسول پسندیدہ کو آخر آیت تک اور
اسی آیت مبارک کی اخیر سے جو یہ ثابت ہوا ہے کہ جنگل
اور دریا وغیرہما اقسام علم کتاب مبین یعنی لوح
محفوظ میں ہیں جیسا کہ تفسیر جلالین وزاہدی وکبیر و
نیساپوری وغیرہ بہت سی تفسیروں میں اسپر نص ہے اور
بیضاوی وغیرہ نے جو اس سے علم الٰہی مراد رکہا ہے تو وہ استعارہ
حقیقی معنے کے معارض نہیں ہوسکتا ہے تو اسی آیت
مبارک سے ہمارا مدعا ثابت ہوگیا اور مکذبین کا دعوے
جہوٹا نکلا کیونکہ لوح محفوظ کا علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے علم وسیع کا بعض ہے جو علامہ قاری کے قول شرح
قصیدہ بردہ سے اوپر منقول ہوچکا ہے اور بھی یہی مولانا
قاری مرقات شرح مشکوۃ حدیث جبرئیل علی نبینا وعلیہ السلام
کے ذیل میں لکھتے ہیں اور لواحق پس وہ ہیں جو حقتعالے نے بعضے
دوستو نپر لوح علم کو ظاہر کردیا ہے اور وہ غیب مطلق نہیں
رہی اور غیب اضافی ہوگئی الخ اور ان مکذبین کے پردادا
استاد تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ بعضے پہلے مفسرین اہلسنت
نے کہا ہے کہ مراد غیب سے آیت علم الغیب میں لوح محفوظ
ہے جسپر سوائے انبیا کے کوئی مطلع نہیں ہوتا ہے۔ تو یہ بات
کئی وجہہ سے مردود ہے منجملہ اُسکے یہہ ہے کہ مراد لوح کی اطلاع سے
اطلاع موجودات نفس الامری پر ہے کہ اُنکو دنیا میں ظہور سے پہلے حاصل

او بالاجماع او بقول الصحابة او بالقياس لان مرجع
الكل الى الكتاب حيث امرنا فيه باتباع رسوله
عليه السلام واطاعته بقوله اطيعوا الله واطيعوا
الرسول وحتى على الاجماع فيه بقوله ويتبع غير سبيل
المؤمنين وقد رضي رسول الله صلى الله عليه وسلم
لامته باتباع اصحابه بقوله اصحابي كالنجوم بايهم
اقتديتم اهتديتم وقد اجتهدوا وقاسوا ووطئوا
طرق الاجتهاد والقياس مع انه امرنا به بقوله
فاعتبروا يا اولي الابصار فكانت السنة والاجماع
وقول الصحابي والقياس مستندة الى تبيان الكتاب
فبين انه كان تبيانا لكل شيء انتهى وفي الخازن
وقال اهل المعاني تبيانا لكل شيء يعني من امور الدين
اما بالنص عليه او بالاحالة على ما يوجب العلم به
من بيان النبي صلى الله عليه وسلم لان النبي صلى الله
عليه وسلم بين ما في القران من الاحكام والحدود
والحلال والحرام وجميع المامورات والمنهيات و
اجماع الامة فهو ايضا اصل ومفتاح لعلوم الدين
انتهى وهكذا في سائر التفاسير المبسوطة فقد تحقق ان
انكار عموم تبيان القران بحمله على تمام كليات العالم
وجزئياته لغرض نفي عموم علمه صلى الله عليه وسلم
لا يقول به عالم متدين سوى مؤلف البراهين مع
الحواريين وما استدل بآية وعنده مفاتح الغيب
الآية فقد تحقق سابقا انه تعالى عنده علم مفاتح الغيب

اور اجماع اور قول صحابی اور قیاس سے ثابت ہو. کیونکہ سب
کا مرجع قرآن کیطرف ہی ہے کہ ہم اسکے رسول مقبول
کی اتباع و اطاعت پر مامور ہیں بحکم آیت اطیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول کے اور اجماع پر بھی قرآن سے برانگیخت ہوئی
ہے . بدلیل آیت ویتبع غیر سبیل المومنین سے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کو لیئے اپنے صحابہ کی اتباع کو
پسند فرمایا ہے بسند حدیث اصحابی یعنی میری صحابہ تاروں کی
مانند ہیں جسکی تم پیروی کرو گے راہ رست پاؤ گے اور صحابہ
نے تحقیق اجتہاد کیا اور قیاس فرمایا اور اجتہاد و قیاس
کا راستہ پایا اور ہم بھی اسپر مامور ہیں بدلیل آیت
فاعتبروا یا اولی الابصار کے پس حدیث و اجماع و قول
صحابی و قیاس سب قرآن کا ہی بیان ہیں جس سے قرآن
کا تبیان ہرشی کا ہونا متحقق ہو گیا یہ مدارک کی عبارت
کا ترجمہ ہے اور تفسیر خازن میں ہے . اہل معانی نے ہرشے کے
تبیان کا یوں بیان کیا ہے کہ امور دین یا تو منصوص قرآن
ہیں یا اسمیں حوالہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے
کیطرف اسلیئے کہ نبی نے قرآن مجید کے احکام اور حدود اور حلال
وحرام و تمام مامورات و منہیات کا بیان فرمایا ہے اور
اجماع امت کیطرف کہ وہ بھی اصل اور کلید ہے علوم دین
کے لیئے انتہی اور ایسا ہی تمام بڑی تفسیروں میں درج
ہے . پس بتحقیق متحقق ہوا کہ قرآن مجید کی تبیان کو عموم سے
انکار کرنا تمام کلیات و جزئیات جہاں پر حمل کر کے اس غرض سے کہ کسی
طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو علم شریف کی وسعت منتفی ہو جائے

الا بما شاء. قال القاري ثم اعلم ان الانبياء لايعلموا
المغيبات من الاشياء الا ما علمهم الله تعالى احيانا
الخ يقول الفقير القصوري كان الله له وقد سبق
غير مرة بان الكلام في سعة علم اشرف الكائنات صلى الله
عليه وسلم بنسبة جميع المخلوقات في رد من هذى
بقلة درايته عليه السلام من ابليس اذل البريات
ولا يدعي احد من المومنين بان علمه عليه الصلوة
احاط بجميع معلومات خالق الموجودات وان
علمه صلى الله عليه وسلم وان كان كثيرا بل اكثر لكن يعبر
بالبعض بجنب علم عالم الغيب والشهادات ونقل
عن القاري بان علم اللوح بعض من علومه عليه السلام
واعطي صلى الله عليه وسلم علم ما كان وما يكون باتفاق
علماء الكرام ثم الاستبعاد من بيان احوال جميع
المخلوق في يوم واحد وحفظ بعض الصحابة ذلك
وجعله دليلا قطعيا لتخصيص الاحاديث التي
ما خصصها الشراح والغرض من ذلك تقليل
علم عالم علوم الاولين والآخرين صلى الله عليه وسلم من علم الشيطان
اللعين كاستبعاد الملاحدة من قبول الخرق والالتيام
للاجرام العلوية والاسراء من المسجد الحرام الى
المسجد الاقصى في زمن قليل وكانكار وجود الملائكة
والجن والنار والجنة وغيرها كما وقع من النيچريين
المدعيين بانهم من كمال الموحدين على زعمهم
بما هو العقل الاصغر يتبع هذا كما ردت هذا

مگر جتنا وہ چاہے۔ علی قاری لکھتے ہیں پھر جان لے کہ انبیا
غیب کی چیزوں کو نہیں جانتے مگر جتنا اللہ تعالےٰ انکو
جتواتا ہے کبھی الخ انتہیٰ بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے
کہ اوپر بار ہا گذرا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وسعت
علم بہ نسبت جمیع مخلوقات کی بارہ میں گفتگو ہے تردید میں اسکی جو آپکے علم کو شیطان
کی معلومات سے کم بتاتا ہے اور یہ دعوی نہیں کہ آپکے علم نے جمیع معلومات الٰہی کو احاطہ
کر لیا ہے اور یہ بھی آ چکا ہے گذرا ہے کہ آپکی معلومات اگرچہ کثیر بلکہ اکثر ہیں مگر حقتعالےٰ کے علم کے مقابلہ میں بعض
سے تعبیر کیے جاتے ہیں اور علی قاری علیہ رحمۃ الباری سے
منقول ہو چکا ہے کہ لوح محفوظ کا علم آپکے علم کا بعض
ہے اور آپکو باتفاق علمائے کرام ماکان ومایکون کا
علم دیا گیا ہے۔ پھر ایکدن میں جو آپنے ساری مخلوقات کا
حال بیان فرما دیا اور بعض صحابہ نے اُس کو یاد کر لیا
تو اسکو بداہت عقل کے برخلاف کہکر دلیل قطعی سے تخصیص
احادیث کی بیان کرنا جنکو شارحین نے مخصوص نہیں کیا
اور غرض اس سے عالم علوم الاولین والآخرین
کے علم کو شیطان لعین کے علم سے کم بتانا ایسا امر
ہے جیسا کہ ملحد فلاسفہ نے آسمان وغیرہ کے خرق و
التیام کو اور آپکے تھوڑے سے وقت میں مسجد حرام سے مسجد اقصے
تک سیر کرنیکو مستبعد جانا ہے۔ اور جیسا کہ نیچریوں نے
جو اپنے آپ کو کامل موحدین سے جانتے ہیں وجود ملائکہ
وجن و دوزخ و بہشت وغیرہ سے انکار کیا ہے۔ جن
کا فقیر کان اللہ لہ نے رسالہ
موسومہ

وهذا الاطلاع يحصل للاولياء ايضًا ومنها ان الاطلاع
على اللوح المحفوظ بمطالعة ورؤية نقوشها ايضًا
نقل متواترًا عن بعض الاولياء فالاختصاص بالانبيا
لا يصح انتهى مترجمًا بقدر الحاجة فثبت وسعة علم
اولياء الامة وبطل انكار عموم علم حضرة كاشف الغمة
صلى الله عليه وآله قدر علمه وكماله والكلام المتعلق
بآية ان الله عنده علم الساعة الآية قد مر سابقًا
وتحقق بتصريح العلماء الراسخين ان العلم الاستقلالي
بهذه الخمس مخصوص بالله العظيم والاطلاع عليها
بتعليمه تعالى للانبياء والاولياء ثابت من الدين
القويم فتذكر ما فصل منه سابقًا وما سيجيء لاحقًا
ولا تنس ما مر من ان علمه عليه السلام كثير من المخلوقات
وقليل من خالق البريات قال في الجواب التفصيلي
ورابعًا لما كان الدليل العقلي القطعي مخصصًا
لنص فلا يبقى ذلك النص على عمومه فالدليل العقلي
اخرج ذات الباري وصفاته تعالى من كلية ان الله
على كل شيء قدير وكذالك فيما نحن فيه لا يجوز بداهة
العقل بيان جميع المعلومات في وقت قليل كساعتين
او اربع ساعات وحفظ بعض الصحابة لها وما حمله
احد على المعجزة فبداهة العقل يدل على ان هذا العموم
والكلية مخصوص ببعض المعلومات التي اطلع عليها الله
تعالى حبيبه صلى الله عليه وسلم لا جميع معلومات
الله تعالى كقوله تعالى ولا يحيطون بشيء من علمه الا

اور یہہ اطلاع لوح محفوظ کی ولیونکو بھی حاصل ہوتی ہے اور
منجملہ اسکے یہہ ہے کہ لوح پر اطلاع جو اسکے نقوش کا مطالعہ
اور دیکھنا مراد ہوتا ہے اس امر کا بعضے اولیا کو بھی
حاصل ہونا متواتر منقول ہے پس انبیا سے اسکا اختصاص
نرہا یہہ ترجمہ ہے ضروری عبارت تفسیر عزیزی کا جب
اولیاء امت کو علم کی وسعت متحقق ہوگئی تو آنحضرت صلے اللہ
علیہ سلم کو علم شریف کی وسعت سے انکار تو بالکل باطل ہوا
اور آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ کو متعلق کلام
اوپر گذر چکی ہے اور علماء راسخین کی تصریح سے ثابت ہوا ہے
کہ ان پانچ چیز کا علم استقلالی حقتعالے کے ساتھ خاص
ہے اور تعلیم الٰہی ان چیزوں پر اطلاع انبیا اور بعض اولیا
کو واسطے شرعًا ثابت ہے جسکی تفصیل ضرور ہی مذکور ہوئی
ہے اور آگے بھی آتی ہے اور یہہ بات بھی یاد رہے کہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم حقتعالے کے علم سے کم اور ساری
مخلوقات کے علم سے زیادہ ہے جواب تفصیلی میں ہے - چوتھا
جب کوئی دلیل عقلی قطعی کسی نص کی مخصص ہو تو وہ نص اپنا
اپنے عموم پر باقی نہیں رہ سکتی ان اللہ علی کل شیء قدیر سے بدلیل
عقلی ذات وصفات واجب تعالے کو خارج کیا جاتا ہے
ما نحن فیہ خیال کر لیا چاہیئے کہ تہوڑے سے وقت دو چار
گہنٹہ میں تمام معلومات کا بیان کر دینا اور بعضی صحابہ کا اسکو
یاد کر لینا ایسا امر ہے جسکو بداہت عقل جائز نہیں سمجھتی
اور اسکو کسی نے معجزہ پر بھی محمول نہیں کیا تو بداہت عقل دال
ہے کہ یہہ عموم وکلیہ مخصوص بعض ان معلومات کے ساتھ ہے جنپر

عن المرقات ای شیئا یحدث وینبغی ان یخبر مما یظهر
الفتن من ذلک الوقت الی قیام الساعة فلما ثبت
التخصیص بتصریحات الشراح فتحریر الشراح العموم
بطریق الترجمة مصروف عن الظاهر والتاویل
الذي یجری فی الاحادیث هو بعینه یجری فی اقوال
الشراح والا فالقول المخالف للدلائل الشرعیة
مردود یقول الفقیر القصوری کان الله له تصریح
بعض الشراح بتخصیص الفتن فی حدیث حذیفة
رضی الله عنه لا یوجب التخصیص فی حدیث
عمر رضي الله عنه المروي فی باب بدء الخلق من صحیح
البخاری وقد قال الشراح تحته انه صلی الله علیه وسلم
اخبر عن احوال جمیع المخلوقات وقال المحدث الدهلوی
تحته یعنی احوال مبدء ومعاد از اول تا آخر همه را بیان
کرد انتهی بلفظه فدعوی التخصیص من المکذبین فی
هذا الحدیث واقوال الشراح کذب محض وتحریف
صریح وما قال والا فالقول المخالف للدلائل الشرعیة
مردود فجوابه انه روی فی المشکوة عن جابر رضي
الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
ان ابلیس یضع عرشه علی الماء ثم یبعث سرایاه یفتنون
الناس فادناهم منه منزلة اعظمهم فتنة یجیٔ احدهم
فیقول فعلت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیئا
قال ثم یجیٔ احدهم فیقول ما ترکته حتی فرقت بینه
وبین امرءته قال فیدنیه منه ویقول نعم انت قال الاعمش

اور حاشیہ بخاری پر مرقات سے یہہ عبارت منقول ہو
ای وہ چیز جو حادث ہوگی اور آپنے خبر دی فتنوں کی
جو اس وقت سے قیامت تک ظاہر ہونے تھے۔ جب تصریحات
شراح سے تخصیص ثابت ہوگئی تو شراح کا بطور ترجمہ
عموم لکہنا مصروف عن الظاہر ہوگا اور جو تاویل احادیث
مین کیجاوے گی وہی تاویل اقوال شراح مین بھی
جاری ہوگی۔ ورنہ وہ قول جو مخالف دلائل شرعیہ
کی ہوگا قابل رد سمجہا جاویگا۔ انتہے بلفظہ فقیر کان اللہ
لہ کہتا ہے کہ بعضے شارحین نے اگر حدیث حذیفہ رضی اللہ
عنہ مین فتنوں کی خبر سے تخصیص کر دی تو اس سے حدیث
عمر رضي اللہ عنہ میں جو باب بدء الخلق صحیح بخاری سے
مروی ہوئی ہے ہرگز تخصیص لازم نہیں آتی
جسکے نیچے شارحین نے لکھا ہے کہ آپنے تمام مخلوقات کے احوال
سے خبر دی اور یہی شیخ عبد الحق اسکی ذیل مین لکھتے ہیں یعنی احوال
مبدء و معاد اول سے آخر تک سبکا بیان کر دیا ہے انتہی مترجما یعنی
اصل عبارت بھی منقول ہوچکی ہے۔ پس اس حدیث میں بھی مکذبین
کا دعوی تخصیص اور اقوال شارحین میں بھی محض جہوٹ اور
صریح تحریف ہے۔ اور ایسا ادعا مکذبین کا کہ اور نہ وہ قول جو مخالف دلائل
شرعیہ کی ہوگا قابل رد سمجہا جاویگا) اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث
جابر رضی اللہ عنہ جو مشکوۃ میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ شیطان اپنا تخت پانی پر رکہتا ہے۔ پہر اپنی فوج
کو لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے کیلیے بہیجتا ہے۔ پس جسنے ان میں سے لوگوں کو
سخت فتنہ میں ڈالا وہ اسکا بہت مقرب ہوتا ہے ایک اسکی فوج

في رسالة مستقلة مسماة بالجواهر المضية في
رد النيچرية والحمد لله رب العلمين قوله وما حمله
احد على المعجزة انتهى رجم بالغيب وعدم تفحص
كتب الاحاديث لان صاحب مشكوة المصابيح
قد اخرج هذا الحديث بعينه في باب المعجزات
في الفصل الثالث وايضاً قد اخرجه الامام السيوطي
في خصائص الكبرى في ذكر المعجزات فيما اخبر به
من الكوائن بعده فوقع كما اخبر وفي صحيح مسلم
من الباب الذي اخرج فيه حديث حذيفة رضي
الله عنه عن ثوبان رضي الله عنه ان نبي الله
صلى الله عليه وسلم قال قد زوى لي الارض حتى
رايت مشارقها ومغاربها الحديث قال الامام
النووي في الحديث معجزات ظاهرة وبفضله
سبحانه وقع كما قال ثم قال في انتهاء المرام وصلوات
الله وسلامه على رسوله الصادق الذي لا ينطق
عن الهوى ان هو الا وحي يوحى انتهى قاله في الجواب
التفصيلي وخامساً قد صرح الشراح بان هذه العمومات
مخصوصة بمعلومات خاصة كما قال الشيخ الدهلوي
في اللمعات تحت حديث حذيفة اي خطب ووعظ
واخبر بما يظهر من الفتن انتهى وفي شرح المواهب
اللدنية للزرقاني اي لوجود ما يحدث بعده من
عظم اصول المسلمين ومن يتولى امورهم بعده ويكون
بعده من الفتن والحروب انتهى ونقل على حاشية البخاري

جواہر مضیہ رد نیچریہ میں رد بلیغ لکھا ہے
والحمد للہ تعالے علے ذلک - پہر مکذبین کا یہہ
دعوے کہ اسکو کسی نے معجزہ پر محمول نہیں کیا)
بن دیکھے بکواس کرنی اور حدیث کی کتابوں سے جہالت ہی اسلیئے کہ مشکوۃ
المصابیح میں یہی حدیث بعینہ باب معجزات کی تیسری فصل میں درج ہے اور نیز
اسی حدیث کو امام سیوطی نے کتاب خصائص کبری میں معجزات کے ذکر میں لکھا ہے جنمیں آنحضرت نے جو ہونیوالا ہو
کی خبریں دیں پہر ویسا ہی ہوا - جیسا آپنے فرمایا تہا - اور صحیح
مسلم کے اسی باب میں جسمیں یہہ حدیث مروی ہے - بروایت
حضرت ثوبان یہہ بھی آیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ بیشک
زمین میرے لیئے لپیٹی گئی تاکہ مینے اسکی مشرقین اور مغربین
دیکھہ لیں - اسحدیث پر امام نووی نے کہا ہے کہ اسمیں
معجزات روشن ہیں اور بفضلہ تعالے جیسا کہ آپنے
فرمایا تہا ویسا ہی ہوا پہر اخیر میں امام نووی لکہتے ہیں
اور خدا کا درود اور سلام اسکے سچے رسول پر ہو جو ہوائے
نفسانی سے نہیں کہتا ہے اسکا فرمانا وحی ہی ہوتا ہے
یہہ ترجمہ ہے کلام امام نووی کا - جواب تفصیلی میں لکھا
ہے - خامساً خود شراح احادیث نے تصریح کی ہے کہ
یہہ عمومات مخصوص بمعلومات خاصہ ہیں چنانچہ حدیث
حذیفہ کی شرح میں شیخ عبد الحق لمعات میں فرماتے ہیں
کہ آپنے خطبہ پڑہا اور وعظ کیا اور جو فتنے ظاہر ہونے تہے
انکی خبر دی اور زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں ہے کہ آپنے خبر دی انکی وجود کی
جو آپکے پیچہے پیدا ہونیوالے تہے مسلمانوں کے اصول مہمات سے اور جو انکے پہر آپکے بعد
مالک ہونگے اور جو آپکے بعد فتنے اور جنگ ہونگے - انتہے

بہ ماجہ رصور ولی فی الطین طب والضیاء عن خذ (یفتہ)
بن اُسید انتہی فینکرہما صاحب البراہین مقرظہا
مع الجوار یتی ویقولون انہ غیر ثابت من الدلائل
القطعیۃ ومؤول ومصروف عن الظاہر والا فمردود
بالیقین فاعتبروا یا اولی الالباب من الموقنین
وقولوا انا للہ وانا الیہ راجعون علی ہفوات (ہؤلاء) المکذبین
واللہ خیر المنتقمین قال فی الجواب التفصیلی و
سادسا ان کانت عمومات الاحادیث علی ظاہرہا
کما ہو مدعاء القصوری فلزم ان یکون بعض الصحابۃ
الذین حفظوا ذلک ایضا عالمی الغیب والشیخ ایضا
یعلم الغیب بالعلم المحیط کما قال صاحب تحفۃ الرسولیۃ
٥ پیر بود راہ نمانندہ ٭ رازنہانی ہمہ دانندہ :-
فلیتامل مولف التحفۃ الرسولیۃ والتحفۃ الدستگیریۃ
فی ان کل شیخ ان لم یکن عالم ماکان و ما یکون واعلم
من ملک الموت والشیطان ففی الجملۃ الشیخ یکون
اعلم من مریدیہ فہذان المولفان یکونان اعلم من الشیطان
وعالما ما یکون و ما کان یقول الفقیر القصوری کان اللہ
لہ قال شیخ مشایخہم شاہ عبد العزیز فی تفسیرہ تحت آیۃ
علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الآیۃ ان الاظہار
یعنی الاستیلاء علی الغیب الخاص یعنی المطلق خاص
فی حق الرسول الملکی والرسول البشری لا لکن المکلفین
(الذین اطلعہم الرسول علی الغیب) فبسبب تصدیقہم
المعجزۃ یکون علمہم بالوحی علما استدلالیا لا عن قبل الاطلاع

مترجما- پس ان تمام منقولات کا مکذبین انکار کرتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ یہہ دلائل قطعیہ سے ثابت نہیں قابل تاویل
اور ظاہر سے مصروف ہے ورنہ مردود ہے- اب دانشمند ہمیں
غور کریں اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑہیں- ایسے کو اس کا
خدا ہی کافی منتقم ہے- جواب تفصیلی میں ہے- ساد سًا
اگر یہہ عمومات احادیث اپنے ظاہر پر رہیں جیسا
کہ قصوری صاحب کا مدعا ہے تو لازم آتا ہے کہ بعض
وہ صحابہ جنہوں نے ان کو یاد رکہا وہ بہی عالم الغیب
ہوں ایر تیر مؤلف تحفہ رسولیہ کے اعتقاد کے
موافق ہر پیر عالم الغیب بعلم محیط ہو کہ تحفہ رسولیہ میں ہے
کہ پیر ا منہا اور تمام راز پوشیدہ جانتا ہے تو اب مؤلف
تحفہ رسولیہ و تحفہ دستگیریہ[٥] غور فرماوے کہ ہر پیر عالم
ماکان و مایکون ہوگا اور ملک الموت اور شیطان سے
اعلم ہوگا تو فی الجملہ پیر اپنے مریدوں کا مؤلف تحفہ دستگیریہ
و تحفہ رسولیہ بہی اعلم من الشیطان و عالم ماکان و مایکون
ہوگا انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ ان مکذبین
کے دادا مرشد تفسیر عزیزی میں آیت علم الغیب کے نیچے
لکہتے ہیں کہ غیب خاص یعنی مطلق پر غلبہ رسول ملکی اور
رسول بشری کے حق میں خاص ہے- لیکن وہ مکلف جنکو
رسول نے غیب پر مطلع کیا ہے
پس اس سبب سے کہ وہ معجزہ
کی تصدیق کرتے ہیں انکا وحی سے علم
علم استدلالی ہے- اسکو اطلاع غیب پر نہیں

٥ تحفہ دستگیریہ جواب تحفۂ عزیزیہ بالبرہان تحفہ مؤلف رسالہ ہذا کی ١٢

اراه قال فیلتزم انتهی فثبت من هذا الحدیث ان الشیطان لایکون مع جمیع افراد الانسان بل یحصل له العلم بسوء اعمالهم فقط بواسطة سرایاه وقال فی الدر المختار ان ابلیس مع ابن ادم بالنهار وولده باللیل انتهی فلم یثبت وسعة علم الشیطان بجمیع افعال الانسان لیلا ونهارًا بل نهارًا فقط والاحاطة بجمیع الامور الارضیة لم یثبت له اصلا فمن ههنا علم ان الخلیل والرشید ومعاونیهما العلم المحیط بما فی الارض للشیطان واقروا باللسان وامنوا بالجنان انه ثابت بالدلائل القطعیة بالانقان وما ذکرنا من وسعة علمه صلی الله علیه وسلم من القرآن والاحادیث الصحیحة لسید الانس والجان وتصریحات الاذکیاء من العلماء الاعیان ومع ذالك روی فی شروح البخاری کالکرمانی وغیره عن ابن المبارك عن سعید بن المسیب لیس من یوم الا ویعرض علی النبی صلی الله علیه وسلم اعمال امته غدوة وعشیة فیعرفهم بسیماهم واعمالهم ولذالك یشهد علیهم وهکذا فی المواهب اللدنیة والمدارج وغیرهما ایضًا وفی المشکوة من حدیث مسلم عن ابی ذر ومن حدیث ابی داود والترمذی عن انس رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم عرض جمیع احوال الامة خیرها وشرها وفی کنز العمال عرضت علی امتی البارحة لدی هذه الحجرة حتی لانا اعرف بالرجل منهم من احدکم

اور کہتا ہے تو اچھا ہے۔ راوی کہتا ہے مجھے گمان ہے کہ آپنے فرمایا کہ شیطان اسکو اپنے گلے لگالیتا ہے یہہ ترجمہ حدیث مشکوٰۃ کا ہے جس سے ثابت ہوا کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ لوگوں کی بدعملی پر اسکو بذریعہ فوج اپنی کے علم حاصل ہوتا ہے اور درمختار میں ہے کہ شیطان دن کو آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور رات کو اسکے فرزند اسکے ساتھ ہیں بنی آدم کے جمیع افعال پر دن اور رات میں علم شیطان کی وسعت ثابت نہوئی بلکہ فقط دن میں اور تمام زمین کی امور پر احاطہ ہرگز ثابت نہوا اب غور کرو کہ اس دلیل سے خلیل احمد مرید اور حضرت رشید احمد صاحب اور انکی معاونین نے شیطان کیواسطے علم محیط زمین کا تسلیم کرلیا ہے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ہے کہ یہ علم ضرور دلائل یقینیہ سے ثابت ہے اور جو کچھ اوپر قرآن صحیح حدیثوں سے اور اکابر علماء اہل سنت کی تصریحات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت مذکور ہوئی ہے۔ اور نیز شروح بخاری کرمانی وغیرہ سے ابن مبارک کی روایت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہر روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صبح وشام اعمال امت عرض کیے جاتے ہیں پس آپ انکی شکل اور اعمال سے انکے پہچانتے ہیں اسیواسطے انکی شہادت دینگے اور ایسا ہی مواہب لدنیہ ومدارج النبوۃ وغیرہما میں درج ہے اور نیز مشکوٰۃ میں صحیح مسلم سے بروایت ابوذر رضی اللہ عنہ اور سنن ابوداؤد وجامع ترمذی سے بروایت انس رضی اللہ عنہ وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ساری امت کی احوال خیر وشر عرض کیے جاتے ہیں اور کنز العمال میں

رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر الى ما هو
كائن فيها الى يوم القيمة كانما انظر الى كفي هذا
ثم كتب رواية المشكوة التي نقل فيها فتجلى لي كل شئ
يلزم عليه اولا تصحيح الرواية وبعد ذلك الاستدلال
وبفرض الصحة الكلام فيهما مثل الكلام في الاحاديث
السابقة وتجري الابحاث السابقة في لفظ كل
شئ الواقع في حديث المشكوة على ان تجلى مجموعة
العالم بالنظر الاجمالية لا بالنظر التفصيلية و
هذا الانكشاف في آن واحد حسب مرضي الحق
تعالى لا يستلزم الاحاطة العلمية ولا ثبوت علم
الغيب فالاستدلال بهما يخالف قاعدة العلماء
بالكلية ولا يتضمن الدوام والبقاء بعد حصوله
حتى يحصل منه مدعاء القصوري ومطلب المولوي
عبد السميع وهو ان روحه صلى الله عليه وسلم
يحضر في كل مجلس المولود يقول الفقير القصوري
كان الله له ان المكذبين في هذا القول اظهروا غيظهم
وضلوا ضلالا مبينا كما كتبوا بعد ابن عمر رضي الله
عنه بلفظ المفرد والصلوتية بالاختصار بصورة
صلعم واسقطوا لفظ اليها مع الواو من بعد كلمة
انظر من الحديث كما لا يخفى على العلماء صرح السيد
احمد الطحطاوي في حاشية الدر بمحظورية اختصار
الكتابة بالصلوة والمولوي احمد علي السهارنفوري

کہ رسول صلعم نے کہا کہ حقتعالے نے میرے لیے دنیا اٹھائی
پس میں دیکھہ رہا ہوں جو اسمیں ہوتا ہے قیامت تک
گویا کہ میں اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں اور بعد اسکے
مشکوۃ کی روایت لکھی ہے جسکے یہہ الفاظ نقل کیے
فتجلی یعنی ظاہر ہوئی میرے واسطے ہر شئے اول قصوریصاحب
تصحیح روایت کریں بعد اسکے اس سے استدلال کریں
بفرض صحت اسمیں وہی کلام ہے جو احادیث سابقہ میں
ہو چکا ہے اور مشکوۃ کی روایت میں لفظ کل شئے واقع ہے
اسمیں ابحاث سابقہ جاری ہیں علاوہ اسکے مجموعہ عالم
کی تجلی بنظر اجمالی ہے نہ بنظر تفصیلی غرض کہ یہ تجلی
ایک آن میں بقدر مرضی الٰہی نہ احاطہ علمی کو مستلزم ہے
نہ ثبوت علم غیب کو پس ان کا استدلال انکا دونوں حدیثوں
سے سراسر خارج ہے اور نہ بعد حصول دوام و بقاء کا
متضمن جس سے مدعا مولوی قصوری اور مطلب مولوی عبد السمیع
کہ ہر مجلس مولود میں آپکی روح مبارک حاضر اور ہر
مولودیکی ناظر ہے۔ ثابت ہو فقیر قصوری کان اللہ لہ کہتا ہے
کہ اسجگہ مکذبین سخت غیظ میں آئے اور بہت گمراہ ہوئے
حضرت ابن عمر کے پیچھے رضیہ میں عنہما کی جگہہ عنہ لکھا
اور درود کو مختصر بصورت صلعم لکھا اور حدیث سے
لفظ الیہا کو مع حرف واو کے دور کر دیا جو علماء دین پر
مخفی نہیں ہے سید احمد طحطاوی در مختار کی حاشیہ میں
ممانعت اختصار درود کی تصریح کرتے ہیں اور مولوی احمد
علی سہارنپوری امام نووی کی سند سے

على الغيب انتهى مترجمًا بقدر الحاجة ومع هذا فقد
سبق من الكتب الفقهية وكتب العقائد ان من
جملة كرامات الاولياء الاطلاع على بعض الغيب
وبالجملة هذا الفقير وشيخ مشائخي مؤلف التحفة
الرسولية قدس سره نؤمن بانه صلى الله عليه وسلم اعطى علم
الاولين والآخرين والقي عليه علم ماكان ومايكون
وان بعض الكمل من اولياء امته عليه الصلوة والسلام
يطلعون على اللوح المحفوظ ببركة اقتباس انوار علوم
سيد المرسلين كما هو اعتقاد العلماء الراسخين كما
مر النقل على الصدر واما صاحب البراهين و
مقرظه من المولوي الكنكوهي مرشدالوهابيين قولهما في صفحة
(٤٧) من البراهين ان ما نقل مؤلف الانوار
الساطعة من حكايات اولياء الله فجوابها اولاً
بانها ليست حجة شرعية وثانيًا بان الله تعالى كشف
الحالات لاولئك الاولياء فحصل لهم حضوراً العلم
ويمكن ان يؤتي الله تعالى رسوله عليه السلام زيادة الاف
الاف منذلك لكن لا يثبت من نص ثبوته
الفعلي حتى يعتقد عليه انتهى بقدر الحاجة نعم
من نقص علم عالم علوم الاولين والآخرين من الشيطان
اللعين فلا يبعد منه ان ينقص من اولياء امته
فلا يعتد بكلام المجانين والله خير المنتقمين قال
في الجواب التفصيلي ثم كتب القصوري لزيادة التحقيق
رواية الطبراني من المواهب اللدنية عن ابن عمر

کہا جاسکتا ہیہ بقدر الحاجۃ انکی کلام کا ترجمہ ہے اور نیز
اوپر کتب فقہ و عقائد سے مرقوم ہوچکا ہے کہ منجملہ کرامات
اولیا بعض غیب پر اطلاع ہے۔ بالجملہ یہہ فقیر اور حضرت
مؤلف تحفہ رسولیہ میرے قبلہ و پیر قدس سرہٗ اسپر ایمان
رکہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اولین و
آخرین کا علم اور ما کان و ما یکون کا علم عطا کیا گیا ہے
اور آپکی امت کے بعض کمل اولیا کو بھی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے علوم کے انوار کے حاصل کرنیکی برکت سے
لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہوجاتی ہے۔ چنانچہ علماء
راسخین کا اعتقاد یہی ہے۔ جو تفسیر عزیزی وغیرہ سے
اوپر منقول ہوچکا ہے لیکن صاحب براہین اور انکے
مرشد حضرت گنگوہی براہین کے صفحہ ۴۷ میں لکھتے ہیں
کہ مؤلف انوار ساطعہ نے جو اولیا کے کشف کی حکایات لکھی
ہیں اول ان کا یہہ جواب ہے کہ وہ حجت شرعی نہیں
دوم ان اولیا کے لیے حقتعالی نے کشف حالات فرمایا جس سے
انکو علم حضوری حاصل ہوا اور ممکن ہے کہ اللہ تعالی اپنے
رسول علیہ السلام کو ہزار گونہ اس سے زیادہ دیدے
مگر اسکا ثبوت فعلی کسی نص سے نہیں کہ اسپر عقیدہ کیا
جائے اہ بقدر الحاجۃ تو اسکا جواب یہہ ہے کہ جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان لعین کے علم سے کم بتاتا
ہے اگر اولیا امت کے علم سے بھی آپکی علم کم کہدے تو کیا
عجب ہے دیوانوں کی کلام کا کیا اعتبار ہے اور منتقم حقیقی
خدا قہار ہے جواب تفصیلی میں اسکے بعد قصوری صاحب

ہم نے بنا بر زیادت تحقیق مواہب لدنیہ سے طبرانی کی روایت لکھی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا

منہ کشف الاولیاء

احتمال انہ ارید بالنظر العلم ولا یرد انہ اخبار عن مشاہدۃ
فلا یلائم الترجمۃ لان اخبارہ بذلک اخبار عن
غیب عن الناس ثم یعلم باعتبار صدقہ ووجوب
اعتقاد ما یقول ان کل ما علمہ الناس بعد من جملۃ
ما رآہ حین رفعت لہ الدنیا صلی اللہ علیہ وسلم انتہی
من المجلد السابع صفحہ (۲۳۴) من مطبوع مصر
فثبت من ذلک اعتبار الحدیث والاحاطۃ العلمیۃ
بجمیع ما فی الدنیا لہ صلی اللہ علیہ وسلم وطلب الصحۃ
فی حدیث المشکوۃ جنون قبیح وغیظ صریح لان الحدیث
الذی فیہ فتجلی لی کل شیء وعرفت قال مؤلفہا فی
آخرہ رواہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث
حسن صحیح وسئلت محمد بن اسمعیل عن ہذا الحدیث
فقال ہذا حدیث صحیح انتہی والحدیث الذی فیہ
فعلمت ما فی السموات والارض قال فی آخرہ رواہ الدارمی
مرسلاً وللترمذی نحوہ عنہ وعن ابن عباس ومعاذ
بن جبل انتہی ثم الکلام بان تجلی مجموعۃ العالم بالنظر الاجمالی
لا بالنظر التفصیلی وہذا الانکشاف فی آن
لا یستلزم الاحاطۃ العلمیۃ ولا ثبوت علم الغیب
الخ لیس بشیء اما اولاً فلان الفاظ الحدیث
یردہ رداً ابلیغاً کما وقع کلمۃ عرفت ای کل شیء بعد
فتجلی لی کل شیء وکذا بقیۃ الحدیث من السوال عما
یختصم الملا الاعلی والجواب منہ علیہ الصلوۃ والسلام
بان الاختصام فی الکفارات والدرجات وتفصیلہا

علم مراد نہیں اور کوئی یہہ اعتراض نکرے کہ یہہ آنکہہ سے دیکہنا
غیب کی خبر کیونکر ہوئی اسلیئے کہ یہہ آپکی خبر دینی لوگوں سے
غیب ہے پہر آپکی صدق کی اعتبار اور آپکے فرمودہ پر اعتقاد کی وجوب
سے معلوم ہوا کہ آپکے پیچہے جو کچہہ لوگونکو معلوم ہوا ہے وہ منجملہ انکی
ہے جو آپنے دیکہا تہا جب دنیا آپ پر کشف اور ظاہر کیگئی تہی یہہ
ساتویں جلد مطبوعہ مصر کی صفحہ (۲۳۴) سے ترجمہ کیا گیا جس سے
ثابت ہوا کہ یہہ حدیث ثابت ہے اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کیواسطے ساری دنیا کی چیزوں پر احاطہ علمی بہی بخوبی ثابت ہو گیا
اور حدیث مشکوۃ کی صحت طلب کرنی نرا جنون اور صاف غضب
ہے اسلیئے کہ جس حدیث میں ہر شے کا ظاہر ہونا اور پہچاننا مذکور ہے
تو مؤلف مشکوۃ نے اسکے اخیر میں لکہا ہے کہ اس حدیث کو امام احمد اور
ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے اور
کہا کہ میں نے محمد بن اسمعیل یعنی بخاری سے اس حدیث کا حال پوچہا تو انہوں نے
کہا صحیح ہے اھ اور جس حدیث میں ہے کہ مینے جو کچہہ آسمانوں
اور زمینوں میں ہے معلوم کر لیا اسکے اخیر صاحب مشکوۃ کہتا ہے
کہ اسکو دارمی اور ترمذی نے تین اصحاب سے روایت کیا ہے اھ ترجمہ
پہر مکذبین کا یہہ قول کہ مجموعہ عالم کی تجلی نظر اجمالی
سے ہے نہ تفصیلی سے اور یہہ ایک آن میں انکشاف ہونا احاطہ
علمی اور ثبوت علم غیب کو مستلزم نہیں اھ بالکل جہوٹ ہے
اول اسلیئے کہ الفاظ حدیث ہی اسکو سخت رد کر رہے ہیں چنانچہ
ہر شے کی ظہور کی بعد انکا پہچاننا یعنی علم واقع ہوا ہے۔ اور ایسا
ہی بقیہ حدیث کا جسمیں سوال مباحثہ ملا الاعلی کا اور جواب
آپکا کہ وہ کفارات اور درجات میں گفتگو کر رہے ہیں

ناقلاً عن الامام النووي بمحرومية من فعل هكذا كما في مقدمة الصحيح المسلم والاسقاط من الفاظ الحديث لايخفى قباحته ثم التكلم في حديث المواهب والمشكوة بطلب التصحيح والصحة الفرضية يشعر من كمال عنادهم بهذين الحديثين ولايخفى على مرطالع المواهب اللدنية ان مولفه العلامة القسطلاني من اجلة المحدثين لايترك الحديث المجروح بغير الجرح في ذلك الكتاب فعدم تكلمه بالجرح على هذا الحديث والاستدلال به على وسعة الاخبار بالغيب منه عليه السلام يدل على صحته ثم وظيفة الشراح التكلم على الحديث المجروح وما تكلم الشراح عليه ايضًا وها انا انقل ما يتعلق بهذا الحديث من عبارة شرح المواهب للزرقاني الذي استند المكذبون منه ايضًا في بيان التخصيص الزعمي في المواهب وشرحه لمحمد الزرقاني القسم الثاني في بيان ما اى شئ كثير اخبر به عليه الصلوة والسلام من الغيوب سوى ما في القرآن العزيز الغالب على غيره نكان فوجد بعد اخباره كما اخبر اى على الوجه الذي اخبر به بعضه وقع في حياته وبعضه وقع بعد مماته على طبق ما قال اخرجه الطبراني عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله قد رفع اى اظهر وكشف لي الدنيا [illegible] بجميع ما فيها فانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم القيامة كانما انظر الى كفي هذه [illegible] حقيقة

ایسے شخص کے محروم ہونیکی مقدمہ صحیح مسلم میں شہادت دیتے ہیں اور حدیث کے لفظوں کو خورد برد کرنے کی قباحت خود ظاہر ہے پھر حدیث مواہب لدنیہ ومشکوۃ کی تصحیح طلب کرنی اور انکی صحت کو فرضی کہنا ان دونو حدیثوں سے عناد پر دلیل ہے اور مواہب لدنیہ کی مطالعہ کرنیوالونپر ظاہر ہے کہ علامہ قسطلانی جو جلیل القدر محدثین میں سے ہے اس کتاب مواہب میں کسی حدیث مجروح کو جرح کیے بغیر نہیں چھوڑتا ہے۔ پس اسحدیث پر جرح نکرنی اور آپکی وسعت اخبار غیب پر اس سے دلیل لانی اسکی صحت کی دلیل ہے پھر شارحین حدیث کا وظیفہ ہے کہ وہ حدیث مجروح پر جرح کرتے ہیں سو کسی شارح نے بھی اسحدیث پر کوئی جرح نہیں کی اب فقیر اس حدیث کے متعلق شرح مواہب لدنیہ تالیف امام زرقانی کی عبارت نقل کرتا ہے جس سے مکذبین نے بھی مسئلہ تخصیص خیالی میں سند لی تھی) مواہب اور اسکی شرح زرقانی میں لکھتے ہیں۔ دوسرا قسم ان بہت چیزوں کے بیان میں جنکی آپنے سوا قرآن کے غیبی باتونکی خبر دی اور آپکے خبر دینے کے بعد وہ چیزیں موافق آپکی خبر کے موجود ہوئیں بعضی آپکی حیات میں اور بعضے بعد وفات کے موافق آپکے فرمانے کے واقع ہوئیں طبرانی حضرت ابن عمر رضي الله عنہما سے لایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک حق تعالے نے میرے لیے دنیا ظاہر [illegible] دنیا کی چیزیں [illegible] [illegible] دنیا میں قیامت تک [illegible]

حاصل شد مراو را یقین و وصول الی اللہ اول پس از آن
وانست عالم را و حقائق آنرا چنانکہ شان مجذوبان و
مطلوبان ست انتہی بلفظہ و مر من المرقات فعلمت
ما فی السموات والارض یعنی ما اعلمہ اللہ تعالی مما
فیہ من الملائکۃ والاشجار وغیرھا وھو عبارۃ عن
سعۃ ما علمہ اللہ تعالی الذی فتح اللہ علیہ وقال ابن
حجر ای جمیع الکائنات اللہ التی فی السموات بل وما
فوقھا کما یستفاد من قصۃ المعراج والارض ھی
بمعنی الجنس ای وجمیع ما فی الارض السبع بل
وما تحتھا کما افادہ اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
الثور والحوت الذین علیہما الارضون کلہا انتہی
ویمکن ان یراد بالسموات الجہۃ العلیا و
بالارض الجہۃ السفلی فیشمل الجمیع انتہی بقدر الحاجۃ
والباقی سیجئ نقلہ عنقریب ولا نعتقد بان روحہ صلی اللہ
علیہ وسلم یاتی فی جمیع مجالس المولود بل نقول ان روحہ
الشریف ان جاء فی مجلس انعقد بکمال الاخلاص
والمحبۃ لا محذور فیہ کما صرح بہ الجلال السیوطی
فی بعض رسائلہ فمن عد ھذا شرکا فقد تقول فی الدین
واتبع غیر سبیل المؤمنین واللہ ھو الھادی قال فی
الجواب التفصیلی ثم العجب فی ان القاری لما اخرج
علم القیامۃ عن علمہ علیہ السلام فتکلم علیہ القسوری
وبئس ھذا الکلام علی توجیہ القاری وتحقیقہ انہ
ھو موافق بالکتاب والسنۃ فان تاملنا فھذا القطع

کو یقین اور وصول الی اللہ پہلے حاصل ہوا پیچھے اس کے جہان
اور اسکے حقائق کو جان لیا چنانچہ مجذوبوں اور مطلوبوں کا
حال ہے اہ مترجما اور مرقات سے اوپر منقول ہوا تھا یعنی
مشکوۃ میں یعنی اللہ تعالی نے آپ کو آسمانوں کی فرشتوں اور زمین
کی درختوں وغیرہا کا علم دیا ہے مراد اس سے وسعت علم کی ہے
جو اللہ تعالی نے آپ پر ظاہر کیا ہے اور ابن حجر نے کہا ہے
کہ اللہ تعالی نے آپ کو سب مخلوقات الہی کا جو آسمانوں میں
اور انکے اوپر ہے علم دیا ہے جیسا کہ قصہ معراج سے ثابت ہے اور
ساتوں زمینوں کی درمیان جو کچھ ہے اور انکے نیچے بھی سبکا
علم بخشا ہے چنانچہ حدیث بیل و مچھلی جنپر زمینیں سب ہیں
اسکی دلیل ہے اور ممکن ہے کہ آسمانوں سے مراد اوپر کی
جہت ہو اور زمینوں سے نیچے کی طرف پس ساری مخلوقات
کو شامل ہو گئی بقدر ضرورت عبارت مرقات کا ترجمہ ہے
اور باقی بھی عنقریب مذکور ہوگی اور ہم اسکے معتقد نہیں
کہ تمام مولود کی مجلسوں میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کا روح پر فتوح تشریف لاتا ہے بلکہ ہم اسکے قائل ہیں کہ جو
مجلس کمال اخلاص و محبت سے منعقد ہو اسمیں اگر آپکا روح
مبارک شامل ہو جاوے تو کوئی ممانعت نہیں ہے جیسا کہ امام
سیوطی علیہ الرحمۃ نے بعضے رسالوں میں اسکی تصریح کی ہے جو
اسکو شرک کہتا ہے وہ دین میں اپنی طرف سے بناوٹ بناتا ہے
اور مسلمانوں کی راہ سے الگ جاتا ہے اور خدا ہی سیدھا
راہ دکھاتا ہے۔ جواب تفصیلی میں ہے پھر طرفہ ماجرا یہ ہے کہ علی قاری
نے جو حضرت کے علم سے علم قیامت خارج کیا تو ہمیں بھی تعصب

حق التفصيل وجملة فعلمت ما في السموات والارض
تنادي باعلى نداء بحصول العلم بجميع ما في السموات
والارض وكذا السوال والجواب الشافي من اختصام
الملاء الاعلى طق على حصول العلم التفصيلي بما في الارض
والسماء كما لا يخفى على اولى النهى واما ثانيا فقال
الشيخ المحدث الدهلوي في ترجمة المشكوة فوجدت
بردها بين ثديي پس يافتم من سردى دست مولى تعالى
را درميان دو پستان خود كنايت ست از وصول اثر
فيض بقلب شريف وحصول برد اليقين وچون حصول
اين اثر موجب حصول علوم واتساع فيض آن بود فرمود
فعلمت ما في السموات والارض پس دانستم هرچه در آسمانها
وهرچه در زمينها بود عبارتست از حصول تمام علوم جزوي
وكلي واحاطه آن وتلاوت خواند آنحضرت مناسب اين
حال بقصد استشهاد بر امكان آن اين آيت را
كه وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ وتا آنكه گردد ابراهيم از يقين كنندگان
بوجود ذات وصفات وتوحيد واهل التحقيق گفته اند كه
تفاوت ست درميان اين دو رويت زيرا كه خليل على نبينا
وعليه السلام ملك آسمان وزمين را ديد وحبيب هرچه در
زمين وآسمان بود از ذات وصفات وظواهر وبواطن همه را
ديد وخليل حاصل شد مراورا اليقين بوجود ذاتي ووحدت حق
بعد از ديدن ملكوت آسمان وزمين چنانچه حال اهل استدلال
وارباب سلوك ومحبان وطالبان مي باشد وحبيب
صلى الله عليه وسلم

پہر ان کی تفصیل جمیل کر لی اور فقرہ کہ میں جو کچہہ آسمانوں
اور زمینوں میں تہا معلوم کر لیا بہت اونچی آواز سے بتا رہا ہے
کہ آپکو سب آسمانوں اور زمین کی چیزوں پر احاطہ علمی حاصل ہے
اور ایسا ہی بحث ملا الاعلی میں شافی جواب دینا صاف فرما رہا
ہے کہ آپ کو سب آسمان و زمین کی چیزوں پر علم تفصیلی حاصل
ہے جیسا کہ دانشمندوں پر مخفی نہیں ہے۔ دوم شیخ محدث دہلوی
ترجمہ مشکوۃ میں لکہتے ہیں فوجدت بردہا بین ثدیی پس میں مولی
پاک کے ید مبارک کی سردی اپنی دونوں پستانوں میں پائی
مراد فیض کا اثر دل شریف میں پہونچنے کی ہے جب اس اثر
کا حاصل ہونا موجب حصول علم اور وسعت فیض کا تہا تو یہہ
فرمایا میں جو کچہہ آسمانوں اور زمینوں میں تہا جان لیا مراد یہی تمام
تہوڑی بہت علموں کا حاصل ہونے اور اسپر احاطہ کرنیکی اور آنحضرت
مناسب اس حال کا اور بقصد شہادت اسکے کہ یہہ امر
ممکن ہے یہہ آیت تلاوت فرمائی یعنی اور ایسا ہی ہم نے دکہلائے
ہیں ابراہیم کو بادشاہت آسمانوں اور زمینوں کی اور
تا کہ یقین کرنیوالوں سے ہو وجود ذات وصفات وتوحید
پر اور محققین نے فرمایا ہے کہ ان دونوں دیکہنے
میں فرق ہے اسلیئے کہ حضرت خلیل علی نبینا وعلیہ السلام
نے ملک آسمان و زمین دیکہا اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے جو کچہہ زمین اور آسمانوں میں تہا ذوات اور
صفات اور ظواہر وبواطن سب کچہہ دیکہا اور حضرت
خلیل کو ذات اور وحدت حق ملکوت آسمان وزمین کے
دیکہنے سے بعد یقین حاصل ہوا جیسا کہ اہل استدلال وارباب کے

[illegible]

مثل تعبیر رسائل العلامة السیوطی والقاری و
غیرها فی جواز مجلس المولود باظهار رسائل المبتدعة
واغتر بها صاحب الانوار کما فی الصفحة الثانی و
السطر الثانی عشر والثالث عشر من البراهین انما
هو من دیدن الخلیل والرشید مع الحواریین کما لا
یخفی علی المنصفین واما الفقیر القصوری کان الله
له فهو من ابتداء ایام الشعور والتمیز مصروف همة
وجمیع ایامه فی تردید مطاعن الطاعنین علی الدین
المتین من النصاری والروافض والخوارج و
الوهابیین من غیر المقلدین والنیچریین والهنود
الاریة والمکذبین کما انطبع واشتهر فی هذا
الباب رسائل واستحسنها بفضله تعالی من کان
العلماء الراسخین فالحمد لله رب العلمین وهذا
کله لابتغاء مرضات من هو نعم المولی ونعم المعین
ولیعلم ان مولانا القاری قال فی المرقات تحت حدیث
الذی وقع فیه فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض
بعد بیان وسعة علمه علیه السلام بما فی الارض والسماء
بل من تحت الثری الی اعلی العلی کما سبق نقله لکن لا بد من
التقیید له الذی ذکرناه اذ لا یصح اطلاق الجمیع کما
هو ظاهر انتهی ثم رایت مفاد هذا التقیید فی
آخر حدیث جبرئیل من قوله فی شرح ان الله علیم خبیر ای
باطنها کما انه عالم بظاهرها او معناه مخبر بعضها
من جزئیاتها لبعض عباده المخلصین وقد اخبرنی کما فی مواضع به ان علم الساعة

پر یہہ طعن کہ علامہ سیوطی وعلی قاری وغیرہما کے رسائل
جواز مجلس مولود بدعتیوں کے رسالی ہین جنسی صاحب انوار
ساطعہ مغرور ہوا ہے جیسا کہ دوسری صفحہ براہین کی سطر
۱۳ و ۱۴ امیں ہے یہہ حضرات خلیل ورشید اور انکی حوارین
کی ہی عادت سی ہے اور فقیر قصوری تو ابتدا شعور وتمیز
سے ہمہ تن دین متین کی مخالفین کی تردید میں مصروف ہے
چنانچہ پادریوں رافضیوں خارجیوں وہابیوں غیر مقلدوں
نیچریوں آریوں امکان کذب کی معتقدوں سب کے رد میں
رسالی لکھے اور چھپوائی اور بفضلہ تعالی وہ رسائل مقبول
علماء عرب وعجم ہوئی جسپر خدا اکریم کا شکر ہے اور یہہ سب
کچھہ اس مولی پاک کی طلب رضا کیوا سطی کیا ہے اور معلوم
رہے کہ مولانا قاری نے حدیث مشکوۃ جسمیں آپکے عالم ما فی السمٰوٰت
والارض کا ذکر ہے آپکے بیان وسعت علم تحت الثری سی
اعلی العلی تک جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اسکے بعد لکہا ہے
کہ اس قید سی جو ہمنے ذکر کی ناچاری ہے اسلیئے کہ اطلاق جمیع
کا غیر صحیح ہے چنانچہ ظاہر ہے پہر یہہ قید حدیث جبرئیل کی اخیر
مذکور ہے آیت ان الله علیم خبیر کے بیان مین کہ الله
تعالے باطن پر خبردار ہے جیسا کہ ظاہر پر یا معنے یہہ ہیں کہ
حق تعالے بعض جزئیات ان پانچ علموں پر اپنے بعضے مخلص
بندوں کو خبردار کر دیتا ہے۔ اور قرآن مجید
کے کئی مقاموں نے مجھے خبر دی ہے کہ علم
قیامت کا ان چیزوں سے ہے جو خدا
سے خاص ہیں اہ

لیس علی القاری فقط بل علی اللہ تعالیٰ و رسولہ و علی
عائشۃ رضی اللہ عنہا و علی المفسرین و المحدثین و الفقہاء
قال اللہ تعالیٰ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰہا
فیم انت من ذکرٰہا الی ربک منتہٰہا قال الامام
الرازی ای منتہی علمہا لم یؤت احد من خلقہ و
فی ابی السعود ای ما انت من ذکرہا لہم وتبیین
وقتہا لہم فی شیء لان ذلک فرع علمک بہ وانی لک
ذلک وھو مما استأثر بعلمہ علام الغیوب الیہ تعالیٰ
یرجع منتہی علمہا ای علمہا بکنہہا وتفاصیل امرہا
ووقت وقوعہا لا الی احد غیرہ وایضاً فی تفسیر آیۃ
یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰہا قل انما علمہا عند ربی
صرح الامام وابو السعود ھکذا وایضاً قال تعالیٰ
بمواضع وما یدریک لعل الساعۃ تکون قریبا وما
ادریک ما القارعۃ وقالت عائشۃ رضی اللہ عنہا من قال بانہ
صلی اللہ علیہ وسلم یعلم بوقت القیامۃ فقد افتری افتراء
عظیما فلما نجی اللہ ورسولہ والصحابۃ والمفسرین
والفقہاء والمحدثون من طعن القصوری فلا یشکو
من توہین احد لہ بقولہ الفقیر القصوری کان اللہ لہ
الطعن علی اللہ سبحانہ بامکان الکذب وعلی رسولہ
الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم بالمساواۃ فی البشریۃ
والاخوۃ بجمیع الناس وقلۃ علمہ صلی اللہ علیہ وسلم من
الموسوس الخناس وعلی الصحابۃ والتابعین بتغلیط
ما قالوا بہ کما مر ذکرہ بیانہ علی الصدر وعلی العلماء الربانیین

اگر غور کیجیے تو یہہ طعن کچھ علی قاری ہی پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ
اور رسول اور عائشہ رضی اللہ عنہا پر اور مفسرین و محدثین
و فقہا پر واقع ہوتا ہے حقتعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتا ہے سوال کرتے ہیں
تجھسے قیامت سے کہ کب ہے وقت قائم ہونے اسکے کا بیچ کس بات
کہ ہے تو یاد دہانی اسکی سے تیری رب کیطرف ہے انتہا اسکا۔ امام رازی
لکھتے ہیں کہ انتہا علم قیامت کا کسیکو علم نہیں دیا گیا۔ ابو السعود
میں ہے تو قیامت کے ذکر کرنے اور وقت بیان کرنے میں نہیں
کیونکہ یہہ تیرے علم کی فرع ہے اور یہہ تیرے لیے نہیں ہے
اسکا علم علام الغیوب کو ہے اور لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کیطرف قیامت
کے علم کا منتہا ہے یعنی اسکی کنہ کا علم اور تفاصیل اور وقت
وقوع اسکا خدا کے سوا کسیکو نہیں ہے پہر آیت یسئلونک عن الساعۃ
ایان مرسٰہا کے ذیل میں امام رازی و ابو السعود نے بصراحت
تمام بیان کیا ہے اور اسکے سوا بہت سے مواقع میں ہے اور کسنے
تجھے بتایا ہے کہ شاید قیامت قریب ہو اور کسنے تجھکو بتایا ہے
کہ قیامت کیا ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں جو کہے کہ حضرت
کو علم قیامت کا تہا تو اسنے بڑا افترا کیا تو جب آپکی طعن
سے خدا و رسول و صحابہ و مفسرین و فقہا و محدثین تک
نہیں بچے تو پہر آپ کیکی توہین کی شکایت نکریں انتہی بلفظہ
فقیر قصوری کان اللہ لہ کہتا ہے کہ حقتعالیٰ پر امکان کذب کا
طعن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بشریت میں برابری
اور برادری جمیع بنی آدم اور آپکی علم کا شیطان کے علم سے
کم ہونیکا طعن اور صحابہ و تابعین کے اقوال کو غلط بنانا
جسکا اوپر بخوبی ذکر آچکا ہے اور علماء ربانیین

ورسوله والصحابة والمفسرين والفقهاء والمحدثين
عليه السلام ١٢
انما هو افتراء مبين عند المنصفين ثم انما تشرفت
بزيادة بيت الله العتيق في شعبان سنة ١٣٠٧
سبع وثلثمائة بعد الالف وطالعت نبذا من تاويلات
الامام ابي منصور الماتريدي رحمه الله تعالى فوجدت
فيه تحت آية مفاتيح الغيب الخمس ورسول الله صلى
الله عليه وسلم يعلم ذلك الا في حق الساعة فانه لا
يطلع عليها احد الا ان يقال بان رسول الله صلى الله
عليه وسلم لم يؤذن له بالتكلم ولا القول في شيء الا
من جهة الوحي من السماء انتهى من عينه كما انقل لك بصدد
مع ابتداء كلامه قال في كشف الظنون تاويلات
اهل السنة للامام ابي منصور محمد بن محمد الماتريدي
الحنفي المتوفي سنة ٣٣٣ ثلث وثلثين وثلثمائة قال
الشيخ عبد القادر في الجواهر المضية وهو كتاب
لا يوازيه فيه كتاب بل لا يدانيه شيء من تصانيف
من سبقه في ذلك الفن انتهى اه وفي شرح المقاصد
ابو منصور الماتريدي تلميذ ابي بكر الجرجاني
صاحب ابي سليمان الجرجاني تلميذ محمد بن الحسن
الشيباني رحمهم الله تعالى انتهى ثم رأيت رسالة
انموذج اللبيب في خصائص الحبيب للامام العلامة
خاتمة الحفاظ والمجتهدين عبد الرحمن ابي الفضل جلال
الدين السيوطي رحمه الله تعالى في دار الكتب السلطانية
فوجدت في الفصل الاول من الباب الاول منها هذه العبارة

اور مفسرین وفقہاء ومحدثین پر طعن کرتا ہے۔
بیہ انصاف کرو سو صرف افترا ہی ہے۔ پھر جب فقیر شعبان
۱۳۰۷ھ میں مکہ معظمہ میں بیت اللہ شریف کی زیارت سے
مشرف ہوا تو پادشاہی کتب خانہ سے امام ابو منصور
ماتریدی کی تاویلات کو مطالعہ کیا تو آیت مفاتیح الغیب
کے نیچے لکھا پایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو جانتے
ہیں مگر علم قیامت کا کہ اسپر کوئی مطلع نہیں ہے مگر یوں
کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسمیں بیان کرنیکا
اذن نہ تھا اور نہ کوئی بات بیان کرتے تھے مگر وحی سے
یہہ ترجمہ ہے عبارت تاویلات کا جو مع کلام ابتدا کے
اوپر منقول ہو چکی ہے اور کشف الظنون میں ہے
کہ تاویلات اہل السنہ امام ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی
حنفی جنکی وفات ۳۳۳ھ میں ہوئی شیخ عبد القادر
جواہر مضیہ میں کہتے ہیں کہ یہہ کتاب ایسی ہے جسکے برابر
بلکہ اسکے قریب پہلے مصنفات اس فن میں سے نہیں
ہے انتہی اہ اور شرح مقاصد میں درج ہے کہ ابو منصور
ماتریدی شاگرد ابو نصر عیاض کا وہ شاگرد ابو بکر جرجانی
دوست ابی سلیمان جرجانی کا وہ شاگرد امام محمد
بن حسن شیبانی کا ہے اللہ تعالی ان سب پر رحمت کرے
پھر فقیر نے اسی شاہی کتب خانے میں امام المحدثین
خاتمۃ المجتہدین عبد الرحمن ابو الفضل جلال الدین
سیوطی علیہ الرحمۃ کا رسالہ انموذج اللبیب فی
خصائص اللبیب دیکھا اور اسکے پہلی فصل باب اول میں

فاولتُ هذا القول بان المراد منه انه صلى الله علیه
وسلم نهی عن بیان علم الساعة نعلم الساعة مما استاثر
الله تعالی به وقد القی فی قلبی من دلیله ان الله
تعالی بعد ذکر عدم درایته علیه السلام بقرب الساعة
او بعده قال عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداً
الا من ارتضی من رسول الآیة فالمراد بالغیب
انما هو الغیب المطلق المخصوص به تعالی الذی
منه علم الساعة فلما استثنی رسوله المرتضی واثبت
اظهاره علی الغیب المخصوص فتحقق منه انه صلی الله
علیه وسلم اعطی علم الساعة ایضاً فی صفحة (١٨٢)
لصحیح البخاری المطبوع فی المطبع الاحمدی الواقع
فی الدهلی ولا یعلم متی تقوم الساعة الا الله و
تحته من حاشیة القسطلانی الا من ارتضی من
رسول فانه یطلع علی ما یشاء من غیبه والولی التابع
له یاخذ عنه انتهی من عینه وقد مر النقل من مدارج
المحدث الدهلوی انه علیه السلام اعطی نوعاً من
العلم وامر باخفائه وقد قلت سابقاً فی قول ام المؤمنین
الصدیقة رضی الله عنها ان هذا الخمس لا یعلمها احد
بان المراد نفی العلم الاستقلالی لانه لا شك فی انه
لا یعلم احدٌ هذا الخمس ولا شیئاً من الغیوب بنفسه
الا الله والاطلاع علی الغیوب للانبیاء ثم للاولیاء بتعلیم
الله تعالی ثابت بالقرآن والحدیث والاجماع فعلی هذا التقدیر
قول المکذبین بان هذا الفقیر یطعن علی الله تعالی و

تو اسکی فقیر نے یوں تاویل کی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم قیامت کے بیان کرنیسے منع کیئے گئے تھے تو یہ علم
حقتعالے سے مخصوص ہوگیا اور اسکی دلیل فقیر کے دل میں
یہہ القا ہوئی کہ سورہ جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے قرب بعد قیامت کے معلوم نہونیکے بعد فرمایا کہ خدا
غیب دان ہے اپنے غیب خاص پر کسیکو غالب نہیں
کرتا مگر رسول پسندیدہ کو تو مراد غیب سے غیب مطلق
مخصوص باریتعالے ہے جسمیں علم قیامت بھی درج ہے
پس جب رسول پسندیدہ مستثنی ہوئے اور غیب مخصوص
پر انکا غلبہ منصوص قرآن ہوگیا تو اسے متحقق ہوا
کہ آپ کو علم قیامت بھی دیا گیا ہے صحیح بخاری مطبوعہ
احمدی کے صفحہ (١٨٢) میں ہے کہ قیامت کا وقت
سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے اور اسکے نیچے شرح
قسطلانی سے لکھا ہے مگر رسول پسندیدہ ہیں وہ مطلع
ہوتا ہے غیب پر جسقدر خدا چاہتا ہے اور ولی تابع
رسول رسول سے لیتا ہے انتہی اور محدث دہلوی
کی مدارج النبوۃ سے اوپر مذکور ہوچکا ہے کہ آپ کو ایک
قسم کا علم دیا گیا ہے اسکے چھپانے پر آپ مامور تھے
اور اوپر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول میں
لکھا گیا ہے کہ ان پانچ چیزونکو جو کوئی سوا خدا کے
نہیں جانتا تو مراد اس سے علم استقلالی کی نفی ہے اسلیئے
کہ بیشک ان پانچ چیزوں اور دوسری غیب کی باتوں کو
خود بخود کوئی نہیں جانتا ہے و بتعلیم الٰہی نبیوں اور ولیوں کو غیب

كشف الظنون (الخصائص النبوية) للشيخ جلال
الدين عبد الرحمن بن ابي بكر السيوطي المتوفى سنة ٩١١
احدى عشر وتسعمائة وهو مجلد اوله الحمد لله
الذي اطلع في سماء النبوة الخ ذكر فيه انه تتبع هذه
الخصائص عشرين سنة الى ان زادت على الالف
ثم اختصره وسماه انموذج اللبيب في خصائص الحبيب
روى انه اخذه بعض معاصريه واسنده الى نفسه
فكتب السيوطي فيه مقامة تسمى الفارق بين المصنف
والسارق واختصره ايضا الشيخ عبد الوهاب بن
احمد الشعراني المتوفى سنة ٩٧٣ اثنين وسبعين وتسعمائة
وعلى الانموذج المذكور شرحان كبير وصغير لعبد الرؤف
المناوي المار ذكره انتهى من عينه صفحة (٣٥٥) نقول
هذا الفقير كان الله له مستند بالاية الشريفة التي
في سورة الجن واحاديث الصحيحين وغيرهما التي تدل
على عموم علمه السلام وبتصريح هذين الامامين اللذين
احدهما امام جميع اهل السنة من الحنفيين في العقائد
واستاذ الاساتذة في الفقه وثانيهما شيخ مشايخ القاري
عليهما رحمة الباري كما صرح به في المرقات بمواضع
واما الايات التي استند بها صاحب البراهين
الحوارين من قوله تعالى يسئلونك عن الساعة ايان
مرسيها وما يدريك لعل الساعة تكون قريبا وما
ادريك ما الحاقة وما ادريك ما القارعة مع
قول الامام الرازي وابي السعود بان علم الساعة

اور صاحب کشف الظنون لکھتا ہے خصائص نبویہ شیخ
جلال الدین عبد الرحمن بن ابوبکر سیوطی متوفی سنہ ۹۱۱ کی تالیف
ہے جسکے ابتدا میں یہ ہے کہ سب تعریف خدا کو ہے جسنے آسمان
نبوت میں جرہا یا الخ مولف نے اسمیں ذکر کیا ہے کہ ان خصائص
کی بیس برس تک جستجو کی ایک ہزار زائد ہوگئے ہیں پھر اسکا
اختصار کر کے انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب نام رکھا
روایت ہے کہ انکو بعض ہمعصروں نے اس کتاب کو لیکر اپنی
طرف منسوب کردیا تو امام سیوطی نے ایک رسالہ بنام فارق
بین المصنف والسارق لکھا پھر شیخ عبد الوہاب بن
احمد شعرانی نے جنکی وفات سنہ ۹۷۳ میں ہوئی ہے اس انموذج
کا اختصار کیا اور انموذج کی دو شرحیں ہیں بڑی
اور چھوٹی تصنیف عبد الرحمن مناوی کی جنکا اوپر ذکر
گذرا ہے۔ یہہ ترجمہ ہے عبارت کشف الظنون کا صفحہ ۳۵۵
سے پس فقیر کا یہہ قول آیت شریف سورہ جن اور صحیح حدیثوں
اور دوسری روایات کتب دینیہ کی دلیل سے ثابت ہے جو
آپکے عموم علم پر دال ہیں اور ان دونوں اماموں کی تصریح
سے پہلا انکا امام ہے جمیع اہلسنت حنفیوں کا علم عقائد اسلامیہ
میں اور علم فقہ میں استاذوں کا استاذ ہے دوسرا وہ ہے
جسکو علامہ قاری مرقات وغیرہ میں شیخ المشایخ وغیرہ
القاب سے تصریح کرتے ہیں رہی وہ آیات مستند مکذبین کی
جنکا اتباع یسئلونک عن الساعۃ اور وما یدریک لعل الساعۃ
اور وما ادریک ما الحاقۃ اور وما ادریک ما القارعۃ ہے اور
امام رازی اور مفتی ابو السعود کا قول کہ قیامت کا علم

واولی صلی اللہ علیہ وسلم علم کل شیٔ الا الخمس التی فی
آیۃ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وقیل انہ اوتیہا ایضا و
امر بکتمہا والخلاف جار فی الروح ایضا وبین لہ فی امر
الدجال ما لم یبین لاحد ووعد بالمغفرۃ وہو حی صحیحا
قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ما امن اللہ احدا من خلقہ
الا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم قال لِیَغفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ
مِن ذَنبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وقال للملٰئکۃ ومن یقل
منہم انی الٰہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم وقال
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ واللہ ما تدری
نفس ماذا مفعول بہا لیس ہذا الرجل الذی
قد بین لنا ان اللہ قد غفر لہ ما تقدم من ذنبہ
وما تاخر صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ الحاکم ورفع
ذکرہ فلا یذکر اللہ جل جلالہ الا ذکر معہ فی اذان ولا خطبۃ
ولا تشہد الا ذکر معہ وعرضت علیہ امتہ باسرہم
حتی راٰہم وعرض علیہ ما ہو کائن فی امتہ
حتی تقوم الساعۃ قال الاسفرائینی وعرض علیہ الخلق
کلہم من لدن آدم فمن بعدہ وعلم کما علم آدم اسماء
کل شیٔ وہو سید ولد آدم واکرم الخلق علی اللہ فہو افضل
من سائر المرسلین وجمیع الملائکۃ المقربین وکان
رحمۃ للعلمین عدہذہ ابن سراقۃ انتہی من عینہا
کتب فی آخرہا المنقلات (۹۸۰) من نسخۃ الداودی
التی ہما من خط المؤلف وہو تلمیذہ رحمہما اللہ
الخصائص فیہا الف ومائۃ واثنا عشر وقال صاحب

یہ مسئلہ پایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کا علم دیا گیا ہیں
مگر پانچ چیز جو آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ میں ہیں اور بعضوں
نے کہا ہے کہ آپکو ان پانچ چیز کا علم بھی دیا گیا ہے اور اسکے چھپانے پر
مامور تھے اور ایسا ہی روح میں اختلاف ہے اور آپکو دجال کے امر
میں ایسا بیان کیا گیا ہے جو کسیکو واسطے بیان نہیں کیا گیا اور آپکی حیات
مبارک میں وعدہ بخشش کا ہو چکا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
کہتے ہیں اللہ تعالی نے کسیکو اپنی مخلوقات سے نڈر نہیں کیا ہے مگر محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آپکی حق میں فرمایا کہ آپکا اللہ تعالی نے
سب کچھ بخش دیا اور فرشتوں کو فرمایا اور جو کہیگا اُنمیں سے کہ میں
خدا ہوں اللہ کے سوا پس وہ شخص ہم بدلہ دینگے دوزخ۔ عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بخدا کوئی نہیں جانتا کہ اس سے کیا ہوگا
مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنکا حال ہمکو بھی ظاہر ہو گیا ہے کہ اللہ
تعالی نے انکی اگلی پچھلی لغزشیں بخشدیں ہیں۔ اس حدیث کو حاکم
نے اخراج کیا ہے اور آپکا ذکر بڑا اونچا کیا ہے پس حقتعالی کا ذکر
اذان و خطبہ و تشہد میں جو آتا ہے تو آپ بھی ہاں مذکور ہوتی
ہیں اور آپ پر آپ کی ساری امت عرض کیگئی تاکہ آپنے انکو دیکھ
لیا اور قیامت تک آپکی امت میں جو ہونا تھا وہ بھی آپ پر
ظاہر کیا گیا۔ اسفرائینی نے کہا اور آپ پر ساری مخلوقات ظاہر کیگئی
حضرت آدم کے وقت سے پیچھے تک اور آپ علم دیے گئے جیسا کہ حضرت
آدم کو ہر چیز کے ناموں کا علم دیا گیا تھا حالانکہ آپ حضرت آدم
کے سردار اور ساری مخلوقات سے خدا کے نزدیک بہت بزرگ ہیں پس
آپ رسولوں اور مقرب فرشتوں سے افضل ہیں اور تمام جہان کے
واسطے رحمت ہیں ابن سراقہ نے یہ خصائص ذکر کئے ہیں ترجمہ

وان اراد انہ علیہ السلام اعطی علم الاحوال الماضیۃ والمستقبلۃ من قسم المبدء والمعاد والقصص والاحکام والحروب والفتن وغیرھا فھذا مسلم لاینکرہ احد وھذا لایستلزم الاحاطۃ العلمیۃ ولا کونہ عالم الغیب فعلم ان دعوی القصوری محض خیال کما اثبت مدعاہ من روضۃ الاحباب ومدارج النبوۃ ومعارج النبوۃ والشفاء وغیرھا والحال ان حوالۃ ھذہ الکتب لاثبات العقائد غیر کافیۃ وعلی ثبوت کمال حضرۃ القصوری حجۃ کافیۃ وشافیۃ بالجملۃ ھذا الاعتراض علی عبارۃ البراھین نشأ من محض التعصب والنفسانیۃ لان صغری وکبری الدلیل کلیھما غلط صغری الدلیل ان ملک الموت وابلیس اعلم فغلط المعترض فیہ بفھم الاعلمیۃ مطلقاً ولیس ھذا مدعاء مولف البراھین اصلاً بل مدعاہ انہ یمکن علم معلومات الکونیۃ لملک الموت وابلیس لکونہ وظیفتھما ولیس ھذا العلم لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان کان علمہ المتعلق بالمبدء والمعاد والتشریعات وغیرھا افضل منہ واکمل وکبری الدلیل کل اعلم افضل فھذہ کلیۃ الکبری غیر مسلمۃ وغلط لان الاعلمیۃ بعلم دون علم اوبالعلم الذلیل والخسیس لایستلزم الافضلیۃ فما اثبت فی البراھین زیادۃ علم الشیطان علی علمہ ولا افضلیۃ لکن القصوری بعنادہ تابع لخیالہ لکن اثبات العلم المحیط لما کان وما یکون لہ علیہ السلام

اس قسم کی روایات کرتے ہیں اور اگر یہہ مراد ہی کہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو احوال ماضیہ و مستقبلہ از قسم مبدء و معاد و قصص سابقین و احکام و حروب و فتن وغیرہ کا عطا کیا گیا تو یہہ مسلم ہے اسکا کسیکو انکار نہیں اور نہ یہہ احاطہ علمی و عالم الغیب ہونے پر مستلزم ہے پس معلوم ہوا کہ دعوی حضرت قصوری صاحب کا محض خیالی ہی چنانچہ اپنے مدعا کے ثبوت میں روضۃ الاحباب مدارج النبوۃ معارج النبوۃ شفا وغیرہ کا حوالہ دیتے ہیں جو ثبوت عقائد کیواسطے سراسر ناکافی ہیں ۔ اور حضرت قصوری صاحب کی کمال علمی کی ثبوت کی لیئی دلیل کافی و شافی ہے بالجملہ یہہ اعتراض براہین کی عبارت پر محض تعصب و نفسانیت سی پیدا ہوا ہی کیونکہ اس دلیل کا صغری و کبری دونو غلط ہیں صغری دلیل کا یہہ تہا کہ ملک الموت و ابلیس اعلم ہیں اسمیں معترض سی یہہ غلطی ہوئی کہ اعلمیت کو مطلق سمجہہ لیا براہین کی مولف کا یہہ مدعا ہرگز نہ تہا بلکہ مدعا مولف براہین کا یہہ ہی کہ ممکن ہے کہ معلومات کونیہ کا علم حضرت ملک الموت اور ابلیس کو ہو جو انکا وظیفہ ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہو اگرچہ حضرت کا علم جو متعلق مبدء و معاد احوال عالم تشریعات وغیرہ کی ہو وہ بدرجہا اس سی افضل و اکمل ہوگا پر کبرے اسکا کہ ہر اعلم افضل ہے کلیت کبری غلط اور غیر مسلم ہی کیونکہ اعلمیت بعلم دون علم یا بعلم ذلیل و خسیس ہرگز مستلزم افضلیت کو نہیں پس براہین قاطعہ میں شیطان کی علم کو حضرت [illegible]

ما اوتی احد فجوابها ان تلك الآيات نزلت في
مكة المعظمة قبل نزول سورة الجن ونزول سورة
الجن انما هو في اخير السنة الحادية عشرة من النبوة
كما في التفسير العزيزي وغيره ولهذا قال في حاشية
الجمل على الجلالين ويحتمل ان يكون قال ذلك قبل
ان يطلعه الله عزوجل على علم الغيب فلما اطلعه الله
اخبر به كما قال فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ
مِن رَّسُولٍ انتهى كما مر نقله على الصدر مع بقية
العبارة وهكذا في تفسير روح البيان وغيره تنبيه
وان سلمنا ان علم الساعة مما استاثره الله تعالى ولم
يؤت احد كما هو ظاهر من كلام جمع من المفسرين
فلا يضرنا الان خروج البعض من الكل لاينافي الكلية
والاكثر له حكم الكل فعلى هذا التقدير وسعة علمه عليه
السلام وكثرت معلوماته صلى الله عليه وسلم بنسبة
معلومات الشيطان الرجيم ثابتة البتة فتم المقصود
بعون الودود وقال في الجواب التفصيلي وما قال
القصوري بان اكابر اهل السنة سلموا انه صلى الله
عليه وسلم عالم ما كان وما يكون فان اراد انه
عليه السلام عالم الغيب والشهادة بجميع الجزئيات
والكليات كما يثبت من تحريراته المختلفة فهو غلط
بالكلية وكذب وما سلم من اكابر اهل السنة لاحد
يكون احد عالم ما كان وما يكون نعم ذهبت
الشيعة الى انه عليه السلام والائمة عالمي ما كان وما يكون

کسیکو نہیں دیا گیا ہی تو انکا جواب یہہ ہی کہ یہہ تمام آیات مکہ
معظمہ میں سورہ جن کی نزول سی پہلی کی اُتری ہوئی ہیں
اور سورہ جن گیارہویں برس کی اخیر اُتری ہے جیسا کہ
تفسیر عزیزیہ میں اسپر تصریح ہی اسیواسطی جلالین حاشیہ جمل
میں لکھا ہی اور ممکن ہی کہ نفی علم غیب کی اللہ تعالی نے آپکو
غیب پر مطلع کرنے سے پہلے کی ہو پس جب حقتعالی نے
آپکو غیب پر مطلع کر دیا تو آپنے اسکی خبر دیدی چنانچہ
قرآنمجید میں ہی بس خدا کسیکو اپنے غیب پر غالب نہیں کرتا
مگر رسول پسندیدہ کو اھ جیسا کہ اوپر یہہ عبارت مع بقیہ
عبارت کی ترجمہ کیگئی ہی۔ اور ایسا ہی تفسیر روح البیان
وغیرہ میں ہی اسکو یاد رکھکر سنیئے کہ اگر ہم تسلیم کریں کہ
قیامت کا علم حقتعالے کے مخصوص علموں سے ہی کسیکو
دیا نہیں گیا۔ جیسا کہ مفسرین کی ایک جماعت کی کلام
سی ظاہر ہی تاہم ہماری مدعا کی برخلاف نہیں ہی کیونکہ
کل سی بعض کا نکلنا منافی کلیت کا نہیں ہی اور اکثر
کو حکم کل ہوتا ہے پس اسصورت میں بھی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم اور کثرت معلومات بہ نسبت
شیطان مردود کی ضرور ہی ثابت ہو گی بفضلہ تعالی ہمارا
مدعا ثابت ہو گیا۔ جواب تفصیلی میں ہی اور یہہ جو قصوری صاحب
لکھتے ہیں کہ اکابر اہل سنت نے آپکو عالم ما کان وما یکون مان لیا ہی
اسی اگر یہہ مراد ہی کہ آپ عالم الغیب والشہادت بجمیع الجزئیات و
الکلیات ہیں جیسا قصوری صاحب کی تحریرات مختلفہ سی ثابت
ہوتا ہی تو سراسر غلط و کذب ہی اکابر اہلسنت نے کسیکو عالم ما کان

اعلم من سید المرسلین لانہ وظیفتہ ولیس بوظیفۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فہذا صریح نقص بو فور علمہ وغض من مرتبتہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم اجمعین انقل ههنا کلام الشفاء وشرحہ للقاری
علیہما رحمۃ الباری **فصل** قال القاضی تقدم الکلام
فی قتل القاصد لسبہ ای المتعمد فی شتمہ والازرا بہ
وفی نسخۃ والازدراء وھو بمعنی الاحتقار بمعجمۃ
ومہملۃ بینہما میم ساکنۃ ای عیبہ ما ھی وجہ کان من
ممکن وجودہ او محال بضم المیم ای ممتنع شہودہ فہذا
وجہ بین ای ظاھر مکشوف لا اشکال فیہ ولا توقف
فی قتل متعاطیہ الوجہ الثانی لاحق بہ ای ملحق بالوجہ
الاول فی البیان والجلاء ای فی الظہور وعدم الخفاء
وھو ان یکون القائل لما قال من الکلام فی جہتہ علیہ الصلوۃ
والسلام غیر قاصد للسب ای للشتم علی جہۃ الجفاء
والازراء وفی نسخۃ الازدراء ای الاستحقار بالاستخفاف
والاستہزاء ولا معتقد لہ ای لمضمون کلامہ ولکنہ
تکلم فی جہتہ علیہ الصلوۃ بکلمۃ الکفر ای من الفاظہ
کما بینہ لقولہ من لعنہ او سبہ او تکذیبہ او اضافۃ
ما لا یجوز علیہ ای نسبتہ الیہ او نفی ما یجب ای
ثبوتہ لہ مما ھو فی حقہ علیہ الصلوۃ والسلام نقیصۃ
ای منقصۃ ومذمۃ مثل ان ینسب الیہ اتیان کبیرۃ
ای صدورھا من قولا او فعلا ومداھنۃ فی تبلیغ
الرسالۃ کما نفاہ اللہ تعالی بقولہ فلعلک تارک
بعض ما یوحی الیک وضائق بہ صدرک ان یقولوا

کا وظیفہ ہی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ نہیں تو
یہہ صریح آپکے وفور علم میں نقصان اور آپکی رتبہ عالی کا
پست کرنا اور شیطان کی علم کا رجحان ہی یہاں پر شفا فی حقوق
المصطفی اور اسکی شرح علامہ قاری کی عبارت نقل کرتا
ہوں **فصل** قاضی نے کہا کہ اوپر کلام ہو چکی ہی۔ اسمیں کہ
جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عمدًا برا کہے اور تحقیر کری
اور عیب لگائے کسی وجہہ سی یعنی ممکن الوجود ہو یا ممتنع الشہود
تو وہ واجب القتل ہے اور یہہ امر ظاہر ہی اسمیں کوئی شبہ
اور توقف نہیں کہ ایسا کرنیوالا قتل کیا جائے اب اس وجہہ
پہلی کے ساتھہ ایک دوسری وجہہ بھی ملحق ہی۔ جو وہ
بھی ظاہر ہی۔ اور مخفی نہیں اور وہ یہہ ہی کہ کسی نے آنحضرت
علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت کچھہ کہا درحالیکہ اسکا
وقصد بدگوئی وتحقیر وسبکی ومسخری کا نتھا اور نہ وہ اس کلام
کی مضمون کا معتقد ہی ولیکن اسنے آپکی نسبت ایسا لفظ بولا
جس سی کافر ہو جاتا ہے۔ آپکے لعن کرنیسے اور برا کہنے سے
یا جھٹلانے سی یا آپکی طرف ایسی چیز کی نسبت کرنے جو آپ
ناروا ہو یا جس چیز کا آپکے لیئے ثبوت واجب ہی اسکی نفی
کرنی جسسے آپکی شان والا کو بٹہ لگے اور آپ کی مذمت ہو
جیسے کہ کبیرہ گناہ کی صدور کو قول ہو یا فعل آپکیطرف
منسوب کرنا یا احکام رسالت کی پہونچانیمیں آپکی مداہنت کا
قائل ہونا جسکو اللہ تعالے نے آیت فلعلک یعنی پس شاید
کہ تو چھوڑ دینے والا ہے بعضے وہ چیز کہ وحی کی جاتی ہے طرف
تیری اور تنگ ہو جاتا ہی سینہ تیرا اس واسطے کہ کہیں وہ

غلط ومخالف لجمهور محققي اهل السنة ولا يعتقد
به متدين ذو علم سوى القصوري واهل مشربه تم الجواب
الرابع يقول الفقير القصوري كان الله له قد صرحت
مكررًا بان علمه صلى الله عليه وسلم زائد من المخلوقات
وناقص بالنقص من علم خالق البريات والاحاطة العلمية
له عليه السلام ليست كالاحاطة العلمية لله تعالى
واعتقاد علمه صلى الله عليه وسلم بما كان وما يكون قد
استنبطها اهل العرفان من القرآن والاحاديث الصحيحة
لحبيب الرحمن ثم عدم اكتفاء حوالة روضة الاحباب
والشفاء في حقوق المصطفى وغيرهما لاثبات عموم
علمه ووفور معلوماته عليه السلام واكتفاء الرواية التي ذكرها
من شرح المواقف والاستنباط الزعمي لاثبات عقيدة
امكان كذب الباري سبحانه واثبات المساواة
في البشرية لسيد المرسلين لجميع الآدميين من الكلام
المحمول على التواضع وتسليم الاحاطة العلمية للشيطان
من الروايات التي لا دلالة لها عليها اصلاً والتصريح
بان ذلك ثابت بالنص ووسعة علمه عليه السلام
غير ثابتة بالنص لا يقول به احد من المسلمين سوى
الوهابيين وقد سبق ان صاحب تقوية الايمان
اطلق لفظ الجاهل على الانبياء وسلم ذلك واصوبه
صاحب البراهين مع الحواريين وايضا قد انه صرح
في البراهين بقلة علمه عليه السلام من الشيطان اللعين
وقال ههنا ان الشيطان في علم معلومات الكونية

سراسر غلط ہے اور مخالف جمہور محققین اہلسنت کے اسپر معتقد
ہونا سوائے مولوی قصوری صاحب اور آپکے ہم مشربوں
کے کسی دیندار ذیعلم کا کام نہیں فقط انتہی بلفظہ چوتہا جواب
تفصیلی تمام ہوا فقیہ قصوری کان اللہ لہ کہتا ہے کہ بارہا
تصریح ہوچکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مخلوقات
سے زائد ہے اور حق تعالی سے بہت کم ہے اور آپکا احاطہ علمی باریتعالی
کے احاطہ علمی کیطرح نہیں ہے۔ اور آپ کے لئے ما کان و ما یکون
کے علم کا اعتقاد علماء ربانیین نے قرآن وصحیح حدیثوں سے
استنباط کیا ہے پہر روضۃ الاحباب وشفا وغیرہما کا حوالہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عموم علم و وفور معلومات کے اثبات
کے لئے غیر کافی ہونا اور شرح مواقف کی روایت شاذ اور
زعمی استنباط کا عقیدہ امکان کذب باریتعالے کیلئے
اور کلام محمول بتواضع کا عقیدہ اثبات مساوات جمیع
بنی آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے اور احاطہ علمی
شیطان کیا ہے ایسی روایات جنمیں اسپر دلالت ہی
نہیں ہے کافی ہونا اور اسکو نص سے ثابت کہنا اور آپکی
وسعت علم غیر ثابت نص سے بیان کرنا سوا وہابیوں کے
کسی مسلمان کا قول نہیں ہے اور اوپر گذر چکا ہے کہ تقویۃ
الایمان میں جاہل کا لفظ انبیاء پر اطلاق کیا ہے اور صاحب
براہین اور اسکے حواریین نے جواب تفصیلی میں اسکو پسند
کرکے مان لیا ہے۔ اور نیز براہین میں آپکے
علم کو شیطان لعین کے علم سے کم لکھا ہے
جیسا کہ مذکور ہوچکا ہے اور اب جواب تفصیلی اس تحریر اخیر میں

ای قولا واحدا دون تلعثم ای توقف فی نا بر اذ لا
يعذر احد فی الكفر بالجهالة اذ معرفة ذات الله
تعالی وصفاته وما يتعلق بانبيائه فرض عين مجملا
فی مقام الاجمال ومفصلا فی مقام الاكمال ولا
بدعوی زلل اللسان فيه بوجران الخطاء والنسيان
وما استكره عليه الانسان عذرا فی معرض البيان
ولا بشيء مما ذكرناه مما يظن انه يكون عذرا اذ كان
عقله فی فطرته ای خلقته وجبلته سليما بان لا
يكون مجنونا ولا اخر فاسقيما الا من اكره وقلبه مطمئن
بالايمان كما هو مبين فی القرآن انتهی بقدر الحاجة
فعلم من ذلك حكم من اطلق لفظ الجاهل علی الانبياء
ومن استحسنه وقال بقلة علمه عليه السلام من
الشيطان واصر عليه من المكذبين تكملة لمسئلة
وفور علمه وكثرة معلوماته صلی الله عليه وسلم قال فی الشفاء
وخصه من الاطلاع علی جميع مصالح الدنيا والدين (ای الله تعالی ١٢)
وقال القاری فی شرحه واستشكل بانه صلی الله
عليه وسلم وجد انصارا يلحقون النخل فقال لو تركوه
فتركوه فلم يخرج شيئا واخرج شيصا فقال انتم
اعلم بامر دنياكم واجيب بانه كان ظنا منه لا وحيا
وقال الشيخ السيد محمد السنوسي اراد انه عليه السلام علی خرق
العوائد فی ذلك الی باب التوكل وما هنالك
فلم يمتثلوا فقال انتم اعرف بدنياكم ولو امتثلوا
وتحملوا فی سنة او سنتين لكفوا امر هذه المحنة انتهی

سوا اسکے کہ اس قائل کے بارہ میں توقف کیا جائ
اسلیئے کہ کفر میں بسبب جہالت یعنی نادانی کے کوئی
معذور متصور نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ معرفت ذات
وصفات الٰہی اور وہ بات جو انبیاء علیہم السلام سے متعلق
ہے مجملاً فرض عین ہے مقام اجمال میں اور مفصلاً موقع اکمال
میں اور نہ کوئی معذور ہو سکتا ہے دعوے لغزش
زبان سے[1] اسمیں بوجہہ کہ خطا و نسیان اور جسپر آدمی
اکراہ کیا جائے معرض بیان میں عذر ہے اور نہ کسی اور
چیز سے جو ہمنے ذکر کی ہیں کہ وہ عذر متصور ہو سکتی
ہیں جب وہ قائل اصل پیدائش میں سلیم ہو کہ دیوانہ اور بیک
عقل سقیم نہو مگر وہ معذور ہے جسپر اکراہ کیا جائے اور اسکا
دل ایمان میں اطمینان پر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بیان کیا
گیا ہے۔ یہہ بقدر حاجت عبارت شفا اور اسکی شرح کا
ترجمہ ہے۔ اب معلوم ہو گیا کہ انبیاء پر لفظ نادان کے بولنے والے
اور اسکو پسند کرنیوالے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم
کو شیطان کے علم سے کم کہنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے اور
اسپر اصرار کرنیوالے کا اور مسئلہ وفور علم و کثرت معلومات آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہہ تکملہ ہے جو شفا میں لکھا ہے کہ اور حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو تمام مصالح دین و دنیا پر اطلاع دینے سے مخصوص کیا ہے علامہ قاری اسکی
شرح میں لکھتے ہیں کہ اسپر یہہ اعتراض ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اہل مدینہ کو خرما کے شگوفہ کو مادہ کے شگوفہ میں داخل کرتے ہوئے دیکھکر منع کیا
اور انہوں نے چھوڑ دیا تو پھل نہ پایا کم دیا تو اسپر آپنے فرمایا کہ تم اپنی دنیا کو بہتر
داناتر ہو اور اسکا جواب دیا گیا ہے کہ یہہ آپکا گمان کیا تھا وحی نہیں تھی انتہی

[1] یعنی معرفت ذات وصفات اور امور متعلق انبیاء میں ١٢

لولا انزل علیه کنز او جاء معه ملك او مسامحته
او مساهلته فی حکم بین الناس کما نفاها عنه فی
قوله تعالی اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ
بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ او یغض ای یخفض
وینقص من مرتبته العلیة او شرف نسبه
الی ابائه واجداده الجلیة من العیوب العرفیة
او وفور علمه ای کثرته او زهده من غیر ضرورة او
یکذب بما اشتهر به من امور اخبرها علیه الصلوٰة
والسلام وتواتر الخبر بها عنه عن قصد لرد خبره
اذ لو انکر خبرا متواترا کفر بخلاف ما اذا انکر
حدیثا احادا فان انکره فسق الا اذا کان علی وجه
الاستخفاف والاستحقار او یاتی بسفه من القول
ای بسفاهة فی عبارة او لقبح من الکلام ولو باشارة
ونوع من السب وما فیه من قلة الادب فی جهته
علیه الصلوٰة والسلام وان ظهر بدلیل حاله ای
حال قائله انه لم یتعمد ای لم یرد انه علیه الصلوٰة و
السلام فی مقاله ولم یقصد سبه لاعتقاده کماله
لکن صدر عنه مقاله اما لجهالة نعوت جماله حملته
علی ما قاله او لضجر بفتحتین ای قلق من اثر غم ناله او سکر
محرم او غیره او قلة مراقبته فی شانه وضبط ای قلة
ضبط للسانه وعجرفته ای مجازفة وقلة مبالاة فی
بیانه وتهور فی کلامه ای سرعة فی خلقه وجرءة فی
نطقه فحکم هذا الوجه الثانی حکم الوجه الاول وهو القتل

کیون نہ اوتارا گیا اوپر اسکی خزانہ یا کیون آیا ساتھ اسکے
فرشتہ) میں نفی فرمایا ہی یا لوگوں کی معاملات کی حکم میں
سستی کرنی جسکو باریتعالے نے آیت انا انزلنا یعنی تحقیق
ہمنے اتاری تیری طرف کتاب سچ کی ساتھ تا کہ تو لوگون میں
حکم کری موافق دکھلانی خدا کی میں منفی کیا ہے یا آپکی عالی
مرتبہ یا شرف نسب آبا و اجداد میں جو تمام عرفی عیبوں سی
بری تہی عیب کرنا اور نقصان لگانا یا آپکی وفور علم و کثرت
معلومات اور زہد میں نقص لگانا یا جن
چیزوں کی خبر دینی آپ سے مشہور
اور متواتر ہو انکو جہٹلانا اس خبر کی رد کی ارادہ پر کیونکہ
اگر خبر متواتر کا انکار کری تو کفر ہے بخلاف انکار حدیث احاد
کے کہ اسکا انکار گناہ ہے مگر اگر خبر احاد کا انکار بھی بوجہ
سبکی و تحقیر کی کری تب کفر ہی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت سفاہت عبارت میں یا قبیح کلام سی خواہ اشارۃ
ہو اور کوئی قسم شتام کا اور وہ لفظ جسمیں تہوڑا ادب ہو
استعمال کری۔ اگرچہ قائل کی حال کی دلیل سی ظاہر ہو کہ اسنے آپکی
مذمت کا اپنی کلام میں ارادہ نہیں کیا ہے۔ اور آپکی دشنام
اسکا مقصود نہیں کیونکہ وہ آپکے کمال کا معتقد ہی لیکن
یہ ہکی گفتگو یا تو بسبب قائل کی نادانی کے آپکی نعوت جمال
سی یا بسبب اضطراب اثر غم کے جو اسکو پہونچا ہے یا بسبب نشہ
[illegible] گناہ کے جو اسنے کیا ہے یا اسکی زبان نی آپ کی شان
[illegible] غفلت اور ضبط نہیں کیا۔ یا اسکے بیان میں
[illegible] کم ہے۔ یا اسکی کلام میں جلدی اور بولنے میں جرأت

[illegible]

وعبارتها بقدر الحاجة تنقل ههنا وجه القيام عند ذكر مولده عليه السلام اما لان روحه الطيب توجه من عالم الارواح الى عالم الشهادة فهذا محض حماقة لان القيام لهذا الوجه انما يكون وقت وقوع الولادة الشريفة لا فى كل يوم فهذه اعادة الولادة فى كل يوم اما مثل فعل كفار الهنود الذين يفعلون مثال ولادة الكهنيا معبودهم فى كل سنة او مثل صنع الروافض الذين ينقلون واقعة شهادة اهل البيت فى كل سنة نقل الولادة معاذ الله فهذه الحركة القبيحة حرام وفسق بل هؤلاء اصحاب المجالس المولد اسوء حالا من الكفار والمبتدعة لانهم يفعلون للتاريخ فى يوم مقرر واصحاب المواليد يصنعون هذه الخرافات الفرضية متى شاؤا الخ وكتب فى آخر هذه الفتوى والحاصل ان هذا القيام فى الصورة الاولى بدعة ومنكر وفى الصورة الثانية حرام وفسق وفى الثالثة كفر وشرك وفى الرابع اتباع هوى كبيرة ثم كتب و هذا مجلس ميلاد در زماننا بدعة ومنكر لا يجوز شرعا فى صورة فقط كتبه راجى رحمة ربه رشيد احمد الكنكوهى عفى عنه وقد قال صاحب الانوار الساطعة يعترضون بان فعل المولود فى كل سنة يشبه ولادة كنهيا وايضا بعيد النصارى وجوابهم ان هذا الفعل اكان فى الهند فقط فيرد عليه ان اهل الاسلام يشابهون بفعل كفار الهنود والحال

جسکی عبارت بقدر حاجت نقل کرتا ہوں قولہ یا یہہ وجہہ ہی کہ روح پاک علیہ السلام کی جو عالم ارواح سے عالم شہادت میں تشریف لائی اسکی تعظیم کو قیام ہے تو یہہ بہی محض حماقت ہے کیونکہ اسوجہہ میں قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریفہ ہونا چاہیئے۔ اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے۔ پس یہہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ گہنیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادت اہلبیت ہر سال بناتے معاذ اللہ سانگ آپکی ولادت کا ٹہیرا اور خود یہہ حرکت قبیحہ قابل لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہہ لوگ اس قوم سے بڑہ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں انکے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہہ خرافات فرضی بناتے ہیں الخ اور اس فتوی کے اخیر یہہ تحریر ہی۔ الحاصل یہہ قیام صورت اولی میں بدعت ومنکر اور دوسری صورت میں حرام اور فسق اور تیسری صورت میں کفر وشرک ہی چوتھی صورت میں اتباع ہوا وکبیرہ ہوتا ہے۔ پہر اخیر میں لکہا ہے کہ خود یہہ مجلس میلاد ہمارے زمانہ کی بدعت ومنکر ہے اور شرعاً کوئی صورت جواز اسکی نہیں ہوسکتی فقط کتبہ راجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ صفحہ ١٤٢- جواب اسکا انوار ساطعہ میں یوں دیا گیا۔ اعتراض کرتے ہیں کہ یہہ لوگ ہر سال محفل مولود کرتے ہیں یہہ مشابہت کی ہیں گہنیا کی جنم کی اور نیز اسمیں تشبیہ ہی نصاریٰ کے بڑی دنکی جواب اسکا یہہ ہے کہ اگر یہہ فعل ہندوستان میں فقط ہوتا تو کہہ سکتے کہ مسلمانوں نے ہندؤں سے سیکہلی انکی مشابہت کرتے ہیں۔ بلکہ

وهو في غاية من اللطافة انتهى وقال الشهاب الخفاجي
في شرح الشفاء بعد نقل السيد السنوسي وهو
في غاية الحسن لمن تامل وقال الشيخ المحدث
الدهلوي في ترجمة المشكوة انه عليه الصلوة
والسلام اعلم من الجميع بجميع امور الدنيا والدين
انتهى مترجمًا وقال العلامة العسقلاني في
المواهب اذ لا فرق بين موته وحياته في مشاهدته
لامته ومعرفته باحوالهم ونياتهم وعزائمهم وخواطرهم
وذلك عنده جلي لا خفاء به الخ انتهى وقال في
تفسير فتح العزيز وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا
لانه يطلع بنور نبوته على مرتبة كل متدين بدينه
بلغ اي مرتبة من دينه وما هي حقيقة ايمانه و
الحجاب الذي حجبه عن الترقي ما هو فانه صلى الله
عليه وسلم يعرف سيئاتكم ودرجات ايمانكم واعمالكم
من الخير والشر واخلاصكم ونفاقكم ولهذا شهادته
في حق الامة مقبولة وواجب العمل بها الخ انتهى
مترجمًا فعلم ان انكار اعتقاد علمه صلى الله عليه وسلم
بما كان ويكون لا يقول به احد من المسلمين سوى
الوهابيين من المكذبين فقطع دابر القوم الذين ظلموا
والحمد لله رب العلمين فقد تم تحقق الاعتراض الرابع
وها انا اشرع في ترجمة الاعتراض الخامس وهو هذا
قد نقل الخليل في صفحة ١٢١ من براهين القاطعة فتوى
المولوي رشيد احمد الكنكوهي في بيان حرمة قيام مجلس المولود

اور یہ نہایت ہی باریک بات ہے انتہے اور شہاب خفاجی شرح
شفا میں سید سنوسی کی نقل کے بعد لکھتے ہیں کہ غور کرنیوالوں
کو یہ بات نہایت پسند آتی ہے انتہے اور شیخ محدث دہلوی
ترجمہ مشکوۃ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کی
تمام کاموں میں دانا تر ہیں اھ اور علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں
لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور حیات میں
کچھ فرق نہیں ہے کہ آپ اپنی امت کو دیکھتے ہیں اور انکی حالات
اور نیتوں اور ارادوں اور خطروں کو پہچانتے ہیں اور
یہ بات آپ پر روشن ہے اسمیں کوئی پوشیدگی نہیں ہے الخ
انتہی اور تفسیر عزیزی میں ویکون الرسول علیکم شہیدا کے نیچے لکھا ہے
کہ رسول نور نبوت سے اپنے دین کے ہر دیندار کے مرتبہ پر
مطلع ہے کہ وہ کس رتبہ کو پہونچا ہے اور اسکے ایمان کی حقیقت
کیا ہے اور کس حجاب سے ترقی سے محجوب ہے۔ پس رسول
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امتیوں کی گناہوں کو اور درجات
ایمان کو اور اعمال نیک و بد اور خلاص و منافقی سبکو پہچانتا ہے
اسلیئے اسکی شہادت امت کی حقمیں مقبول اور واجب العمل
ہے الخ اھ مترجمًا اب معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی عالم ماکان و مایکون کے اعتقاد کے انکار پر سوا
وہابیوں کے کوئی مسلمان اصرار نہیں کر سکتا ہے۔ پس ظالموں
کی جڑہ کاٹی گئی اور خدا رب العلمین کے لیے سب تعریفیں
متبعان عبد الوہاب نجدی ۱۲
ہیں چوتھے اعتراض کا جواب الجواب پورا ہو کر اعتراض
ثابت نکلا اب پانچواں اعتراض شروع ہوتا ہے۔ براہین قاطعہ
کے صفحہ ۱۲۱ میں مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتوی دربارہ حرام

وخالفوا اليهود وايضا التختم في اليسار جائز بالحديث
ولما صار شعار الروافض عُدّ مكروها والظاهر
ان القيام على القبر ما نعلم برويته اليهود وما تعلموا
التختم من الروافض الخ ثم قال والمانعون لا يمنعون
فرحة الولادة ولا ذكر الولادة بل يمنعون التشبه
الممنوع في هذا الامر المستحسن والمولف لا
يفهم المطلب ويتعوذ الخ فاعترض الفقير القصود
على ذلك بان تشبيهه مجلس المولود النبي الكريم عليه
الصلوة والتسليم المستنبط جوازه من الادلة
الشرعية كما هي مبنية في محلها بنقل ولادة معبود
الهنود وعيد النصارى المردود حكم قبيح لا يخفى
هذا القبح على المتامل من اهل الاسلام والتشبه ايضا
غير مقصود كما هو ظاهر فالكلام الضروري في
هذا المقام ان كلية لزوم ترك الفعل بعد عروض
التشبه او علمه دعوى بلا دليل شرعي لان حديث
اليهود الذي استند به ضعيف ضعفه صاحب
المشكوة في الفصل الثالث من باب المشي بالجنازة
بعد حوالته الى جامع الترمذي وسنن ابي داود و
ابن ماجه بقوله وقال الترمذي هذا حديث غريب
وبشر بن رافع الراوي ليس بالقوي انتهى فلما راينا اصل تلك الكتب وجدنا في الثلثة
هذا بشر بن رافع الراوي الضعيف كما هو بهذا الاسم في الجامع الترمذي وسنن ابن ماجه
وكتب ابو داود ابو الاسباط الحارثي وهو كنية بشر بن رافع كما
صرح به في تقريب التهذيب وكما حكم عليه الترمذي

اور یہود کی مخالفت کرو اور دست چپ میں خاتم پہننا
جائز بالحدیث تہا۔ جب روافض کا شعار ہوگیا تو اب
مکروہ ہوگیا۔ حالانکہ نہ قیام یہود سے دیکھکر کرتے تہے اور
نہ خاتم روافض سے دیکھکر سیکھی ہتی۔ الخ پہر کہا اور واضح
ہو کہ مانعین (یعنی براہین والے) نہ فرحت ولادت کو برا کہیں اور منع کریں
اور نہ ذکر ولادت کو منع کریں بلکہ ایسے امر مستحسن میں تشبہ
کو جو نص سے ممنوع ہے منع کرتے ہیں مولف مطلب
تو سمجہا نہیں تعوذ پڑہتا ہے الخ اب فقیر کو اسپر یہہ اعتراض
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مولود شریف کی مجلس کو
جسکا جواز ادلہ شرعیہ سے مستنبط ہی۔ اور وہ سب اپنی محل
پر مبین ہیں کہنیا کے جنم کے سانگ اور نصاری کی بڑے دن کے
خوشی سے مشابہہ کرنا ایسا قبیح مضمون ہے جو غور کرنیوالے
مسلمانوں کو سخت ناگوار گذرتا ہے اور در اصل تشبہ بہی
مقصود نہیں ہی جیسا کہ ظاہر ہی۔ اب اسمقام پر ضروری
گفتگو یہہ ہے کہ براہین والے کا یہہ کلیہ کہ اگر کسی امر
کو کرتا ہے اور تشبہ عارض یا معلوم ہو جاے تو ترک
اسکا لازم ہوگا۔ دعوی بلا دلیل شرعی کے ہی اسلئے کہ
حدیث یہود جو اس مدعا پر سند لایا ہے وہ ضعیف ہی
مشکوۃ کی باب المشی بالجنازۃ کی تیسری فصل میں دوسرے
نمبر ہے جو جامع ترمذی وسنن ابو داود وابن ماجہ سے نقل
کرکے پیچہے اسکے مولف مشکوۃ اسحدیث کا غریب ہونا ترمذی
سے حکایت کرتا ہے اور نیز یہہ کہ بشر بن رافع راوی قوی
نہیں ہی یہہ ترجمہ ہی عبارت مشکوۃ کا پہر جب اصل ان تینوں کتابوں کو

ان مجلس المولود ابتدئ فی بلدۃ موصل من العراق
واھل تلک البلدۃ لا یقفون باسم کنھیا ایضًا
فکیف یشابھون بولادتہ وان سلمنا ان اھل
اسلام الھند یشابھون بالھنود فاھل الروم و
الشام واھل الحرمین المحترمین الذین یصنعون
مجالس الموالید لا یشابھون بالکفار والاصل ان
اھل الاسلام اتبعوا فی ھذا دستور العمل السلاطین
الروم والشام والممالک المغربیۃ واندلس و
علماء العرب سلمھم اللہ الی یوم الدین فلیست
المشابھۃ بالھنود ولا بالنصاری انتھی فاجابہ
الخلیل فی (ص ۱۴۳) من البراھین بقولہ اقول التشبہ
فی جعل یوم الولادۃ عیدًا وفی اظھار السرور مثل
العید کما یصنع الکفار فھذا مشاھد ومحقق
لکن المؤلف ینکر المشابھۃ الممنوعۃ بالوجوہ الثلث
احدھا اھل العراق والعرب لا یعرفون کنھیا فکیف
یشابھون بتلک المعاملۃ معبود الہنود فھذا من قلۃ فھمہ لانہ
حقق سابقًا ان التشبہ المحرم لیس باختیار فعل
قوم خاص بعد رؤیتہ منھم کلا بل یعم ان یفعل فعلًا
وعرض التشبہ او علم فیلزم ترک ذلک الفعل بعد العلم
او العروض فی شعار الکفار ان لم یکن ذلک الفعل
طبعیًا وشرعیًا کما جاء فی الحدیث انہ علیہ السلام
یقوم علی القبر ما لم یوضع المیت فی اللحد فقال حبر
من الیھود انا نفعل ھکذا فقال علیہ السلام اجلسوا

یہ فعل عراق کے شہر موصل میں ایجاد ہوا جو کہنیا کے
نام تک واقف نہیں پھر اسکی جنم کی مشابہت کیونکر ہوئی
بھلا اگر ہندوستان کے مسلمان کہنیا کے جنم کی مشابہت
کرتے ہیں تو روم و شام و حرمین شریفین کے علما جو یہ
عمل کرتے ہیں وہ کسکے جنم کی مشابہت کرتے ہیں نعوذ
باللہ منہا۔ پس اس عمل میں تابع ہیں دستور العمل سلاطین
روم و شام و ممالک مغربیہ و اندلس و مفتیان عرب
کے سلمہم اللہ الی یوم الدین پس جیسا کہ کہنیا کی جنم کی
مشابہت نہیں نصاریٰ کے بڑے دن کی بھی مشابہت
نہیں الخ تو اسکا جواب مولوی خلیل احمد اپنے رسالہ
براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۴۳ میں یوں لکھتا ہے اقول
تشبہ اس بات میں ہے کہ یوم ولادت کو عید بناویں اور
مثل عید کے معاملہ سرور و شادی کا کریں جیسا کہ قوم
کفار کرتے ہیں سو یہ امر تو مشاہد و محقق ہے مگر مؤلف انوار ساطعہ
مشابہت ممنوعہ ہونے سے انکار کرتا ہے تین وجہ کر
ایک یہ کہ کہنیا کو اہل عراق و عرب جانتے ہی نہیں
تو انہوں نے تشبہ کہنیا کا کسطرح کیا سو یہ تقریر مؤلف
کی بالکل کم فہمی مؤلف کی ہے اسواسطے کہ پہلے محقق
ہو چکا ہے کہ تشبہ حرام فقط یہی نہیں کہ کسی قوم خاص کو
دیکھکر اس فعل کو اختیار کرے نہیں بلکہ عام ہے اس کو
اگر کسی امر کو کرتا ہے اور تشبہ عارض ہو جاوے تو
اب بعد علم کے اور عروض کے بھی ترک اسکا لازم ہوگا
اگر طبعی و شرعی امر نہو اور وہ شعار بھی کفار کا ہو چنانچہ حدیث

سائر اصابعہ دون الیمنی ذخیرۃ قولہ فیجب التحرز عنہ) عبارۃ القہستانی عن المحیط جاز ان یجعلہ فی الیمنی الا انہ شعار الروافض اہ ونحوہ فی الذخیرۃ تامل قولہ ولعلہ کان وبان) ای کان ذلک من شعارہم فی الزمن السابق ثم انفصل وانقطع فی ہذہ الازمان فلا ینہی عنہ کیفما کان وفی غایۃ البیان قد سوی الفقیہ ابو اللیث فی شرح الجامع الصغیر بین الیمین والیسار وہو الحق لانہ قد اختلف الروایات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک وقول بعضہم انہ فی الیمین من علامات اہل البغی لیس بشیء لان النقل الصحیح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینفی ذلک اہ وتمامہ فیہ انتہی ما فی الجلد الخامس من الشامی وذکر فی رد المحتار فی اخر ہذہ المسئلۃ تتمہ وذکر العلامۃ عبد البر بن الشحنۃ ان والدہ انشدہ قولہ تختم کیف شئت ولا تبال بخنصرک الیمین او الشمال الخ انتہی وقد ثبت من احادیث الصحاح الستۃ جواز التختم فی الیدین ولولا مخافۃ التطویل لنقلت الاحادیث واظہرت حال معرفۃ الحدیث لصاحب البراہین وغیرہ فلینظر فی ہذہ غایۃ العداوۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم بحکم بدعیۃ مجلس المولد الشریف بدلیل غیر صحیح عندہ نفسہ ایضا ثم من لم یخف من اثبات امکان الکذب الی الباری سبحانہ ومن یوہن شان

نہ دست راست میں قہستانی محیط سے لایا ہے کہ دست راست میں بھی جائز ہے مگر یہہ روافض کا شعار ہے اور ذخیرہ میں بھی ایسا ہی ہے۔ تامل کر اور یہہ شعار رافضیوں کا اگلے وقتوں میں تھا ان وقتوں میں نہیں پس اب منع نہیں خواہ کسی ہاتھ میں ہو غایۃ البیان میں ہے کہ فقیہ ابو اللیث نے شرح جامع صغیر میں دست چپ و دست راست میں برابر لکھدیا ہے اور یہی حق ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسبارہ میں روایات مختلف ہیں اور بعضوں کا یہہ قول کہ دست راست میں باغیوں کی علامت ہے بے اصل بات ہے کیونکہ آپ سے نقل صحیح اسکی نفی کر رہی ہے اور تمام اس مسئلہ کا غایۃ البیان میں ہے۔ یہہ رد المحتار کی پانچویں جلد فصل اللباس صفحہ ۲۳۰ مطبوعہ مصر سے ترجمہ کیا ہے جسکے اخیر تتمہ میں علامہ عبد البر بن شحنہ سے مذکور ہے کہ اسکے والد نے یہہ شعر بنایا ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے۔ جیسا تو چاہے دست راست یا چپ کی خنصر میں انگوٹھی پہن لے اسمیں کوئی مضائقہ نہیں الخ اہ ترجمہ اور صحاح ستہ کی حدیثوں سے بھی دونوں ہاتھوں میں آپکا انگوٹھی پہننا ثابت ہے اگر خوف طوالت نہوتا تو وہ حدیثیں منقول ہوتی جس سے براہین والوں کی حدیث دانی ظاہر ہوجاتی۔ اب غور کرو کہ یہہ کسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت ہے کہ بناوٹی اور خود اپنے نزدیک بھی غیر صحیح دلیل سے مجلس مولود کو بدعت وغیرہ کہہ رہے ہیں البتہ جب باری تعالی کی امکان کذب سے نہ ڈرے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

بلين بالقوي كذلك صرح صاحب التقريب بانه ضعيف
الحديث في صفحة (٣٤) والفقير كان الله له يقول
ان شيخ بشر بن رافع عبد الله بن سليمان بن جنادة
ابن امية كما وقع في هذه الثلث من كتب الحديث
وهو ايضًا ضعيف صرح به في تقريب التهذيب
صفحة (١٣١) فضعف ضعف هذا الحديث
بالراويين الضعيفين والغرابة بقية عليه كما
يعرفها اهل العلم وبعد ثبوت غاية ضعف الحديث
اعلم ان صاحب البراهين طعن على الامام السيوطي
عليه الرحمة في صفحة (١٦٢) من البراهين بان
الحديث الضعيف لا يكون موجبًا للعمل فالقياس
عليه لا يليق للاعتقاد انتهى فحكم صاحب البراهين
بحرمة مجلس المولود وبدعيته ولزوم تركه بالقياس
على هذا الحديث الضعيف بغاية الضعف لا
يصلح للاعتماد اصلًا وهذه المعاملة يقال لها
لغيره نصيحة ولنفسه فضيحة واما مسئلة التختم
فهي ايضًا ليست في كتاب معتبر بل نقلت في الدر
وحاشية الشامي على خلاف ما في البراهين
كما قال في الدر المختار ويجعله لبطن كفه في يده
اليسرى وقيل اليمنى الا انه من شعار الروافض
فيجب التحرز عنه قهستاني وغيره قلت ولعله كان
وبان فتبصر انتهى وقال صاحب رد المحتار قوله
في يده اليسرى) وينبغي ان يكون في خنصرها دون

ویسا ہی تقریب التہذیب میں اسکو ضعیف الحدیث لکھا ہے
صفحہ ۳۴ میں دیکھو اب علاوہ اقرار ترمذی وغیرہ کے فقیر
کان اللہ لہ کہتا ہے کہ ان تینوں کتابوں میں بشر بن رافع کا
شیخ عبد اللہ بن سلیمان بن جنادہ ابن ابی امیہ واقع ہے جسکو
تقریب التہذیب کے صفحہ ۱۳۱ میں ضعیف لکھا ہے پس
دو ضعیف راویوں سے ضعف اس حدیث کا مضاعف
ہو گیا ہے ۔ اور غرابت کا دھبہ علاوہ ہے جسکو اہل علم پہچانتے
ہیں اب بعد ثابت ہونے سخت ضعف اس حدیث کے سنیے
کہ براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۶۲ میں امام سیوطی علیہ الرحمۃ پر
طعن کرنیکے باب میں لکھا ہے۔ بہر حال حدیث ضعیف موجب عمل
کے نہیں ہوتی ۔ پس قیاس اس سے کرنا بھی لائق اعتماد
کے نہیں اہ بلفظہ تو اب براہین والے کا اس نہایت
ضعیف حدیث پر قیاس کرکے مجلس مولود کو حرام و بدعت
و لازم الترک بنانا اور علم حدیث میں اپنا تبحر جتانا
دیگراں را نصیحت و خود را فضیحت نہیں تو اور کیا ہے تو بھی
ہرگز لائق اعتماد نہیں رہا مسئلہ خاتم کا سو وہ بھی کسی معتبر
فقہ کی کتاب میں منقول نہیں ہے بلکہ درمختار و ردالمحتار
میں براہین والے کے برخلاف یہ مسئلہ درج ہے صاحب درمختار
قہستانی وغیرہ سے لکھتے ہیں کہ انگوٹھی دست چپ میں پہنی
اور بعضوں نے کہا دست راست میں مگر یہ روافض کا شعار
ہے اس سے اجتناب واجب ہے پھر صاحب درمختار لکھتے
ہیں میں کہتا ہوں اور امید ہے کہ یہ کبھی آگے ہو چکا ہو گا
پس یاد کر لے اہ مترجمًا اسپر صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں کہ دست

عبدة الشمس فلا قباحة فی تشبیہ المولود المحدث
المروج بالتشبیہ الواقعی ومن کان متبعا السنۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یضرہ ھذا التشبیہ
ودعوی ثبوت ھذا المجلس بالادلۃ الشرعیۃ غیر
مدلل ولا یقوم الدلیل الشرعی علی جوازہ اصلا و
من یأتی بدلیل فانا نجیبہ بقول الفقیر کان اللہ لہ
لما اقر المنکرون بانا نستحب ذکر المولود مثل ذکر
المغازی والمبعث والھجرۃ وغیرھا فکما تنعقد المجالس
لتلک الاذکار من بسط الفرش وایقاد السرج علی
حسب الحاجۃ ان کان فی اللیل ویقسم للتبرک
شیٔ بعد الفراغۃ کما ھو مشھود فی بلدۃ لاھور
وغیرہ فی مجالس الوعظ فی البیوت والمساجد ولا
ینکرہ احد وکذلک تنعقد المجالس للمولود فالحکم
باستحباب اصل الذکر وکراھۃ انعقاد المجلس حرمۃ
محض عداوۃ وعناد بمجالس الخیر ثم ان کان امر فی
الواقع من المکروھات فیرتفع الکراھۃ لمصلحۃ
من المصالح کما صرح بہ فی المعتبرات بان الفتوی تختلف
باختلاف الزمان والمکان وقد نقلہ ایضا صاحب
البراھین وحققہ المحدث الدھلوی فی شرح سفر
السعادۃ والسید ابن عابدین فی رد المحتار و
غیرھما فی غیرھا وقد الف اکابر علماء اھل السنۃ
مثل العلامۃ العسقلانی والامام السیوطی و
مولانا القاری وغیرھم رسائل فی جواز مجالس المولود

تو مولود محدث مروج کا تشبیہ جو واقعی ہی بیان کرنا کیوں
قبیح معلوم ہوتا ہے اگر اتباع سنت کا خیال ہو تو امر محدث
کی تشبیہ ہرگز ناگوار خاطر نہوا ور یہہ کہنا کہ مجلس مولود
ہیئت کذائی کا جواز ادلہ شرعیہ سی ثابت ہو چکا ہے۔
یہہ محض دعوی بلا دلیل ہی۔ اسکے جواز پر کوئی دلیل شرعی
قائم نہیں ہی۔ اگر آپ کچھہ برائے نام ہی بیان کرتے تو اسکا
جواب دیا جاتا انتہی بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہی کہ جب منکرین
کا اقرار ہی کہ ہم ذکر مولود کو مثل ذکر مغازی و ذکر مبعث و
ہجرت وغیرہ کی مستحب مانتے ہیں تو اب ان اذکار کیواسطے
جب کوئی مجلس منعقد ہوگی تو ضرور کچھہ فرش بچھے گا اور موقع
رات میں حسب ضرورت چراغان بھی ہونگے اور بعد فراغت
کی تبرک کی طور پر کچھہ تقسیم بھی کرینگے جیسا کہ لاہور وغیرہ میں
جب اپنی گھر یا محلہ کی مسجد میں وعظ کراتے ہیں تو ایسا کرتی
ہیں اور اسپر کسیکو انکار نہیں ہے پس ایسا ہی مولود شریف
کی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں تو اصل ذکر مولود کو مستحب
کہنا اور انعقاد مجالس کو مکروہ و حرام بنانا ایسی مجالس
خیر سی عناد و عداوت نہیں تو اور کیا ہی۔ پھر اگر واقعی
کوئی کام مکروہ ہوتا ہی تو کسی مصلحت دینی کے واسطے وہ
کراہت اٹھہ جاتی ہے جیسا کہ معتبرات فقہ میں تصریح ہی
کہ فتوی زمان اور مکان کی بدلنی سی بدل جاتا ہے اور خود
صاحب براہین نے بھی اسکو نقل کیا ہے اور محدث دہلوی
نے شرح سفر سعادت میں اور علامہ سید ابن عابدین نے رد المحتار
میں اور دوسری علماء نے بھی اسکی تحقیق فرمائی ہی اور بیشک اکابر

صلی اللہ علیہ وسلم فکیف یخاف من نسبۃ الشرک
والبدعۃ الی المؤمنین نعوذ باللہ من الحور بعد الکور
فلما ثبت من کلام البراھین بانہ یمتنع من مجلس المولود
بمحض التشبہ الممنوع وقد ظہر ان دلائل التشبہ لیست
بشیء فانعدمت الممانعۃ وللہ الحمد والمنۃ قد تم
الاعتراض الخامس والآن اترجم الجواب التفصیلی
منہ قال صاحب البراھین مع الحواشی وحاصل
ھذا الاعتراض ثلث امور الاول ان تشبیہ
مجلس المولود بولادت کنہیا قبیح والثانی ان التشبہ
لیس فی الحقیقۃ والثالث تغلیط کلیۃ ترک الفعل
بعروض التشبہ او علمہ لان حدیث الیہود ضعیف
ومسئلۃ التختم فی الیسری والاستناد بہا فی التشبہ
غیر صحیح فہذا حاصل طولہ اللاطائل فنجیبہ بالترتیب
انا لا نشبہ مطلق مجلس المولود بولادۃ کنہیا بل
یستحب ذکر المولود مثل ذکر المغازی وذکر المبعث
والھجرۃ والوفات وغیرھا والمشبہ بولادۃ کنہیا
ھو مجلس المولود بالھیئۃ الکذائیۃ المروجۃ المرسومۃ
فی زماننا الغیر الثابت من الدلائل الشرعیۃ کما
بین فی البراھین بکمال البسط ففی ھذہ الصورۃ
لا قباحۃ فی مشابھۃ ذلک المجلس بمجلس الکفار
ولا شک فی ان رتبۃ ھذا المجلس عند العصوری
دون رتبۃ الصلوۃ فلما شبہت الصلوۃ وقت
طلوع الشمس وغروبہا فی الحدیث الصحیح بعبادۃ

سے کچھ ہراس نکیا تو اہل اسلام کو مشرک بدعتی کہدینے
سے کیا خوف ہے ترقی کے پیچھے تنزل سے پناہ بخدا
پھر جب تشبیہ کی روسے ممانعت مجلس مولود کی تھی جیسا
کہ براہین سے منقول ہوا ہے تو اب منتفی ہونے دلائل
تشبیہ کی وہ ممانعت ہی معدوم ہوگئی وللہ الحمد پانچواں
اعتراض پورا ہوا اب جواب تفصیلی کی عبارت منقول
ہوتی ہے صاحب براہین مع حواشی لکھتے ہیں حاصل
اس اعتراض کا صرف تین امر ہیں ایک تو یہ کہ مجلس مولود
کو کنہیا کے جنم کے ساتھ مشابہت دینا قبیح ہے دوسرے
درحقیقت تشبہ نہیں ہے تیسرے یہہ کلیہ غلط ہے کہ بعد
ثابت ہونے کسی امر کے اگر تشبہ یا عارض یا معلوم ہو جاوے تو
ترک اسکا لازم ہو گا کیونکہ حدیث یہود ضعیف ہے اور
نیز دست چپ میں خاتم کا پہننا جو مکروہ لکھا ہے اور تشبہ
کی سند میں اسکو ذکر کیا ہے یہہ بھی صحیح نہیں ہے تمام طول
لاطائل کا حاصل یہہ تین چار سطر میں اسکا جواب ترتیب وار
سنئے مطلق مولود کی مجلس کو جنم کنہیا کے ساتھ
تشبیہ نہیں دی بلکہ ذکر مولود مثل ذکر مغازی وبعثت و
ہجرت و وفات وغیرہ کو مستحب سمجھتے ہیں اور جسکو
مشابہہ کیا گیا ہے وہ یہہ مولود ہیئت کذائی کی ساتھ
ہے جو مرسوم و مروج ہے جسکا ثبوت ادلہ شرعیہ سے
ہرگز نہیں ہے چنانچہ براہین میں نہایت بسط کے ساتھ بیان
ہو چکا ہے اس صورت میں مشابہت ہو وے تو اس میں کیا قباحت ہے
اس مجلس مولود کا رتبہ آپکے نزدیک بھی نماز سے کم ہی ہو گا

[illegible]

فالحكم ههنا بانه قال لترك التشبه ان عشت الى قابل لاصومن التاسع ايضا الخ يعارض ذلك الحكم بنفي التشبه من الاول واذا تعارضا تساقطا والثاني قوله فلم يعلم رسول الله صلى الله عليه وسلم حال المشابهة مخالف صريح بالحديث الصحيح الذي اخرجه اصحاب الكتب الستة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة فوجد اليهود صياما يوم عاشوراء فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ما هذا اليوم الذي تصومونه فقالوا هذا يوم عظيم انجى الله موسى وقومه وغرق فرعون وقومه فصامه موسى شكرا فنحن نصومه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فنحن احق بموسى منكم فصامه وامر الناس بصيامه وما رد استدلال ابن حجر العسقلاني بهذا الحديث صاحب البراهين في صفحة (١٦٤ و ١٦٥) فهو وقاحته وشناعته باجراء اللسان في حق الاكابر والحال انه لا يدري حرفا بمقابلة العلماء الربانيين وما انكر ان صومه عليه السلام ما كان لشكر نجات موسى بل لاتباع سنته فهو ايضا يخالف الحديث الصحيح وتصريح الشراح والاكابر قوله صلى الله عليه وسلم فنحن احق بموسى منكم كتب على حاشية الصحيح للبخاري المطبوع في المطبع الاحمدي صفحة (٢٦٢)

پس اب جواب تفصیلی میں یہہ کہنا کہ آپنے ترک مشابہت کیلئے یہہ فرمایا کہ سال آئندہ اگر میں زندہ رہا تو نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھونگا) مناقض ہے اس حکم کے کہ اول سے تشبیہ تھی اور دو امر متعارض متساقط ہوتے ہیں دوم یہہ دعوی کہ اول آپکو تشبہ کا حال معلوم نہ تھا صریح مخالف ہے صحیح حدیث کے جو صحاح ستہ میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وارد ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رونق افزا مدینہ منورہ ہوئے تو یہود کو عاشورا کے دن روزہ رکھے ہوئے پایا۔ پس فرمایا کہ یہہ کیا دن ہے جسمیں تم روزہ رکھتے ہو یہود نے کہا یہہ بزرگ دن ہے خدا تعالیٰ نے حضرت موسی اور انکی قوم کو نجات بخشی اور فرعون و فرعونیوں کو غرق کیا پس حضرت موسی علے نبینا و علیہ السلام ١٢ نے اسدن میں شکر کا روزہ رکھا تھا اور ہم بھی روزہ رکھتے ہیں اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تمہاری نسبت حضرت موسی سے لائق تر ہیں پس آپنے روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا یہہ حدیث صحیح کا ترجمہ ہے اور براہین والے نے جو علامہ عسقلانی کے اس حدیث کے استدلال کو صفحہ ١٦٤ و ١٦٥ میں رد کیا ہے تو یہہ اسکی دریدہ دہانی ہے کہ ایسے اکابر علما کے بارہ میں بکواس کرتا ہے حالانکہ ان علماء ربانیین کے مقابلہ میں اسکو ایک حرف بھی نہیں آتا ہے اور نیز یہہ جو براہین میں آپکے روزہ عاشورا کو حضرت موسی علے نبینا و علیہ السلام ١٢ کی نجات کے شکر کا انکار کرکے انکی سنت کا اتباع بنا دیا تو یہہ بھی حدیث صحیح اور شراح معتبر کی تصریح کے برخلاف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ فرمانا کہ ہم تمہاری نسبت حضرت موسی کے احق ہیں صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی کے صفحہ ٢٦٢ پر حاشیہ

باستنباط من الدلائل الشرعية لكن لا يقبلها المنكرون كما انكر ورد صاحب البراهين على هؤلاء الكبار لترويجهم مجلس مولود سيد الابرار فلا ينفع المنكر الكليل وان تليت عليه التورية والانجيل اما المنصف الجميل فينفعه القدر القليل من الدليل وهو نعم المولى ونعم الوكيل وما قال ان الصلوة وقت الطلوع او الغروب شبهت بعبادة عبد الشمس في الحديث الصحيح فجوابه اولاً انه دعوى بلا دليل لانه ما بين الحديث الصحيح الذي شبهت فيه الصلوة بعبادة عبدة الشمس وثانياً لما تتبعنا في كتب الحديث ما وجدنا هذا التشبيه في حديث بل الفاظ الاحاديث هكذا نهى عن الصلوة بعد الصبح حتى تشرق الشمس وبعد العصر حتى تغرب ولا تحروا بصلوتكم طلوع الشمس ولا غروبها ولا يتحرى احدكم فيصلي عند طلوع الشمس ولا عند غروبها رواها البخاري وفاذا طلعت الشمس فامسك عن الصلوة فانها تطلع بين قرني الشيطان رواه مسلم كذا في المشكوة. قال الامام النووي في شرح مسلم قوله صلى الله عليه وسلم فانها تطلع بين قرني الشيطان قيل المراد بقرنه امته وشيعته وقيل قرنه جانب راسه وهذا ظاهر الحديث فهو اولى ومعناه انه يدني راسه الى الشمس في هذا الوقت ليكون الساجدون للشمس

اور دلائل شرعیہ سی استنباط کرکے بخوبی تحقیق کی مگر منکروں نی نمانا جیسا کہ براہین والی نی بھی ان اکابر پر انکار کیا اور انکار دبسبب رواج دینے مجلس مولود شریف کی لکھا ہیں انکار پر اصرار کرنیکو کچھ نافع نہیں ہرچند اسپر توریت و انجیل پڑہ سنائیں مگر منصف کو قدر قلیل ہی شرعی دلیل سی کافی ہوتا ہے اور خدا ہی مددگار اور وکیل ہے اور یہہ قول کہ وقت طلوع یا غروب کی نماز پڑہنی آفتاب پرستونکی عبادت سی مشابہ ہی اول تو یہہ دعوی بلا دلیل ہی کیونکہ براہین والی نے کوئی ایسی صحیح حدیث بیان نہیں کی جسمیں نماز کو آفتاب کی عبادت سی تشبیہ دیگئی ہو۔ دوم جب کتب حدیث میں جستجو ہوئی تو کسی حدیث کی لفظوں میں یہہ تشبیہ نپائی بلکہ الفاظ حدیثونکی یہہ ہیں کہ منع کی نماز سی صبح کی پیچھے سورج کے چمکنے تک اور عصر کی پیچھے غروب تک اور وقت طلوع اور غروب سورج کی اپنی نمازوں کی قصد نکرو۔ اور کوئی تم سے قصد نہ کرے پس وقت طلوع اور غروب سورج کے نماز پڑہے یہہ بخاری کی روایات ہیں پس جب سورج چڑہے تو تب ہو نماز سی کیونکہ وہ چڑہتا ہے دو قرن شیطان میں یہہ مسلم کی روایت اور ایسا ہی مشکوۃ میں ہی امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتی ہیں کہ آپکی جو فرمایا کہ سورج دو قرن شیطان میں نکلتا ہی بعضوں نے کہا ہی کہ مراد قرن سی امت اور گروہ شیطان کی ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ اسکا قرن

وضا مر ويمكن ان يقال انه صلى الله عليه وسلم
كان عالماً بتعظيمهم وصومهم له من اول قدومه
ولكنه كان في اول امره يحب موافقة اهل الكتاب
تاليفاً بهم واستجلاباً لقلوبهم ثم صار يحب مخالفتهم
لما ظهر الحق فلما علم اصحابه محبته مخالفتهم اخبروه
بتعظيمهم له ليخالفهم فقال نخالفهم بصوم التاسع
في القابلة انتهى من لفظ تسع وقال في لفظ وفق
ط يحب موافقة اهل الكتاب فيما لم يؤمر بهذا
كان اولاً تاليفاً لهم ورغماً لعبدة الاوثان فلما
ظهر الاسلام وقوي خالفهم في امور كصبغ الشيب
وغيره انتهى وقال الشيخ المحدث الدهلوي تحت
حديث عبادة بن الصامت رضي الله عنه الذي مر على الصد
ان حكم القعود على القبر كان من الوحي على الظاهر
لانه عليه السلام كان يحب موافقة اهل الكتاب
ما لم يؤمر بمخالفتهم انتهى مترجماً فعلم من هذه
المنقولات المعتبرات انه كما تحقق كذب دعوى
الجواب التفصيلي الذي مرت في الوجه الثاني
اعني فلم يعلم رسول الله صلى الله عليه وسلم حال
المشابهة كذلك ثبت كذب دعوته بانه عليه
السلام ما صام اولاً للتشبيه والرابع ليس
هذا التمثيل بمطابق القاعدة الكلية لان منشأها
لزوم ترك الفعل بعد عروض التشبه او علمه
وههنا ما ترك صلى الله عليه وسلم الصوم بل رفع التشبه بقصد صوم يوم اخر

تو آپنے بھی روزہ رکہا اور ممکن ہے کہ کہا جائی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم یہود کی عاشورا کا روزہ رکہنے اور تعظیم کرنیکی
مدینہ طیبہ کی رونق افروز ہونیسے پہلی جانتے تہی ولیکن آپ
تہی کہ ابتدا میں موافقت اہلکتاب کو پسند کرتی تہی انکی تالیف
قلوب اور کشش کیواسطے پہر آپ ان کی مخالفت کو پسند
فرمانی لگ گئی تہی جب اسلام غالب ہوگیا تہا پس آپکی صحابہ
جب معلوم کیا کہ آپ انکی مخالفت کو پسند کرتے ہیں تو
آپکو خبر دی اسپر تاکہ آپ انکی مخالفت کریں تو آپنے فرمایا
کہ ہم انکی مخالفت کرینگی سال آیندہ میں نویں تاریخ کا روزہ
رکہنے سی یہہ ترجمہ ہی عبارت بحار الانوار کا لفظ تسع کی معنے
میں سی اور لفظ وفق میں طیبی سی لکہا ہی کہ آپ اہل کتابکی
موافقت پسند فرماتی تہی جبتک مامور نہیں ہوئی تہی یہہ ابتدا میں تہا
انکی تالیف کیلئے اور بت پرستونکی گونساری کی غرض سی پہر جب اسلام غالب
اور قوی ہوگیا تو آپنی کئی کاموں میں اہل کتاب سی مخالفت فرمائی جیسی بالوں
کی خضاب وغیرہ میں اہ مترجما اور حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ
عنہ کی نیچے جسکو مکذبین نی سنداً ذکر کیا ہی شیخ محدث دہلوی لکہتی ہیں
کہ آپکا قبر پر بیٹہنی کا حکم دینا ظاہراً وحی سی تہا کیونکہ آپ اہلکتاب
کی موافقت کو پسند فرماتی تہی جبتک انکی مخالفت پر مامور نہوتی تہی
اہ مترجما اب ان معتبر سندوں سی معلوم ہوگیا کہ جیسا کہ جواب
تفصیلی والونکا وہ دعوی جو دوسری وجہہ میں گذرا ہی کہ آپکو
مشابہت کا حال معلوم نہ تہا محض جہوٹہا نکلا ویسا ہی یہہ دعوی بہی
جہوٹہا ہے کہ آپنی اول تشبہ کیلئے روزہ نہیں رکہا تہا چہارم یہہ
تمثیل اس قاعدہ کلیہ کی مطابق نہیں کیونکہ قاعدہ کلیہ کا مضمون یہہ ہی کہ تشبہ کی
عارض ہوئی یا معلوم ہوئی تبعد اسکام کا ترک کرنا لازم ہی اور یہانپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی روزہ ترک نہیں کیا۔ بلکہ ایک روزہ اور رکہنی کی قصد سی تشبہ کو دور کردیا۔

يعني نحن نصوم موافقة بموسى حيث صامه شكراً انتهى وقال العلامة الطحاوي تحت هذا الحديث في شرح معاني الآثار ففي هذا الحديث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم انما صامه شكراً لله عز وجل في اظهاره موسى على فرعون انتهى قال القاري عليه رحمة الباري في المرقات فتعظيم ما عظمه لم يكن على جهة المتابعة له في شرعه بل على طريقة موافقة شرعه اذ كان صيامه صلى الله عليه وسلم شكراً لخلاص موسى كما سجد في ص شكراً لله على قبول توبة داود على نبينا وعليه السلام انتهى والثالث قال الامام الطحاوي في شرح معاني الآثار عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسدل شعره وكان المشركون يفرقون رؤسهم وكان اهل الكتاب يسدلون رؤسهم وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب موافقة اهل الكتاب فيما لم يؤمر فيه بشيء ثم فرق رسول الله صلى الله عليه وسلم راسه حدثنا محمد بن عزيز الايلي قال ثنا سلامة عن عقيل عن ابن شهاب قال اخبرني عبيد الله فذكر باسناده مثله فاخبر ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان يحب موافقة اهل الكتاب حتى يؤمر بخلاف ذلك انتهى وفي مجمع بحار الانوار مع ان الاحاديث السابقة تدل انه صلى الله عليه وسلم لما قدم المدينة وجد اليهود يصومونه ويعظمونه

کہ یعنی ہم روزہ رکھتے ہیں حضرت موسے علی نبینا و علیہ السلام کی موافقت کے لیئے جیساکہ انہوں نے روزہ شکر کا رکھا تھا امام طحاوی اس حدیث کے نیچے شرح معانی آثار میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اللہ تعالے کے شکر کیواسطے روزہ رکھا تھا کہ حضرت موسی علی نبینا و علیہ السلام کو فرعون پر غالب دیا تھا اہ علامہ قاری مرقات میں تحریر کرتے ہیں کہ معظم چیز کی تعظیم اس جہت سے نہتی کہ آپنے حضرت موسے علیٰ نبینا علیہ السلام کی شریعت کی اتباع فرمائی تہی بلکہ انکی شرع سے موافقت کے طور پر یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ حضرت موسی علی نبینا علیہ السلام کی خلاص کے شکر میں تہا جیساکہ آپنے سورہ ص میں حضرت داود کی توبہ کے قبول کے شکر میں سجدہ فرمایا تہا اہ ترجما سوم امام علامہ طحاوی شرح معانی آثار میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالونیر سدل کرتے تہے اور مشرک مانگ نکالتے تہے اور اہل کتاب بالوںمیں سدل کرتے تہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی موفقت کو پسند کرتے تہے جبتک کسی بات میں امر الہی نہیں ہوتا تہا پہر آپنے بہی سر مبارک میں مانگ نکالی پہر اسی شرح معانی آثار میں اسناد کے ساتھ سلسلہ راویونکے لکہکر اخیر میں لکہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موفقت اہل کتاب کی پسند کرتے تہے جب تک انکے خلاف پر مامور نہوتے اہ ترجما اور مجمع بحار انوار میں ہے کہ پہلی حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشورا کا روزہ

من الكفار فى هذا الوقت كالساجدين له وح يكون

له ولشيعته تسلط وتمكن من ان يلبسوا على المصلى

صلوته فكرهت الصلوة فى هذا الوقت لهذا

المعنى كما كرهت فى ماوى الشيطان انتهى وهكذا

فى اللمعات وغيرها وقال القسطلانى فى شرح البخارى

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا طلع حاجب

الشمس فاخروا الصلوة اى التى لا سبب لها حتى

اى الى ان ترتفع الشمس واذا غاب حاجب

الشمس فاخروا الصلوة التى لا سبب لها حتى تغيب

زاد المولف فى بدء الخلق من طريق عبدة فانها تطلع

بين قرنى شيطان وعند مسلم من حديث عمرو بن عبسة

وح يسجد لها الكفار انتهى وقال العسقلانى فى شرح

البخارى ورواية عبدة هذه موصولة عند المصنف

فى بدء الخلق وزاد فيه فانها تطلع بين قرنى شيطان

وفيه اشارة الى علة النهى عن الصلوة فى الوقتين المذكورين

وزاد مسلم من حديث عمرو بن عبسة وح يسجد لها

الكفار فالنهى ح لترك مشابهة الكفار انتهى بقدر

الحاجة وبالجملة الصلوة ما شبهت فى الحديث

الصحيح لعبادة عبدة الشمس اصلاً كما هو

زعم المكذبين والنهى لترك مشابهة الكفار

الذى صرح به الشراح شئ اخر كما لا يخفى على من

له ادنى من لب قال فى الجواب التفصيلى والامر

الثانى ان التشبيه ليس فى الاصل فجوابه ان مولف البراهين

اور اب شیطان اور اسکی گروہ کو غلبہ اور مکنت ہوتا ہی

کہ نمازی پر التباس اور اشتباہ کرتا ہے اسکی نماز میں پس

اسلیئے نماز اسوقت میں مکروہ ہوئی جیسا کہ مکان شیطان

میں مکروہ ہی ۱ہ مترجماً اور لمعات وغیرہ میں بھی ایسا

ہی ہے اور قسطلانی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کنارہ

سورج کا طلوع کرے تو نماز میں تاخیر کرو یعنی وہ

نماز جو کسی سبب سے نہیں ہی جبتک سورج اونچا ہو جاے

اور جب کنارہ سورج کا غائب ہو تب بھی نماز سے

تاخیر کرو جو کسی سبب سے نہیں ہے جبتک سورج چھپ

جاے مولف نے باب بدء خلق میں طریق عبدہ سے

زیادہ کیا ہے کہ وہ سورج دو قرن شیطان میں نکلتا

ہے اور مسلم کی نزدیک حدیث عمرو بن عبسہ سے یہہ وارد

ہے کہ اسوقت سجدہ کرتے ہیں سورج کو کافر اہ مترجماً

اور علامہ عسقلانی شرح بخاری میں کہتے ہیں کہ یہہ روایت عبدہ

کی مصنف کی نزدیک موصول ہے اور اسمیں یہہ زیادتی ہی کہ سورج

دو قرن شیطان میں نکلتا ہی اور اسمیں اشارہ ہی ان دونو وقتوں میں

نماز کی منع ہونیکا اور مسلم نے حدیث عمرو بن عبسہ میں یہہ زیادہ کیا ہے

کہ اسوقت سورج کو کافر سجدہ کرتے ہیں پس نہی کفار کی مشابہت

کی ترک کیواسطے ہی یہہ ضروری عبارت شرح بخاری کا ترجمہ ہی

حاصل کلام یہہ ہی کہ نماز کو حدیث صحیح میں آفتاب پرستوں کی عبادت

کے ساتھ ہرگز تشبیہ نہیں دیگئی ہے جیسا کہ مکذبین کی ورغلا

دہانی ہی اور نہی نماز ترک مشابہت کفار کیواسطے جسکی شراحین

معہ قال الامام الطحاوی فی شرح معانی الآثار ای لئلا اقصد بصومی ای یوم عاشوراء بعینہ کما یفعل الیہود ولکن اخلطہ بغیرہ فاکون قد صمتہ بخلاف ما تصومہ الیہود انتہی وقال القاری فی المرقات ولو اراد صلی اللہ علیہ وسلم مخالفتہم بالکلیۃ لترک الصوم مطلقًا انتہی فثبت ان تلک القاعدۃ تقول فی الدین من المکذبین وانما یکفی فی الشرع ادنی التغیر لرفع المشابہۃ الواقعیۃ کما فی ایراد یوم مع صوم عاشوراء فان سلمنا ان المجالس المولدیۃ فی الہند مشابہۃ بمجلس مولود کنہیا فلا شک فی ان الکفار یعقدون ذلک المجلس فی السنۃ یومًا واحدًا والمسلمون یعقدون المجالس الشریفۃ متی شاؤا کما صرح بہ الرشید فی فتواہ المنقولۃ فی البراہین فرفع التشبہ وان کان غیر مقصود کما مر نقلہا علی الصدر ۱۲ وللہ الحمد قال فی الجواب التفصیلی ومسئلۃ التختم فی الیمین اعترض القصوری علیہا للقاعدۃ المذکورۃ من غیر درایۃ لانہا مثال لشق عروض التشبہ کما ان الاول کان مثالًا لعلم التشبہ فیما بعد وما نقل من ان شعار الروافض کان وبان و لا یمنع التختم الآن فی ای ید کان فثبت منہ مدعانا لانا قلنا بالمنع لعروض التشبہ فلما رفع التشبہ لم یبق المنع وہذا ہو مطلب العبارۃ المنقولۃ ای من رد المحتار فلما لم یدر القصوری المسئلۃ الفقہیۃ

امام طحاوی شرح معانی آثار میں لکہتے ہیں یعنی کہ آپکی غرض یہہ تہی کہ میرا مقصود یہہ نہیں کہ ایک عاشورا کی دن معین کا ہی روزہ رکہوں جیساکہ یہود کرتی ہیں لیکن میں اسکی ساتھ دوسرا روزہ ملا دوں پس میرے روزہ رکہہ لیا بخلاف روزہ رکہنی یہود کی اہ ترجمًا علامہ قاری مرقات میں کہتے ہیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہود کی بالکل مخالفت کا ارادہ کرتی تو اصلًا روزہ کو ترک کردیتی اہ ترجمًا پس متحقق ہوا کہ جواب تفصیلی والونکا وہ قاعدہ جسکو کلیہ بنا رہی ہیں خدا تعالی کی دین میں اپنی طرف سی بڑہا رہی ہیں اور شرعًا اسقدر ثابت ہی کہ اگر واقعی مشابہت ہو تو رفع تشبہ کیلیے ادنی تغیر بہی کافی ہے جیسے کہ عاشورا کی روز [illegible] کے روزہ کی ساتھ ایک روزہ اور بڑہا دیا گیا پس اگر تسلیم کرلیں کہ ہندیونکی مجلس مولود کو کنہیا کی جنم اشٹمی سی مشابہت ہی تو اسمیں شک نہیں کہ کافر وہ مجلس سال بہر میں ایک ہی دن کرتے ہیں اور مسلمان یہہ مجلس جب چاہیں تب کرلیتے ہیں جیساکہ مولوی رشید احمد کی فتوی مندرجہ براہین میں اسپر تصریح ہی تو رفع تشبہ ہوگیا ہرچند قصد تشبہ کا بہی نہتا اور خدا ہیکا حمد ہی۔ جواب تفصیلی میں ہی کہ مسلہ تختم دست راست سو اسپر بہی جناب نی بی سمجہی اعتراض کیا ہی وہ قاعدہ مذکورہ کی اس شق کی مثال ہی کہ تشبہ عارض ہو جاوی جیسی پہلی مثال بعد میں معلوم ہونیکی تہی آپنی جو عبارت ذخیرہ کی نقل فرمائی ہی کہ یہہ شعار رافضیونکا اگلی وقتوں میں تہا اب نہیں پس اب منع نہیں اس سی ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہی ہمارا تو یہی مطلب تہا کہ تشبہ عارض کی وجہہ سی منع ہوا اور جب عروض تشبہ جاتا رہا منع بہی باقی نرہا یہی مطلب اس عبارت کا ہی جو آپنے نقل کی ہی جب آپکو اسقدر سمجھ نہیں ہی مسائل فقہیہ کی سمجھنے کی بہی رسائی نہیں

وفيه اشارة ايضا الى ان المراد بالتشبه اصل
الفعل اى صورة المشابهة بلا قصد انتهى فلا
شك فى ان للمؤمنين الذين يصنعون مجالس
المولود لن يقصدون التشبه بالهنود ولا بالنصارى
فلا يضر صورة المشابهة قطعا قال فى الجواب
التفصيلى والامر الثالث المبسوط من كون القاعدة
الكلية دعوى بلا دليل نشا من عدم دراية كلام
صاحب البراهين لان ذلك الحديث مثال
للقاعدة الكلية لا دليلها كما يشهد عليه لفظ
چنانچه ثم تضعيف الرواة ليس بمتفق وثقهم ابن
حبان على ان هذا مناقشة فى المثال تخالف داب
المناظرة وان قطعنا النظر عن ذلك فنعرض
الامثلة الكثيرة من الاحاديث الصحيحة وهى
التى اوردها المعترض فى رسالة رد النيچرية
بكمال شد ومد مثلا كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم يصوم صوم عاشوراء فقيل ان اليهود
تصومونها فقال لترك المشابهة ان عشت
الى قابل لاصومن التاسع ايضا فلم يعلم رسول
الله صلى الله عليه وسلم حال المشابهة فلما علم
من بيان الصحابة فعلم ترك التشبه بابلغ الوجوه
فهذا الحديث الذى اورده المعترض فى رسالته
فالان اما يضعفه او يقول انه صام اولا للتشبه
وعلى هذا مثال تغير التثويب والنار والناقوس للاذان

پس اسمیں یہہ بھی اشارہ ہی کہ مراد تشبہ سے اصل کام سے ہی یعنی
صورت مشابہت کی بغیر قصد کی مضر نہیں ہی تمت جواب اسمیں
کوئی شک نہیں کہ وہ اہل اسلام مولود شریف کی مجالس
کرتے ہیں انکو ہنود اور نصاری سے ہرگز تشبہ مقصود
نہیں ہوتا ہی تو صورت تشبہ کی ہرگز مضر نہیں جواب تفصیلی میں
ہی تیسرا امر جسکو آپنے کسیقدر بسط کے ساتھ بیان کیا ہی
اسکا جواب یہہ ہی کہ آپنے مؤلف براہین کی کلام کو مطلق
نہیں سمجھا اگر سمجھتے تو ایسا نفرماتے کہ دعوی بلا دلیل ہے
جس حدیث کو آپنے دلیل خیال کیا اور اسکی تضعیف کی پھر
پر کہا کہ دعوی بلا دلیل ہے وہ حدیث قاعدہ کلیہ کی لیے بطور
مثال بیان کیگئی ہی چنانچہ براہین میں لفظ چنانچہ اسپر شاہد ہے
مثال کو دلیل سمجھنا غلط ہے پھر تضعیف راویونکی متفق علیہ
نہیں ہی ابن حبان نے توثیق کی ہی علاوہ وہ یہہ مناقشہ فی المثال
ہی جو بالکل اداب مناظرہ کی برخلاف ہی قطع نظر اس مثال
کی بہت سی مثالیں احادیث صحیحہ سے ہم پیش کرسکتے ہیں وہ وہی
ہیں جنکو آپنے بھی رسالہ رد نیچریہ میں بڑی شد و مد کے ساتھ
وارد کیا ہی مثلا جناب رسول الله صلی الله علیہ وسلم صوم یوم عاشورا
رکھتے تھے آپ سے عرض کیا گیا کہ یہود بھی رکھتے ہیں تو آپنے
ترک مشابہت کیلیے فرمایا کہ سال آئندہ اگر میں زندہ رہا
تو نوین تاریخ کا بھی روزہ رکھونگا او آپ کو تشبہ کا حال معلوم
نتھا صحابہ سے جب معلوم ہوا تو ترک تشبہ کو بابلغ وجوہ تعلیم فرمایا
آپ اس حدیث کو بھی جسکو اپنے رسالہ میں بیان کرچکے ہیں ضعیف کہدینگے
یا کہینگے کہ اول سے بوجہ تشبہ اختیار کیا تھا اسیطرح تغیر تثویب اور

ناقوس کا اذان کیلیے

فی الاصل لا ینفع التشبہ الواقعی یقول الفقیر القصوری کان اللہ لہ انما نفیت قصد التشبہ وھو المنھی عنہ فی الشرع لان المشابہۃ بین الشیئین لا تضر ما لم یقصد التشبہ وفی المذموم قال فی الدر المختار فان التشبہ بھم لا یکرہ فی کل شیء بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ کما فی البحر انتہی قال السید احمد الطحطاوی فی حاشیتہ قال فی البحر لان التشبہ بھم لا یکرہ فی کل شیء فانا ناکل ونشرب کما یفعلون اھ انما الحرام التشبہ فیما کان مذموما او فیما یقصد بہ التشبہ اھ مختصرا انتہی بقدر الحاجۃ وقال السید ابن عابدین فی رد المحتار علی الدر المختار قولہ لان التشبہ بھم لا یکرہ فی کل شیء فانا ناکل ونشرب کما یفعلون بحر عن شرح الجامع الصغیر لقاضیخان ومؤیدہ ما فی الذخیرۃ قبل کتاب التحری قال ھشام رایت علی ابی یوسف نعلین مخصوفین بمسامیر فقلت اتری بھذا الحدید باسا قال لا قلت سفیان وثور بن یزید کرھا ذلک لان فیہ تشبھا بالرھبان فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس النعال التی لھا شعر وانھا من لباس الرھبان فقد اشار الی ان صورۃ المشابہۃ فیما تعلق بہ صلاح العباد لا یضر فان الارض مما لا یمکن قطع المسافۃ البعیدۃ فیھا الا بھذا النوع

بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ مینے تشبہ کے قصد کی نفی کی ہی اور شرعًا وہی منع ہے کیونکہ دو چیزوں میں مشابہت کوئی ضرر نہیں کرتی جبتک تشبہ مقصود نہوا ور بُری کام میں نہو در مختار میں فرماتے ہیں کہ ہر شے میں کفار سے تشبہ مکروہ نہیں ہی بلکہ بُری بات میں اور جسمیں تشبہ مقصود ہو جیسا کہ بحر رائق میں ہی اہ مترجمًا سید احمد طحطاوی در مختار کے حاشیہ میں لکھتے ہیں بحر رائق میں کہا ہی کہ کفار سے ہر چیز میں تشبہ مکروہ نہیں کیونکہ ہم بھی کہاتے پیتے ہیں جیسے کہ یہ کافر کام کرتے ہیں اہ حرام تشبہ تو وہ ہی جو بُری کام میں ہو یا مقصود تشبہ ہو اہ خانیہ یہہ ترجمہ ہی طحطاوی کی عبارت ضروری کا اور سید ابن عابدین رد المحتار حاشیہ در مختار میں لکھتے ہیں قولہ اسلیئے کہ کفار سے تشبہ ہر چیز میں مکروہ نہیں ہی پس تحقیق ہم بھی کہاتے پیتے ہیں جیسا کہ کافر کہاتے پیتے ہیں بحر رائق میں شرح جامع صغیر قاضیخان سے یوں لکہا ہے اور اسی کی تائید ہی جو ذخیرہ میں کتاب تحری کے پہلے لکہا ہے ہشام نے کہا مینے امام ابو یوسف کی نعلین میخ آہنین والی دیکھیں پس مینے کہا کہ آپ اس میخ آہنی میں کچھ خوف نہیں دیکھتے امام نے جواب دیا نہیں مینے کہا سفیان اور ثور بن زید اسکو مکروہ جانتے ہیں کیونکہ اسمیں کفار سے تشبہ ہی تو امام نے جواب دیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نعلین پہنی ہیں جسمیں بال ہوتے ہیں اور وہ بھی کفار کے لباس سے ہی پس تحقیق امام نے اشارہ کیا اسپر کہ صورۃ مشابہت اسی کام میں جس میں لوگوں

السهلة فكيف الاستنباط من الحديث فان لا بد من
الفهم والعلم والطعن بالاتخاف من امكان كذب
الباري وتوهين رسوله صلى الله عليه وسلم لتعليم
للعوام وانا بريئون من ذلك كما ظهر وسيظهر وسيبين
القصوري عوض هذا الاتهام في العقبى وان فعلنا
في مقابلته هكذا فهو جزاء سيئة سيئة مثلها لكن
نصبر ان الله مع الصابرين ونعلم الثواب الاخروي
خيرا انتهى ملخصا اقول انظر القصوري كان الله
له صدق من قال اذا لم تستحي فاصنع ما شئت
ان في البراهين التختم في اليسار جائز في الحديث
ولما صار شعار الروافض عد مكروها كما انه لم
يكن [illegible] وظهر من الكتب الفقهية ان التختم في
اليمين كان في الازمنة السابقة منهيا لشعار الروافض
واما الان يعني في زمان تاليف تلك الكتب فليس
من شعار الروافض فلا باس بالتختم في اليمين ولا
في اليسار فقد ثبت ثبوتا بينا ان مسئلة البراهين
غلط بالكلية لان صاحبه يحكم على تختم اليسار
في هذه الازمان بانه من شعار الروافض فعجبا
يقول صاحب البراهين مع الحواريين ان مسئلة
التختم المنقولة من الكتب الفقهية مؤيدة لنا لا للقصوري
فامثال هذه الوقاحة ختم على المكذبين ثم يقول بانا
بريئون من طعن امكان كذب الباري وتوهين رسوله
صلى الله عليه وسلم الخ والحال انه سبق من نقل عباراتهم

تو حدیث سے کسی مطلب کا استنباط کرنا اسکے لیے تو فہم
اور علم کی ضرورت ہے رہا یہ طعن و تشنیع کہ جب باریتعالی
کے امکان کذب سے ڈرایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی توہین سے ہراساں کیا یہ عوام کو دہوکہ دینا ہے
ہم تو اس سے بری ہیں چنانچہ ظاہر ہو چکا اور آگے ظاہر
ہو جاویگا مگر دار عقبے میں اس اتہام کا عوض آپ پاوینگے
اگر ہم بہی اسکے مقابلہ میں ایسا ہی کریں تو جزاء سیئة سیئة
مثلہا ہو جاوے لیکن ہم صبر کرتے ہیں خدا صابروں
کے ساتھ ہے اور ثواب اخروی بہتر سمجھتے ہیں فقط انتہے بلفظہ
قصوری کان اللہ لہ کہتا ہے کہ کیا اچہی بات ہے کہ جب
بے حیا ہو تو جو چاہے کہہ جا براہین میں صاف درج ہے کہ دست
چپ میں تختم جائز ہے بحدیث اور جب یہ شعار روافض
ہوا تو مکروہ ہوگیا ایسا ہی منقول ہو چکا ہے اور فقہیہ کتابوں
سے ظاہر ہوتا ہے کہ دست راست میں انگوٹہی پہننی اگلے وقتوں میں
شعار روافض کی وجہ سے مکروہ تہی اور اب ان کتابوں کے
وقت تالیف میں شعار روافض سے نہیں ہے تو اب دست
راست و چپ دونوں میں انگوٹہی کا پہننا روا ہے تو کیسا صحیح
ثابت ہے کہ براہین والی کا مسئلہ بالکل غلط ہے کہ وہ دست
چپ میں ان وقتوں میں تختم کو شعار روافض کہتا ہے پس
باوصف اس فاحش غلطی کے یہ کہہ جانا کہ مسئلہ تختم کا جو
کتب فقہ سے منقول کیا ہے وہ ہمارے مدعا کی مؤید ہے نہ مولوی
قصوری کے پس ایسی بیحیائی ان مکذبین پر ہی ختم ہے
پہر یہ کہنا کہ ہم طعن امکان کذب باریتعالی و توہین رسول اللہ صلی اللہ

[illegible]

ترك بعد العلم بالتشبه وان لم يكف هذا المقدار
فانا نبسط التشبه في جواب سوال آت بالبسط
الكثير حتى تكون اقوالكم حجة عليكم بقول الفقير
القصوري كان الله له تسمية الدليل على القاعدة
الكلية الزعمية تمثيلا لها ايضا لا تفيد فائدة
تخلصكم من شدة ضعف الحديث و دعوى
توثيق ابن حبان لرواة ذلك الحديث ايضا
بلا دليل لان التوثيق اللساني ليس بشئ ما لم
يبين ببيان شاف كما بينا تضعيفه باعلان
كاف ثم لا يذهب عليك ان دعوى التوثيق
كاذبة بلا شك ولا ريب لان صاحب ميزان الاعتدال
في نقد الرجال صرح بقول ابن حبان في شان بشر
ابن رافع حيث قال وقال ابن حبان يروي (اي بشر بن رافع) اشياء
موضوعة كانه المعتمد لها انتهى بحروفه من صفحة
(۱۲۷) المطبوع في المطبع المعروف بانوار محمدي
الواقع في اللكهنو ثم التمثيل بامثال الضعيف
الاضعف في بيان المسئلة الشرعية مما لا يخفى
قباحته واما التمثيل بصوم يوم عاشوراء ثم ترك
التشبه بعد العلم فهو ايضا مردود عليه بوجوه الاول
انه اعلن في البراهين بصفحة (۱۷۹) ان الشركة
في صوم يوم عاشوراء بامر الله تعالى والصوم المفرد
ليس بمكروه وانما يستحب الصوم الواحد لمحض التعبد
لا لرفع التشبه لان التشبه لم يكن قبله انتهى مترجما

اس قاعدہ کلیہ کیلئے مثالیں صحیح صحاح میں وارد ہیں ان سب
میں بعد علم تشبہ ترک کیا گیا ہے اگر اسپر کفایت نہیں تو عنقریب
ہم سوال ہشتم کے جواب میں تشبہ مذکور کو بہت بسط کیساتھ
بیان کرینگے اور آپکے اقوال آپ پر ہی حجت ہونگے انتہی
بلفظہ فقیر قصوری کان اللہ لہ عرض کرتا ہے کہ اپنی زعم سے ایک
قاعدہ کلیہ بنا کر اسکی دلیل کو تمثیل نام رکھکر اگر کذب چاہیں
کہ شدت ضعف حدیث سے مخلصی پائیں تو غیر ممکن ہے اور
یہہ دعوی بھی کہ ابن حبان نے اس حدیث کے راویوں کی توثیق کی
ہے بلا دلیل ہے کیونکہ اپنی زبان سے توثیق کا ادعا کرنا ہیچ ہے
جبتک بیان شافی سے بحوالہ سند مبین نہو جیسا کہ فقیر نے تضعیف
کو مستند بیان کیا ہے پہر اس سے درگذر کرنا چاہیے کہ دعوی
توثیق بالکل جھوٹ اور خلاف ہے اسلیئے کہ میزان الاعتدال
فی نقد الرجال میں تصریح کی ہے کہ ابن حبان نے بشر بن رافع
کے حق میں لکھا ہے کہ وہ موضوع باتوں کو ایسا روایت کرتا ہے
جیسا کہ وہ موضوعات اسکے نزدیک معتمد ہیں یہہ ترجمہ ہے عبارت
میزان الاعتدال مطبوعہ مطبع انوار محمدی واقعہ لکھنو
کے صفحہ ۱۲۷ سے پہر مسئلہ شرعیہ کے بیان میں مثال ضعیف اضعف
سے تمثیل دینی سخت قبیح ہے۔ اور تمثیل روزہ عاشورا کی کہ بعد علم
کے آپنے تشبہ کو ترک فرما دیا تھا یہہ بھی کئی وجہہ سے مردود ہے
اول یہہ کہ خود براہین کے صفحہ ۱۷۹ میں صاف لکھا ہے کہ یوم
عاشورا کی شرکت بامر اللہ تعالی تھی اور ایک روزہ بھی رکھنا
مکروہ نہیں ہے ایک ہی روزہ کا استحباب محض تعبد کیلیئے
ہے نہ رفع تشبہ کیواسطے اسلیئے کہ تشبہ اس سے پہلے ہی تھا

بلا دلیل شرعي كما شبه مجلس المولود الشريف بشعائر
الكفار بسند الحديث الاضعف والمسئلة المصنوعة
والحاصل ان جوابات براهين القاطعة لسائل
الانوار الساطعة مبنية على التعصب والضدية
والنفسانية كما بينت ذلك في رسالة مستقلة
وهذا انموذج من ذلك وا ظهرت هذه الاعتراضات
لمحض تاييد الدين الاسلام ولغرض رفع مطاعن
اللئام والله هو الهادی كتب بقلمه الفقير غلام
دستگیر القصوری كان الله له في اليوم الثاني
من شهر شوال ۱۳۰۶ست وثلثمائة بعد الالف
من هجرة سيد سادات السلف والخلف صلى الله عليه وسلم ۱۲ واجاب عنه
صاحب البراهين مع الحواشي بان ايصال ثواب
اطعام الطعام وقراءة القرآن للاموات وغيرهما
من العبادات لا يمنع لكن لما يشتمل معه القيود الغير
المشروعة من تخصيص الهيئة وتقييد المطلق
او يلزم التشبه بالكفار فيحكم على المجموعة حكم عدم
الجواز البتة كما هو الرسم في زماننا في الهند لطريقة
ايصال الثواب ويوجد فيها هذه القباحات
لا يخفى انه ان لم يجمع احد في اليوم الثالث الناس
من اهل القرابة ولم يقرء الكلمة على حبوب الحمص
فيطعنونه وان تصدق كثيرا وايصال ثواب الكلام
بنفسه وهكذا ان مضى اليوم الثالث فهو قابل
الملامة وعلى هذا القياس حال الفاتحة المروجة

بلا دلیل شرعی مسلمانوں کی نیک معمول کو مشابہ بتجار
کفار بتانا ہے جیسا کہ مجلس مولود شریف کو مشابہ تہوار کفار ایک سخت ضعیف حدیث اور بنائی
مسئلہ کی دلیل لکھدیا تہا الغرض رسالہ براہین قاطعہ کے جواب جہاں تک
دیکھے گئے سخت تعصب اور ضدیت اور نفسانیت پر مبنی پائی
جیسا کہ ایک رسالہ مستقلہ میں بیان کیے گئے ہیں اسجگہ بطور
مشتے نمونہ خروار اظہار کیا گیا محض تایید دین اسلام
کی غرض سے تاکہ غیر دین والوں کی مطاعن رفع ہول
اور خدا ہی ہادی ہے بقلم فقیر غلام دستگیر قصوری
کان اللہ لہ ۲ر شوال ۱۳۰۶ من ہجرۃ سید الانبیا علیہ
الصلوۃ والثنا یہہ چٹہا اعتراض ہے جسکے جواب میں صاحب
براہین مع حواشی جواب تفصیلی میں لکہتے ہیں کہ مردوں کو
اطعام طعام اور قرات قرآن وغیرہ عبادات کا ثواب
پہونچانا منع نہیں ہے۔ لیکن جب اسکے ساتھ قیود نامشروعہ
تخصیص ہیئت وتقیید مطلق یا تشبہ بکفار لازم آجاویگا
تو البتہ مجموعہ پر حکم عدم جواز کا کیا جائیگا چنانچہ اس
زمانہ میں جو طریقہ ثواب رسانی کا عوام ہندوستان
میں مروج ہے اسمیں سب خرابیاں موجود ہیں ہر شخص
جانتا ہے کہ سوم کے روز اگر کوئی برادری کو اکٹہا کر کے
نخود پر نہ پڑہوا دے تو اسکو مطعون کرینگے۔ اگرچہ وہ اس سے
زیادہ خیرات کرے اور بطور خود قرآن اور کلمہ پڑہ کر ثواب
پہونچا دے۔ اور اسیطرح اگر روز سوم گذر جائے تو بہی اسکو
قابل ملامت سمجہتے ہیں اور یہی فاتحہ مروجہ کا حال ہے حالانکہ
شریعت میں کوئی تخصیص اور تقیید ایصال ثواب بلا تقید

يقول امكان كذب الباري كمال الالوهية وشعبة عموم قدرته هو مذهب اهل السنة ومخالف هذه العقيدة خارج من دائرة اهل السنة وغير ذلك من الهفوات وكذلك قال بمساواة جميع الناس في البشرية برسول الله صلى الله عليه وسلم وقلة علمه عليه السلام من الشيطان اللعين وغير ذلك من الهذيانات ثم يقول انا بريئون من ذلك فهل هذا الاكذب صريح وتقية قبيح فقد تم تحقيق الاعتراض الخامس وها انا اشرع في السادس وهو هذا قال في صفحة (٥ و ٥٠ و ٥٩) من البراهين انا نمنع من هيئة ايصال الثواب التي يلزم بها التشبه بالكفار والفاتحة (اي الارواح الاموات ١٢) خلاف السنة و تخصيص اليوم الثالث للفاتحة (اي بعد الموت ١٢) ايضا خلاف السنة وهو رسم كفار الهنود لانهم يجتمعون في اليوم الثالث ويحضرون الطعام عند البرهمن اي عالمهم فيقرؤ ايات من كتاب الكفار فما قال المولوی رشيد احمد بانه رسم الكفار فحكم على تعين اجتماع الناس في اليوم الثالث ووضع الايدي على الطعام بان ذلك رسم الكفار انتهى فاعترض على ذلك بان المسلمين ما يصنعون الطعام ويقرؤن معه ايات القران ويوصلون ثوابهما الى ارواح الكبار كما هو رائج في العرب والعجم على ما فصله صاحب الانوار الساطعة فاثبات مشابهته بقراء الكفار من كتابهم دعوے

کہ قول امکان کذب باریتعالی کمال الوہیت و شعبہ عموم قدرت ہی اور یہہ اہلسنت کا مذہب ہی اور اس عقیدہ کا مخالف دائرہ اہلسنت سی خارج ہے اور ایسے ہی اور ہفوات اور علی ہذا یہہ کہنا کہ سب بنی آدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بشریت میں برابر ہیں اور آپکا علم شیطان لعین کے علم سے کم ہے اور دوسرے ایسے ہذیانات جو انکے شائع کیئے ہوئے اور دستخطی لکھے ہوئے موجود ہیں پہر یہہ کہنا کہ ہم تو اس سے بری ہیں الخ پس یہہ صریح کذب تقیہ نہیں تو اور کیا ہی۔ یہانپر پانچویں اعتراض کا جواب الجواب ختم ہوکر اعتراض ثابت نکلا اب چہٹا اعتراض شروع ہوتا ہے اور وہ یہہ ہی کہ براہین قاطعہ کے صفحہ ۵ و ۵۰ و ۵۹) وغیرہا میں لکہا ہے اسطرح وہیئت سے ایصال کو منع کرتے ہیں کہ جسمیں تشبہ بکفار لازم آجاوے۔ اور فاتحہ بہی خلاف سنت ہے اور سوم بہی سوا اس فاتحہ وسوم کی نسبت لکہا ہے کہ رسم ہنود ہے۔ کیونکہ تیسرے دن کا اجتماع اور کہانا برہمن کے سامنے رکھکر اشلوک گوئی انکا ہی دستور ہے۔ علی ہذا مولوی رشید احمد صاحب نے جو رسم ہنود کہا ہے تو تعین اجتماع برادری اور سوم کو اور طعام سامنے رکھکر ہاتہہ اٹہانے کو کہ یہہ رسم ہنود ہے انتہی بلفظہ اسپر یہہ اعتراض ہے کہ مسلمانوں میں جو دستور ہے کہ کہانا پکاکر کچہہ کلام الٰہی بہی پڑہ پڑہا کر اسکا ثواب ارواح بزرگان کو پہونچاتے ہیں جیسا عرب وعجم میں رائج ہے جسکی تفصیل انوار ساطعہ میں کسیقدر لکہی ہے۔ تو اسکو مشابہہ رسم ہنود کے کہ کہانا برہمن کے سامنے رکہکر اشلوک گوئی لکہنا یہہ بہی تو اسیا ہی

وتقييد المطلق والتشبيه بالكفار فهو ليس بجيد
شرعًا فمن قال للرسم المروج بين المسلمين بانه
ممنوع لوجه تشبه الكفار فهو افتى مطابقًا
بالشرع ومن قال بانه يقول بلا دليل فهو منكر الدليل
الشرعي فلا يخفى حاله على احد فههنا لا بد من اثبات
ان الممانعة تعرض بوجه التشبه فنظهر عمدة ثبوته
اولًا من رسالة القصوري حتى لا يبقى له ولاتباعه
مجال الانكار اصلًا فاصل الدليل لهذه المدعا حديث
من تشبه بقوم فهو منهم وليس منا من تشبه بغيرنا
كما صححهما واوثقهما القصوري في رسالته
المسماة بالجواهر المضية في رد النيجرية بصفحة
(٦ و ٧) وبين مواضع تخريجهما من كتب الحديث
وهو من تشبه بقوم فهو منهم وليس منا من تشبه
بغيرنا واثبت منه ان التشبه بشعار الكفار
ممنوع ثم بين مورد هذا الحديث بمنزلة كلي وذكر جزئياته حديث
اليهود والنصارى لا يصبغون فخالفوهم اخرجه
الشيخان وغيرهما وغيروا الشيب ولا تشبهوا
باليهود اخرجه النسائي والترمذي والحال
ان الشيب وان كان نور من الله لحديث ابي داود
لا تنتفوا الشيب فانه نور المسلم وايضًا فانه
سنة ابراهيم لحديث مالك عن سعيد بن المسيب
يقول كان ابراهيم خليل الرحمن اول الناس
رأى الشيب فقال يا رب ما هذا قال وقار يا ابراهيم

اور تقیید مطلق ہو کر تشبہ بکفار بھی ہو جائے تو شرعًا وہ
نیک رسم نہیں ہو سکتی تو جسنے کسی رسم کو جو مسلمانوں میں
رائج ہے بوجہہ تشبیہ کفار ممنوع کہا اُسنے خود مطابق
شرع فتوے دیا اب اسکو جو شخص بلا دلیل کہتا ہے وہ خود
دلیل شرعی کا منکر ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ دلیل
شرعی کا منکر کون ہوتا ہے۔ ہاں اب اسکا ثبوت دینا
ضرور ہے کہ تشبہ کی وجہہ سے ممانعت عارض ہوتی
ہے اول تو اسکا عمدہ ثبوت ہم خود مولانا قصوری صاحب
کی کتاب سے ہی دیتے ہیں جسمیں انکو اور انکے اتباع کو
چون وچرا کی ذرا بھی گنجائش باقی نرہے۔ اصل دلیل اس مدعا
کے اثبات کیلیے وہ حدیث ہے جسکی تصحیح و توثیق مولانا قصوری
صاحب نے اپنے رسالہ جواہر مضیہ رد نیچریہ کے صفحہ ٦ و ٧ میں
فرمائی ہے اور کتب حدیث سے اسکی تخریج کا حال ذکر
کیا ہے الفاظ اسکے یہہ ہیں مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (جو شخص مشابہت کرتا ہے کسی قوم کی وہ انہیں میں سے ہے)
اور نیز لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا (ہم میں سے نہیں جو تشبہ ہمارے غیر سے کرے) اس سے یہہ مطلب ثابت کیا
کہ کفار کے ساتھہ انکے شعار میں تشبہ ممنوع ہے پھر دوسری
حدیثوں سے اسکا مورد بیان کیا ہے اور یہہ حدیث جو منزلہ
کلی کے تھی اسکی جزئیات تبلائیں پہلی حدیث صحیحین وغیرہما
کہ یہود اور نصاری خضاب نہیں کرتے تم انکی مخالفت کرو
اور نسائی اور ترمذی سے یہہ نقل کی کہ آپنے فرمایا بڑہاپے کو بدلو
اور یہود کے ساتھہ مشابہت نکرو حالانکہ بڑہاپے کے سفید بال
خدا کیطرف سے نور ہیں ابوداود میں حدیث ہے کہ بڑہاپے کو دور
نکرو وہ مسلمان کا نور ہے اور نیز وقار ہے و سنت ابراہیمی

چنانچہ امام مالک نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم خلیل رحمن علیہ السلام نے سب سے پہلے سفید بال دیکھکر عرض کی خداوندا یہہ کیا ہے فرمایا اے ابراہیم یہہ عزت ہے

والحال ان الشريعة المطهرة لم تقرر تخصيصا ولا
تقييدا لايصال ثواب فالتخصيص بهيئة او وقت
او مكان او رجال تقييد مطلق وبدعة وضلالة
ثم مع هذه القبوحات ان يلزم التشبه بالكفار
فيزيد المنع كما ان تعيين اليوم الثالث في الاصل
رسم كفار الهند يسمونه (پهول) وايضا قراءة
الفاتحة على الطعام ايضا برسم الكفار فانه يقرأ
عالمهم على الطعام كلاما كما [illegible] هذه طريقتهم
والحال انه لا تخصيص ولا تقييد من جانب
الشارع فان قال احد بمخالفة هذه الهيئة فالعوام
الجهال بل بعض الخواص يستعدون للقتال كما
ان القصوري نقل ولا عبارات مختصرة التي
تفهم منها ممانعة ايصال الثواب بتخصيص العوام
ولم يذكر العبارات التي تفهم منها جواز الايصال
ثم اعترض بمحض ممانعة الفاتحة المروجة بان
تشبيه الفعل الخير المروج في العرب والعجم
بغير دليل شرعي بشعار الكفار قبيح كما شبه مجلس
المولود الشريف بشعار الكفار بحديث ضعيف
ومسئلة مصنوعة فجواب هذا الاعتراض ان
الفعل الخير والرسم الخيرية اكان موافقا لاصل
الشرع وما كان مخالفا ليس بخير فايصال الثواب
لارواح الكبار اكان خاليا من الممنوعات الشرعية

نہیں ہوئی پھر بھی طرف سے کسی ہیئت یا وقت یا مکان
یا رجال کے ساتھ خاص کرنا تقیید مطلق اور بدعت و ضلالت
ہے پھر باوجود ان خرابیوں کے اگر اسمیں تشبہ بکفار بھی لازم
آجائیگا تو اور بھی نامشروعیت بڑھ جائیگی چنانچہ تیجا یعنی
سوم اصل رسم ہنود کی ہے جسکو وہ پھول کہتے ہیں اور نیز
کھانا آگے رکھکر فاتحہ پڑھنا یہ بھی مشابہ رسم کفار ہنود
ہے کہ کھانا برہمن کے آگے رکھکر اشلوک گوانے انکا ہی دستور
ہے حالانکہ شارع کیطرف سے کوئی تخصیص و تقیید نہ کی
گئی تھی اور اب یہ حال ہے کہ اگر کوئی اس وجہ ہیئت کی
مخالفت کا نام لیوے تو عوام جہال بلکہ بعض خواص بھی لڑنے
مرنے کو آمادہ ہوجاتے ہیں اسپر قصوری صاحب نے اول تو
نقل عبارات میں تھوڑی تھوڑی عبارتیں جنسے ایصال
ثواب [illegible] کی ممانعت سمجھی جاتی تھی نقل کی تاکہ
عوام بہک جاویں اور جن عبارتوں سے ایصال ثواب کا جائز
ہونا ثابت ہوتا تھا ان کا ذکر نکیا بعد اسکے صرف
فاتحہ مروجہ کی ممانعت کی نسبت اعتراض کیا جسکا خلاصہ
یہ ہے کہ فاتحہ مروجہ کو جو مسلمانوں کی نیک رسوم میں سے
ہے اور عرب و عجم سب میں شائع و ذائع ہے رسم ہنود کی
مشابہ لکھنا مسلمانوں کی نیک رسم کو بلا دلیل شرعی
کفار کے مشابہ بنانا ہے جیسا کہ مجلس مولود شریف کو
مشابہ کفار لکھا ہے بسند ضعیف حدیث اور بناوٹی مسئلہ کے
مصنوع لکھا تھا جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ نیک رسم

ويعكفون حولها ويسمونها ذات انواط فقال
المسلمون لرسول الله ان يعين لهم شجرة يعلقون
عليها الاسلحة ويقعدون حولها فقال هذا
كما سئل موسى قومه اجعل لنا الها كما لهم الهة
والخامس روى مسلم ان كدتم انفا تفعلون فعل
فارس يقومون على ملوكهم وهم قعود فشبه ههنا
الصلوة التي هي عمدة العبادات بفعل كفار فارس
وقال في الهداية اذا قرء الامام من مصحف فسدت
صلوته عند ابي حنيفة وقالا هي تامة الا انه يكره
لانه يشبه اهل الكتاب وفي النهاية فانهم يصلون
هكذا فيكره للتشبه لانا نهينا عن التشبه بهم
فيما لنا بد منه انتهى وايضا في الهداية ويكره ان
يقوم الامام في الطاق لانه صنع اهل الكتاب
انتهى وهكذا الجزئيات الكثيرة من المسائل الفقهية
مترتب على هذه القاعدة المسلمة والقصوري ايضا
صرح في الجواهر المضية في رد النجرية بالتكفير بشد
الزنار ولبس قلنسوة المجوس وغيرها بروايات
فقهية الخ فيعلم من اختلاف الروايات بعد التامل
ان التشبه بالكفار في بعض المواضع كفر وفي بعضها
مكروه والكراهة ادنى مرتبة المشابهة الممنوعة
ولا ينكرها احد من علماء الامة والقصوري ايضا
قائل بها فليت شعري ما يمنع له من القول بكراهة
... وغيرها مع ان انها التشبهي المولوي

اور اسکے گرد بیٹھتے تھے اور اسکو ذات الانواط کہتے تھے تو مسلمانوں
نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے لیے بھی ایک اسیطرح کا
درخت مقرر کر دیجیے تاکہ اسپر ہتھیار لٹکائیں اور اسکے گرد
بیٹھیں تو آپ نے فرمایا یہہ تو ایسی بات ہے جیسی حضرت موسے
کی قوم نے عرض کیا تھا اجعل لنا الٰها کما لہم آلہہ پانچویں مسلم
میں منقول ہے تم اسوقت فارسیوں کا کام کرتے ہو وہ اپنے بادشاہونکے
کھڑے رہتے ہیں اور بادشاہ بیٹھے رہتے ہیں یہاں نماز کو جو عمدہ
عبادتوں میں سے ہے کفار فارس و روم کے فعل کے ساتھ مشابہ
کر دیا ہدایہ میں ہے جب امام قرآن سے یعنی دیکھکر پڑھے تو امام
اعظم کے نزدیک اسکی نماز ٹوٹ گئی اور صاحبین کہتے ہیں
کہ نماز تو پوری ہو گئی مگر یہہ فعل مکروہ ہے کہ مشابہ اہلکتاب
کی ہے نہایہ میں ہے کہ وہ ایسا ہی نماز پڑھتے ہیں پس مکروہ ہے
تشبہ کیلیے کیونکہ ہم انکی مشابہت سے حتے الامکان منع کئے گئے
ہیں اور نیز دوسری جگہہ ہدایہ میں ہے اور مکروہ ہے کہ امام محراب
میں کھڑا ہو کہ یہہ اہل کتاب کا طریقہ ہے اسیطرح صدہا جزئیات مسائل
فقہیہ اس قاعدہ مسلمہ پر مترتب ہیں خود مولانا قصوری صاحب نے اپنی
رسالہ جواہر مضیہ کے صفحہ ٢٦ و ٢٧ پر مجوس کی ٹوپی پہننے اور
زنار باندہنے اور زرد کپڑا کندہے پر دوخت کرانے اور طوق گلے میں
پہنکر کہنے کو بروایات فقہیہ کفر ثابت کیا ہے الخ اب بعد تامل
اختلاف روایات سے بخوبی سمجھہ میں آیا ہے کہ کفار کی مشابہت بعض جگہہ
کفر گنتے ہیں اور بعض جگہہ مکروہ الغرض ادنی مرتبہ مشابہت ممنوعہ
میں کراہت ہے جس سے علماء امت کسیکو انکار نہیں اور خود مولانا
قصوری صاحب بھی اسکے قائل ہیں پھر معلوم نہیں کہ تحریمہ وغیرہ کیا مشابہ

والكافرين ولا تشتغل [illegible] قرنين
وجه برفع التشبيه كما قال عليه السلام لئن
بقيت الى قابل لاصومن التاسع فتطويل الجواب
التفصيلي واطالة اللسان على هذا الفقير لا
يفيد للمكذبين فائدة مّا عند المنصفين قال
في الجواب التفصيلي انا نوسع مبحث التشبه
توسيعًا مّا لاطمينان طالب الحق روى في
المشكوة عن البخاري ومسلم حديثا ولا تحينوا
بصلوتكم طلوع الشمس ولا غروبها فانها تطلع
بين قرني الشيطان قال القاري في شرحه قرني
الشيطان اي جانبي راسه لانه ينتصب قائمًا
في وجهه عند طلوعها ليكون شروقها بين قرنيه
فيكون قبلة لمن يسجد للشمس فنهي عن الصلوة في
ذلك الوقت لئلا يتشبه بهم في العبادة والرواية
الثانية في المشكوة عن ابن عمر قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم خالفوا المشركين اوفروا اللحى واحفوا
الشوارب متفق عليه والرواية الثالثة في المشكوة
عن الحجاج بن حسان قال دخلنا على انس بن مالك
فحدثني اختي المغيرة قالت وانت يومئذ غلام و
لك قرنان او قصتان فمسح راسك وبرك عليك
وقال احلقوا هذين او قصوهما فان هذا زي
اليهود رواه ابوداود والحديث الرابع حاصله
ان الكفار كانوا يعلقون الاسلحة على شجرة السدرة

دونوں میں [illegible] ہوجاتا ہے اور [illegible]
اور فرق ہو تشبہ رفع ہوجاتی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہم آئندہ سال تک زندہ رہے تو البتہ
نویں تاریخ کا بھی رکھ لینگے جس سے اتنے ہی فرق سے تشبیہ
رفع ہوگئی جسکا ذکر بسط مناسب سے اوپر ہو چکا ہے تو
اب جواب تفصیلی والونکی تطویل لاطائل اور فقیر پر بحث
زباندرازی مکذبین کو کچھ بھی فائدہ مند نہیں ہے۔ جواب
تفصیلی میں ہم اب دل چاہتا ہے کہ بحث تشبیہ کو کسیقدر
اور بھی وسعت دوں تاکہ طالب حق کی طمانیت کا باعث
ہو مشکوۃ میں صحیحین سے روایت ہے جسکا ایک ٹکڑہ یہ
ہے ولا تحینوا بصلوتکم طلوع الشمس ولا غروبہا فانہا تطلع
بین قرنی الشیطان اسپر علی قاری لکھتے ہیں کہ دو قرن
شیطان سے دو جانب اسکے سر کی مراد ہے کیونکہ وہ سورج
کی طلوع کے وقت اسکے روبرو کھڑا ہوتا ہے پس سورج کا
نکلنا اسکے دو قرنوں میں ہوتا ہے پس وہ آفتاب پرستوں کا
قبلہ بنجاتا ہے پس اسوقت میں نماز پڑھنے سے منع کیگئی تاکہ سورج
پرستوں کی مشابہت نہو جائے عبادت میں دوسری روایت
مشکوۃ میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو تم اپنی
ریش بڑھاؤ موچھوں کو کتراؤ یہ صحیحین میں ہے تیسری روایت
مشکوۃ میں ہے حجاج بن حسان کہتا ہے کہ ہم انس بن
مالک پر داخل ہوئے تو مجھ سے میری ہمشیرہ مغیرہ نے بیان کیا کہ تو اسوقت
لڑکا تہا اور تیرے سر پر دو شاخیں یا دو چوٹیاں تہیں تو آنحضرت نے

بعد الاربعمائة منقطع فليس لاحد بعدها ان يقيس مسئلة على مسئلة كما ذكره ابن نجيم فى رسائله اه انتهى وهكذا الحال فى الرواية الثانية والثالثة لانهما نصان فى ايفار اللحى واحفاء الشوارب لمخالفة المشركين وحلق القزعين لمخالفة اليهود فالحكم بكراهة المولود والفاتحة بالقياس عليها تين الروايتين ليس بشئ والحديث الرابع الذى ترجمه فى الكلام الهندي وما اعلم بعد الآن كتاب قد خان فى لفظه ومعناه كثيرا لان ذلك السوال كان من حديثي عهد بالجاهلية وكانت تلك الشجرة من معابد المشركين كما قال العلامة محمد بن عبد الباقى الزرقانى فى شرح المواهب اللدنية روى ابن اسحاق والترمذى وصححه والنسائى عن الحارث بن مالك خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى حنين، ونحن حديثو عهد بالجاهلية فسرنا معه وكانت لكفار قريش ومن سواهم من العرب شجرة عظيمة يقال لها ذات انواط ياتونها كل سنة فيعلقون اسلحتهم عليها ويذبحون عندها ويعكفون عليها يوما فراينا ونحن نسير سدرة خضراء عظيمة فتنادينا من جنبات الطريق يا رسول الله صلى الله عليك وسلم اجعل لنا ذات انواط كما لهم ذات انواط فقال صلى الله عليه وسلم الله اكبر قلتم والذى نفسى بيده كما قال قوم موسى لموسى اجعل لنا الها كما لهم الهة قال انكم

کہ چوتھی صدی سے پیچھے قیاس منقطع ہو چکا ہے اب اسکی بعد کسیکو اختیار نہیں کہ ایک مسئلہ کو دوسری مسئلہ پر قیاس کرلے جیسا کہ ابن نجیم نے اپنے رسالوں میں لکھا ہے اہ انتہی ترجمہ اور یہی حال ہے دوسری تیسری روایت کا کہ انمیں ریش کا بڑہانا اور موچھونکا کترانا مشرکین کی مخالفت کیواسطے اور چوٹی کا منڈانا یہودیونکی مخالفت کیلئے نص ہے پس فاتحہ مروجہ اور مجلس مولود کی کراہت پر حکم لگانا انپر قیاس کر کے ہیچ و پوچ ہے اور چوتھی حدیث جسکا جواب تفصیلی میں صرف ترجمہ ہی لکھا ہے اور کسی حدیث کی کتاب کیطرف اسکو منسوب ہی نہیں کیا ہے اسکے لفظوں اور معنوں میں بہت خیانت کی ہے اسلئے کہ وہ سوال نو مسلمونکی طرف سے تہا اور وہ درخت بیری کا مشرکین کا معبد تہا جیسا کہ علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ ابن اسحق اور ترمذی ونسائی نے روایت کی مع تصحیح ترمذی کے کہ حارث بن مالک سے روایت ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ سلم کے ساتھ حنین کیطرف نکلے اور ہم قریب ہی مسلمان ہوئے تھے پس ہم آپ کے ساتھ سیر کرتے گئے اور کفار قریش وغیرہ کے لیے ایک بڑا درخت تہا جسکو ذات انواط کہتے تھے کافر ہر سال اسکے پاس آتے اور اپنے ہتھیار اس سے لٹکاتے اور اسکے پاس قربانی کرتے اور ایکدن وہاں معتکف رہتے تھے پس ہمنے بھی چلتے چلتے ایک اونچا سبز بیری کا درخت دیکھا اور راستہ کے کناروں سے آپکو پکارا کہ اسکو ہمارے لیے ذات انواط بنا دیجیے جیسے کہ انکے لیے ذات انواط ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالسمیع یسلم التشبہ وھو ایضا یسلم ذلک غالبًا
وانما الانکار بوجہ عدم واقعیۃ رسم کفار الھند
فاتضحت ممانعۃ الفاتحۃ المروجۃ بدلیل شرعی تحقق
علیہ الامۃ لکن عادۃ القصوری انہ ینکر القول المخالف
لھواء نفسہ وان کان مدللا بدلیل شرعی یقول الفقیر
القصوری کان اللہ لہ لا یخفی علی اولی العلم من اھل
السنۃ ان ھذہ الروایات لا تفید لمدعاء المکذبین
اصلًا لانہ لیس فیھا نص علی ممانعۃ مجلس المولود
والفاتحۃ المروجۃ ولا دلالۃ علی ان المشابھۃ الظاھریۃ
بالکفار ممنوعۃ وقد سبق ان قصد المشابھۃ
ھھنا منفی وقد سبق من سند شیخ مشائخھم
الحاج امداد اللہ علی حاشیۃ الصفحۃ ۲۵۶ تقریر
جواز مجلس المولود فھھنا ننقل تحریر جواز الفاتحۃ
المروجۃ من رسالۃ الشیخ المشار الیہ علی ھامش ھذہ
الاوراق عسی ان یھدی اللہ المکذبین لیتوبوا
من نسبۃ ابتداع مشائخھم والعیاذ باللہ من ذلک
ثم الروایۃ الاولی لما کانت نصًا فی الممانعۃ من الصلوٰۃ
عند طلوع الشمس ونحوھا حکم الفقھاء بکراھتھا
فی ھذا الوقت کما فی الدر وغیرہ فالحکم بکراھۃ
المولود والفاتحۃ بالقیاس علی ھذہ الروایۃ لیس
وظیفۃ المقلدین وقال السید ابن عابدین فی رد المحتار
علی الدر المختار ناقلا عن السید احمد الحموی من
رسالتہ القول البلیغ فی حکم التبلیغ علی ان القیاس

مولوی عبدالسمیع تشبہ کو تسلیم کرتا ہے اور غالبًا آپ بھی تسلیم
کرتے ہونگے ورنہ عدم تسلیم بوجہ ناواقعیت رسم ہنود کی ہوگی
پس واضح ہو گیا کہ ہمنے فاتحہ مروجہ کی ممانعت ایسی دلیل شرعی
سے کی تھی جسپر اُمت متفق ہے لیکن آپ کی عادت ہے کہ اپنی
ہوا نفسانی کے برخلاف کو خواہ مدلل بدلیل شرعی ہو
آپ اسکو ضعیف اور بناوٹی بنایا ہی کرتے ہیں انتہی بلفظہ فقیر
قصوری کان اللہ لہ کہتا ہے کہ دانشمند و نپر مخفی نہیں ہے
کہ یہہ تمام روایات مکذبین کی مدعا کی مفید نہیں ہیں۔ کہ یہہ
کوئی بھی مجلس مولود اور فاتحہ مروجہ کی منع پر نص نہیں ہیں اور نہ
انمیں اسپر دلالت ہے کہ مشابہت ظاہری بھی کفار سے منع ہے
اور اوپر بارہا گذر چکا ہے کہ اسجگہہ مشابہت ہرگز مقصود نہیں ہے
اور اوپر ان مکذبین کے پیران پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب
کے رسالہ سے جواز مجلس مولود کی تقریر حاشیہ صفحہ ۲۵۶ پر درج ہو چکی ہے
اب اسجگہہ فاتحہ مروجہ کے جواز کی تحریر بھی انہیں حضرت کے رسالہ کے
حاشیہ پر درج ہوتی ہے خدا کرے ان مکذبین کو کچھ شرم دامنگیر
ہو کہ اپنے پیروں کو بدعتی وغیرہ بنانیسے توبہ کریں باز آئیں۔ یہہ پہلی
روایت انکی جب نص تھی ممانعت نماز پر طلوع اور غروب
سورج میں تو فقہا نے ایسے وقت میں نماز کے پڑہنے کو مکروہ لکھہ
دیا جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے تو اس روایت پر قیاس کر کے
مجلس مولود یا فاتحہ مروجہ کو مکروہ بنا دینا مقلدوں کی اختیار
سے باہر ہے سید ابن عابدین رد المحتار حاشیہ درمختار میں
سید احمد حموی کے رسالہ قول بلیغ فی حکم
التبلیغ سے نقل کر کے لکھتے ہیں —

والحجر فليس من هذا بل هو جائز قد جاءت به احادیث واطبق علیه السلف والخلف الخ انتهی فعلم ان الصلوة التی هی عمدة العبادات ما شبهت بفعل الکفار اصلا لان العاقل لا یسمی القیام صلوة انما شبه القیام علی الجالس بفعل الکفار والثانی ان هذا الحدیث منسوخ قال فی ترجمة باب صحیح مسلم باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر (الی قوله) ونسخ القعود خلف القاعد فی حق من قدر علی القیام انتهی وقال الامام النووی باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض وسفر وغیرهما من یصلی بالناس وان من صلی خلف امام جالس لعجزه عن القیام لزمه القیام اذا قدر و نسخ القعود خلف القاعد فی حق من قدر علی القیام انتهی فعلم یقینا ان تشبیه القیام خلف الامام القاعد بفعل الکفار قد نسخ فالاستدلال بالامر المنسوخ لا یستحسن الا من الوهابیین لاثبات حکم الحرمة والکراهة علی افعال المؤمنین والثالث القیاس لا یلیق بهولاء المکذبین الذین لا یفهمون الکلام ولا یفرقون بین القعود والقیام وما نقل من الهدایة اذا قرء الامام من مصحف فسدت صلوته عند ابی حنیفة فقال فی رد المحتار ذکروا لابی حنیفة رضی الله عنه فی علة الفساد وجهین احدهما ان حمل المصحف والنظر فیه وتقلیب الاوراق عمل کثیر والثانی انه

وہ اس نہی میں داخل نہیں بلکہ روا ہے بہت حدیثوں میں وارد ہوا ہے اور سلف خلف کا اسپر اتفاق ہے الخ اہ مترجما۔ پس معلوم ہوا کہ نماز جو عمدہ عبادات سے ہے وہ ہرگز کفار کے فعل سے مشابہہ نہیں کیگئی اسلیئے کہ کوئی عاقل کھڑے ہونیکو نماز نہیں کہتا ہے صرف بیٹھنے والے کے سر پر تعظیما کھڑے ہونیکو فعل کفار سے تشبیہ دی ہے۔ دوسری وجہ یہہ ہے کہ یہہ حدیث منسوخ ہے ترجمہ باب صحیح مسلم میں ہے یہہ باب ہے امام معذور کے خلیفہ کرنیکا الی قولہ اور مقتدیکا بیٹھنا امام بیٹھنے والے کے پیچھے منسوخ ہے جب وہ کھڑے ہونے پر قادر ہو اہ مترجما امام نووی لکھتے ہیں باب ہے امام کے خلیفہ بنانیکا جب وہ مرض اور سفر وغیرہ سے معذور ہو اور امامت کرا دے اور جو امام بیٹھنے والے کے پیچھے جو کھڑے ہونے سے عاجز ہے نماز پڑھے تو اسکو کھڑا ہونا لازم ہے جب قیام پر قدرت رکھے اور بیٹھنے والے امام کے پیچھے مقتدی کا بیٹھنا جب وہ طاقت قیام رکھتا ہے منسوخ ہوگیا ہے اہ مترجما اب یقینا معلوم ہوا کہ وہ تشبیہ جو امام بیٹھنے والے کے پیچھے کھڑے ہونیکو فعل کفار سے دیگئی تھی وہ بھی منسوخ ہو گئی۔ پس امر منسوخ کے ساتھہ استدلال کرنی مسلمانوں کی نیک کاموں کی حرمت وکراہت پر سوا وہابیوں کے کسی دوسرے کا کام نہیں ہے تیسری وجہ یہہ مکذبین کب قیاس کی لیاقت رکھتے ہیں جنکو کلام کے سمجھنے کا بھی مادہ نہیں ہے اور بیٹھنے و کھڑے ہونے میں بھی امتیاز نہیں کرسکتے ہیں رہا یہہ جو ہدایہ سے نقل کیا ہے کہ جب امام قرآن مجید سے پڑھے تو اسکی نماز فاسد ہوتی ہے امام صاحب کے نزدیک تو رد المحتار میں لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ

[illegible]

قوم تجهلون لتركبن سنن من كان قبلكم انتهى
من المجلد الثالث صفحه (٨) وفي مجمع بحار الانوار
وفيه اجعل لنا ذات انواط هي اسم شجر كانت للمشركين
ينوطون بها سلاحهم اي يعلقونه بها ويعكفون
حولها فسئلوه ان يجعل لهم مثلها فنهاهم عنه وهو
جمع نوط سمي به المنوط انتهى فحكم المكذبين بكراهة
المولود والفاتحة المروجين بين المسلمين الكاملين
من الاولياء الربانيين بالقياس على تلك المعاملة
لا يصدر من المؤمنين سوى الوهابيين والله
خير المتقين والحديث الخامس الذي كتب منه
فقرة وحكم بان الصلوة التي هي عمدة العبادات
شبهت فيه بفعل كفار فارس والروم هذا الحكم
ايضا مخدوش بوجوه الاول اخرج مسلم عن جابر
رضي الله عنه قال اشتكى رسول الله صلى الله عليه
وسلم فصلينا وراءه وهو قاعد وابو بكر يسمع الناس
تكبيره قال فالتفت الينا فرانا قياما فاشار الينا
فقعدنا فصلينا بصلوته قعودا فلما سلم قال ان
كدتم انفا تفعلون فعل فارس والروم يقومون على
ملوكهم وهم قعود فلا تفعلوا ائتموا بائمتكم ان صلى
قائما فصلوا قياما وان صلى قاعدا فصلوا قعودا
انتهى قال الامام النووي في شرحه فيه النهي عن
قيام الغلمان والاتباع على راس متبوعهم الجالس
بغير حاجة واما القيام للداخل اذا كان من اهل الفضل

تو جواب دیا کہ تم جاہل لوگ ہو چڑھتے ہو رستہ اُن لوگوں کا
یعنے حضرت رسول علیہ السلام نے
جو تم سے پہلے ہو یہہ ترجمہ ہی شرح مواہب کی تیسری جلد
کی صفحہ (٨) سی اور مجمع بحار الانوار میں ہی ذات انواط
نام ہی درخت کا جسے مشرک اپنی ہتہیار لٹکاتے اور اسکی
گردی اعتکاف کرتے تہی پس آپ سی سوال کیا کہ مسلمانوں کی
لئی بہی مثل اسکی مقرر کردیں تو آپنی اس سی منع فرمایا اور وہ
جمع ہی نوط کی نام رکہا گیا ہی اس سی منوط کا انتہی ترجمہ
پس مکذبین کا اس کفار کے معبد کی مثل پر قیاس کرکے مجلس
مولود و فاتحہ مروجہ کی کراہت ثابت کرنی جو کامل مسلمانوں
اولیاء ربانی علماء ربانیین میں رائج ہیں سواء وہابیوں کی کسی
ایماندار کا کام نہیں ہی اور خدائی پاک ہی اچھا منتقم
ہی اور پانچویں حدیث جسی ایک فقرہ نقل کرکی حکم لگا دیا کہ نماز
کو جو عمدہ عبادات ہی تونیں سی ہی کفار فارس و روم کو فعل کے
ساتھ مشابہ کر دیا اہ بلفظہ تو یہہ حکم بہی کئی وجہہ سی مخدوش
ہی اول یہہ کہ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سی روایت ہی
کہ کہا اُنے بیمار ہوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پس ہمنے
آپکے پیچھے نماز پڑہی اور آپ بیٹھے تہی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
آپکی تکبیر لوگونکو سناتے تہی کہا پس آپنے ہماری طرف
التفات کی تو ہمکو کہڑے دیکہا پس ہماری طرف اشارہ کیا
تو ہم بیٹھ گئی پس ہمنی آپکی ساتھ بیٹھکر نماز پڑہی جب آپنے
سلام پہیرا فرمایا تم اب نزدیک ہوگئی تہی کہ فارسیوں
اور رومیونکا کام کرلے وہ اپنے بادشاہونپر کہڑے رہتے ہیں
اور وہ بیٹھے رہتی ہیں تم اپنی اماموں کی اقتدا کرو اپنے اماموں کی پیروی کیا

انها كراهة تنزيه تامل اه انتهى فمعهذا قياس
مسئلة المولود والفاتحة على مسئلة قراءة الامام
من المصحف وقيامه فى الطاق ليس من وظيفة
المكذبين فتحقق ان هذه الروايات التى هي
دلائل قطعية عند مانعي المولود والفاتحة لا
تدل قطعًا على منعهما عند المنصفين فاتضح
على جميع اهل العلم حق الوضوح ان المكذبين لم
ياتوا بدليل شرعي متفق عند الامة وما ضعفه
هذا الفقير بهواء نفسانية والله هو الهادي
ولنغم المعين قال فى الجواب التفصيلي بقي ما
قال القصوري ان الفاتحة مروجة بين الخواص
والعوام من العرب والعجم فهل يدعي علم الغيب
ام الهم اليه فعلم انها رائجة فى جميع المواضع والحال
انه لا يعلم احوال الهند والفنجاب و اللاهور بل
القصور ايضًا فكيف يعرف رواج جميع العرب
والعجم واقول ان راجت فى العرب والعجم
فالكراهة التى توجد فيها حسب القواعد الشرعية
لا يرتفع ولا عجب فى رواجها ثم ايضًا من وجه
اهل الهند وان اراد من لفظ الخواص الاغنياء
السمان فلا اعتبار لهم وان اراد العلماء فغلط
وكذب على ان الرسم الرائج لا يعد جائزا باعتبار الشرع
ما لم يوجد فيه مانع من الشرع كما ان قباحة النكاح
الثاني شائعة فى اكثر الخواص والعوام من الهند

کہ کراہت تنزیہی ہے غور کرا ہ یہہ ترجمہ ہے عبارت رد المحتار کا
پس باوصف اسکی مجلس مولود اور فاتحہ کے مسئلہ کو قرآن کو دیکھکر
امام کے پڑہنے اور محراب میں کہڑے ہونیکے مسئلہ پر قیاس کرنا
ان مکذبین کا منصب نہیں ہے پس یہہ روایات جنکو مانعین
مولود و فاتحہ دلائل قطعیہ کہہ رہے تہے منصفونکے نزدیک
ہرگز ہرگز انکے منع پر دلالت نہیں کرتے ہیں۔ پس ہر ادنی
اعلے پر واضح ہوگیا کہ نہ کوئی دلیل شرعی متفقہ امت
مکذبین نے پیش کی اور نہ فقیر نے ہوا ئے نفسانی سے
اسکو ضعیف وغیرہ کہا ہے اور خدا ہی ہادی و معین ہے
جواب تفصیلی میں ہے رہا یہہ جو تحریر کیا ہے کہ جیسا عرب
و عجم کے خواص و عوام سب میں رائج ہے کیا آپکو علم غیب کا
دعوی ہے یا الہام ہوا ہے جس سے سب جگہہ رائج ہونا
دریافت ہوا قصوریصاحب تو تمام ہندوستان
بلکہ پنجاب بلکہ ضلع لاہور بلکہ قصور کی بہی خبر نہیں کہتے
تمام عرب و عجم کی کیا خبر ہوسکتی ہے میں کہتا ہوں کہ یہہ
رسم اگر تمام عرب و عجم میں شائع ہوگئی ہے تو اس سے
وہ کراہت جو قواعد شرعیہ کے موافق اسمیں پائی
جاتی ہے کیونکر مرتفع ہوجائیگی اور عجب نہیں اگر یہا
بہی اہل ہند کی وجہ سے رائج ہوئی ہو پہر اگر لفظ خواص سے
موٹے موٹے دولتمند مراد ہیں تو قابل اعتبار نہیں
اور اگر علماء ربانیین مراد ہین تو خود غلط اور کذب
محض ہے علاوہ شرعًا کوئی رسم و رواج سے جائز نہیں
ہوسکتی جبکہ اسمین دلیل ممانعت شرعی موجود ہو نکاح ثانی کہ

تلقن من المصحف مضار کما اذا تلقن من غیرہ انتہی بقدر الحاجۃ فلا مناسبۃ لہ بما نحن فیہ وما نقل من الصاحبین الکراھۃ ووجہہ بانہ تشبہ باھل الکتٰب فجوابہ قد سبق من الدر المختار ورد المحتار والطحطاوی ناقلاً عن المعتبرات بان التشبہ انما یکرہ فی المذموم وفیما قصد بہ التشبہ لا مطلقاً ونقل من ابی یوسف قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس النعال التی لھا شعر وانہا من لباس الرھبان الخ وایضاً فیہ وعندھما صلوۃ تامۃ الا انہ یکرہ فی الصلوۃ لما فیہ من التشبہ باھل الکتاب کذا قالوا وفیہ نظر لان التشبہ باھل الکتاب لا یکرہ فی کل شئ فانا ناکل کما یاکلون ونشرب کما یشربون وانما الحرام التشبہ بھم فیما کان مذموماً وما یقصد بہ التشبہ قال قاضی خان فی شرح الجامع الصغیر فعلی ھذا لو لم یقصد التشبہ لم یکرہ عندھما کما فی البحر اہ وایضاً نقل من الامام الطحاوی وغیرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یحب موافقۃ اھل الکتاب حتی یؤمر بخلاف ذلک کما مر علی الصدر وما نقل فی الاخر من الھدایۃ ویکرہ ان یقوم الامام فی الطاق لانہ صنیع اھل الکتاب فجوابہ ما قالہ فی رد المحتار لکن تقدم ان التشبہ انما یکرہ فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ لا مطلقاً ولعل ھذا من المذموم تامل ھذا فی حاشیۃ البحر للرملی الذی یظھر من کلامھم

قرآن مجید کو دیکھکر پڑہنا ایسا ہے جیسا کسی دوسرے شخص سے پڑہنا انتہی مترجم اس مسئلہ کو تو مشابہت سے کچھ تعلق ہی نہیں ہے اور وہ جو صاحبین سے کراہت اور اسکی وجہ اہل کتاب سے مشابہت نقل کی ہے تو اسکا جواب وہ ہے جو اوپر دُرمختار و ردالمحتار و طحطاوی سے بنقل معتبرات فقہ لکھا گیا ہے کہ تشبہ مکروہ وہ ہے جو بُرے کام میں ہو اور تشبہ مقصود ہونے مطلقاً اور یہہ بہی اسمیں ہے کہ صاحبین کے نزدیک نماز پوری ہوگئی مگر یہہ نماز میں مکروہ ہے کہ اسمیں اہل کتاب کے ساتھ تشبہ ہے ایسا ہی کہا ہے اور اسمیں اعتراض یہہ ہے کہ ہر کام میں اہلکتاب سے تشبہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ ہم کہاتے ہیں۔۔۔۔۔۔ جیسے وہ کہاتے ہیں اور ہم پیتے ہیں جیسے وہ پیتے ہیں حرام تشبہ وہ ہے جب کسی بُری کام میں ہو اور تشبہ مقصود ہو قاضیخان نے شرح جامع صغیر میں یوں کہا ہے کہ پس اس تقریر پر صاحبین کے نزدیک مکروہ نہوئی جیسا کہ بحر رائق میں ہے۔ اور نیز اوپر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی سے معتبر نقل سے منقول ہوا ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نعلین پہنی جسپر بال تہے اور وہ لباس پادریونکا تہا الخ اور نیز امام طحاوی وغیرہ سے منقول ہو چکا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی موفقت کو پسند فرماتے تہے جبتک انکے خلاف پر مامور نہوتے چنانچہ اوپر لکھا گیا ہے اور پہر جو ہدایہ سے نقل کیا ہے کہ امام کا محراب میں کہڑا ہونا مکروہ ہے کہ یہہ اہلکتاب کا کام ہے تو اسکا جواب بہی ردالمحتار میں لکھا ہے کہ لیکن اوپر گذرا ہے کہ تشبہ بُرے کام میں ہی مکروہ ہے اور جہاں تشبہ مقصود ہو نہ مطلقاً اور شاید یہہ بُرا کام ہوگا اسمیں غور کر رملی کے حاشیہ بحر رائق میں ہے کہ وہ بات جو کلام فقہا سے ظاہر ہے یہہ ہے۔

والعجم والهند وغيرها ويحضر فيه اعيان العلماء
والصوفية وحسن ذلك بحديث اتبعوا السواد
الاعظم الحديث وبحكم ما رآه المسلمون حسنًا
فهو عند الله حسن الخ ولا شك في انه يحضر الشئ
الحلو في ذلك المجلس ويقرء الفاتحة عليه ويقسم
بعد الفراغ كما لا يخفى فتسميته الملاع هذا الا
بادعاء علم الغيب او الالهام تعصب محض
وضدية قوية وتحقق من المنقولات السابقة
ان مجلس المولود الشريف والفاتحة المروجة لا
يمنعهما من دليل شرعي وما تفوه به من دلائل
المنع في البراهين والجواب التفصيلي من التشبه
ليس الا الاستنباط الزعمي والقياس الوهمي عند
العقل السليم والمستقيم على الصراط القويم ايضًا
وادلة جوازهما مبسوطة في رسائل العلماء الربانيين
من الفقهاء والمفسرين والمحدثين كما نقل في انوار
الساطعة وقد نقل ههنا قول استاذ اساتذة المكذبين
وشيخ مشائخهم في الدين وهو العالم الرباني
والمتقي الحقاني شاه عبد الغني الدهلوي ثم المدني
في انجاح الحاجة حاشية ابن ماجة تحت حديث
نحن احق بموسى منكم وهو هذا ويستنبط من هذا الحديث
ان مطلق التشبه بالكفار ليس بممنوع بل الممنوع
ما كان من خصوصياتهم ان كانوا غير متبعين بالشريعة
كالمجوس والهنود واما من كان اتبع شريعة نبيه

صوفیہ شامل ہوتے ہیں اور یہہ مستحسن ہے
بحکم حدیث اتبعوا السواد الاعظم آخر حدیث تک اور بفحوا اسکے
بہت مسلمانوں کی اتباع اکرو ١٢
کہ جسکو مسلمان مستحسن جانتے ہیں وہ خدا کے نزدیک
بہی مستحسن ہے اور بیشک ان مجالس مولود میں شیرینی حاضر
کرکے اسپر فاتحہ پڑہنے اور بعد فراغ اسکو تقسیم کرتے
ہیں اب اسکے اظہار کو ادعاء علم غیب اور الہام نام
رکہنا تعصب محض اور سخت ضدیت نہیں تو اور کیا ہے
اور منقولات سابقہ سے بخوبی متحقق ہوچکا ہے کہ مجلس
مولود شریف و فاتحہ مروجہ کے منع پر کوئی بہی دلیل
شرعی قائم نہیں اور وہ جو براہین وجواب تفصیلی میں
تشبہ کی دلیل میں تطویل کی گئی ہے تو وہ صرف انکا
استنباط زعمی اور قیاس وہمی ہے عقل سلیم اور
قائم صراط مستقیم کے نزدیک اور نیز انکے جواز کے دلائل
علماء ربانیین کے رسائل میں بسط مناسب کے ساتھ
مذکور ہیں جیسا کہ انوار ساطعہ میں مسطور ہیں اور
فقیر بہی اس جگہہ ان مکذبین کے استاذوں کے استاذ
اور شیخ المشائخ عالم ربانی متقی حقانی حضرت شاہ
عبد الغنی دہلوی ثم المدنی کے انجاح حاشیہ
ابن ماجہ سے جو حدیث نحن احق بموسی منکم کے نیچے
ہم لائق تر ہیں ساتہہ موسی کے تم سے ١٢
افادہ فرماتے ہیں نقل کرتا ہوں اور وہ یہہ ہے
اور اس حدیث سے مستنبط ہے کہ مطلق تشبہ کفار
کے ساتہہ منع نہیں ہے بلکہ منع وہ ہے جو انکے خاص
کاموں میں سے ہو اگر وہ کسی شریعت کے تابع نہیں ہیں

حتی ان بعض العلماء مبتلاء فی هذا البلاء فهذا
الفعل المستحسن شرعًا لا یکون ممنوعا بهذا الوجه
فاستدلال القصوری من الرواج علی الجواز دلیل
لعدم درایته بالدلائل الشرعیة وایضًا یدل علی
ان القصوری عجز من اتیان الدلیل علی الجواز
والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم والحاصل
ان البراهین القاطعة مملوة بالمسائل الحقة موافقة
بالدلائل الشرعیة حسب تصدیق العلماء الربانیین
ومنکرها مستوجب الخسران والنکال وما یعترض
علیها فمبناه الجهل والتعصب والضدیة الان
نکتفی بهذا القدر القلیل بسبب عجلة الوقت
وسنبین حال القصوری واعتراضاته بل اغلوطات
جمیع تالیفات القصوری انشاء الله تعالی و
لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم حرره
خلیل احمد (١٤) شوال ١٣٠٦ مطابق (١٤)
جون ١٨٨٩ء فی یوم الجمعة فی بلدة بهاولفور
تمت رسالة الجواب التفصیلی یقول الفقیر
القصوری کان الله له قد فصل صاحب الانوار
الساطعة ناقلاً عن رسالة سبط ابن الجوزی و
العلامة الحلبی والقسطلانی والقاری وغیرهم
علیهم رحمة الباری بان انعقاد المجلس المولود
الشریف شائع فی جمیع الممالك من الحرمین الشریفین
ومالك مصر واندلس والممالك المغربیة والروم

یہانتک کہ بعض علما بھی اس بلا میں مبتلا ہیں تو اس رواج
کی وجہ سے یہہ فعل جو شرعًا جائز و مستحسن ہے ممنوع نہیں
ہوسکتا پس قصوری صاحب کا اس رواج کو جواز کی دلیل
قرار دینا دلیل ہے کہ انکو دلائل شرعیہ کی مطلق خبر نہیں
ہے اور نیز اسکی دلیل ہے کہ آپ دلیل سے عاجز ہوگئے اور
خدا جسے چاہے اپنے راہ راست کیطرف ہدایت کرتا
ہے الحاصل رسالہ براہین قاطعہ حسب تصریح و تصدیق علماء
ربانیین اُن مسائل حقہ سے جو موافق دلیل شرعیہ کی ہیں
مالامال ہے اور انکا منکر مستوجب خسران و نکال ہے جسقدر
اسپر اعتراضات ہوتے ہیں مبنے انکا محض جہل یا تعصب
یا ضدیت ہے بالفعل بسبب عجلت وقت اسیقدر قلیل پر
اکتفا کیا گیا بعد اسکے انشاء اللہ تعالی عنقریب قصوری صاحب
کی اور انکی اعتراضات بلکہ تمام تالیفات کی قلعی کہول
دیجائیگی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حررہ خلیل احمد
۱۴ شوال ۱۳۰۶ مطابق ۱۴ جون ۱۸۸۹ء یوم
جمعہ مقام بہاولپور انتہے بلفظہ - فقیر قصوری
کان اللہ لہ کہتا ہے کہ صاحب انوار ساطعہ نے
بنقل رسالہ ابن الجوزی و علامہ حلبی و علامہ قسطلانی
و علامہ قاری وغیرہم علیہم رحمۃ الباری مفصل لکہا ہے
کہ انعقاد مجلس مولود شریف کا تمام ملکوں میں شائع
ہے جیسے حرمین محترمین و مصر و اندلس و ممالک
مغربیہ و روم و عجم و ہندوستان
وغیرہ جس میں اکابر علماء و حضرات

صحتہ روایتہ شعبتہ و یرجع الوصف بالولادۃ والانزال
الی الاثنین دون الخمیس انتہی بلفظہ و فی المرقات
تحت ھذا الحدیث ثم السوال من کثرۃ صیامہ صلی اللہ
علیہ وسلم فیہا و من مطلق الصیام وخصوص فضلہ
من بین الایام فیجب شکرہ تعالیٰ علی والقیام بالصیام
لدیہ قال الطیبی فیہ وجود نبیکم ونزول کتابکم و فی
الحدیث دلالۃ علی ان الزمان قد یتشرف بما یقع
فیہ وکذا المکان ولذا قیل شرف المکان بالمکین
انتہی و فی مجمع البحار ای فیہ وجود نبیکم ونزول کتابکم
فای یوم اولیٰ بالصوم منہ انتہی و فی ترجمۃ المشکوٰۃ
للشیخ عبد الحق المحدث الدھلوی تحت ھذا الحدیث
یحتمل ان یکون السوال عن سبب صومہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی یوم الاثنین او عن استحباب الصوم
فی ھذا الیوم وعلی کل تقدیر سببہ اداء شکر نعمۃ
وجودہ صلی اللہ علیہ وسلم و وجود الدین والشرع انتہی
مترجمًا فتحقق من الحدیث الصحیح بتصریح الشراح
تردید قول مؤلف البراھین ان اداء الشکر فی یوم
الولادۃ لا فی کل یوم ورد ایضًا زعمہ منع تخصیص
الھیئۃ و تقیید المطلق وتحقق الاصل لتعیین یوم
لمصلحۃ فھذان الحدیثان من الدلائل الشرعیۃ لاثبات
مجلس المولود بعون الملک المعبود کما صرح بہ العلماء
الربانیون بالبسط المناسب فی رسائلھم جزاھم اللہ
سبحانہ خیر الجزاء فی الدنیا والعقبیٰ ولما تقرر فی الشرع

کہ شعبہ کی روایت کی صحت بھی ہو سکتی ہے کہ پیدا ہونے
اور پیغمبر ہونے کی وصف تو دوشنبہ سے متعلق ہو سوا پنجشنبہ
کے ۱ء مترجمًا اور مرقات میں اس حدیث کے نیچے لکھا ہے یہہ
سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوشنبہ کو دن بہت
روزہ رکھنے سے یا مطلق روزہ اور اسکی فضیلت کا
دوسرے دنوں میں سے خاص کرنا تو آپکا جواب یہہ ہوا
کہ اللہ تعالیٰ کا شکر مجھپر واجب ہے اور دوشنبہ میں روزہ
رکھنا میرے نزدیک یعنی پسندیدہ ہے طیبی نے کہا اسمیں تمہارے
نبی کا وجود ہے اور تمہاری کتاب کا اترنا اور حدیث میں دلالت
ہے اسپر کہ زمانہ شرف حاصل کرتا ہے اس چیز سے جو اسمیں واقع
ہو اور ایسا ہی مکان اور اسلیئے کہا گیا ہے کہ شرف مکان کا
مکان والے سے ہوتا ہے اور مجمع بحار الانوار میں ہے ای
دوشنبہ میں تمہارے نبی کا وجود ہوا ہے اور تمہاری کتاب یعنی
قرآنمجید اترا ہے پس کونسا دن روزہ رکھنے میں اس سے بہتر ہے گا
اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں کہ ممکن ہے
کہ سوال دوشنبہ کے دن آپکے روزہ رکھنے کے سبب سے تہا یا دوشنبہ
میں روزہ کے استحباب سے سوال تہا اور ہر صورت میں سبب اسکا
آپکے وجود مسعود کی نعمت کے شکریہ کا ادا کرنا تہا اور دین اور شرع
کے وجود کا بہی شکریہ تہا اہ مترجمًا پس اس حدیث صحیح میں مع تصریح
شراح کے براہین والے کے قول کی تردید بخوبی ہو گئی کہ ادا شکر
ولادت کے دن میں تہا نہ ہر دن میں اور نیز اسکے اس زعم کی کہ تخصیص
ہیئت و تقیید مطلق منع ہے اور کسی مصلحت کیواسطے دن مقرر
کرنیکا اصل ثابت ہو گیا پس یہہ دونوں حدیثیں منجملہ دلائل شرعیہ کے ہیں

فعلا
ففعل حسنا ولم ينه عنه نبينا صلى الله عليه وسلم
فاتباعهم ليس بممنوع في ذلك فكان النبي صلى الله
عليه وسلم يحب موافقة اهل الكتاب مما لم يؤمر
به واستدل بهذا الحديث من جواز تعيين الايام
بعبادة خاصة بسبب خاص كالتصدق على
ارواح الاموات يوم وفاتهم لان النبي صلى الله عليه
وسلم خص عاشوراء بالصوم وخص يوم الاثنين
كذلك لانه ولد فيه وفيه انزل عليه الوحي انتهى
من صفحة ٣٠١ / سنن ابن ماجة المطبوعة في عمدة
المطابع ١٢٧٣) ويقول الفقير كان الله له ان تخصيصه
صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين بالصوم رواه مسلم
وغيره عن ابي قتادة رضي الله عنه قال سئل رسول الله
صلى الله عليه وسلم عن صوم يوم الاثنين فقال
فيه ولدت وفيه انزل علي كذا في المشكوة ولفظ
مسلم وسئل عن صوم يوم الاثنين قال ذاك يوم
عليه السلام
ولدت فيه ويوم بعثت وانزل علي فيه وفي هذا الحديث
من رواية شعبة قال وسئل عن صوم يوم الاثنين
والخميس فسكتنا عن ذكر الخميس لما نراه وهما انتهى
وقال الامام النووي قال القاضي عياض رحمه الله
انما تركه وسكت عنه لقوله فيه ولدت وفيه بعثت
او انزل علي وهذا انما في يوم الاثنين كما جاء في
الروايات الباقيات يوم الاثنين دون ذكر الخميس
تركه مسلم لانه رآه وهما قال القاضي ويحتمل

اور کوئی نیک کام کرے اور ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ
وسلم نے اس کام سے ہمکو منع نفرمایا ہو تو اسمیں انکی اتباع
منع نہیں ہے کہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اہلکتاب
کی موافقت پسند فرماتے تھے۔ جبتک اسمیں مامور
نہوں اور نیز اس حدیث سے دنوں کو مقرر کرنیکی جواز
پر کسی خاص عبادت کیلئے خاص سبب سے دلیل لی
گئی ہے جیسے ارواح اموات پر انکی وفات کے دن
تصدق کرنا اسلئے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم
نے عاشوریکے دن کو روزہ کیلئے خاص فرمایا تہا اور ایسا
ہی دوشنبہ کے دن کو اسواسطے کہ آپ اُسدن پیدا ہوئے
تہے۔ اور اسی دن میں آپ پر وحی اُتری تہی یہ ترجمہ ہے
سنن ابن ماجہ مطبوعہ مطبع عمدۃ المطابع ١٢٧٣ھ کے صفحہ
٣٠١ کے حاشیہ سے اور فقیر کان اللہ لہ ظاہر کرتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کا دوشنبہ کے دن کو روزہ کے واسطے خاص فرمانا صحیح
مسلم وغیرہ میں بروایت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ وارد ہے
اُنسے کہا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے دن روزہ
رکہنے سے سوال کیئے گئے تو آپنے فرمایا میں اسمیں پیدا ہوا ہوں
اور اسمیں مجھپر وحی اتری ہے جیسا کہ مشکوۃ میں ہے اور صحیح
مسلم کے لفظ کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ دوشنبہ کے روزے سے پوچھے
گئے فرمایا وہ دن ہے جسمیں میں پیدا ہوا اور جسمیں میں پیغمبر ہوا یا
مجھپر وحی اُتری اور اس حدیث میں روایت شعبہ میں ہے کہ انسے کہا
آپ دوشنبہ اور پنجشنبہ کے دنمیں روزہ رکہنے سے پوچھے گئے تہے پس ہم
ذکر پنجشنبہ سے خاموش ہوئے کہ اسکو ہم وہم جانتے ہیں انتہی ترجمہ امام

مثله صلى الله عليه وسلم ومساواة جملة بني آدم في العلم
بسيد البشر عليه الصلوة والسلام وقلة علمه صلى الله
عليه وسلم من الشيطان الرجيم واثبات المشابهة
بين مجلس مولوده والفاتحة المروجة لروح الطيبة
وارواح المرسلين عليهم السلام بمجلس جنم كنهيا وسنكلب الهنود
ليست من مسائل الحقة باليقين بل من الهفوات
المبطلة للاسلام والدين عند علماء الربانيين في
هذا الحين وماسوى هذه القبائح تعصبات وتحريفات
في اكثر مضامين البراهين كما ادعى مؤلفه في صفحة
(١٤٢) ان صومه عليه السلام يوم عاشوراء ماكان
لاداء شكر نجاة موسى بل كان على حسب عادته
وبامر الله تعالى وافتراضه عليه عليه السلام واستدل
على ذلك بحديث عائشة رضي الله عنها قالت كان
يوم عاشوراء تصومه قريش في الجاهلية وكان رسول الله
صلى الله عليه وسلم يصومه فلما قدم المدينة صامه على
عادته قسطلاني) وامر الناس بصيامه فلما فرض رمضان
(في السنة الثانية) ترك يوم عاشوراء فمن شاء صامه
ومن شاء تركه انتهى فهذا القول مع مخالفته بالحديث
الصحيح الذي وقع فيه نحن احق بموسى منكم فيه تحريف لفظي
ومعنوي في الحديث ايضا اما اللفظي فلانه ..
لفظ (في الجاهلية) بعد تصومه وكان رسول الله صلى الله
عليه وسلم يصومه والحال انه موجود في البخاري
بعلامة ابي الوقت وذر وابن عساكر كما في صفحة ٢٦٩

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امکان نظیر کا قول اور آپکی
علم شریف کو شیطان لعین کی علم سے کم کہنا اور مجلس مولود
مبارک کو جنم کنہیا سے اور ارواح طیبہ کی فاتحہ کو ہنود
کے سنکلپ سے مشابہ بنانا ہرگز ہرگز مسائل حقہ سے نہیں ہے بلکہ
واہیات اور خرافات سے ہے جس سے اس نازک زمانہ میں
علماء ربانیین کے نزدیک دین اسلام کو سخت شبہ لگانا ہے اور
سوا ان قبیح باتونکا اور بہی اس براہین میں تعصبات اور تحریفات
ہی ہیں جیسا کہ براہین والے نے دعوی کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا عاشورا کے دن روزہ رکہنا شکر نجات حضرت موسی کیلئے
نتہا بلکہ بعادتہ وافتراض اللہ تعالی تہا اور اسکی دلیل عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کی حدیث لکہی ہے قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورا
کا روزہ رکہتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بہی یہہ روزہ رکہتے تہے پہر جب آپ مدینہ منورہ
میں تشریف لائے تو وہ روزہ رکہا (اپنی عادت پر
قسطلانی) اور لوگوں کو بہی روزہ کا حکم دیا پہر جب
رمضان فرض ہوا (دوسرے برس میں) تو آپنے
عاشورا کا روزہ ترک کیا پس جسکا جی چاہے روزہ رکہے
اور جو چاہے نہ رکہے انتہی مترجما پس یہہ قول اوصفیکہ اس صحیح
حدیث کے مخالف ہے جسمیں نحن احق بموسی منکم واقع ہی
اسمیں لفظی اور معنوی تحریف بہی کیگئی ہے لفظی تحریف تو یہہ ہے
کہ آپکے روزہ رکہنے کے پیچہے سے لفظ (فی الجاہلیہ) کا اڑا
دیا ہے حالانکہ یہہ لفظ بخاری میں ابی الوقت اور ذر اور ابن عساکر
تینونکی علامت سے موجود ہے مطبوعہ احمدی کی صفحہ ۲۶۹ میں دیکھو

ان ایصال ثواب الطعام او الکلام مشروع فان جمع
احد بینہما فلا باس بہ اصلا نعم من اعتقد ان
ثواب الطعام لا یصل بدون الکلام فھو اعتقاد
فاسد کما لا یخفی ولا تنس ما مر النقل من رسالۃ الحاج
امداد اللہ شیخ مشائخہم بتمامہ ما نقل عن صاحب
البراھین ان الھنود یقرؤن علی الطعام کلام کتابہم
وایضاً قال فی صفحۃ ۱۶۹ من البراھین ناقلاً عن تحفۃ
الھند ان اشعار الھنود اقراء کلام کتابہم علی الطعام
وغیرہ قلت ھذا کذب صریح لانہ لیس من رسم الھنود
اقراء الکلام وغیرہ کما بین فی کتبہم ویشہد علیہ
علماء ھم ومع ھذا لا یاخذ مال فاتحۃ الھنود الا البراھمۃ
ولا یرفع عالمہم یدیہ علیہ بخلاف المسلمین لان عالمہم
یقرء آیات القرآن علی الطعام وغیرہ ویرفع یدیہ عند
ایصال الثواب ویاخذ ذلک کل واحد من المسلمین
فارتفع التشبہ بالوجوہ وقد قال فی البراھین صفحۃ
(۱۷۴) سطر ۱۳) التشبہ الممنوع ما کان من کل الوجوہ
کما لبس احد قلنسوۃ النصاری من بین لباسہم فان کان
التشبہ ببعض الوجوہ دون بعض فلا یحرم اہ مترجماً
فانعدمت کراھۃ التشبہ باقرار المکذبین والحمد للہ
رب العلمین ثم ادعاء ان البراھین القاطعۃ مملوۃ
بالمسائل الحقۃ موافقۃ بالدلائل الشرعیۃ حسب تصدیق
العلماء الربانیین الخ من قبیل کل حزب بما لدیہم فرحون
والا فمسئلۃ امکان کذب الباری سبحانہ وامکان

کہ ایصال ثواب طعام یا کلام ارواح اموات کو روا ہی پس
اگر کوئی دونوں کو جمع کر دے تو کچھ مضائقہ نہیں البتہ جو یہ
اعتقاد کرے کہ طعام کا ثواب بدون کلام کے نہیں پہونچتا ہے
تو یہ اعتقاد فاسد ہے اور جو رسالہ حاجی امداد اللہ صاحب
مکذبین کے پیران پیر سے اسکے جواز میں تحریر منقول ہوئی ہے
اسکو فراموش نکرنا چاہئے تتمہ براہین قاطعہ سے اوپر منقول
ہو چکا ہے کہ براہمن سے کہانی پر اشلوک گواتی ہیں اور نیز صفحہ ۱۶۹
براہین میں تحفۃ الہند سے لکہا ہے کہ شعار ہنود سے ہے کہ طعام پر بید
پڑہواتے ہیں پنڈت اسپر بید پڑہتا ہے انتہی بلفظہ فقیر
کان اللہ لہ کہتا ہے کہ یہ بالکل جہوٹ ہے یعنی ہندوؤں کی سنکلپ
کے وقت کچھ بید سے پڑہتے ہیں جیسا کہ انکی کتابوں میں مرقوم ہے اور انکی
پنڈتوں سے پوچہنے سے معلوم ہو سکتا ہے اور باوصف اسکے سنکلپ کا
مال سوا برہمنوں کے کوئی نہیں کہا سکتا اور نہ اسوقت پنڈت
ہاتہ اٹہاتا ہے بخلاف معمول مسلمین کے کہ بوقت فاتحہ کچھ آیات
قرآن مجید پڑہے جاتے ہیں اور ایصال ثواب کے وقت دونوں ہاتھ
بہی اٹہاتے ہیں اور فاتحہ کا طعام وغیرہ ہر شخص مسلمانوں کے
لیلیتا ہے پس کئی وجہ سے مشابہت رفع ہو گئی اور خود براہین
کے صفحہ ۱۷۴ میں درج ہے جس شعار میں تشبہ ہے اسمیں من کل الوجوہ
تشبہ ہو تو منع ہے جیسا مثلاً تمام وردی نصاری میں سے ایک کلاہ
پہنے تو کلاہ من کل الوجوہ شابہ نصاری کی ہوا اگر اس کلاہ میں
بعض وجہ تشابہ کی ہوویگی تو حرام نہ ہوویگی اہ بلفظہ پس مکذبین
کے اقرار سے ہی کراہت تشبہ نیست و نابود ہو گئی اور خدای معبود
کیلئے حمد ہے پہر براہین کی یہ دعوی کہ یہ رسالہ براہین قاطعہ حسب تصحیح

فوجد اليهود الخ لجواز انه عمل بمجموع الامرين
ثم حصل الاقتصار على احدهما من بعض الرواة
اما لعدم علمه بالآخر او سهوًا والله تعالى اعلم
انتهى وفي شروح الصحيحين والمجمع وغيرها
ان الحديثين في ذاتهما صحيحان وانه صلى الله
عليه وسلم كان يصوم يوم عاشوراء في مكة
المعظمة بصوم قريش ولما جاء مدينة صامه
شكر النجات موسى على نبينا وعليه السلام
انتهى ملخصًا ثم انكر صاحب البراهين من
كون صومه عليه السلام لشكر نجات موسى على نبينا وعليه السلام
وتكلم في الحديث الصحيح كما في صفحة (١٦٤) فهو
اختيار لشعار النيچري كما هو انتهاء درجة الوقاحة
والعياذ بالله ولما قال صاحب الانوار الساطعة
ان المجوزين لمجلس المولود جمهور علماء ديار العرب
والعجم والمانعين اقل القليل وقد ورد اتبعوا السواد
الاعظم الحديث فاجابه مؤلف البراهين
ان المانع الواحد هو السواد الاعظم وعلى الحق
ومن كان على خلافه فهو على الباطل وان كان
تمام العالم وهذا في صفحة (١٧٠) من البراهين
فليتأمل ما قال في صفحة (١٣١ و ١٣٢) من البراهين
ان الاجرة على التعليم مجتهد فيها لان الشافعي
يجوزها فالكراهة مختلف فيها والمسئلة
المختلفة يجوز العمل عليها بلا ضرورة انتهى

مین یہود کو روزہ عاشورا کا رکہتے ہوئی پاکر خود بہی روزہ
رکہا اس ایہام جابیت کو معاملہ کو برخلاف نہیں اسلیئے کہ آپنے
دونو طور پر روزہ رکہا ہے پہر بعضے راویوں نے ایک
ہی معاملہ کو بیان پر کفایت کی یا اسلیئے کہ اسکو دوسری
امر کا علم نتہا یا سہو ہوگیا اور خدا تعالے کو بہت
علم ہے انتہے اور صحیحین کی شرحوں اور مجمع البحار وغیرہ میں
درج ہی کہ یہہ دونو حدیثیں صحیح ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم مکہ معظمہ میں قریش کے روزہ عاشورا کو دیکہکر رکہتے
تہے اور جب مدینہ منورہ میں تشریف لائی تو حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام کی نجات
کی شکریہ کے واسطے عاشورا کا روزہ رکہا یہہ انکی خلاصہ کا ترجمہ
ہے پس صاحب براہین نے جو آپکے روزہ شکریہ نجات حضرت
موسی علی نبینا وعلیہ السلام ١٢ کا انکار کیا ہے اور صحیح حدیث میں چون وچرا کی ہے
دیکہو صفحہ ١٦٤ میں تو یہہ نیچری کے شعار کا اختیار ہی جو
بڑی درجے کی وہابیت ہی حق تعالے اس سے پناہ دے دوم
صاحب انوار ساطعہ نے جب کہا کہ مجلس مولود کی جائز رکہنے
والی اکثر علماء عرب و عجم ہیں اور اس مجلس کے منع کرنیوالی بہت
تہوڑی لوگ ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ بہت گروہ مسلمانوں
کی اتباع کرو تو اسکا جواب براہین والی نے دیا ہے کہ ایک
شخص مانع اسکا وہی سواد اعظم یعنی جماعت کثیر اور حق پر
ہے اور اسکا مخالف گو سارا جہان ہو وہ باطل پر ہے
دیکہو صفحہ ١٧٠ میں اب غور کرو کہ یہہ کیسی ہٹ دہرمی ہے
سوم براہین قاطعہ کی صفحہ ١٣١ و ١٣٢ میں ہی کہ اجرت
علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہ ہے کہ شافعی اسکو جائز فرماتے ہیں تو اسکی کراہت ہی

المطبوعة فی المطبع الاحمدي وايضاً موجود في رواية موطا مالك الذي هو ام الصحيحين وفي سنن ابي داود وغيرهما واما التحريف المعنوي فهو اثبات صوم يوم عاشوراء بهذا الحديث من لفظ وامر الناس بصيامه لان الامر يكون بافتراض الله تعالى والحال ان الامر يكون للندب ايضاً كما تقرر في موضعه نعم قد تحقق في المذهب الحنفي ان صوم يوم عاشوراء قد كان فرضاً في ابتداء الهجرة ثم نسخ بفرضية رمضان والدليل عليه حديث الصحيحين عن سلمة بن الاكوع وغيره قال امر النبي صلى الله عليه وسلم رجلاً من اسلم ان اذن في الناس ان من كان اكل فليصم بقية يومه ومن لم يكن اكل فليصم فان اليوم يوم عاشوراء وقال الامام النووي في سنن ابي داود من اكل فليصم بقية اليوم وليقض يقول الفقير كان الله له رواية سنن ابي داود هذه ان اسلم اتت النبي صلى الله عليه وسلم فقال صمتم يومكم هذا قالوا لا قال فاتموا يومكم واقضوا انتهى فنبه هذه الاحكام التاكيدية حكم الامام الاعظم رضي الله عنه ان صوم يوم عاشوراء كان فرضاً في الابتداء ثم نسخ بعد فرضية رمضان **تتمه** في حاشية السندي على البخاري قوله كان يوم عاشوراء تصومه قريش في الجاهلية الخ لا ينافيه ما سيجيء من قول ابن عباس رضي الله عنهما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة

اور نیز یہی لفظ موطا امام مالک میں جو صحیحین کا اصل ہے اور نیز سنن ابی داود وغیرہما میں موجود ہیں اور تحریف معنوی یہہ ہے کہ اس حدیث کے لفظ لوگوں کے امر کرنے سے عاشورا کے روزہ کی فرضیت ثابت کی ہے کہ حکم حقتعالے کے فرض کرنے سے ہوتا ہے جیسا کہ اصول فقہ میں مقرر ہو چکا ہے البتہ حنفی مذہب میں ثابت ہے کہ عاشورا کا روزہ ابتداء ہجرت دار اسلام میں فرض تھا پھر رمضان مبارک کی فرضیت سے منسوخ ہو گیا تھا۔ دلیل اسکی صحیحین کی حدیث ہے کہ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اسلم سے ایک شخص کو فرمایا کہ لوگوں میں پکار دے کہ جسنے کچھہ کھا لیا ہو تاہم باقی دن کا روزہ رکھے اور جسنے کچھہ نہیں کھایا وہ روزہ رکھے کیونکہ آج عاشورا کا دن ہے اور امام نووی نے کہا کہ سنن ابو داود میں ہے کہ جسنے کچھہ کھا لیا ہو تو باقی کا دن کچھہ نکھائے اور روزہ قضا دے۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ سنن ابی داود کی یہہ روایت یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم میں تشریف لائے اور فرمایا کہ آج تمنے روزہ رکھا ہے وے بولے نہیں۔ تو آپنے فرمایا پس باقی دن پورا کرو اور قضا دیدینا اہ ترجمہ پس ان احکام تاکیدی سے امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابتدا میں عاشورا کا روزہ فرض تھا پھر رمضان کی فرضیت کے بعد منسوخ ہو گیا۔ تتمہ صحیح بخاری کے اس فقرہ پر کہ (زمانہ جاہلیت میں قریش عاشورا کا روزہ رکھتے تھے اور آپ بھی روزہ رکھتے تھے) حاشیہ سندی میں لکھا ہے

واحدة تعبر عن (اذا علم انه يفوته) بخوف فوت
صلوة فافتى بسقوط الحج عن المكلفين عند
الحنفية سيما فى هذا الزمان لان اكثر العوام
من الحجاج لايصلون فى طريق الحج وهذا ايضا
اتباع للنيچرية فانهم منكرون لفرضية الحج وهذا
المفتى افتى بسقوط الحج وكلاهما محرفون
لاحكام الشرع فانا لله وانا اليه راجعون
وهكذا يظهر اختلال الخليل والرشيد فى البراهين
لمن تامل بملاحظة من العلماء الربانيين وكثرة
اللعن والطعن من ديدن المكذبين ثم لما كان
تعظيم الرسول صلى الله عليه وسلم واطاعته
تعظيم الله جل جلاله واطاعته وكذلك توهينه
عليه السلام توهينه تعالى فناسب ان تسمى هذه
الرسالة باسم **تقديس الوكيل عن**
اهانة الرشيد والخليل عسى ان
يجعل الله الجليل زادا الاخرة هذا العبد الذليل
ويرضى عنى روح حبيبه الخليل ويقبل نى زيارة
الحرمين الشريفين بالقبول الجميل واخر دعونا
ان الحمد لله رب العلمين وصلى الله تعالى و
سلم على خير خلقه ومظهر لطفه واحسانه سيد
المرسلين محمد واله وصحبه وعترته اجمعين اللهم آمنا
معهم برحمتك يا ارحم الراحمين
قد تم هذا التحرير فى اخر شهر شوال سنه ۱۳۰۷
حين اقامتى ببلد الله الحرام اللهم زد للحرمين المحترمين

اور نیز یقینی فوت نماز کو خوف فوت نماز سے تعبیر کرکے
مکلفین سے حنفیوں کے نزدیک حج کے ساقط
ہونیکا فتوے دیدیا ہے خصوصا اس زمانہ میں کہ اکثر
عوام حجاج کے رستہ میں نماز ہی نہیں پڑھتے تو اب سب سے حج ہی
ساقط ہوگیا اسمیں بھی نیچریوں کی اتباع ہے کہ وہ منکر
فرضیت حج کے ہیں اور اس مفتی نے بھی حج کے ساقط
ہونیکا فتوے دیدیا یہ دونو احکام شرعیہ میں تحریف کرنی
والے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون اور علی ہذا براہین
قاطعہ میں سخت خلل موجود ہیں علماء ربانیین کو غور سے معلوم
ہوجاتے ہیں اور لعن وطعن کی گرم بازاری تو مکذبین
کی جبلی عادت ہی ہے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واطاعت حقتعالی کی
تعظیم واطاعت ہے اور ایسا ہی آپکی توہین باریتعالے کی
توہین ہے تو مناسب ہوا کہ اس جواب الجواب کا نام
تقدیس الوکیل عن اہانۃ الرشید و
الخلیل رکھا جائے غالب امید ہے کہ حق سبحانہ وتعالے
اس فقیر حقیر کیو بھی اسکو زاد آخرت بنا دیگا اور اسکے
حبیب قریب کا روح پرفتوح اس عاجز سے خوش ہوگا
علیہ السلام
اور زیارت حرمین محترمین مقبول ہوگی اور آخری بات
یہہ ہے کہ سب تعریف خدا پروردگار عالمیان کیلیئے خاص
ہے اور خدا کا درود وسلام اسکے بہترین خلائق اور
اسکے لطف واحسان کے مظہر اتم سب رسولونکے سردار
محمد اور اسکی آل اور اصحاب اور جمیع خویشا وندو نپر ہو
آمین یارب العلمین — یہہ عربی رسالہ اخیر ماہ شوال سنہ ۱۳۰۷ میں

[illegible] ۱۳۰۷

مترجمًا فهذا صريح افشاء الغير المقلدية واظهار غاية الوهابية ونقل فی صفحة (۲۷۰) عبارة شرح المسلك المتقسط علی المنسك المتوسط للقاری وهی هذه ثم اعلم انه قيل يشترط ايضًا ان يكون الحاج متمكنًا من اداء المكتوبات علی الوجه المفروض فی الاوقات قال الكرمانی لانه لايليق بالحكمة ايجاب فرض علی وجه يفوته فرض اخر (يه لكهتے لكهتے آخر ميں لكهتے ہيں) ويويد الاول ايضا ما قال ابن الحاج المالكی لوضيع صلوة واخرجها عن وقتها لاجل فريضة الحج لايجوز اجماعًا وقد قال علماؤنا فی المكلف اذا علم انه يفوته صلوة واحدة اذا خرج الی الحج فقد سقط الحج عنه انتهی اب مولف ذرا آنكهہ كهولكر ديكهيے كہ خدشہ فوت صلوة ميں حج بهی ساقط ہوجاتا ہے يعنے ان الحج يسقط من خدشة فوت صلوة واحدة فقد بهت بهتانا عظيما لان اصل عبارة الشرح قال (ای ابن الحاج المالكی) وقد قال علماؤنا الخ وحاصله ان المكلف اذا اعلم انه تفوته الصلوة المفروضة اذا خرج للحج فقد سقط الحج عنه عند المالكية فاسقط صاحب البراهين لفظ قال من ابتداء وقد قال علماءنا واثبت ان القاری ينقل عن العلماء الحنفية ان الحج يسقط عندهم بخوف فوت صلوة

ديكهو يه كيسا غير مقلديت كا افشا اور وہابيت كا اظہار ہے پهر صفحہ ۲۷۰ ميں براہين كو لكها ہے علی قاری شرح مناسك ميں لكهتے ہيں پهر جان لو كہ تحقيق كہا گيا ہے كہ يہ بهی شرط ہے كہ حج كرنيوالا فرائض كو وجہ مفروض پر اپنے اوقات ميں ادا كرنے پر قادر ہو كرمانی نے كہا اسليے كہ حكمت كو لائق نہيں كہ ايك فرض كو ايسے طور پر واجب كرے كہ دوسرا فرض فوت ہوجائے (يہ لكهتے لكهتے آخر ميں لكهتے ہيں) اور پہلی بات كو تائيد كرتا ہے قول ابن حاج مالكی كا كہ اگر ايك نماز كو ضائع كردے اور اپنے وقت سے نكال دے حج كے فرض كے ادا كرنے كے ليئے تو يہ بالاتفاق ناروا ہے اور تحقيق ہمارے علمانے مكلف كے حق ميں كہا ہے كہ جب اُسے يقين ہو كہ سفر حج ميں ميری ايك نماز بهی فوت ہوجائيگی تو اس سے حج ساقط ہوگيا انتہی مترجمًا اب مولف ذرا آنكهہ كهول كر ديكهيے كہ خدشہ فوت ايك صلوة ميں حج بهی ساقط ہوجاتا ہے انتہے بلفظہ اب يہ مسئلہ كہ خدشہ فوت ايك صلوة ميں حج بهی ساقط ہوجاتا ہے كيسا دين اسلام ميں بهتان عظيم ہے اسليے كہ اصل عبارت شرح مناسك كی يہ ہے قال وقد قال علمائنا الخ جسكا حاصل يہ تها كہ مكلف كو جب يقين ہو كہ سفر حج ميں نماز فرض فوت ہوجاويگی تو مالكيوں كے نزديك حج ساقط ہوجاتا ہے تو اسميں صاحب براہين نے لفظ قال كا عبارت ميں سے اڑا كر يوں بنا ديا كہ علامہ قاری علما حنفيہ سے نقل كرتے ہيں كہ بخوف فوت

الحمد لله رب العلمين المنزه عما لا يليق بجلاله والصلوٰة والسلام على سيدنا محمد المبرء عما لا ينبغي لكماله وعلى آله واصحابه وانصاره واحزابه اما بعد فان هذه التعقبات على صاحب البراهين ومقرضه مع المؤيدين واردة صحيحة كما يظهر ذلك بالبداهة لمن طالعها خاليا من النزغات القبيحة وحكم صاحب البراهين مع المويدين والمقرظين حكم المتزندقين بيقين كما صرحت به كتب الفقهاء والمحدثين نعوذ بالله مما يوجب الخزي والندامة ويورث الحسرة وسواد الوجه في عرصات القيمة انزه ربي عن مقالة كاذبة كفور بما سمى براهين قاطعة وما حكمه في ذا سوى ضربة امرىء عظيمة بسيف له في الحق انوار ساطعة يباعد منها راسه عن مكانه وتبقى لاهل الزيغ والجهل قامعة وجزى الله من يتصدى للرد عليهم خير جزائه ووقاه شر حساده واعدائه آمين - امر برقمه خادم الشريعة راجي اللطف الخفي محمد صالح ابن المرحوم صديق كمال الحنفي مفتي مكة المكرمة حالا كان الله لهما حامدا مصليا مسلما

محمد صالح كمال

۳ ذي الحجة ۱۳۲۳

تقريظ حضرت مفتى شافعية وشيخ العلما مكه معظمه

الحمد لله وحده وصلى الله وسلم على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه والسالكين منهجهم بعده اللهم هداية للصواب

سب تعریف خدا کے لیئے ہے جو پروردگار عالمیاں ہے پاک ہے اس سے جو اسکے جلال کے لائق نہیں اور درود وسلام ہمارے سردار محمد پر جو پاک ہے اس سے جو اسکے کمال کو ناشائستہ ہے اور اسکے آل واصحاب اور مددگاروں اور جماعتوں پر بعد اسکے بیشک یہہ اعتراضات مولف براہین قاطعہ اور اسکی تقریظ لکھنے والے اور مویدین پر وارد صحیح ہیں جیساکہ یہہ امر صاف ظاہر ہے اسپر جو انکو مطالعہ کرے قبیح وسواسوں سے خالی ہوکر اور یقیناً حکم صاحب براہین کا مع مددگاروں اور تقریظ لکھنے والوں کے حکم زندیقوں کا ہے چنانچہ فقہا اور محدثین کی کتابوں میں اسپر تصریح ہے ہم حقتعالی سے پناہ مانگتے ہیں اس سے جو سبب ہو ندامت اور رسوائی کا اور موجب ہو افسوس اور روسیاہی کا قیامت کے دن میں میں اپنے رب کو پاک جانتا ہوں دروغگو ناشکری کی گفتگو سے جسنے اپنی کتاب کا نام براہین قاطعہ کہا ہے اور اسکا حکم سوا اسکے اور کچھہ نہیں کہ جلاد اسکے بدن سے یعنی اسپر تیغ حکم متشدین ہوا گردن کاٹ دے تاکہ کجرو جاہلوں کے لیئے عبرت ہو اور حقتعالی جزای خیر عطا کرے اسکو جسنے اسکے رد میں پیشقدمی کی اور خدا اسے حاسدوں اور دشمنوں کے شر سے محفوظ فرمادے آمین۔ اسکے لکھنے کا حکم کیا شریعت کے خادم حقتعالی کے پوشیدہ لطف کا امیدوار محمد صالح کمال ابن مرحوم صدیق کمال حنفی نے جو فی الحال مکہ مکرمہ کا مفتی ہے خدا تعالی ان دونوں کا مددگار ہو درود اور حمد کرتے ہوے

محمد صالح کمال

۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۳

تقریظ حضرت مفتی شافعیہ وشیخ العلما مکہ معظمہ کی۔

سب حمد خدا یگانہ کو لیئے ہے اور حق تعالیٰ درود وسلام بھیجے ہماری سردار محمد پر اور اسکی آل واصحاب پر اور ان پر جو اسکے پیچھے انکی اتباع کرنیوالے ہیں۔ بار خدایا راہ صواب کی ہدایت فرمانا۔

شرفاً وتعظيماً ولمن جاورهما بالايمان والاحسان
فضلاً وتكريماً بطفيل حبيبك ذي الجلال
والاكرام عليه افضل الصلوة واكمل السلام ـ
ولما ظهر هذه الاختلافات من الخليل ثم مكابرة
ومجادلته من غير توب الى رب جليل فافتى حضرت
حكم المناظرة وغيره من علماء اهل السنة انه خارج
من دائرة اهل السنة واخرج من الرياسة
بالتذليل فالآن ارجوا من حضرات اهل فتوى
الحرمين الشريفين ان يلاحظوا بكمال عنايتهم
هذه الرسالة فان كان ما فيها حقا مطابقا بالكتاب
والسنة واجماع الامة فزينوه بتصحيحهم الشريف
وما كان فيها من خطاء وزلل فاصلحوها بالاصلاح
اللطيف وان هذه التعقبات على البراهين و
مقرظه مع المؤيدين وارد صحيحة وما حكمهم افتونا
ماجورين جزاكم الله سبحانه خير الجزاء في الدنيا
والعقبى وسلمكم وعافاكم وابقاكم لتاييد الدين
واحكام شرع المتين والسلام مع الاكرام
خير الختام ۵

نمقه العبد الحقير محمد ابو عبد الرحمن الفقير
غلام دستگير الهاشمي الصديقي الحنفي القصوري
كان الله له

تقريظ حضرت مفتي حنفيه مكه معظمه

بارخدایا حرمین محترمین کی شرافت اور تعظیم بڑہا اور انکی
مجاورین پر فضل و کرم فرما بطفیل رسول اکرم صلے اللہ علیہ
وسلم کے ـ
جب مولوی خلیل احمد کی یہہ خلل ظاہر ہوئی پہر اسپر مکابرہ
اور مجادلہ پر کمر باندہی اور توبہ کیطرف رجوع نکیا ـ تو
حضرت صاحب سجادہ نشین چاچڑان نی جو اس مناظرہ میں
حکم تہی بالاتفاق دوسری علماء اہل سنت کی فتوے دیا
کہ یہہ شخص (یعنے خلیل احمد) دائرہ اہلسنت سی خارج ہے اور ریاست
بہاولپور سی بہت ذلت سی نکالا گیا ـ پس اب فقیر حقیر کان اللہ
لہ حضرات مفتیان حرمین الشریفین سی امید وار ہی کہ اس رسالہ
کو تایید دین متین کی روسی ملاحظہ فرماویں اگر یہہ حق اور
قرآن وحدیث واجماع امت کی مطابق ہو تو اپنی تصحیح
سے مزین فرماویں اور جو اسمیں خطا اور لغزش ہو اسکی
اصلاح کریں اور یہہ ظاہر کر دین کہ یہہ اعتراضات براہین
قاطعہ اور اسکے مقرظ اور مؤیدین پر وارد و صحیح ہیں اور
انکا حکم کیا ہے اللہ تعالے اسکا اجر بخشے اور دین متین
اور تحقیق حق کیواسطی حق تعالے آپکو دائم قائم رکہے
آمین یا رب العلمین ـ

کتبہ العبد الحقیر محمد ابو عبد الرحمن فقیر غلام دستگیر ہاشمی
صدیقی حنفی قصوری کان اللہ لہ

تقریظات

تقریظ حضرت مفتی حنفیہ مکہ معظمہ

لاهل البدع والضلالة آمين امابعد فانی قد
تصفحت غالب ما فی هذه الرد فوجدته فائله
قد جاد ولزم الحد فلله دره من محسن حيث
تصدی للرد علی هذا المفتن فجزاه الله احسن
الجزاء واکثر من امثاله مدة نزول الغيث من السماء
کتبه راجی العفو من واهب العطية محمد عابد
ابن المرحوم الشيخ حسين مفتی المالكية ببلد الله
المحمية مصليا مسلما

محمد عابد بن حسين مفتی المالکیه

تقريظ حضرت مفتی الحنابلة بمكة المعظمة

الحمد لله وحده رب زدنی علما استمد من الله
التوفيق والرشاد لاقوم طريق اعلم ايها السائل
ان مذهب الحنابلة فی مثل هذه المسائل مذهب
السلف المامون من الزيغ والتزييف والتاويل
مما يوجب العقاب والتلف وان من نسب
للذات العلية المقدسة الاتصاف بالكذب
فقد اخطی وخالف الاجماع واتصف بالكفران
لم يتب ويرجع عن مقالته وفی الكتاب العزيز
قوله سبحانه وتعالی ومن اصدق من الله
قيلا ومن اصدق من الله حديثا وانما يفتری
الكذب على الله الذين لا يؤمنون بالله الاية
وقال الشيخ السفارينی الحنبلی رحمة الله تعالی
وكل نقص فی تعالی الله فيا بشری لمن والاه و

بدعتیوں اور گمراہوں کیواسطے آمین اس سے بعد تحقیق میں نے
اس رد کو دیکھا بہالا پس میں نے پایا اسکے مؤلف کو جو دہنی
بہت عمدہ بیان کیا اور حد شرعی کو لازم پکڑا اسکی بہلائی
اور نیکوکاری کو خدا ہی جانتا ہے جو ایسے فتنہ انگیز کے
رد کیلیے پیشقدمی فرمائی حقتعالے اسکو بہت نیک بدلہ دے
اور خدا اسکی مانند بہت لوگ پیدا کرے جبتک آسمان سے بارش
ہوتی ہے۔ خدا بخشش فرمانیوالیکی بخشش کے امیدوار
محمد عابد ابن مرحوم شیخ حسین مفتی مالکیہ مکہ محمیہ نے درود اور
سلام کے ساتھ اسکو لکھا

محمد عابد ابن حسین مفتی المالکیہ

تقریظ حضرت مفتی حنبلی مکہ معظمہ

خدائے یگانہ کیلیے حمد ہے۔ اے رب مجہکو علم زیادہ دے
میں خدا سے توفیق کی مدد چاہتا ہوں اور سیدہی راستہ
کیطرف ہدایت۔ اے سائل جان لے کہ حنبلیونکا مذہب ایسے
مسائل میں سلف کا مذہب ہے جو کجی اور کہوٹ اور تاویل سے
جو موجب عذاب کا ہے مامون ہے اور تحقیق جو ذات پاک
باریتعالے کو کذب سے متصف کرے بیشک وہ راہ بہولا ہوا اور
مخالف ہوا اجماع کا اور موصوف ہوا کفر سے اگر توبہ اور
اسسے رجوع نہ کرے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے اور کون ہے
خدا تعالے سے بڑہ کر راست گو اور راست سخن اور خدا پر
جہوٹ کا افترا کرنیوالے وہی ہیں جو اسپر ایمان نہیں لاتے
اور شیخ سفارینی حنبلی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ ہر نقص سے
حقتعالے بلند ہے پس مبارک ہو اسکو جو اس سے دوستی
کرتے ہیں اور

وقد نظرت فی جملۃ من کلام صاحب البراهین و کلام المویدین لہ و نظرت ایضًا فی کلام المعترض بالتعقیبات علی صاحب البراهین فرایت الحق والصواب الذی لاشك فیہ والارتیاب مع المعترض بالتعقیبات المنقولۃ والمحفوظۃ من کتب اهل السنۃ والجماعۃ واما صاحب البراهین والمؤیدین لہ فهم اشبہ بالشیاطین واهل الزیغ والزندقۃ ان لم یکونوا کفارًا یقین وجزی اللہ عنا وعن دیننا الشیخ المعترض بالتعقیبات الجزاء الجمیل واحلہ وتعقیباتہ المذکورۃ من القلوب المحل الجلیل وشکر اللہ مسعاه وانالہ فی الدارین من خیر ما یتمناه واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۔ رقمہ المرتجی من ربہ کمال النیل محمد سعید بن محمد بابصیل مفتی الشافعیۃ ورئیس العلماء فی الحرم المکی غفر اللہ لہ ولوالدیہ ومشائخہ واخوانہ و محبیہ وجمیع المسلمین اٰمین

محمد سعید بابصیل

تقریظ حضرت مفتی مالکیہ مکہ محمیہ

حمدًا لمن قیض من فضلہ من یؤید دینہ القویم وینفی عنہ شبہ اهل الضلال ویرد بدها نہم العقیم والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد الهادی من الضلال وعلی اٰلہ ومن تبعهم من اهل الفضل والکمال لاسیما علماء السنۃ والجماعۃ جعلہم اللہ لهما قاتلا

بیشک میں نے کسیقدر کلام صاحب براہین اور اسکی مؤیدین کی دیکھی اور جسنے صاحب براہین پر اعتراضات کیے ہیں اسکی کلام میں بھی نظر کی پس چونکہ وہ اعتراضات کتب اہلسنت وجماعت سے منقول اور محفوظ ہیں تو بیشک و شبہ حق اور صواب معترض کے ساتھ ہے ولیکن صاحب براہین اور اسکے مؤیدین ہرچند وہ یقینی کافر نہیں مگر شیطانوں اور اہل زیغ و زندیقوں سے ہیں اللہ تعالے ہماری طرف سے اور دین اسلام کی جانب سے اس شیخ معترض کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس بزرگ اور اسکی اعتراضات کو مسلمانوں کے دلوں میں بخوبی قبولیت بخشے اور حقتعالے اسکی کوشش مشکور کرے اور دونو جہان میں اسکو فائز المرام فرماوے اور خدائے پاک کو بہت علم ہے ۔ اپنے پروردگار سے کمال کامیابی کے امیدوار محمد سعید بن محمد بابصیل شافعیوں کے مفتی اور حرم محترم مکہ مکرمہ کے شیخ العلما نے یہ تحریر کر دیا خدا اسکو اور اسکے ماباپ و مشائخ اور بھائیوں اور دوستوں اور تمام مسلمانوں کو بخشے آمین

محمد سعید بابصیل

تقریظ حضرت مفتی مالکیہ مکہ محمیہ کی

حمد ہے اس ذات پاک کے لیئے جو اپنے فضل سے ایسا شخص پیدا کرتا ہے جو اسکے سچے دین کی تائید اور گمراہونکے شبہوں کو نیست و نابود اور انکی بیہودہ دلیلونکی تردید فرماتا ہے اور درود و سلام ہمارے سردار محمد پر ہو جو ہادی ہیں ضلال سے اور اسکے آل پر اور جو انکے تابع ہیں اہل فضل

ومنهج الكتاب وبعد فقد اطلعت على هذا الرد
المتين والاعتراض الفارق بين الغث والسمين
على صاحب البراهين التی دلت على سراب بقيعة
يرمنت على سخافة عقل ملفق كلماتها القطعية
فلعمري انه لعميق الغوص فی لجج الضلال مستحق
الخزي من ذی الملكوت والجلال ولله در
صاحب هذا الرد فانه قد افاد واجاد بلغه الله
غاية المراد وجزاه خير الجزاء الاوفی وانال الجليل
مكانة وزلفی وصلى الله على سيدنا محمد الفاتح
الخاتم وعلى آله واصحابه الذين اشادوا
للهدی محكم الدعائم والله سبحانه ولی الهداية
وبه العصمة والحماية۔ نمقه الفقير الى عفو
ربه عثمان بن عبد السلام داغستانی مفتی
المدينة المنورة الحنفی عفی عنه

عثمان بن عبد السلام داغستانی

تقريظ المدرس المعظم فی المدينة المنورة

الحمد لله الذی شرح صدر بعض عباده وهداه
الى الحق المبين وضيق صدر بعضهم وجعله حرجا
حتى انكر الامور الثابتة باليقين والصلوة والسلام
على من شيد اركان الدين وعلى آله واصحابه
والتابعين وبعد فقد اطلعت على هذا الرد الواضح
الذی هو لصاحب البراهين فاضح فلله دره لقد
وجزاه خيرا عن الامة وادخله فی شفاعة نبيها

اس سے پیچھے بیشک مینے مطالعہ کیا اس مضبوط رد اور
اعتراضات کا جو لاغر اور فربہ میں فرق کرنے والے
ہیں۔ وارد ہیں مؤلف براہین پر جو جنگل کی ریت پر
راہ دکھاتی ہے اور اسکی سخت بری باتیں کاذب
کی کم عقلی پر دلیل ہیں پس مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے
کہ صاحب براہین گمراہی کے دریاؤں میں گہرے
غوطے لگاکر حقتعالے سے مستحق رسوائی کا ہے اور
اس تردید کے مؤلف کی نیکی کو خدا ہی جانتا ہے بیشک
اُسنے عمدہ فائدہ دیا اور اچھا بیان کیا ہے خدا تعالیٰ
اسکو نہایت مراد تک پہونچاوے اور بہت پورا
اچھا بدلہ دے اور بہت بزرگ مرتبہ اور قرب پر کامیاب
کرے اور خدا درود بھیجے ہمارے سردار محمد پر جو اول
آخر ہیں اور اسکی آل و اصحاب پر جنہوں نے ہدایت کو محکم ستون
مضبوط کیئے اور خدا پاک مالک ہدایت ہے اور اسی ہی پاکدامنی
اور حمایت ہے۔ خدا کی بخشش کے محتاج عثمان بن عبد السلام
داغستانی مدینہ منورہ کے مفتی نے خدا اسکو بخشے یہ تحریر کی

۵ محرم ۱۳۰۶

عثمان بن عبد السلام داغستانی

تقریظ بڑے مدرس مدینہ منورہ کی

سب تعریف اُس خدا کے لیئے ہے جسنے اپنے بعض بندوں
کا سینہ کہولدیا اور انکو روشن حق کی طرف راہ نمائی کی اور
بعضونکا مبالغہ سے سینہ تنگ کیا تاکہ وہ پکے یقینی کاموں کے
منکر ہوگئے اور درود و سلام اُس پاک ذات پر جسنے دین کے
ستون محکم کردیئے اور اسکی آل و اصحاب و تابعین پر اس سے بعد

ما اجاب به صاحب التعقيبات على صاحب البراهين والمويدين لهم فهو الحق الذي لا محيص عنه فجزاه الله عن المسلمين خيرًا وجزاه مغفرة ورحمة واجرًا والله سبحانه وتعالى اعلم ۔ امر برقمه الحقير خلف بن ابراهيم خادم افتاء الحنابلة بمكة المشرفة حالًا مصليًا مسلمًا

(خلف بن ابراهيم)

تقريظ حضرت مفتي الحنفية بمدينة المنورة

الحمد لله تعالى ۔ اسأل الله المولى الكريم ذا الطول التوفيق والاعانة في الفعل والقول نحمدك اللهم يا من جعلت العلماء المتقين من هذه الامة مصابيح يستضاء بهديهم في ظلمة ليل الشك الداج وقصمت بماضي صوارم حججهم ظهر كل من تظاهر بضلالات الفتن من اهل الزيغ والاعوجاج والصلوة والسلام على المبعوث بالآيات البينات المنذر بانه ستكون بعده منات وهنات صاحب الملة البيضاء النقية التي الليل منها كالنهار القائل اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار وعلى اله واصحابه القامعين باسنة الالسنة والسن الاسنة كل مبير وكذاب والقاصمين بشهب ثواقب انكارهم كل متهوك ضال عن سنن السنة

جواب الجواب براہین والے اور اسکے مؤیدین کا دیا حق ہے جسسے پہلو نہیں جا سکتا پس حضرت معترض کو حق تعالےٰ مسلمانوں کی طرف سے نیک بدلہ دے اور بخشش اور رحمت اور ثواب عطا فرماوے۔ اور خدا پاک کو بہت علم ہے۔ اسکے لکھنے کا حکم کیا حقیر خلف بن ابراہیم مکہ شریف میں حنبلیوں کے مفتی نے جو فی الحال ہے حمد اور درود وسلام کے ساتھ۔

(خلف ابن ابراہیم)

تقریظ حضرت مفتی حنفیہ مدینہ منورہ

خدا تعالےٰ کے واسطے سب حمد ہے۔ میں خدا سے جو بزرگ صاحب قدرت ہے توفیق اور امداد اپنے کام اور ہر بات میں سوال کرتا ہوں۔ بار خدایا ہم تیری حمد کرتے ہیں اے وہ ذات پاک جسنے اس امت کے پرہیزگار علماء کو ایسے چراغ بنایا ہے جنکی راہ نمائی سے سخت اندھیری میں روشنی حاصل کیجاتی ہے اور انکے دلائل کی قاطع شمشیروں سے تونے ہر گمراہی کے فتنہ باز کجرفتاروں کی پشت کاٹدی ہے اور درود اور سلام اُس پاک ذات پر جو آیات بینات سے بھیجا گیا ہے جسنے امت کو ڈرایا ہے کہ اسکے پیچھے بہت فتنے اور فساد ہونگے صاحب ایسے عمدہ دین روشن کا جسکی رات دن کیطرح ہے جسنے یہہ فرمایا کہ بڑی جماعت مسلمانوں کی اتباع کرو بیشک جو انسے علیحدہ ہوا دوزخ میں پڑا اور اُسکی آل و اصحاب پر جنہوں نے سنان ہا زبان اور زبانہا سنان سے ہر فسادی اور جھوٹے کو خوار کردیا اور اپنے روشن فکروں کے ٹکڑوں سے

[illegible]

علماء کبار کیخدمت میں پیش کرتا ہوں جو سالہا سال سے مکہ معظمہ میں قیام پذیر ہیں اور یہاں کے حالات سے بخوبی آگاہ و ماہر ہیں تاکہ اس جواب الجواب اور رسالہ عربیہ دونوں کو ملاحظہ بغور فرماکر واقعی امر کی تصدیق فرماویں اور غلط بات کی اصلاح تاکہ عند اللہ تعالے ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔

اب میں بعون المعین مطلب شروع کرتا ہوں و باللہ التوفیق

ساتواں اعتراض

رسالہ انوار ساطعہ دربیان مولود و فاتحہ میں مولود شریف کی مجالس کے جواز کے دلائل میں حرمین شریفین کے علما کا فتوے بھی ذکر کیا اور ایک لطیفہ لکہا کہ دو شخص مجلس مولود میں مختلف ہوئے مثبت نے کہا کہ علماء حرمین شریفین سے فتوے طلب کرو منکر نے کہا علماء دیوبند سے پوچھو مثبت نے کہا کہ حرمین محترمین کی تعریفیں قرآن و حدیث سے ثابت ہیں دیوبند کی تعریف میں کونسی آیت و حدیث ہے۔ اسپر براہین والے نے علماء مدرسہ دیوبند کی تعریفیں اور علماء حرمین شریفین کی قباحتیں یوں ذکر کی ہیں ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھکر پوچھا کہ آپ کو یہہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہمکو یہہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا صفحہ (۲۶) اور نیز صفحہ ۱۷ و ۱۸۱ براہین میں لکہاہے۔ اقول علماء دیوبند کا حال جو کچھہ ہے وہ سب روشن ہے کہ ظاہر لباس و ہیئت موافق شرع ہے۔ نماز بجماعت پڑھتے ہیں۔ امر معروف میں بشرط قدرت کوتاہی نہیں کرتے تحریر فتوے میں رعایت غنی فقیر کی نہیں کرتے حق جواب دیتے ہیں اور اپنی خطا کو بشرط صحت قبول کرلیتے ہیں جو چاہے امتحان کرلے یہی قبولیت عند اللہ کا نشان ہے اور علماء مکہ معظمہ کا حال جسنے عقل و علم کے ساتھہ دیکہا ہے وہ خوب جانتاہے جو نہیں گیا وہ ثقات کے بیان سے مثل مشاہدہ کے جانتاہے کہ اکثر وہاں کے علما نہ کہ سب کیونکہ اکثر وہاں متقی بہی ہیں اسحالت میں ہیں کہ لباس ان کا خلاف شرع اسبال آستین اور دامن کا چغہ و قمیص میں کرتے ہیں ریش اکثر ونکی قبضہ سے کم۔ نمازیں بے احتیاطی امر بالمعروف کا باوصف قدرت کے نام و نشان نہیں اکثر انگوٹھی چھلے غیر مشروع ہاتھوں میں پہنے ہوئے ہیں قطع صفوف شائع ہے فتوے نویسی میں کچھہ جیکو جو چاہو لکھوالو ان کو عصیان سے کوئی مطلع کرے تو مارنے کو موجود ہو جاتے ہیں اور خود شیخ العلما نے جو معاملہ حاسے شیخ الہند مولوی رحمۃ اللہ کے ساتھہ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں اور بغدادی رافضی سے کچھہ لیکر

نبي الرحمة اما ما نقله الشيخ الراد عن صاحب
البراهين وعن المؤيدين له الفسقة فانه كفر
صراح وزندقة۔ سلك الله بنا سبيل الحق
والهداية وجنبنا طريق الباطل والغواية۔
وكتبه العبد الاحقر محمد علي ابن السيد الظاهر
الوتري الحنفي المدني خادم العلم والحديث
بالمسجد الشريف النبوي حامداً مصلياً مسلماً

محمد علی ابن الطاہر السید

اور جو اس بزرگ مولف رسالہ تردید نے صاحب براہین
اور اسکے بدکار مؤیدین سے مقولے نقل کیے ہیں وہ
صریح کفر اور زندقہ ہے حقتعالے ہمکو راہ حق وہدایت
پر قایم رکہو اور جہوٹ اور گمراہی کے رستہ سے برکنار
کرے۔ بہت عاجز بندے محمد علی بن سید طاہر وتری
حنفی مدنی مدرس مسجد شریف نبوی نے حمد درود سلام
سے اس تحریر کو لکہا

محمد علی بن طاہر السید

ضمیمہ رسالہ تقدیس الوکیل عن اہانۃ الرشید والخلیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر محمد ابو عبد الرحمن غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ نے مناظرہ ریاست بہاولپور میں براہین قاطعہ کے مضامین پر سات اعتراض کئے تہے جنکا جواب تفصیلی مؤلف براہین نے بامداد چار دوسرے اپنے ہم مشرب علماء ہندوستان کو دیا تہا جسکے چہہ جوابوں کا جواب الجواب فقیر نے عربی عبارت میں مرتب کرکے واسطے تصحیح حضرات مفتیان حرمین شریفین زادہما اللہ تعالے شرفاً تیار کیا ہے اور ساتواں سوال و جواب اسکے ساتہہ ضم نہیں کیا گیا کیونکہ اسمیں علماء واہل فتوے حرمین محترمین زادہما اللہ سبحانہ حرمۃ کا شکوہ شکایت ہی تو اسکا پیش کرنا بخدمت مفتیان موصوف ظاہر بینوں کی نظر میں یہہ نتیجہ پیدا کریگا کہ اپنی شکایت وغیرہ کو دیکہکر علماء حرمین مکرمین زادہما اللہ الکریم کرامۃ نے اس رسالہ پر تصدیق کردی حالانکہ فی الواقع تصدیق وغیر تصدیق بموجب صحت وسقم مسائل کے ہوا کرتی ہے۔ مگر تاہم کوتہ اندیشوں کی زبان بندی کی واسطے اس سوال و جواب وجواب الجواب کو عربی میں ترجمہ کرکے رسالہ عربیہ کی شامل نہیں کیا۔ بلکہ ان چہہ جواب الجواب پر حضرات مفتیان ممدوح سے تصحیح و اصلاح کی درخواست کیگئی ہے اور اس ایک جواب الجواب کو ویسا ہی اردو میں تحریر کرکے بجنس عبارت کو ان حضرات علماء

کے قائل ہوکر اہل اسلام عرب و عجم کی تکفیر پر کمر باندہ لی اور علماء حرمین شریفین کی یہاں تک توہین شائع کردی کہ جسکو دیکھکر اہل اسلام کیا دوسرے دین والے بہی ناپسند کرینگے اللہ تعالیٰ نے فرعون کیسے کافر کے مقابلے میں دو اپنے معظم مکرم رسولوں کو فرمایا کہ فقولا لہ قولا لینا الآیۃ۔ اور یہاں مفتیان حرمین شریفین کے بارہ میں ایسی سخت کلامی یہ قبول عند اللہ کی نشان ہے شرعاً ثابت ہے کہ مسلمان کا خون مال عزت تینوں حرام ہیں اور مجمع البحار میں ہے وح عمر رضی اللہ عنہ مالکم اذا رایتم الرجل یخرق اعراض الناس ان لا تعربوا علیہ ای ما یمنعکم ان تصرحوا علیہ بالانکار ولا تشاتروہ تو خواص اہل اسلام کیطرف سے فقیر کا لکہنا مثل تحریرات بالا کے محض للہ فی اللہ ہے اللہ تعالیٰ قبول فرماوے آمین یا رب العلمین۔ اور علما خصوص عرب کے مفتیان و فضلا کی عداوت و توہین کے قبائح جو کچہہ کہ ہیں سب ظاہر ہیں اللہ تعالیٰ نیک توفیق رفیق فرماوے فقط۔ اسکا جواب مؤلف براہین نے مع حواریین یہہ لکہا۔

جواب براہین قاطعہ میں جو ایک مرد صالح کا خواب علماء دیوبند کی شان مین نقل کیا تہا اسپر معترض صاحب نے اس صالح کے مجہول الاسم ہونیکا اعتراض کیا ہے یہہ نہ سمجہے کہ وہ مرد صالح جنہوں نے یہہ خواب دیکہا ہے بوجہ بعض مصلحتوں کے ان کے نام نہ لکہنے سے مجہول ہونا انکا لازم نہیں آتا جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت موسے علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ سو رجل مومن اس شخص کا نام نہیں بلکہ عموم طور پر اسکی صفت ہے تو اس سے بموجب قول مولانا قصوری کی جہالت ذات خداوندی کی لازم آئی کہ متکلم کلام ہے تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً اور مخاطب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسی کلام خداوندی ساتہہ کہ جسکی تعیین اور تشخیص نہو نعوذ باللہ منہ ذالک تو گویا یہہ کلام بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمل اور غیر موضوع ہوئی استغفر اللہ اگر مولانا قصوری اس امر کی تحقیق چاہیں تو ہمارے پاس آئیں ہم ان کو اس بزرگ کا نام بتادینگے پہر غالباً اُن کی جہالت دور ہوجاوے گی انتہے بلفظہ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے یہہ امر اظہر من الشمس ہے کہ جسکا نام نہ لکہا جاوے اور اس سے کچہہ روایت ہو تو کہا جاویگا کہ یہہ روایت مجہول الاسم کی ہے جیسا کہ اصول حدیث کے ماہر و نیز محقق پر مخفی نہین اور کلام الٰہی میں تو کسی کے نام لکہنے کی حاجت ہی نہیں وہ تو اصدق الصادقین کی بات ہے ہر وجہ مفید ایمان و ایقان ہے البتہ جو امکان کذب کے قائل میں انکے نزدیک رجل مومن کی روایت سے جہالت وغیرہ کا ثبوت واقعی ہے مقام غور ہے کہ منصفانہ طور سے جو ایک اعتراض کیا گیا

ابو طالب کو مومن لکھدیا خلاف روایات صحاح احادیث کے اور علی ہذا کہاں تک لکھوں کہ طول ہے اور شرم بہی آتی ہے کہ ہجو علماء حرمین لکھوں مگر ناچاری لکھنا پڑا اگر ایسی حالت میں علماء دیوبند کو علماء حرمین پر ترجیح بوجہ اعتماد کے دیدی تو کونسا غضب کیا۔ اہل فہم انصاف کریں کہ ایسی حالت میں علماء دیوبند کا فتوے قابل اعتماد ہوگا یا علماء حرمین کا مثلاً ایک عالم فاجر مسجد میں رہتا ہے دوسرا متقی بازار میں اگر کوئی کہے مسجد خیر البقاع والے سے مسئلہ پوچھو بازار شر البقاع والے سے مت پوچھو تو اس مسجدی بہاٹ کو لوگ احمق کہینگے یا نہیں انتہے بلفظہ ملخصاً فقیر کو اسپر یہہ اعتراض ہے کہ علماء دیوبند کی فضیلت پر جسکی بنا مجہول الاسم کی خواب پر ہے تو اسقدر ناز ہے کہ تقریر اور تحریر سے درگزر چہپوا کر شائع کر رہے ہیں اور علماء حرمین محترمین کے یقینی فضائل جیسا کہ مسجد حرام و مسجد نبوی میں ہمیشہ نمازیں ادا کرنی اور بیت اللہ شریف کا حج وعمرہ کرنا اور حدیث من زارنی متعمداً کان فی جواری یوم القیامۃ ومن سکن المدینۃ وصبر علی بلائہا کنت لہ شہیداً وشفیعاً یوم القیامۃ ومن مات فی احد الحرمین بعثہ اللہ من الآمنین یوم القیامۃ کذا فی المشکوۃ ان سب کو فراموش کر کے اپنی زعمی باتوں اور واہی حکایتوں پر اعتماد کر کے اسقدر توہین وتخفیف علماء ومفتیان حرمین شریفین کی کتابوں میں چہپوا دینی خدا جانے یہہ کونسا دین و ایمان ہے۔ بدوی لوگ بہی نماز و پر سخت پابند ہیں جیسا کہ مشاہد ہے تو علماء حرمین شریفین کے حق میں نماز کی بے احتیاطی کا گمان سراسر خطا ہے۔ بمبئی جو عرب کا دروازہ ہے وہاں کی صوم وصلوۃ کی احتیاط مشہور ہے تو حرمین شریفین کے سکنا خصوص علما و اہل افتا کی پابندی نماز کا کیا ذکر کیا جاوے اور ریش کا قبضہ سے کم ہونا دیار عرب و ترکستان میں غالباً خلقی امر ہے اور بعض علماء سے فقیر نے سنا کہ اگر ٹہوڑی کے اوپر ہاتہہ رکہکر قبضہ پورا کریں تو محل طعن نہیں ہو سکتا ہے۔ پہر فتوے نویسی میں کچہہ دیکر جو چاہو لکھوالو۔ یہہ تو ایسا بہتان عظیم ہے کہ عقل سلیم اسکو باور ہی نہیں کر سکتی کیا معنے کہ رشوت دیکر کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر اور حرام کو حلال اور حلال کو حرام لکھوالینا مفتیان حرمین شریفین سے کب باور ہو سکتا ہے۔ مفتیان دیوبند کی فتوے نویسی میں عدم رعایت تو اوپر سے ظاہر ہے کہ اپنے پیشواؤں کی سخت غیر مشروع اقوال کے پاس میں امکان کذب باریتعالے وتقدس اور امکان مثل خاتم المرسلین اور آپکی برادری و بشریت میں برابری اور آپکے علم کے شیطان سے کم ہونیکے فتوے مشتہر کرنے لگ گئے اور بلا دلیل شرعی مجلس مولود شریف میں قصد مشابہت بکفار پیدا کر کے اسکی حرمت اور بدعت

ف؎ جو ارادہ کر کے میری زیارت کرے قیامت کے دن میری ہمسایگی میں ہوگا اور جو مدینہ میں رہے اور بلا پر صبر کرے قیامت کو میں اسکی شہادت دونگا اور شفاعت کرونگا اور جو کوئی مر جاوے حرمین میں قیامت کو امن والوں میں اٹہایا جاوے گا صرح مشکوۃ ۱۲

نہیں کیا بلکہ علماء دیوبند کو علماء حرمین شریفین سے مقابلے کو ناپسند کیا ہے مگر مکذبین کذب کو عاشق ہیں
قال حدیث من زار نی متعمداً کان فی جواری یوم القیمۃ الخ جو مشکوۃ سے منقول ہوئی ہے۔ اسمیں بجا ر
متعمدا کے معتمداً کا لفظ ہے جو تحریف حدیث و اصلاح حدیث ہے اور اس حدیث کے تین فقرے ہیں
پہلے فقرے من زارنی متعمداً پر مرقات میں لکھا ہے [٥١] ای لا یقصد غیر زیارتی من الامور التی تقصد فی
اتیان المدینۃ من التجارۃ وغیرہا او المعنے لا یکون مشوبا بسمعۃ وریاء واغراض فاسدۃ بل یکون عن احتساب
واخلاص ثواب یہہ قرینہ ظاہر ہے کہ ماورا مدینہ کے لوگوں کے لیئے ہے نہ خاص مدینہ والوں کے لیے جیسا
کہ معترض سمجھا۔ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے لمعات میں متعمداً کے لفظ پر یہہ لکھا ہے [٥٢] اسے لا یکون تبعاً للحج فان قصد الزیارۃ
فقط فذالک ظاہر وان قصد الحج والزیارۃ جمیعاً فہذا ایضاً لا ینافی تعمد الزیارۃ اس عبارت شیخ سے بھی
مستحق وعدہ نبوی کے باہر کے لوگ معلوم ہوتے ہیں جو اور ملکوں کے ہیں۔ پھر اس جملہ حدیث کو ان
میں حصر کرنا خلاف محل حدیث اور خلاف سیاق و سباق کے ہے۔ البتہ عموماً یہہ حدیث باہر والوں کو شامل
ہے۔ اگر خاصکر مدینہ والوں کو ہی مشتمل ہو جائے تو ہماری مدعا کے خلاف نہیں۔ اسلیئے کہ جو شخص قصد زیارت
کا کر کے جاویگا وہی وعدہ میں شامل ہوگا اگرچہ کہیں کا ہو نہ یہہ کہ وہاں کے لوگ ہی ہوں۔ اقول
جو لوگ ایسے صریح بہتانوں پر کہ بندوں کی کلام میں راوی کے مجہول الاسم ہونیسے کلام الٰہی میں یہہ
قاعدہ جاری ہو کر معاذ اللہ اس عالم الغیب والشہادۃ کا جاہل ہونا لازم آتا ہے اور آیت قرآنی کا مہمل
ہونا اور صریح علماء دیوبند و علماء حرمین شریفین کے تقابل میں گفتگو کو مقابلہ دیوبند و حرمین محترمین
پر حمل کر کے مکان اور مکین میں فرق نکرنے کا طعن کرنا کمر باندہ لیں تو ان سے کب بعید ہے کہ لفظ متعمداً کو
معتمداً قرار دیکر کتابکی تحریف تک نوبت پہونچادیں اور فقیر نے کب دعوی کیا تہا کہ حدیث من زار نی متعمداً الحدیث حرمین شریفین کے باشندوں ہی خاص اور انکے حق میں حصر ہے تاکہ اعتراض
اسکے عموم کا فقیر پر عاید ہوتا اور اسمیں تو شک ہی نہیں کہ من زار نی متعمداً کی بشارت میں اہل حرمین محترمین اولا و اصالۃ داخل ہیں کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ
ان لوگوں کو یہہ سعادت سب سے بڑہ کر نصیب ہے۔ پہر بعد از اں فقرہ ومن سکن المدینۃ وصبر علی بلائہا الخ
اور فقرہ ومن مات فی احد الحرمین الخ کو بہی عام ٹہیرا کر اخیر میں لکھا ہے۔ ان تینوں جملہ مذکورہ بالا حدیث سے عمومیت
معلوم ہوتی ہے نہ خصوصیت انتہے تو اسکا جواب بہی وہی ہے جو اوپر گزرا ہے کہ دعوے خصوص اور حصر
کا کسی نے نہیں کیا البتہ اولا و اصالۃ یہہ بشارت اہل حرمین محترمین کے حق میں ہے۔ اب غور کیجیے کہ اپنا
یہہ عذر تہا۔ کہ ہم سب کو علماء حرمین شریفین اور انکی فضیلت میں انکار نہیں اب انکی فضیلت ظاہر باہر

اس پر اِن کو اسقدر غصہ آیا اور اپنی مقتدا کے پاس دامنگیر ہوئی کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی جہالت ثابت کرنے اور قرآن کی آیت کے مہمل بنا دینے تک نوبت پہونچا دی حالانکہ ہر ادنے لعلے ذیعلم جانتا ہے کہ راوی کے مجہول الاسم ہونیسے قائل کی جہالت نہیں ثابت ہوتی ہے اور بندونکی کلام کے متعلق قاعدہ کلیہ بیان کرنا اللہ تعالےٰ کی کلام میں اُسکے جاری کرنے کو لازم نہیں پکڑتا ہی۔ ایسے دہن دریدہ اور شوخ دیدہ لوگوں سے مخاطب ہونا بہی شرعاً ناپسند ہی مگر عوام اہل اسلام اور دین متین کی خیرخواہی کی نیت سے کچھہ لکہنا بولنا پڑجاتا ہے تاکہ قیامت کے مؤاخذہ سے سبکدوشی حاصل ہوجاوے اب آیندہ انکی کلام کا خلاصہ بلفظ قال لکھکر اسکا مختصر جواب اقول سے لکھدونگا قال اور وہ علمائی حرمین کہ پرہیزگار ہیں لباس انکا موافق شرع کے اور خلاف شرع و بدعات سے مجتنب ہیں عقائد میں بہی موافق قرآن وحدیث وکتب کلامیہ کے ہیں فضیلت انکی علماء دیوبند پر ثابت ہی اور دعوی ہمارا فضیلت علماء دیوبند کا علماء حرمین پر بعض کی نسبت ہی۔ نہ کل کی سوا الا ماشاء اللہ اگر ایسے اشخاص نکلینگے تو چند ہی نکلینگے۔ اقول براہین قاطعہ میں اکثر علماء حرمین شریفین پر اعتراض کیا ہے اور صفحہ (۲۰) میں لکھا ہے کہ اس بندہ عاجز نے ایک عالم نابینا سے جو مسجد مکہ میں بعد نماز عصر کے وعظ کہتے ہیں حال مجلس مولود کا پوچھا تو انہوں نے فرمایا بدعۃ حرام۔ پس وہانکے علماء حقانی اس عمل کو مذموم جانتے ہیں انتہی اور اوپر اسی براہین کے صفحہ (۱۶۹ و ۱۷۰) سے نقل کیا گیا ہے کہ اکثر المسلمین اور جماعت کثیرہ اور سواد اعظم اہل سنت ہیں پس جو اسکے موافق ہے اگرچہ ایک ہی عالم ہو وہ سواد اعظم اور حق ہے اور جو اسکے خلاف کہے اگرچہ تمام عالم ہو باطل ہے انتہی۔ پس ثابت ہوا کہ انکے نزدیک وہ ایک نابینا عالم مکہ معظمہ کا جسنے مجلس مولود کو بدعت حرام کہا ہے وہی سواد اعظم اور اہل سنت اور حق پر ہے باقی سب کے سب جو مجلس مولود کو جائز جانتے اور اسمیں شامل ہوتے ہیں باطل اور ناحق پر ہیں۔ اور جواب تفصیلی میں جو کچھہ گول گول لکھا ہے تو ہمارا کین ریاست بہاولپور سے تقیہ ہے قال معترض کو مکان اور مکین میں بہی فرق نہیں معلوم ہوتا ہر شخص جانتا ہے کہ دیوبند کیا حرمین شریفین تمام روئے زمین کے مکانوں سے افضل ہیں پہر معترض صاحب علماء دیوبند کو مقابلہ حرمین شریفین کے کیوں ذکر کرتا ہے اقول شاید اِن لوگوں نے اندہیری کوٹہری میں بیٹہکر اُستاد سے تعلیم پائی تہی کہ وہ تاریکی انکے ظاہر و باطن پر چہا گئی کہ ہر جگہہ تحریف اور بہتان سے کام چلاتے ہیں فقیر کا اعتراض اول سے آخر تک پڑہ کر دیکھہ لیجیے کہ علماء دیوبند یا دیوبند کا مقابلہ حرمین شریفین سے

اللہ تعالے انکو توبہ و انابت کی ہدایت فرماوی اور دین متین پر اعدائے شرع مبین کو نہ ہنساوی آمین یارب
العلمین قال بمبئی میں اکثر میمن لوگ ہیں جو کئی پشت یا دو پشت سے مسلمان ہیں سود خواری اور بدعات
میں منہمک ہیں اپنے بڑوں کی طرح علماء ان کو سمجہاتے ہیں مگر وہ باز نہیں آئے تسو بدعتی کی نسبت مشکوۃ
میں حدیث ہے من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام جنکی عزت کرنے سے اعانت ہدم اسلام
ہوتی ہے تو انکا قول و فعل کیونکر معتبر ہوگا اور انکا صوم و صلوۃ کیونکر مقبول ہوگا البتہ وہ بہت مالدار ہین
جو علما انکی خواہش کے مطابق فتوے دیتے اور بدعات میں انکے شامل ہوتے ہیں تو وہ ان کو روپیہ دیتے ہیں اسوجہ
سے شاید بمبئی والے قابل تعریف ہونگے مشکوۃ میں حدیث ہے کہ حج کے سفر کا مسافر خواہ کیسی ہی لجاجت سے
دعا مانگے جب اسکا کہانا پینا لباس حرام ہو تو دعا قبول نہیں ہوتی جب اجابت دعا نہوئی تو سب عبادات
انکے ضائع اور رائگاں ہوئی میمنان بمبئی کا ایسا ہی حال ہے الا ماشاء اللہ ایسے لوگوں کی عبادت کی
سند پکڑنی اور ان کو باعتبار عبادت کے محتاط کہنا آپ ہی کا کام ہے اقول ماشاء اللہ علم نافع اور رشد
اسیکا نام ہے۔ بمبئی کی مساجد میں ہجوم نمازیونکا بہ نسبت ہندوستان و پنجاب کے بہت ہے علی العموم اسکا ذکر تہا
علماء دیوبند کی سلامت روی اور پابندی شرع نے میمنونکی شکوہ شکایت اور خوشامدی علماکی مدح
اور انکے عدم قبول عبادت میں استدلال بندر ازی فرمائی کہ کوئی دقیقہ دقائق بدگوئی سے نچہوڑا ہم
تو اپنے لیے اور جمیع اہل اسلام کے لیئے یہی دعا مانگتے ہیں کہ اللہ تعالے فسق اعتقادی اور فسق عملی
سب سے سچی توبہ نصیب کرے بیشک اسکی یہ بہی صفت ہے ؎ گناہ آمرز رندان قدح خوار
بطاعت گیر پیران ریاکار ؎ فقیر اگبوٹ کی انتظار میں چند یوم بمبئی میں قیام پذیر رہا مسجدوں میں
جو میمن لوگ وغیرہ دولت مند دیکہے تو متواضع اور بُرد بار ہی پائے عجب نہیں کہ خوبین علما کے
ان کا خاتمہ اچہا ہو جاوے۔ اگر فی الواقع سو خواری اور بدعات انکا رویہ ہے تو اللہ تعالے انکو توبہ
نصیب کرے اور حلال کی لذت چکہاوے اور حرام کی اُلفت انکے دلوں سے ہٹادے۔ صاحب براہین
کی اکثر عمر نوکری چاکری اور دولت مندونکی تعظیم و تکریم میں گذری اور مدرسہ دیوبند کا چندہ بہی جن
لوگون سے ملتا ہے جب تفتیش کیجاوے تو انکا حال بہی بمبئی کے میمنوں سے بہتر نہو گا۔ نواب صدیق حسن خان
کی دعا و عبادت حسب انکے فتوے کے کیونکر قبول ہوگی اللہ تعالے نیک سمجہ دیوے۔ قال
ریش کا قبضہ سے کم ہونا دیار عرب و ترکستان میں غالبًا یہ امر خلقی ہے کیا خوب یہ تو جبلی امر کا انکار ہے۔

کے عموم وغیرہ میں طول طویل کلام ہوکر ورق سیاہ ہورہے ہیں جنکو فقیر نے بطور خلاصہ و اختصار کمال بیان کیا ہے۔ پھر اسحدیث پر جو یہہ طعن کیا ہے کہ عن رجل من آل الخطاب سے شروع ہے حالانکہ رجل کو آپ نہیں جانتے اور مرد صالح کو ہم جانتے ہیں۔ انتہے۔ فقیر کان اللہ لہ کہتا ہے کہ رجل من آل الخطاب کا نام دینی کتابوں میں تحریر ہے۔ مرقات میں عن رجل من آل الخطاب کے نیچے لکہا ہے وکتب میرک علی الہامش ابی حاطب بالحاء المہملۃ وکسر الطاء ووضع علیہ الطاء وکتب تحتہ کذا فی الترغیب المنذری انتہے من علیہا اور علاوہ اس کے صحیح مسلم وغیرہ کی حدیثوں میں یہی مضمون موجود ہے جسکے راوی اکابر صحابہ سے ہیں مشکوۃ کے اسی باب کے پہلے اور دوسرے فصل میں دیکھہ لو۔ پس اسحدیث شریف کا ارشاد نبوی ہونیمیں کوئی بھی خلل نہیں ہے اور سکنا ئے حرمین شریفین کی فضیلت پر خصوصًا اور دوسری زائرین ومقیمین کی بشارت پر نص صریح ہے۔ اور علماء دیوبند کی یہہ فضیلت کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُردو بولی ہیں استاذ ہیں قطع نظر اس سے کہ مجہول الاسم کی روایت ہے نقلًا وعقلًا محال ہے عربی زبان کیونکہ سب زبانوں سے اشرف ہے جسکی سیکھنے اور بولنے میں عربی پر ترجیح ہو تنویر الابصار اور اسکی شرح درمختار میں ہے۔

للعربیۃ فضل علی سائر الالسن وہو لسان اہل الجنۃ من تعلمہا او علمہا غیرہ فہو ماجور وفی الحدیث احبوا العرب لثلث لانی عربی والقرآن عربی ولسان اہل الجنۃ فی الجنۃ عربی انتہے رد المحتار علی الدر المختار میں ہے وقد ورد فی حب العرب احادیث کثیرۃ یصیر الحدیث بمجموعہا حسنًا وقد افردہا بالتالیف جماعۃ الخ انتہے ملخصًا اور جو لوگ امکان کذب باریتعالے اور قلت علم سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم شیطان لعین کے علم سے وغیرہ ذلک ایسی ہزلیات کی معتقد ہیں اور ان باتوں کو اس آخر زمانہ ہجوم اعدائے دین میں بذریعہ اخبارات شائع کریں اور کتابوں میں چہپوا دیں بہلا کوئی دیندار انکی خوابوں پر اعتبار کرسکتا ہے۔ حاشا وکلا قال بدوی لوگوں کا نماز پر سخت پابند ہونا بالکل خلاف واقع ہے آپ تو وہاں گئے نہیں مگر حاجیوں سے ذرا تحقیق کرلیتے تو حال معلوم ہوجاتا۔ اقول نہایت معتبر حاجیوں نے ایساہی بیان کیا فقیر کے احباب تمام مسلمانوں پر نیک گمان کرنیوالے ہیں اللہ تعالے ہمکو خویشتن بینی اور دوسرو نپر بدبینی سے پناہ میں رکھے۔ عارف شیراز فرماتے ہیں ؎ مرا پیر دانائے مرشد شہاب ٭ دو اندرز فرمود بر روئے آب ٭ یکے آنکہ بر خویش خودبین مباش ٭ دوم آنکہ بر غیر بدبین مباش ٭ جو لوگ علماء شریعت اور مشائخ طریقت کہلاکر علماء حرمین محترمین پر بدبینی کریں اور اپنی خودبینی یہانتک کے دربردہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی استاذی تک نوبت پہونچا

کے برابر رکہنی مسنون ہے اور اس سے کم کو کتروانا مکروہ ہے اور منڈوانا حرام ہے اور بعض علما کا قول جو
فقیر نے نقل کیا واسطے تردید سخت ہجو کی تو اس سے فقیر پر الزام اجتہاد وغیرہ کا لگانا عیب چین صاحب کی ریڈ
ہانی ہے. مگر اب تک ان کی طرف سے کوئی ایسی دلیل نہیں گذری جس سے ثابت ہوتا کہ جو بال مسترسل عن الذقن ہوں
انکا نام داڑہی ہے تا کہ ان کا مدعا مدلل ہوتا حالانکہ اگر کوئی بعض علما کیطرف سے یہ اعتراض انپر کرے
کہ لحیہ نام ہے اُن بالونکا جو رخساروں اور ٹہوڑی پر نکلتے ہیں جیسا کہ مجمع بحار الانوار میں ہے کہ اللحیۃ اسم
لجمع من الشعر ما نبت علی الخدین والذقن انتہے تو اب ذقن کے اوپر کے بالونکا نام بہی لحیہ ہوا اور بعض علما
کے قول کی دلیل ثابت ہوگئی تو اسکا جواب بذمہ عیب چین باقی رہا اور فقیر تو خود بہی مسترسل بالوں سے
قبضہ پورا کر کے اپنی داڑہی برابر کرتا ہے. اور ایسے ہی لوگوں کو دیکہکر خوش ہوتا ہوں اور جو اسکا خلاف
کرتے ہیں اُن کو دیکہکر بشرط مقدور منع کرتا ہوں. ورنہ دل سے برا جانتا ہوں اللہ تعالی جمیع اہل اسلام کو بدیون عیبون
اور خود پسندوں سے پناہ میں رکہے ولنعم ما قیل ؎ عیب خود ابلہ نہ بیند در جہاں ٭ باشد اندر جستن عیب
کساں ٭ واللہ ہو الہادی. قال اور مفتیان حرمین کی نسبت الخ جناب مولوی صاحب یہ احتمال عقلی نہیں جسکو
آپ تحریر فرماتے ہیں کہ عقل سلیم کب اسکو تسلیم کر سکتی ہے بلکہ خبر ہے مطابق محکی عنہ کے کرنا اسکا ضروری
امر ہے اگر مطابق ہو تو سچی ہے ورنہ کاذب سو آپ عرب نہیں گئے اور نہ حاجیوں سے دریافت کیا اگر
اُن سے دریافت کرتے تو آپکو وہاں کا حال معلوم ہوتا چنانچہ بعضے مفتیوں نے حال ہی میں کچہہ روپیہ
بغدادی رفضی سے لیکر ابو طالب کو مسلمان لکہدیا حالانکہ ابو طالب کا کفر حدیث صریحی سے ثابت ہے پہر یہ
کونسی دیانت و پرہیزگاری ہے اور مولوی صدیق حسن سرگروہ غیر مقلدین کی کتاب عون الباری اور نیل الاوطار
شوکانی جو مصر میں طبع کرائی ہے اسپر علمائے مکہ کی تقریظیں لکہوائی ہیں باوجودیکہ حنیفہ کے مخالف ہے اسپر تقریظیں لکہدین
اقول رشوت دیکر جو کچہہ کوئی چاہے علمائے حرمین محترمین سے لکہوالے یہہ بڑا بہاری اعتراض ہے اور میاں رشید احمد بہی
قسمیں کہا کر ایسا کہا کرتا ہے جیسا کہ بعضے ثقات نے فقیر سے ذکر کیا اور خود انکی تقریظ براہین کی اخیر ہے جسمیں اعتراض
درج ہے تو یہہ بالکل ہرزہ درائی معلوم ہوتی ہے. کیونکہ بغدادی رفضی کا رشوت دینا کیا انکے روبرو ہوا تہا یا کون
سے شاہد عدلوں نے انکے پاس شہادت دی تہی اور فتوی ایمان ابو طالب صاحب کا کون ہے اسکی نقل کرنی اور جنس
دکہانا موجب اطمینان ہے پس جب ان امور مثبتہ یقین سے کوئی بہی بیان نکیا اور یوں ہی رجماً بالغیب طومار باندہ رہے ہیں
تو آپ ہمیں عند الشرع یہ خود مفتری قرار دئے جاوینگے اور دراصل بات یہہ ہے کہ جو شخص انکے برخلاف ہو خواہ وہ کیسا ہی

کہ عربوں اور ترکوں کی ڈاڑہین اصلی اور خلقی ہی ایسی ہیں یہ ۵ دروغ گویم برروے تو ہاہی اور ترکوں کا
حال حاجیوں سی دریافت کرنا چاہیئے کہ داڑہی بموجب قاعدہ فوجی مونڈی ہوئی ہوتی ہے یا اصلی
ہی ایسی ہوتی ہے۔ اقول گفتگو تو اس میں ہی کہ اکثر ترکوں اور عربوں کی ڈاڑہی چہوٹی ہے خلقی طور
پر جیساکہ بہت سی یارقندی بخاری عربی جو پنجاب میں وارد ہوتے ہیں انکے دیکہنے سے معلوم ہوا
اور یہہ تو دعوے نہیں کہ ترکوں کی داڑہی بالکل ہوتی ہی نہیں جیساکہ عیب چین نے اسپر بخلاف
منطوق کلام کے حمل کرلیا اور اب مکہ معظمہ میں بہت سی ترکوں کی داڑہیاں دیکہی گئی ہیں لشکری لوگ
البتہ منڈواتے ہیں سو عرب کی علما اس امر کو ناجائز کہتے ہیں۔ ایکدن بعد صبح کے ایک عالم مکہ معظمہ نے داڑہی
کے منڈوانے کی ممانعت کی ہی مسائل بیان کئی تہی۔ سو کلام علماء حرمین شریفین میں تہی عام لشکری
لوگوں میں مباحثہ ڈالدیا فقیر کے بزرگوار عربی تہے اور عرب سی محبت بہی ہے جو کوئی انکا شکوہ کرتا ہے تو برا
معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ کتابوں میں سخت توہین انکی چہپ جائے۔ شرع اسلام میں اُدع الی سبیل ربک
بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن کا حکم ہے نہ کہ خواہ نخواہ جہوٹ سچ ملا کر طومار باندہ کر
ایسے متبرک مقام کے عمائد کے ہجو پر ایسے درجے کی چہپوا دینی کوئی بہی دیندار عالم اسکو پسند نکریگا قال
اور ٹہوڑی کے اوپر ہاتہہ رکہکر پورا کرنیکی روایت جو بعض علما سی لکہی ہے وہ کون علما ہیں اور کس کتاب
میں ہے مسائل فقہیہ میں بہی اجتہاد شروع کردیا آپ تو مقلد ہیں ناک اور ہاتہہ پر ہاتہہ رکہکر قبضہ پورا کیا جاوی تو
ٹہوڑی اور موہنہ تو تراش ڈالنا پڑیگا۔ عالمگیری میں موجود ہے القص سنۃ فیہا وہو ان یقبض الرجل لحیتہ
فان زاد منہا علی قبضتہ قطعہ کذا ذکر محمد رح فی کتاب الآثار اس روایت سی ڈاڑہی کا قبضہ پورا کرنا لکہا
ہے نہ ٹہوڑی سی۔ اہل عرب کی ڈاڑہی تراشوانی پر ایسی کمر باندہی کہ روایات فقہیہ میں بہی تغیر و تبدل اور
ایجاد بندہ پیدا کردیا شیخ عبدالحق لمعات میں تورپشتی سی نقل کرتے ہیں قال التورپشتی قص اللحیۃ کان من
صنع الاعاجم وہو الیوم شعار کثیر من المشرکین کالافرنج والسود ومن لا خلاق لہ فی الدین من الفرقۃ
الموسومۃ بالقلندریۃ طہر اللہ عنہم الدین اس عبارت سی بخوبی عیان ہوگیا کہ جو مقدار ڈاڑہی کے رکہنی کی ہی
وہ عند الشرع قبضہ ہے اس سی کم کرنا یا منڈوانا عرب کا طریقہ نہیں بلکہ عجم کا فعل ہے اور اب فرنگی
اور حبشی اور قلندریہ نے یہہ طرز اختیار کر رکہا ہے وہ لوگ بددین ہین اب آپ فرمائیں کہ یہہ روایات
جو آپنے کی ہیں بیہودہ ہیں یا نہیں اور آپ غلطی محض پر ہیں یا نہیں اقول فقیر کو تحقیق یہی ہی کہ داڑہی قبضہ

۵ بلاؤ اپنے رب کے راستہ کیطرف حکمت اور نیک نصیحت سے اور جہگڑا کر انسے اچہے طریق سے ۱۲
۵ و حضرت سے یہہ ہے کہ آدمی اپنی داڑہی قبضہ کرے اگر اسکے نیچے ہے زیادہ ہو تو اسکو کتر ڈالے امام محمد نے کتاب الآثار میں اسے ہی ذکر کیا ہے ۔ ۱۲

بخصوص علما اسطرف کی جیسے حرمین کے سکنا کو نیکی کا ثواب زیادہ ہے ویسے ہی بُرے کام کا گناہ بہی
تو المضاعف ہی ہے پہر عام طور پر معترض صاحب کا وہاں کی لوگونکے لیے فضایل ثابت کرنے خواہ وہ بدعتی یا عاصی
یا ظالم کو ٹہکانا دینے والے ہوں یا خلاف سنت کرنیوالے ہوں باطل اور لغو ہے البتہ جو لوگ سکنائے مدینہ
طیبہ صلحا و محتاط و متقی ہیں بدعات و خلاف شرع سے بچتے ہیں تو وہ لائق فضائل اور نور علی نور ہیں
ذرہ سی نیکی انکی اوروں کی نیکی پر بدرجہا فضیلت رکہتی ہے **اقول** مکہ معظمہ میں جاب آکر دیکہا اور
مدینہ تک پہنچنے کا اتفاق ہوا تو عرب خاص اسقدر کم نظر آئے کہ آٹے میں نمک بہی نہیں۔ اکثر سندہی بنگالی ترکی
وغیرہ ملکوں کی لوگوں سی مکہ معظمہ پُر ہے جو خاص للہ فی اللہ بغرض سی ہجرت کرکے آئے اور تائید دین متین
کرنیوالے ہیں وہ بہت قلیل ہیں اکثر ذکا نذارا اور دنیاوی اغراض کے حاصل کرنیوالے اور معاش پیدا کرنیکو بیٹہے
ہیں فقیر جس اگبوٹ میں بمبئی سی روانہ مکہ معظمہ ہوا تہا میری قریب کی چوکی پر ایک نوجوان ہندوستانی بیٹہے تہے اور وہ
مکی معلم حجاج کہلاتے اور حاجیوں کو اپنی طرف بلاتے تہے جب بوقت نماز ہم لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑہتے
تہے تو وہ شخص یا تو قبلہ کیطرف پانوں پسارے ہوئے لیٹا ہوتا تہا یا کبہی کبہی ادہر ادہر پہرتا تہا اور اکثر
اوقات اسکے اشعار اردو عشقیہ پڑہنے اور خط و خال کی تعریف میں بسر ہوتے تہے جب حاجیوں کو اپنی
طرف رغبت دلاتا تہا تو اسقدر خلاف واقعہ باتیں کرتا تہا کہ العیاذ باللہ گویا جہوٹ کا پتلہ تہا پہر قمران میں
جب اترے تو ایک مال مردم خوری کی واقعہ میں وہ اور کئی اسکے ہم پیشہ گرفتار ہوکر آٹھ نو دن محبوس رہے
پہر مکہ معظمہ میں ماہ مبارک رمضان میں تو وہ کبہی نظر نہ آیا نصف شوال کے بعد مطاف میں کبہی دو تین
عورتوں کو کبہی دو ایک مردوں کو طواف کراتا نظر آیا جس سی بملاحظہ دوسری وقعات یہی یقین ہوا کہ ایسی
لوگ بسیر و نجات نے اہل عرب کو بدنام کر رکہا ہے عیب چین اہل مدینہ منورہ کی وعیدات کی روایات
نقل کرتا ہے اور ان کی فضائل و ثواب کی احادیث صحیحہ جسکا شمہ رسالہ جذب القلوب میں مذکور ہے
نہیں دیکہتا۔ اللہ تعالی ہمکو وہ زبان نہ دی کہ علماء حرمین شریفین کی نکوہش کریں یہانکے باشندے خصوص علما
جو صحبت عنہم میں انکے ثوابات اور فضائل کا اگر شمار کریں تو دفتر بہی بنجانیں اور بہرحال جسقدر بدعات
و فسق اعتقادی و عملی ہندوستان و پنجاب و غیرہما میں ہیں یہانپر اسکا عشر عشیر بہی نہوگا اور وہاں سی آتش
فتنہ یہاں بہی آ پہونچی ہے۔ کئی نیچری بہت سے وہابی غیر مقلد وغیرہما اسجگہہ بہی شرارت انگیزی کررہے
ہیں اللہ تعالے ان سے پناہ میں رکہا اور عیب چین جو علمائے عرب کی تعریف کرتا ہے وہ ہی ایک نابینا

حق صریح پر ہویدا اسکے معاند سخت بگڑتے ہیں۔ فقیر کو کئی اراکین ریاست بہاولپور کے روبروئی میری غیبوبت
میں صاحب براہین کمال تعریف سے سراہا کرتا تہا اور کہتا تہا کہ اس شخص نے اپنے آپ کو دینی کاموں
کے سرانجام کے لیئے وقف کر رکہا ہے اب جب ان کی غلطیوں کو ظاہر کیا تو کہیں فقیر کو بدعتی کہیں حنفی شافعی
کہیں مشرک کہیں کافر بنا رہے ہیں جیسا کہ اوپر کی تحریر سے ناظرین پر ہویدا ہے اور حضرات علماء و مفتیان
حرمین محترمین بہت سے مسائل میں ان کے زعمی اجتہاد کی مخالف ہیں جیسا کہ انکے نزدیک تکرار جماعت ایک
مسجد میں بالکل ناروا ہے اور حرمین شریفین میں یہ امر بموجب حکم شرعی کے رائج ہے اور مجلس مولود
مروج اور قیام اسمیں انکے نزدیک مکروہ حرام بدعت کفر شرک تک پہونچ گیا ہے اور حرمین مکرمین
میں عمدہ طور سے رائج ہے مرزا قادیانی جو براہین احمدیہ میں انبیاء سے برابری کرنیسے بڑہ کر نبیوں سے
اپنے آپ کو اونچا کر رہا ہے میاں رشید احمد اسکو مرد صالح سے تعبیر کرتے ہیں اور فقیر نے جب اسکا رد لکہکر
مع اسکی اصل کتاب اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے رسالہ اشاعۃ السنہ کے جسمیں اسنے مرزا کے اقوال کی تائید
کی ہے حرمین معظمین بہیجکر فتوے طلب کیا تو اول مولانا بالفضل والکمال اولنا محی السنۃ قامع البدعۃ
حضرت مولوی محمد رحمۃ اللہ صاحب مہاجر مکہ معظمہ سلمہ اللہ اور پہر مفتیان اربعہ مذاہب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ
وغیرہم مدرسین نے اسکی تکفیر و تفسیق فرمائی تو اس قسم کی اختلافات سے حضرات علماء کبار دیار عرب ہدف سہام
ملام انکے نہوں تو اور کیا ہو اور بنا پر اپنی سخن پروری کی رشوت خوری اور خلاف شرعی کے دہبے انکی
دامن عصمت کو لگانے شروع کر دیئے اور یہہ شرم نہ آئی کہ مخالف و موافق اسمیں کیا کہینگے۔ یہہ ہم کہ سچ کہائی
کر رہے ہیں ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؛ بیہ بعد ازان مفتیان دیوبند کی تعریفات میں
مبالغے کیئے ہیں وہ سب کے سب انکے عقائد مرقومہ بالا اور عیب جوئی اکابر علماء عرب سے تصدیق ہو رہی ہیں
جسکو دانشمند لوگ بخوبی جان گئے اور جان جائیں گے قالہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ حرام ما بین عیر و ثور فمن احدث فیہا حدثا او آوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ و
الملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل منہ صرف ولا عدل۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص حرم مدینہ طیبہ
میں رہ کر کسی قسم کی بدعت کرے یا جگہہ دے کسی بدعتی اور ظالم کو تو اوسپر اللہ تعالے کی لعنت اور فرشتوں کی اور
سب آدمیوں کی ہوگی اور اسکے فرض و نفل بہی قبول نہونگے یہہ کتنی بڑی وعید ہے ان لوگوں کے لیئے جو وہاں
رہ کر بدعات کے کام کرتے اور بدعتیوں کو ٹہکانا دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے تو عام عجم ہی کے لوگ اچہے ہیں جو

فلہذا امر اللہ تعالے بالرفق انتہے اور اخیر سب کے جو امام رازی لکھتے ہیں و اعلم ان ہذا التکلیف لا یعلم سرہ
الا اللہ تعالے لانہ تعالے لما علم انہ لا یؤمن قط کان ایمانہ ضداً لذلک العلم الذی یمتنع زوالہ فیکون سبحانہ
عالما بامتناع ذلک الایمان واذا کان عالما بذالک فکیف امر موسی علیہ السلام بذلک الرفق وکیف بالغ
فی ذلک الامر تا قول وی یا اخی العقول قاصرۃ عن معرفۃ ہذہ الاسرار ولا سبیل فیہا الا التسلیم وترک الاعتراض
والسکوت بالقلب و اللسان ویروی عن کعب انہ قال والذی یحلف بہ کعب انہ لمکتوب فی التورۃ فقولا لہ
قولا لینا وساقسی قلبہ فلا یؤمن انتہے تو اسپر فقیر کان اللہ لہ عرض کرتا ہے کہ آیت فبما رحمۃ من اللہ لنت
لہم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک اور حدیث مشکوۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال النبی
صلے اللہ علیہ وسلم من اعطی حظہ من الرفق اعطی حظہ من خیر الدنیا والآخرۃ رواہ فی شرح السنۃ وعن عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بمن یحرم علی النار و بمن تحرم النار علیہ علی کل
ہین لین قریب سہل رواہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب بخوبی فرما رہی ہیں کہ اللہ تعالے اپنے مقبولوں اور
نائبوں کے اخلاق سنوارنے منظور ہیں اور شیرین زبانی اور نرم کلامی بڑی عمدہ حسن اخلاق سے ہے حضرت مرشد دستگیر
قبلہ میاں صاحب قصوری اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ صاحب دہلوی سے نقل فرماتے تہے کہ جب کسی پر انکو سخت
غصہ آتا تو اسکو حضرت سلامت سے خطاب کرکے جواب ارشاد فرماتے قدس سرہما العزیز اللہ تعالے کے مقبولوں
کے تو یہ حال تہے اب مفتیان دیوبند اور مرشدان گنگوہی وغیرہ علماء عرب کے قبائح غیبت اور بہتان کو طور رکیکانہ
میں چہپواتے ہیں اور اسکا نام ارشاد و ہدایت رکہا ہے ۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اور حدیث
مجمع البحار شرح صحاح ستہ کو جسمیں ان معتبر حدیث کی کتابوں کی احادیث کی شرح ہے ناقابل استدلال کہنا
اپنی کم مائگی اور ضدیت کمال کا اظہار ہے البتہ اگر اس حدیث کو تلاش کرکے اسکے راویونکا ضعف وغیرہ بیان
کریں تو قابل جواب ہے جیسا کہ فقیر نے اکثر انکی احادیث جنہیں کسی کتاب صحیح کا پتہ نہ تہا انکا پتہ کتاب بتلا کر معتبر حوالوں
سے انکی تحریف یا تضعیف ثابت کردکہائی ہے جو ناظرین رسالہ عربیہ پر مخفی نہیں ہے قالہ علاوہ یہ کہ ہمارا
ایسا لکہنا علماء حرمین کی نسبت اظہار حق ہے تو من حضرت ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول من رأی منکم منکرا فاستطاع ان یغیرہ بیدہ فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع
فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان پہر بعض اہل عرب کہ جنکا شعار و لباس خلاف شرع ہے اور ہیئت اور وضع انکی
بہی خلاف وضع اتقیا ہے اگر بموجب حدیث مذکورہ بالا کے ہمنے انکی فہمائش کے لیے اور اس ملک کے باشندونکو عبرت

عالم تہے جنہے اسکو حرمت اور بدعت مجلس مولود کا فتوے بلاتا تہا جیسا کہ براہین سے اوپر منقول ہوچکا ہے حرمین
شریفین کی فاسقوں سے عجم کے عوام لوگوں کو اچہا کہنا محض عناد کی وجہ سے ہے ورنہ ہر کوئی جانتا ہے جن
گناہگاروں کو ہر سال حج و رمضان شریف کی عمرے کرنیکا اتفاق ہو تو اللہ تعالی انکی گناہ کیوں نہ معاف
فرماویگا فقیر نے مکہ معظمہ میں جو کنز العمال حضرت علی متقی علیہ الرحمۃ کی دیکہی تو اسمیں ایک حدیث دیکہی جسکا مضمون
یہہ ہے کہ جو پچاس طواف کرے اسکی ساری عمر کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ لیجیئے اب حج کے آگے پیچہے ہی
انکے لیئے وسائل مغفرت موجود ہیں اللہ تعالے پناہ دیوے ایسے لوگوں سے جو حرمین شریفین کے سکان
کے پیچہے پڑجاویں اور اہل حرمین محترمین کو بہی حقتعالے اپنی مرضیات میں مصروف رکہے آمین قال فقولا
لہ قولا لینا میں باریتعالے نے تبلیغ احکام میں نرمی کا حکم فرمایا ہے اسلیئے کہ نصیحت اور سمجہانا نرمی سے چاہیئے
اور جب دوسری کا حال بیان ہوتا ہے تو اصلی ہی بیان ہوتا ہے جیسا کہ اسماء الرجال میں دستور ہے ایسے
ہی ہم حال بیان کر رہے ہیں تاکہ انکے قول و فعل کی لوگ سند نہ پکڑیں۔ دوسری وجہ قول لین کی امام
رازی نے یہہ لکہی ہے کہ چونکہ حضرت موسے علی نبینا وعلیہ السلام نے فرعون کے یہاں پرورش پائی تہی تو وہ بمنزلہ باپ کے
ہوا تو ایسے مربی کے روبرو نرمی سے ہی گفتگو چاہیئے نہ کہ ہر شخص کے لیئے اور حدیث مجمع البحار کی جو غرض مسلم
میں لکہی ہے تو اسکی تخریج نہیں کی قابل استدلال کیونکر ہوا اوروں پر بوجہ ضعف روات کے اعتراض کرنا
اور خود ایسی حدیث پیش کرنا **اقول** اسماء الرجال والی بزرگوار تو علی العموم واسطے تائید دین متین اور تحقیق
روایت مسائل شرعیہ کی وجہ سے سب راویونکا حال بیان کر دیتے ہیں انکو نہ کسی سے بغض ہوتا ہے
نہ عناد اور یہہ عیب چین لوگ جب علمائے عرب کی کئی مسائل شرعیہ میں مخالف ہوئے اور اپنے فتوے کو انکے فتوی
پر ترجیح دینے کے واسطے انکی عیب چینی اور غیبت اور بہتان کے درپے ہوئے اور پہر اسکو اصلی بیان اور اسماء الرجال
والونکا سا حال نام رکہنا محض خام خیالی ہے اور امام رازی سے جو نقل لی ہے اسمیں خیانت کی ہے جیسے کہ انکی
عادت ہے۔ امام رازی نے کافر جاحد کی ساتہہ نرمی کے امر کی دو وجہ لکہی ہیں۔ الاول انہ علیہ السلام کان قد
رباہ فرعون فامرہ ان یخاطبہ بالرفق رعایۃ لتلک الحقوق وہذا تنبیہ علی نہایۃ تعظیم حق الوالدین انتہے بلفظہ اب
اس وجہ میں فرعون کو بمنزلہ باپ کی نہیں لکہا ہے بلکہ مربی لکہا ہے اور مربی کی رعایت سے نہایت تعظیم حق الوالدین
لکہی ہے پہر ہر شخص سے نرمی کے انکار کو دوسری وجہ امام رازی کی باطل کر رہی ہے۔ الثانی ان من عادۃ
الجبابرۃ اذا اغلظ لہم فی الوعظ ان یزدادوا عتوا وتکبرا والمقصود من البعثۃ حصول النفع لا حصول زیادۃ الضرر

اذ لیس فی وسعہ الا ہذا القدر من التغییر تا قول و یٰ و قد قال بعض علمائنا الامر الاول للامرا و الثانی للعلما
و الثالث لعامۃ المومنین تا قول و یٰ ثم اعلم انہ اذا کان المنکر حراما وجب الزجر عنہ و اذا کان مکروہا ندب
و الامر بالمعروف ایضا تبع لما یؤمر بہ فان وجب فوجب و ان ندب فندب و لم یتعرض لہ فی الحدیث
لان النہی عن المنکر شامل لہ اذ النہی عن الشئ امر بضدہ و ضد المنہی اما واجب او مندوب او مباح
و الکل معروف و شرطہا ان لا یؤدی الی الفتنۃ کما علم من الحدیث تا قول و یٰ و ینبغی للآمر للناہی
ان یرفق لیکون اقرب الی تحصیل المطلوب فقد قال الامام الشافعی من وعظ اخاہ سرا فقد نصحہ و زانہ
و من وعظ علانیۃ فقد فضحہ و شانہ انتہے بقدر الحاجۃ اور شیخ عبد الحق ترجمہ مشکوۃ کے باب الامر
بالمعروف کی ذیل میں لکھتے ہیں و امر معروف باید کہ بطریق رفق و ملایمت بود و برای خدا بود نہ برای نفس تا تاثیر
کند و بران ثواب مترتب گردد و گفتہ اند کہ نصیحت در ملا فضیحت ست و باللہ التوفیق انتہے اب اس حدیث
اور شارحین کے بیان سے معلوم ہوا کہ میاں رشید احمد اور خلیل احمد جب حرمین شریفین میں آئے تھے
تو جو کچھہ مخالف شرع دیکھا تو اسکو خفیہ طور پر نصیحت اور خیر خواہی کی وجہہ سے ادا کرتے تو وہ اس حدیث
پر عمل تھا اور یہہ علانیہ نصیحت کرنے سے بڑہ کر ہندوستان میں جا کر اردو کی کتاب میں غیبت اور
بہتان سے کمال ہی سخت و سست علماء حرمین شریفین پر لکھکر اسکو چھپوا دینا اور اسکا نام امر بالمعروف و
نہی عن المنکر رکھنا محض قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور صرف اپنا فروغ اور تعلی و تکبر منظور ہے کما لا یخفی علی
اولی النہی پہر عقد الجید سے جو کچھہ لکھا ہے اولاً تو اسمیں وہو کہہ دہی ہے کیا معنے کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ نے عقد الجید
میں مفتیان شافعیہ مذاہب اربعہ کی رسائل سے کچھہ مسائل درباب جواز عمل دوسرے مذہب کے نقل کیے ہیں اور صاحبان رسائل
کا کوئی نام و نشان نہیں لکھا ہے اُسکے ضمن میں اوزاعی اور ابن حجر سے دو نو عبارتیں نقل کی ہیں اور پہر
سب کے اخیر لکھا ہے ہذا خلاصۃ ما فی رسائلہم مع تنقیح و تحریر جس سے معلوم ہوا کہ یہہ قول عیب جینو نکا کہ (شاہ
ولی اللہ رحمہ اللہ نے عقد الجید میں کتاب تلخیص فی تخریج احادیث الرافعی سے الخ نقل کرتے ہیں)
کذب اور دہوکہہ دہی ہے ثانیاً پیشتر اس سے روافض کا دستور تہا کہ اہلسنت پر طعن کیا کرتے تھے کہ امام
مالک علیہ الرحمۃ کی مذہب میں عورت سے لواطت اور متعہ جائز ہے تو اسکا دندان شکن جواب اہلسنت دیا کرتے
تھے کہ خود امام مالک صاحب کی کتابوں سے اس امر کا بہتان ہونا ثابت ہے اور فقیر نے بھی رسالہ الغفر اللہ
فی جواب الاشتہارین بجواب رسالہ براہین الانصاف زین العابدین رافضی کے جہاں اُسنے ائمہ اربعہ

کے قول وفعل کو سند پکڑتے ہیں گو وہ کیسی ہی بدعت اور خلاف شرع ہوں انکے تنبہ کرنے کے لیے کچہہ لکہدیا تو کیا وہ اظہار حق ہوگا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ نے عقد الجید مین کتاب التخلیص عسقلانی سے اُسنے حاکم سے اُسنے اوزاعی سے نقل کیا ہے قال الاوزاعی یترک من قول اہل الحجاز خمس استماع الملاہی والمتعہ واتیان النساء فی ادبارہن والصرف والجمع بین الصلوتین بغیر عذر پہر عقد الجید میں ابن حجر اور عبد الرزاق اور ان دونوں نے معمر سے نقل کیا ہے لوان رجلا اخذ بقول اہل المدینۃ فی استماع الغناء واتیان النساء فی ادبارہن وبقول اہل مکۃ فی المتعۃ والصرف کان شر عباد اللہ ترجمہ اگر کوئی شخص غنا کے سننے میں اور عورتوں کے دُبر میں جماع کرنے میں اہل مدینہ کا قول اور متعہ او بیع صرف میں اہل مکہ کا قول لیوے گا تو ہوگا وہ شخص بہت بُرا بندوں اللہ تعالی میں سے ۔ اب ظاہر ہے کہ زمانہ سلف اور قرب خیر القرون میں اہل حرمین کے بعضے امور نا مشروع واجب الترک تہی تو اس زمانہ پُرفتن میں حرمین خیر وبرکت کے لوگ کم ہیں ہر فعل وقول عرب کا کیونکر قابل سند کے ہوگا بلکہ بعض اقوال وافعال اہل حرمین کے متروک العمل اور غیر معمول بہ ہیں واللہ الہادی الی الصراط المستقیم انتہے ملخصاً **اقول** حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی نقل میں اول تو کسی کتاب حدیث کا نام نہیں لکہا تاکہ اسکا اعتبار وغیرہ معلوم ہوتا جیسا کہ اکثر جگہہ براہین وغیرہ میں یہی دستور ہے کما لا یخفے علی الناظر فی الرسالۃ العربیۃ اور ظاہراً اسکی وجہہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہہ لوگ اپنے آپ کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا چہوٹا بہائی جانتے ہیں پہر بڑے بہائی کی کلام کی نقل میں کسی اور کتاب کے نام لینے کی کیا حاجت ہے ۔ یہہ حدیث مشکوۃ کے باب الامر بالمعروف کے پہلے فصل کی پہلی حدیث ہے جو صحیح مسلم سے منقول ہے اور علامہ قاری مرقات میں لکہتے ہیں کہ مسند امام احمد وسنن ابوداؤد وجامع ترمذی وسنن نسائی وسنن ابن ماجہ میں بہی ہے مشکوۃ اور مرقات وغیرہما میں یوں تحریر ہے عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان اور جن لفظوں سے عیب چینوں نے لکہی ہے ایک فقرہ از خود بڑہا دیا ہے پہر مرقات میں اسکے معنے یوں لکہے ہیں وخلاصۃ الکلام من رای ما انکرہ الشرع فلیغیرہ بیدہ اے بان یمنعہ من الفعل بان یکسیر الآلات ویریق المسکر ویرد المغصوب الی مالکہ فان لم یستطع اے التغیر بالید لکون فاعلہ اقوی منہ فبلسانہ اے فلیغیرہ بالقول وتلاوۃ ما انزل اللہ من الوعید علیہ وذکر الوعظ والتخویف والنصیحۃ فان لم یستطع ای التغیر باللسان ایضا فبقلبہ بان لا یرضی بہ وینکر فی باطنہ علی متعاطیہ فیکون تغیرا معنویا

اسکا جواب عمدہ لکھدیا ہے جسکو قسطلانی نے بہی مستحسن جانا ہے اور صحیح بخاری کی شروح میں حضرت ابن
عمر رضی اللہ عنہما سے منکوحہ کی لواطت کی حرمت میں بہت روایات لکہی ہیں اور امام مالک علیہ الرحمۃ کا
بہی اس سے سخت انکار درج کیا ہے۔ اور امام اعظم اور دیگر ائمہ مجتہدین نے روایت ابن عمر رضی اللہ عنہم کا
فے الفرج من الدبر پر حمل کرنا لکہا ہے۔ چنانچہ اس خلاصہ تحریر کی سند شروح بخاری سے منقول ہوتی ہے
مولوی احمد علی سہارنپوری عیب چینوں کے استاذ الاستاذ صحیح بخاری کے حاشیہ پر نقل کرتے ہیں وقد
اختلف النقل فیہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال ابو حنیفۃ وجمہور اہل السنۃ بحرمتہ وحملوا ما ورد عن ابن عمر انہ یاتیہا
فی قبلہا من دبرہا کذا فے القسطلانی انتہے شارح عسقلانی علیہ الرحمۃ لکہتے ہیں قولہ یاتیہا فی) ہکذا فی جمیع النسخ
لم یذکر ما بعد الظرف وہو المجرور ووقع فی الجمع بین الصحیحین للحمیدی یاتیہا فے الفرج وہو من عندہ بحسب ما فہمہ
ثم وقفت علی سلفہ فیہ وہو البرقانی فرایت فی نسخۃ الصغانی زاد البرقانی یعنی الفرج ولیس مطابقا لما فی نفس الروایۃ
عن ابن عمر لما سأذکرہ پہر آگے جاکر حضرت ابن عمر سے لکہا ہے فقال اتدرون فیما انزلت ہذہ الآیۃ قلت لا قال
نزلت فی اتیان النساء فی ادبارہن پہر لکہا ہے فذکرہ بلفظ یاتیہا فے الدبر پہر آگے جاکر لکہا ہے سنن ابوداود
سے حتے بلغ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ تعالے نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انے شئتم مقبلات
مدبرات ومستلقیات فے الفرج واخرج احمد والترمذی من وجہ آخر صحیح عن ابن عباس قال جاء عمر فقال
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلکت حولت رحلی البارحۃ فنزلت ہذہ الآیۃ نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انے
شئتم اقبل وادبر واتق الدبر والحیضۃ پہر لکہا ہے عن اسرائیل بن روح قال سئلت مالکا عن ذلک فقال
ما انتم قوم عرب ہل یکون الحرث الا موضع الزرع انتہے بقدر الحاجۃ اور علامہ عینی شرح بخاری میں لکہتے ہیں
قال یاتیہا فی) وہذہ الروایۃ یرویہا ابن جریر فی التفسیر عن ابی قلابۃ الرقاشی عن عبد الصمد بن عبد الوارث
حدثنی ابی فذکرہ بلفظ یاتیہا فی الدبر ووقع ہہنا فی روایۃ البخاری یاتیہا فی) وسکت عن مجرورہا
ولم یذکر فی ای شئ، وہکذا فی جمیع النسخ ولکن الحمیدی ذکر فے الجمع بین الصحیحین یاتیہا فے الفرج
وہذا قد بین مجرور کلمۃ فی ہو قولہ فے الفرج وقال بعضہم ہو من عندہ بحسب ما فہمہ ولیس مطابقا
لما فی نفس الامر وایدہ کلامہ بقولہ وقد قال ابوبکر بن العربی اورد البخاری ہذا الحدیث فی
التفسیر فقال یاتیہا فی وترک بیاضا انتہے قلت لا نسلم عدم المطابقۃ لما فی نفس الامر لان ما
فی نفس الامر عند من لا یری اباحۃ اتیان النساء فی ادبارہن ان یقدر بعد کلمۃ فی اما لفظ الفرج او القبل

پر بہتانات کے رو سے حلال کرنا محرمات قطعیہ کا لکھا ہے امام مالک علیہ الرحمۃ کے موطا سے حرمت لواطت
منکوحہ نقل کر کے بدمذہبوں کے افترے اور بہتان ظاہر کئے ہیں پھر بعد ازاں ایک آریہ کا فرنے مرزا قادیانی
کی کتاب کی رد میں امرتسر میں رسالہ تکذیب براہین احمدیہ چھپوایا تو اسمیں سند آیت نساؤکم حرث لکم فاتوحرثکم
انی شئتم کے جمیع اہل اسلام پر عموماً اور حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ پر خصوصاً طعن حلت لواطت منکوحہ درج
کیا ہے فقیر نے اسکے رد میں بضمن اظہار اسکے اور بہت سخت بہتانات کے افترا ہونا اس کا انہیں تفسیرن
اور کتابوں سے جسکا اسنے حوالہ دیا تھا بخوبی ظاہر کر دیا اور اہل ہنود کے اہل علم سے اسپر تصدیق
کرا دی کہ اسکے حوالے غلط ہیں اب وہی طعن رشید احمد کی ذریت یعنی خلیل احمد و مدرس دیوبند و امیر گولہ
وغیرہ نے اگلے علما کبار حرمین محترمین پر بقل رسالہ عقد الجید کے لگا دیئے اور جوب اپنا اور اپنی شرذمہ
قلیلہ کا دل خوش کیا اور یہہ نہ سمجھے کہ جھوٹی خوشی ماتم سے بھی بدتر ہوتی ہے ذرہ غور کر کے سنیئے کہ
اس نقل کی ایک دو باتونکا بہتان ہونا ثابت کر کے بطور مشتے نمونہ خروار منصفوں کو وقس علی ہذا کا
فقرہ یاد دلاتا ہوں مخفی نرہے کہ مسئلہ لواطت منکوحہ کی بابت عقد الجید مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۲ کے حاشیہ
پر لکھا ہے ومن نقلہا البخاری عن ابن عمر ومن نقلہا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہما انتہے مصححہ انتہے مر
حاشیہ صفحہ ۱۴) سو واضح ہو کہ یہہ بخاری پر بہتان ہے صحیح بخاری کی کتاب التفسیر باب فاتوحرثکم انی شئتم
میں درج ہے وعن عبد الصمد حدثنی ابی قال حدثنی ایوب عن نافع عن ابن عمر - فاتوحرثکم انی شئتم قال
یاتیہا فی انتہے سو جمیع نسخ بخاری میں فی کا مجرور ظاہر نہیں کیا اور کہیں بھی فے الدبر نہیں لکھا جس سے
بخاری کی طرف اسکو منسوب کیا جاتا اور محل اشتباہ یہہ ہے کہ بعض نے خیال کیا کہ بخاری نے مستکرہ
جانکر دبر کا لفظ ظاہر نہیں کیا - ہر چند اسمیں بھی اعتراض ہے کہ جو کسی کا مذہب ہو وہ اسکی بیان کو ہرگز مکروہ
نہیں جانتا معہذا یہہ خلاف تحقیق بھی ہے اور محقق یہہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مختلف ہیں کسی
میں فے الدبر کسیمیں فے الفرج کا لفظ ہے گو صحیح تر روایت ان سے فے الفرج کی ہے مگر امام بخاری پر ترجیح
ظاہر نہوئی اسلیئے فی کے مابعد بیاض چھوڑ دی کہ جو امر مرجح ہو گا ابن عمر کی روایت میں درج کیا جائیگا
اور چونکہ بخاری کا مذہب حرمت لواطت منکوحہ ہے جیسا کہ اسکی حدیث جابر جواخیر اسی باب کے در
نازل ہونے آیت نساؤکم حرث لکم الآیۃ یہود کے رد میں ثابت ہوتا ہے تو حمیدی نے کتاب الجمع
بین الصحیحین میں قال یاتیہا فے الفرج لکھدیا شارح عسقلانی نے جو اس امر پر اعتراض کیا ہے تو غنیمت

فی دبرہا والجامع بین المرأة وربیبتها والزانی بحلیلة جاره والموذی جاره حتی یلعنه انتهی بقدر الحاجة
جب ان منقولات معتبرہ سے بہتان عیب چینوں کا درباب حلت لواطت منکوحہ ظاہر ہوگیا اور نیز
بخوبی ثابت ہوا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے تو وہ محمول فی قبلہا عن دبرہا
ہے کیونکہ فاتو حرثکم موضع فرث کو بخوبی نکالا رہا ہے جسکا بیان فقیر نے رسالہ نصرۃ الابرار فی جواب
الاستبصار میں بقدر ضرورت لکھا ہے۔ تو اب بہتان ہونا جواز متعہ کا بھی باختصار اظہار ہوتا ہے
حقتعالی کا سورہ نساء میں فرمان ہے فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن تفسیر خازن میں لکھتے
ہیں اختلفوا فی معناه فقال الحسن والمجاهد اراد ما انتفعتم وتلذذتم بالجماع من النساء بنکاح صحیح لان اصل
الاستمتاع فی اللغة الانتفاع وکل ما انتفع به فهو متاع (فاتوهن اجورهن) یعنی مهورهن وانما سمی المهر
اجرا لانه بدل المنافع لیس بدل الاعیان کما سمی بدل منافع الدار والدابة اجرا وقال قوم المراد من
حکم الآیة هو نکاح المتعة وهو ان ینکح امرأة الی مدة معلومة بشیء معلوم فاذا انقضت تلک المدة بانت
منه بغیر طلاق وتستبرأ ولیس بینهما میراث وکان هذا فی ابتداء الاسلام ثم نهی رسول الله صلی الله علیه
وسلم عن المتعة فحرمها (م) عن سبرة بن معبد الجهنی انه کان مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا ایها الناس
انی کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من النساء وان الله قد حرم ذلک الی یوم القیمة فمن کان عنده منهن
شیء فلیخل سبیله ولا تاخذوا مما آتیتموهن شیئا والی هذا ذهب جمهور العلماء من الصحابة فمن بعدهم الی ان
نکاح المتعة حرام والآیة منسوخة واختلفوا فی ناسخها فقیل نسخت بالسنة وهی ما تقدم من حدیث سبرة الجهنی
(ق) عن علی ابن ابی طالب رضی الله عنه قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن متعة النساء یوم خیبر
وعن اکل لحوم الحمر الانسیة وهذا علی مذهب من یقول ان السنة تنسخ القرآن ومذهب الشافعی ان السنة
لا تنسخ القرآن فعلی هذا نقول ان ناسخ هذه الآیة قوله تعالی فی سورة المؤمنون والذین هم لفروجهم حافظون
الا علی ازواجهم او ما ملکت ایمانهم فانهم غیر ملومین والمنکوحة فی المتعة لیست بزوجة ولا ملک یمین واختلفت
الروایات عن ابن عباس فی المتعة فروی عنه ان الآیة محکمة وکان یرخص فی المتعة قال عمارة سألت ابن
عباس رضی الله عنهما عن المتعة اسفاح هی ام نکاح فقال لا سفاح ولا نکاح قلت فما هی قال متعة قال الله تعالی
فما استمتعتم به منهن قلت هل لها عدة قال حیضة قلت هل یتوارثان قال لا وروی ان الناس لما ذکروا
الاشعار فی فتیا ابن عباس بالمتعة قال قاتلهم الله انی ما افتیت باباحتها علی الاطلاق لکن قلت انما تحل للمضطر کما

اوموضع الحرث والظاہر من حال البخاری انہ لا یرے اباحۃ ذلک ولکن لما ورد فی حدیث ابی سعید
الخدری مایفہم من اباحۃ ذلک ووردت احادیث کثیرۃ فی منع ذلک تامل فی ذلک ولم یترجح
عندہ فی ذلک الوقت احد الامرین فترک بیاضا وبقی بعدہ مستمرا فجاء الحمیدی وقدر ذلک حیث
قال یاتیہا فے الفرج نظرا الی حال البخاری انہ لا یری خلافہ ولو کان الحمیدی علم من حال البخاری
انہ یبیح الاتیان فی ادبار النساء لم یقدر بہذا التقدیر بل کان یقدر یاتیہا فی دبرہا پھر آگے جاکر
لکھتے ہیں وقد اختلف عن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب والاصح عنہ المنع اور پھر اخیر حدیث جابر رضی اللہ
عنہ کے جسمیں یہود کے رد کے لیئے نازل ہونا اس آیت کا لکھا ہے ابو ذکریا سے نقل کرتے ہیں
کہ اتفاق ہے علما کا تحریم وطی دبر میں قال وقال اصحابنا لا یحل الوطی فے الدبر فی شی من الآدمیین
ولا غیرہم من الحیوانات علی حال من الاحوال انتہے بقدر الحاجۃ علامہ قسطلانی شرح بخاری میں
قال یاتیہا زوجہا فی بحذف المجرور کے ذیل میں لکھتے ہیں روے الخطیب عن مالک عن طریق اسرائیل
بن روح قال سئلت مالکا عن ذلک فقال ما انتم قوم عرب ہل یکون الحرث الا موضع الزرع لا تعد والفرج
قلت یا ابا عبد اللہ انہم یقولون انک تقول ذلک قال یکذبون علی یکذبون علی پھر لکھا ہے و
مذہب الشافعی وابی حنیفۃ وصاحبیہ واحمد والجمہور التحریم لورود النہی عن فعلہ وتعاطیہ ففی حدیث خزیمۃ
بن ثابت عند احمد نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یاتے الرجل امرأتہ فی دبرہا وحدیث ابن عباس
رضی اللہ تعالے عنہما عند الترمذی مرفوعا لا ینظر اللہ الی رجل اتے امرأتہ فی دبرہا وفی ہذا الباب
احادیث کثیرۃ یطول ذکرہا وحملوا ما ورد عن ابن عمر علے انہ یاتیہا فی قبلہا من دبرہا وقد روی النسائی
باسناد صحیح عن ابی النضر انہ قال لنافع انہ قد اکثر علیک القول انک تقول عن ابن عمر رضی اللہ عنہ انہ افتے
ان یوتے النساء فی ادبارہن قال کذبوا علی ولکن ساحدثکم کیف کان الامر ان ابن عمر عرض المصحف
یوما وانا عندہ حتے بلغ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انے شئتم فقال یا نافع ہل تعلم من امر ہذہ الآیۃ قلت
لا قال انا کنا معشر قریش نجبے النساء فلما دخلنا المدینۃ ونکحنا نساء الانصار اردنا منہن مثل ما کنا نرید
فاذا ہن قد کرہن ذلک وعظمنہ وکانت نساء الانصار قد اخذن بحال الیہود انما یوتین علی جنوبہن فانزل اللہ
تعالے نساءکم حرث لکم وقد روی ابو جعفر العزیلی عن ابی عبد الرحمن الحبلی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعا سبعۃ لا
ینظر ہم اللہ یوم القیمۃ ولا یزکیہم ویقول ادخلوا النار مع الداخلین الفاعل والمفعول وناکح یدہ وناکح البہیمۃ وناکح المرأۃ فی دبرہا

صلے اللہ علیہ وسلم وخلفاء راشدین وائمہ اہل بیت اطہار وجمیع بزرگوار چشتیوں کی تصویرات اور وہ
مخالف حلیہ کے درج کرکے اسکا پاس رکہنا اور دیکھنا داخل ثواب عظیم لکھا ہے جو چاروں مذہبوں میں
حرام ہے فقیر نے اسکا رد حرمین محترمین سے کرایا ہے اگر مرضی الٰہی ہوئی تو اُسے بہی اخیر میں تحریر
کردیا جائے گا۔ واللہ ہو الہادی۔ اب اسیقدر انکے بہتانات اور ہذیانات کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں
طوالت کا خوف نہوتا تو اس پچیلے ہذیان کی بخوبی تفصیل کرسُناتا مگر عاقل وہوشیار کے لیے اتنا ہی کافی
ہے۔ اللہ تعالےٰ اس تحریر کو جو صرف اعلاء کلمۃ اللہ تعالےٰ اور تائید شرع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیواسطے
ہے اس فقیر سے قبول فرماکر ہر کام میں مع اقربا و احبا خاتمہ بالخیر فرماوے اور حرمین محترمین کی برکتیں
شامل حال کرکے نہال اور مالا مال کرے وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین وصلے اللہ تعالےٰ علے
خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اللھم ارحمنا معہم برحمتک یا ارحم الراحمین۔ امین

تقریظ حضرت مولنا بالفضل والکمال اولٰنا حضرت مولوی رحمت اللہ صاحب

علیہ الرحمۃ بانئ حرمین شریفین مہاجر مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا وتعظیما بسم اللہ الرحمن الرحیم
۳۰۷ بعد حمد اور نعت کے کہتا ہے راجی رحمت رب المنان رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما الحنان کہ
مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تہا جو میرے نزدیک وہ اچھی نہیں۔
اعتبار نکرتا تہا کہ اُنہوں نے ایسا کہا ہوگا اور مولوی عبد السمیع صاحب کو جو اُن کو میرے سے رابطہ
شاگردی کا ہے جبتک مکہ معظمہ میں نہیں آئی تہی تحریراً منع کرتا تہا کہ اُسمیں مخالف نہوں اور علماء مدرسہ
دیوبند کو اپنا بزرگ سمجہو پر وہ مسکین کہانتک صبر کرتا تہا اور میرا اعتبار نکرنا کسطرح ممتد رہتا کہ حضرات علماء
مدرسہ دیوبند کی تحریرا اور تقریر بطریق تواتر مجہہ تک پہونچی کہ تمام افسوس سے کچہہ کہنا پڑا اور چند بنا
خلاف دیانت سمجہا گیا سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجہتا تہا پر میرے گمان کے
خلاف کچہہ اور ہی نکلے جسطرف آئے اُسطرف ایسا تعصب برتا کہ اُسمیں اُنکی تقریر اور تحریر دیکہنے سے
رونگٹا کہڑا ہوتا ہے۔ حضرت نے اول قلم اسپر اُٹہایا کہ جس مسجد میں ایکدفعہ جماعت ہوئی ہو اُسمیں دوسری جماعت
گو بغیر اذان اور تکبیر کے ہو اور دوسری جگہہ ہو جائز نہیں آپکا اور آپکے متبعین کا وہ حکم تو تہا
جو نجد یونکا وقت حکومت مکہ معظمہ کے تہا کہ جو جماعت اول میں حاضر نہو اسکو سزا دیتے تہے سو آپکا

تحل المیتة له وروی انه رجع عنه وقال تحریمها وروی عطاء الخراسانی عن ابن عباس فی قوله فما استمتعتم
به منهن انها صارت منسوخة بقوله یا ایها النبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن وروی سالم بن عبد الله
ابن عمر ابن الخطاب رضی الله عنه صعد المنبر فحمد الله واثنے علیه ثم قال ما بال اقوام ینکحون هذه المتعة وقد نهی
رسول الله صلے الله علیه وسلم عنها لا اجد رجلا نکحها الا رجمته بالحجارة وقال هدم المتعة النکاح والطلاق
والعدة والمیراث قال الشافعی لا اعلم فی الاسلام شیئا احل ثم حرم ثم احل ثم حرم غیر المتعة وقال ابو عبید المسلمون
الیوم مجمعون علے ان متعة النساء قد نسخت بالتحریم نسخها الکتاب والسنة هذا قول اهل العلم جمیعا من اهل الحجاز
والشام والعراق من اصحاب الاثر والرائی وانه لا رخصة فیها لمضطر ولا لغیره پھر صاحب خازن نے
تفسیر ابن جوزی سے قرآن کی آیت سے اسکا ثبوت اور حدیث سے اسکا نسخ تکلف نقل کرکے آیت کو نکاح
صحیح پر محمول لکھا ہے اور تفسیر طبری سے یوں نقل کیا ہے وقال ابن جریر الطبری اولے التاویلین
فی ذلک بالصواب تاویل من تاوله فما نکحتموه منهن فجامعتموهن فاتوهن اجورهن لقیام الحجة بتحریم الله
تعالے متعة النساء علے لسان رسول الله صلے الله علیه وسلم انتہے بلفظه اور تفسیر مدارک وغیرہ میں بھی
متعہ کی مراد کو آیت سے بلفظ قیل نقل کیا ہے اور حاشیہ جمل میں بھی متعہ کی مراد کو بلفظ قیل کے
روایت کرکے عبارت ضروری تفسیر خازن کی نقل کرکے پھر تفسیر قرطبی سے لکھا ہے وفی القرطبی
وقال ابن العربی واما متعة النساء فهی من غرائب الشریعة لانها ابیحت فی صدر الاسلام ثم حرمت یوم
خیبر ثم ابیحت فی غزوة اوطاس ثم حرمت بعد ذلک واستقر الامر علے التحریم ولیس لها اخت
فی الشریعة الا مسالة القبلة فان النسخ طرء علیها مرتین ثم استقرت اه انتہے تنویر الابصار ودر مختار
میں لکھتے ہیں وبطل نکاح متعة وموقت وان جهلت المدة او طالت فی الاصح اسپر صاحب رد المحتار
علے الدر المختار لکھتے ہیں ثم ذکر فی الفتح ادلة تحریم المتعة وانه کان فی حجة الوداع وکان تحریم تابید
لا خلاف فیه بین الائمة وعلماء الامصار الا طائفة من الشیعة ونسبة الجواز الی مالک کما وقع فی الهدایة
غلط انتہے بقدر الحاجة اب بخوبی ظاہر ہوگیا کہ نسبت جواز متعہ کی اہل مکہ کیطرف عیب چینوں کا بہتان
ہے صرف شیعہ کی ایک جماعت اسکے جواز کے قائل ہیں۔ اور مزامیر کی حلت بھی اہل مدینہ پر
بہتان ہے چاروں مذہبوں میں انکی حرمت منصوص ہے تمام دینی کتابوں میں یہہ مسئلہ موجود ہے
البتہ بعضے چشتیوں نے اسمیں غلو کیا ہے جیسا کہ ایک چشتی نے دہلی میں ایک رسالہ چھاپا ہے۔ جسمیں آنحضرت

اس وعظ کو شروع کرتا تھا اور دو پہر تک اس مجلس کو منعقد بناتا تھا [illegible]
دیکھنے اور ان رسوم اور بدعات کے کرنے سے رُکے رہتے تھے [illegible] کہ اس [illegible]
بنتے تھے جسمیں سے دو شیعوں کے اور اٹھاون سنت وجماعت کے سو اٹھاون میں سے [illegible]
میں اکتیس کم ہوگئے تھے ۔ دو برس کے بعد غدر ہو گیا اور میں ہندوستان سے [illegible]
کہ ایک برس اگر رہنا میرا اور ہوتا تو یہہ ستائیس جو اٹھاون میں سے باقی تھے یہہ بھی موقوف ہو جاتے [illegible]
یہہ کہ ہزار آدمیوں سے او نیچے کو بلا واسطہ اور ہزاروں مرد اور عورت اور بچیوں کو بواسطہ ان ہزار [illegible]
برائیے تعزیہ کی اور اُن بدعات کی معلوم ہو جاتی تہی پر شکر کرتا ہوں کہ حضرت رشید نے حضرت [illegible]
شہادت پر قلم اُٹھایا اور شہادت کے باطل کرنے پر لب کھولی پھر حضرت رشید نے جو لوگوں کے طرف [illegible]
کی تہی اُسپر بہی اکتفا نکر کے خود ذات حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم علے اخوانہ و آلہ و اصحابہ [illegible]
کی طرف توجہہ کی پہلے مولود کو کنہیا کا جنم اشٹمی ٹھہرایا اور اُسکے بیان کو حرام تبلایا اور [illegible]
کوی کیسے ذوق شوق اور بہت بڑا اسکر فرمایا اسپر اسکے تبلانے فرمانے سے لکہو کہا علماء صالحین [illegible]
معقول رب العلمین اُنکے نزدیک بُرے نغرلی ٹہر گئے پہر ذات نبوی میں اسپر بہی اکتفا نکر کے [illegible]
امکان ذاتی سے تجاوز کر کے چہہ خاتم النبیین بالفعل ثابت کر بیٹھے اور امکان ذاتی کے اعتبار [illegible]
کچھہ حد ہی نہی اور اُنکا مرتبہ کچھہ بڑے بہائی سے بڑہتی نہ رہا اور بڑی کوشش اسمیں کی [illegible]
علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے اور اسی عقیدے کے خلاف کو شرک فرمایا [illegible]
پر جو ذات اقدس نبوی کی طرف تہی اکتفا نکیا ذات اقدس الٰہی کیطرف بہی متوجہ [illegible]
باریتعالے کے حق میں دعوے کیا کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو [illegible]
بڑی وصف کمال کی فرمائی نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہراً [illegible]
میں بہت بُرا سمجھتا ہوں اور اپنے محبین کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید کے اور اُنکے چیلے [illegible]
کے ایسے ارشادات نہ سنیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھہ پر بہت کھلم کھلا تبرا ہوگا لیکن جب جمہور علماء
صالحین اور اولیائے کاملین اور رسول رب العلمین اور جناب باری جہان آفرین انکی زبان اور قلم
سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی ۔ قصبہ گنگوہ مدت ہائے دراز تک محل اولیاء کرام سلسلہ چشتیہ
صابریہ کا رہا اُن میں سے ایک ناپاک الہٰبخش نامی بعد مرنے کے خلق کے نزدیک ایسی روح بخش و ذی [illegible]

اور آپ کے متبعین کا ایسا حکم جاہلوں کے واسطے من و سلوے ہوگیا کہ سب مومنین خاصکر شدت گرمی
کے موسم میں عذر رہا تہہ لگ گیا کہ عذر کے سبب اب تو جماعت فوت ہوگئی ہے۔ دوسری جماعت
جائز نہین دکان اور گہر چہوڑ کر مسجد میں کسواسطے جاویں اور علمانے جو مخالف اُنکے لکہا کب
سنتے تہے اپنی ہٹ پر روز بروز بڑہتے تہے پہر ایک فاسق مردود کو جو اپنے کو حضرت عیسے کے برابر
سمجہتا تہا اور سب انبیاء بنی اسرائیل سے اپنے کو افضل گنتا تہا اور اپنے بیٹے کو درجۂ خدائی پر پہونچا
تہا عیسے اور موسے اور پیغمبر علیہم السلام کا کیا ذکر ہے اور اُسکے مُرید تو کُہلم کُہلا حضرت شیخ عبد القادر
جیلانی اور حضرت بہاء الدین نقشبند اور حضرت شہاب الدین سہروردی اور حضرت معین الدین چشتی قدس اللہ
تعالے اسرارہم کو کہ جنکے سلسلوں میں لکہو کہا صالحین اور ہزار ہا اولیاء مقبول رب العلمین گذرے
کافر اور گمراہ کنندہ بتلاتا تہا اور بمضمون این سلسلہ از طلائے ناب است وایں خانہ تمام آفتاب است
بڑا بہائی اس مردود کا دنیا کی کمائی کے لیئے اوریہی طریقہ برتتا ہے اور دوسرا چہوٹا بہائی اسکا
نامی جو ہڑوں اور بہنگیونکی پیغمبر یکا دعوے کرتا ہے اور اُنکے نزدیک بڑا مقبول پیغمبر ہے حضرت
رشید اس مردود کو مرد صالح کہتے تہے اور جو علماء اس مردود کے حق میں کچہہ کہتے تہے مولوی رشید
اپنی ہٹ سے نہیں ہٹتے تہے اور کہتے تہے مرد صالح ہے الحمد للہ کہ خدا تعالے نے اُسکو جہوٹا کیا اور
حق میں جو دعوے کرتا تہا اُسمیں بالکل ہی جہوٹا کیا۔ پہر حضرت مولوی رشید رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کی
متوجہہ ہوئے اور اُن کی شہادت کے بیان کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں گو کیسا ہی روایت صحیح
ہو منع فرمایا اور حالانکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے جناب مولانا اسحاق مرحوم تک عادت تہی
کے دن بادشاہ دہلی کے پاس جاکر روایات صحیحہ سے بیان حال شہادت کرتے تہے سو یہہ سب
مشائخ کرام واساتذۂ عظام میں ہیں سو آپ کے تشدد کے موافق ان مشائخ کرام واساتذۂ
کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے اور میرے نزدیک اگر روایات صحیحہ سے حال شہادت کا بیان
فائدہ سے خالی نہیں۔ مینے خود تجربہ کیا ہے کہ جب میں ہندوستان میں تہا۔ عاشورے کو
حال شہادت کا بیان کرتا تہا اُس مجلس میں کم سے کم ہوں تو ہزار آدمی سے زیادہ ہوتے
تہے اور اس بیان شہادت میں تعزیونکے بنانے کی بُرائی اور جو رسوم اور بدعات تعزیونکے
کیجاتی ہے اُنکی بُرائی بیان کرتا تہا اور اسمیں تین فائدے تہے اول یہہ کہ میں چہہ گہڑی دن

میں میم ہے اور اسمیں اشارہ ہے کہ یہہ تینوں آپس میں برابر ہیں اُس رندنے مکہ مدینہ کو کہن پور کے برابر بتلایا تہا حضرت مرچ بفحوائے ہر کہ آمد بران مزید کرد بڑا دیوبند کو مکہ مدینہ دونوں سے افضل ٹہیرا دیا کیوں نہو شاباش بڑا این کار از تو آید و مردان چنیں کنند بڑا اور دوسری بات یہہ ہے کہ براہین قاطعہ میں انوار ساطعہ کے جواب میں کوئی فقرہ نہوگا کہ اُسکے مصنف کو صراحۃ کلمات فحش سے یا دنکرتے ہوں اسپر مجہے دوسری نقل یاد آئی کہ جامع مسجد کے شہدی کہ رندی اور گالی گلوچ بکنے میں مشہور ہیں اُن میں سے ایک کی بیعت کا جو مینے حال سنا تو معلوم ہوا کہ اُسکے مرشد نے وقت بیعت لینے کے یہہ کہا تہا کہ سن بے جو تا کہیو گالی گلوچ بکیو پر کاف لام سے رکیو سنکے یہہ مضمون میری سمجہہ میں نہ آیا مینے اُنکے ایک معتبر سے پوچہا کہ اس قول کے کیا معنے ہیں کہا کاف سے مراد کسیکو کافر کہنا اور لام سے لعنت کرنا سبحان اللہ جامع مسجد کے شہدے کافر کہنے اور لعنتی کہنے کو ایسا بُرا سمجہیں اور براہین قاطعہ کے مصنف انوار ساطعہ کے مصنف کو مشرک اور کافر بتلاوین۔ بعض جگہہ بعض چیزوں میں مشہور ہیں جیسی میری بستی کرانا دس نانوتہ جسکے رہنے والے مولوی قاسم اور مولوی یعقوب وغیرہما تہے نحوست میں مشہور ہے کہ عوام صبح کو انکا نام بہی نہیں لیتے۔ کرانہ کو بیریوں والا شہر اور نانوتہ کو بہوتا شہر کہتے ہیں اور کرسی اور کاندہلہ اور انبیٹہہ جو حمق میں مشہور ہیں اور اِن بستیونکے اہالی میں کچہہ نہ کچہہ تاثر ہوتے ہیں۔ میری بستی کی تاثیر میری میں یہہ ہوئی کہ ایسا زمانہ نحوست دیکہا۔ اللہ تعالے مولوی خلیل احمد کو اُن کی بستی کے خواص سے بچاوے۔ اور حضرت مولوی غلام دستگیر صاحب کو انکی ردمیں جزائے خیر عطا فرماوے آمین ثم آمین

العبد محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفرلہما المنان ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۰۷ھ از مکہ معظمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عربی رسالہ جناب مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کا جواب میں براہین قاطعہ کے من اولہا الی آخرہا جناب مولوی رحمت اللہ صاحب نے سنا اور مینے سنایا سننے کے بعد آپنے اسکے مضامین کی تائید میں تقریظ مرقومہ بالا اپنی زبان فیض بیان سے فرمائی اور اسکے اخیر میں اپنی مہر کرائی۔ العبد حضرت نور مدرس اول مدرسہ ہندیہ مکیہ تحریر ۱۷ ماہ ذیقعد

اُردو رسالہ جو عربی رسالہ کا ضمیمہ ہے جواب میں براہین قاطعہ کے تصنیف جناب مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری من اولہا الی آخرہا جناب مولوی رحمت اللہ صاحب نے سنا

مشہور ہوا کہ صدہا کوس تک اُسکی ایذا سے خلق ڈرتی ہے کیا اوس روح بخش کے سبب ان اولیا کو
جو بحضرت ہوئے بُرا کہہ سکتا حاشا وکلا وہ تو اپنی زندگی بھر کے سبب بڑا اعتبار رکھتا تھا خوف یہ
ہے کہ اگر کوئی بڑا اعتبار والا حضرت گنگوہ میں نکل کھڑا ہو تو اُس سے کتنا خوف ہوگا اور جیسا مشکوۃ المصابیح
میں کتاب الامارہ میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے (نعوذ باللہ من راس السبعین وامارۃ
الصبیان) ہم پناہ مانگتے ہیں ابتداء ستر سے اور حکومت لڑکوں سے میں بھی اس زمانے کے حالات اور حضرت رشید اور اُنکے چیلے چانٹوں کی تحریر اور تقریر
سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو اسمقدمہ میں وہ کچھہ میرے اوپر تحریر کرینگے تین سبب سے اُسکے جواب کیطرف
التفات نکرونگا۔ اول یہہ کہ شدت کا ضعف ہے اور مجھہ میں طاقت ان چیزوں کی طرف توجہہ کی ہی
نہیں دوسری یہہ کہ اس امر میں توجہہ مصلحت زمانہ کے بالکل مخالف ہے۔ تیسری یہہ کہ اور بہت اللہ
کے بندے اُنکے مقابلہ پر کہڑے ہیں۔ باقی رہی اور دو بات ایک یہہ کہ فرماتے ہیں بموجب خواب کسی شخص
کے کہ علماء دیوبند کے علماء حرمین سے افضل ہیں سبحان اللہ چھوٹا منہ بڑی بات شیخ عبدالرحمن سراج نے
بیس برس منصب افتا پر قیام کیا اس بیس برس میں صغیر اور کبیر موافق مخالف اُنکے دیانت کے قائل
ہیں ان سے پہلے سید عبداللہ مرغنی جو مفتی تھے اُنکی دیانت امانت بھی ضرب المثل ہے اور اکثر علماء
صالحین یہان موجود ہیں گو بعض غیر صالحین بھی یہان موجود ہیں بعض کی خطا سے اکثر کے حق میں بدگمان
شان مسلم کی نہیں دوسری یہہ کہ فرماتے ہیں کہ مسجد الحرام میں ایک عالم نابینا سے مولود کا حال پوچھا گیا اُنہوں
نے کہا (بدعۃ وحرام) شاید وہ نابینا مولوی محمد انصاری سہارنپوری ہونگے جو تقیہ سے نام اونکا نہہ
لیا کہ اُن کو مکہ کا ہر صغیر وکبیر اہل علم سے بُرا کہتا ہے یا اور کوئی ایسا اندھا عقل اور بینائی کا ہوگا سبحان اللہ
خواب ایک مجہول شخص سے دیوبند کے علماء حرمین کے علما سے افضل ٹہریں اور ایک بینائی
کی کمی سے جو حقیقت میں وہ عقل کا بھی اندہا ہے مولود بدعت اور حرام ٹہر جائے۔ اسپر مجھے ایک نقل
یاد آئی کہ مداری فقیروں میں کہ اکثر اُن میں کے رند و بدمذہب ہوتے ہیں گو شاذ و نادر بعض اُنمیں
کے اچھے بھی ہوں ایک اپنے مرید کو کہتا تہا کہ بعد کچھہ خدمت کی تجھے ایک نکتہ فقیری کا بتاؤنگا بعد
مدت کے اُسنے خدمت کر کے جو وہ نکتہ پوچھا تو کہا کہ سُنولے۔ محمد مدار تینوں کے اول میں میم
اور اسمیں اشارہ ہے کہ تینوں کا درجہ ایک ہی رہا دوسرا نکتہ تجھے بعد اور کچھہ خدمت کے بتاؤنگا
بعد گزرنے مدت اور کرنے خدمت کے جو وہ دوسرا نکتہ پوچھا کہا کہ مکہ مدینہ مکھن پور تینوں میں اعلی

سے دریغ نہین بسر وچشم معترف ہوتے ہیں انتہے بحروفہ پہر اُسکے بعد اُسی صفحہ مین سطر ۱۶ میں ہے کہ جسکا دل
چاہے دیکھہ لیوے امتحان کرلیوے اور یہی قبولیت عند اللہ کا نشان ہے انتہے بحروفہ. سبحان اللہ یہہ
کیا ہی عمدہ پسندیدہ بات ہے پس اب سب کو اسکے موافق عمل کرنا چاہیئے کیونکہ جب کہ صحت خطا بلکہ
صحت خطیئات بافتاء علماء مفاقی مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و بتحریر ایشان حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما و
تشریفا کہ جنکو صاحب البراہین القاطعہ نے اپنی اس کتاب میں شیخ الہند و تمام علماء مکہ پر فائق و باقرار
علماء مکہ اعلم لکھا ہے ثابت کیئے گئے ہیں چنانچہ یہہ امر یعنی صحت خطیئات خوب دیکھنے والوں علی
رسالہ اور اُسکے ضمیمہ ورد جواب سوال درباب ثبوت امکان کذب جناب باری نعوذ باللہ منہ پر واضح
روشن ہے جو چاہے دیکھہ لیوے یہاں پر بطور نمونہ کے بعض خطاؤں کا ذکر کر دیتا ہے کہ خوب اچھی
طرح سے واضح ہو جائے کہ اسی طرح سے بہت سے شنیع واقع خطا ہے سو اب جاننا چاہیئے کہ جواب
اعتراض چہارم میں صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰ میں لکھا ہے درشان علم حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین علیہم
صلوات اللہ رب العالمین خیال کرنا چاہیئے کہ تہوڑے سے وقت میں دو چار گھنٹہ میں تمام معلومات کا
بیان کر دینا اور بعض صحابہ کا اُسکو یاد کر لینا ایسا امر ہے کہ جسکو بداہت عقل جائز نہیں سمجھتی اور اُسکو
کسی نے معجزہ پر بھی محمول نہیں کیا انتہے بحروفہ اور صفحہ ۱۱۱ میں یوں لکھا ہے کہ لازم آتا ہے کہ
بعض وہ صحابہ جنہوں نے اُن کو یاد رکھا تو وہ بھی عالم الغیب ہوں سو اب واضح ہو کہ یہہ بات محض
غلط ہے حضرت ابو زید یعنے عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالے عنہ کی حدیث جو کہ صحیح
مسلم میں ہے اسطرح ہے کہ صلے بنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتے حضرت الظہر
فنزل فصلے ثم صعد المنبر فخطبنا حتے حضرت العصر ثم نزل فصلے ثم صعد المنبر فخطبنا حتے غربت الشمس فاخبرنا
بما کان وبما ہو کائن فاعلمنا احفظنا اس حدیث شریف کو مشکوۃ المصابیح میں باب فی المعجزات کے فصل
ثالث میں بروایت مسلم ذکر کیا ہے مشکوۃ المصابیح مطبوعہ مطبع احمدی میں صفحہ ۵۲۵ میں موجود ہے جو
چاہے دیکھہ لیوے اور وہ ایک بات اور ضرور یاد رکھے اور وہ یہہ ہے کہ اسمیں ایک بڑی غلطی ہوگئی ہے
اور وہ یہہ ہے کہ اسمیں کسی نے اس روایت میں لکھہ دیا ہے فاخبرنا بما ہو کائن الے یوم القیمۃ اور حالانکہ یہہ
روایت صحیحہ موافق روایت مسلم کے یوں ہے فاخبرنا بما کان وبما ہو کائن ما کان کو نکال ڈالا الی یوم القیمۃ
اپنی طرف سے اس روایت میں بڑھا دیا ہے خوب ملاحظہ فرمانا چاہیئے کہ اس حذف و زیادہ میں کیسا تصرف

اور اس احقر نے سنایا اور بعد سننے کے اسکے مضامین کی تائید میں زبان فیض بیان سے یہ تقریظ
مرقوم بالا فرمائی اور اسکے اخیر میں اپنی مہر ثبت کرائی فقط

عبد السبحان

العبد عبد السبحان عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ ہندیہ واقعہ مکہ معظمہ بقلم خود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

امابعد واضح ہو کہ عربی رسالہ مزینہ بمواہیر مفاتی الحرمین الشریفین وغیرہم وضمیمہ اسکا جو کہ اردو میں ہے ور دجواب سوال در باب ثبوت امکان کذب باریتعالیٰ تعالے اللہ عن ذلک علواً کبیرا مصنفہ مولانا علامہ عمدۃ المحققین وزبدۃ المدققین جناب حاجی مولانا مولوی غلام دستگیر سلمہ اللہ الرب القدیر حضرت جناب مولانا ومقتدانا مولوی رحمت اللہ صاحب نے متع المسلمین بطول بقائہ کہ جنکو حضرت سلطان روم وفقنا ووفقہ اللہ لما یحب ویرضی نے بتجویز جناب شیخ الاسلام ومفتی الانام اعلم العلماء المتبحرین افضل الفضلاء المتورعین ینبوع الفضل والیقین عریانی زادہ احمد اسعد افندی ادام اللہ فضائلہ کے خطاب پایہ حرمین شریفین عطا فرمایا ہے اور اپنے فرمان شاہی میں مولانا موصوف کو مخاطب بالقاب اقضی قضاۃ المسلمین واولے ولاۃ الموحدین معدن الفضل والیقین رافع اعلام الشریعۃ والدین وارث علوم الانبیاء والمرسلین کیا ہے اول سے آخر تک سب بالکل خوب سنا اور یہ تقریظ اسکے اخیر میں لکھوائی اور اپنی خاص مہر سے انکو مزین فرمایا یہ امر ایسا یہاں مشہور ہے کہ خاص وعام اس سے واقف ہیں اور چونکہ صاحب البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ نے خود اس (یعنی بمکہ معظمہ ۱۲) اپنی کتاب کے صفحہ ۸ اسطر ۲ میں درباب جناب مولینا مولوی رحمت اللہ صاحب کو شیخ الہند مولوی رحمت اللہ لکھا ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۷۶ میں سطر اول کے آخر میں مع دوسری سطر کے یوں لکھا ہے اور اس آخر وقت میں جناب مولوی رحمت اللہ صاحب تمام علمائے مکہ پر فائق اور باقرار علماء مکہ اعلم ہیں لہذا اب یہ تقریظ حضرت مولانا صاحب موصوف کی کافی ہے کسی اور کی اب کچھ لکھنے کی حاجت نہیں اور جو اوسی کتاب البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ میں صفحہ ۱۷ سطر ۱۵ میں لکھا ہے درباب مدح علماء دیوبند کہ جو انکو کوئی متنبہ کسی خطا پر کردیوے تو بشرط صحت کو قبول

در باب مدح رسالہ براہین لکھاہے عمل کریں اور وہ بات بعینہ یہ ہے الحاصل رسالہ براہین قاطعہ
بحمد اللہ تعالیٰ حسب تصریح و تصدیق علماء ربانیین اُن مسائل حقہ سے جو موافق دلیل شرعیہ کے ثابت
ہیں مالامال ہے اور اُنکا منکر مستوجب خسران و نکال ہے جسقدر اوسپر اعتراضات ہوتے ہیں مبنی
اُنکا محض جہل یا تعصب اور ضدیت ہے لہٰذا بجز دفعہ اور باوجود اظہار خطاؤں صریحہ کے اُسی پر اڑی
رہیں تو ایسے لوگوں سے چاہیئے کہ کوئی علم دین حاصل نکرے کیونکہ حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا ہے کہ ہذا الحدیث دین فانظروا عمن تاخذون دینکم یہ بات
بڑے فائدہ کے آخر شمائل ترمذی میں موجود ہے اور اکثر روایات ان ہذا العلم دین ہے اور حدیث شریف
مرفوع میں بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وارد ہے العلم دین والصلوۃ دین فانظروا عمن
تاخذون ہذا العلم وکیف تصلون ہذہ الصلوۃ فانکم تسئلون یوم القیمۃ واللہ اعلم بالصواب وعندہ
ام الکتاب حررہ العبد الضعیف الملتجی بحرم ربہ الہادی القوی الباری عبد اللہ السندی المتعلوی
المشہور بالمشاری عفی عنہ شاگرد و مرید حضرت شیخ المشائخ مولانا الحاج الحافظ محمد عبد الحق صاحب
الہ آبادی مہاجر حرمین محترمین زادہما اللہ تعالیٰ حرمۃ وعزۃ

الحافظ عبد اللہ المشاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ازال ظلمات الاوہام بسواطع الادلۃ۔ وابرز دقائق المشکلات علی السنۃ جہابذۃ
الاجلۃ۔ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ شہادۃ تکون بنصر الحق وابطال الباطل مہلۃ۔ و
اشہد ان سیدنا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم عبدہ ورسولہ المبعوث الی کافۃ الناس بخیر ملۃ۔ صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ واصحابہ صلوۃ وسلاما دائمین متلازمین علی تعاقب الاہلۃ۔ اما بعد فقد تاملت فی ہذہ الرسالۃ وضمیمتہا
والجواب التفصیلی للاعتراضات السبعۃ الذی حررہ المولوی خلیل احمد بیدہ وکتب فی آخرہ حررہ خلیل
احمد سلخ شوال سنۃ ۱۳۰۶ مطابق ۱۲ جون سنۃ ۱۸۸۹ء یوم جمعہ مقام بہاولپور فرایتہا افادہ العلامۃ البحر
الطمطام۔ المقوال المفضال المنعام۔ النحریر البحر الہمام۔ الاریب اللبیب القمقام۔ ذو الشرف
والمجد القدام الذکی الکرام۔ مولانا المولوی الحاج غلام دستگیر سلمہ الرب القدیر فی ہذہ الرسالۃ
وضمیمتہا وما کتبہ بقایا العظام والعلماء الاعلام فی تقریظہا ہو الصواب۔ الموافق للحق بلا شک ولا

ہوا ہے تنقیص علم کی واسطے نعوذ باللہ منہ اور وہ صحیح ہو کہ اس حدیث شریف کو علامہ جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبرے میں ذکر المعجزات فیما اخبر بہ من الکوائن بعدہ فوقع کما اخبر میں ذکر فرمایا ہے جو چاہے دیکھ لیوے اور اسی ذکر میں یہہ حدیث شریف بھی ذکر فرمائی ہے واخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا وانا انظر الیہ والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ہذا الحدیث سو المختصر صاحب براہین کا یہہ لکھنا کہ اسکو کسی نے معجزہ پر محمول نہیں کیا غلط ہوا یہہ بلا شک و شبہ آنحضرت سرور عالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلے جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وآلہم اجمعین کے معجزات میں سے ہے اور بعض صحابہ کا اسکو یا ذکر لینا کرامات سے ہے کرامات الاولیاء حق یہہ تو عقائد کے مسئلہ مشہورہ میں سے ہے۔ اور جاننا چاہیئے کہ جواب سوال پنجم میں صفحہ ۱۲ میں ہے دربیان راوی بشر بن رافع اور انکے شیخ عبد اللہ بن سلیمان جن راویوں کی تضعیف جناب نے بیان کی ہے وہ تضعیف متفق علیہ نہیں ابن حبان نے توثیق کی ہے انتہے بحروفہ سو اب معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ بات صریح خطا ہے کیونکہ میزان الاعتدال فی نقد الرجال مطبوع لکہنوی کے صفحہ ۱۴۷ میں لکہا ہے شان بشر بن رافع میں اسطرحپر قال ابن حبان یروی (اے بشر ابن رافع) اشیاء موضوعۃ کانہ المعتمد لہا انتہے بحروفہ یعنے کہا ابن حبان نے کہ روایت کرتا ہے وہ بشر ابن رافع کی کہاں کی ہے حضرت جناب مولانا علامہ مولوی غلام دستگیر صاحب ادام اللہ فیضہ وشکر سعیہ نے تقریب التہذیب سے بنشان صفحہ تضعیف بیان فرمائی تہی مولوی خلیل احمد صاحب نے اسکے رد میں تحریر فرمایا کہ وہ تضعیف متفق علیہ نہیں ہے ابن حبان نے توثیق کی ہے تو یہہ بات توثیق کی بہ نسبت بشر بن رافع کی محض غلط ہے صریح خطا ہے اب اس خطا کی صحت ثابت ہوئی سو اب ضرور چاہیے کہ موافق اپنے اس لکہنے کے ان اپنی خطاؤں کو قبول سے دریغ نہ فرماویں بسر وچشم معترف ہوں تاکہ یہہ خلاف آپس کا کہ جسے مخالف دین متین خوشی و ہنسی کرتے ہیں اٹھہ جاوے رفع دفع ہو جاوے اور اگر مبادا خیر مبدل بشر ہو تو اسکا حال اور اسکی وجہ صحیح حدیث شریف میں موجود ہے قصہ اسکا مشہور ہے محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین خوب اس سے واقف ہیں اور چونکہ وارد ہے الدین النصیحۃ اسلیئے ایک بات بڑی خیر خواہی کے لکہتا ہے خوب معلوم رہے اور وہ یہہ ہے کہ اگر مخالف اپنے اس لکہنے کے اپنے خطاؤں کے قبول سے دریغ کریں بسر وچشم معترف نہوں بلکہ اپنی اس بات پہ جو کہ آخر جواب اعتراض ہفتم کے صاحب البراہین القاطعہ نے

٣١٧

والسنة واجماع الامة تعالى الله عما يقول الظلمون علوا كبيرا انهم اعتقاد اهل الايمان ان ما قال الله تعالى في القرآن في حق فرعون وهامان وابي لهب انهم جهنميون فهو حكم قطعي لا يفعل خلافه ابدا لكنه تعالى قادر على ان يدخلهم الجنة وليس بعاجز عن ذلك ولا يفعل هذا مع اختياره قال تعالى ولو شئنا لآتينا كل نفس هديها ولكن حق القول مني لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين فتبين من هذه الآية انه تعالى لو شاء لجعل كلهم مومنين ولكنه لا يخالف ما قال وكل ذلك بالاختيار لا بالاضطرار وهو فاعل مختار فعال لما يريد هذا عقيدة جميع علماء الامة قال البيضاوي تحت تفسير قوله تعالى ان تغفر لهم الخ وعدم غفران الشرك مقتضى الوعيد فلا امتناع فيه لذاته والله اعلم بالصواب۔ **کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوهی۔**

الحمد لمن هو به حقيق ومنه استمد العون والتوفيق ما اجاب به العلامة رشيد احمد المذكور هو الحق الذي لا محيص عنه لان الكذب نقص وكل نقص مستحيل عليه تعالى فالكذب مستحيل عليه تعالى ومعتقد اتصافه بالكذب كافر قطعا الا لعنة الله على الكافرين وفي الفتاوى الهندية عن البحر يكفر اذا وصف الله تعالى بما لا يليق به او سخر باسم من اسمائه او بامر من اوامره او انكر وعده او وعيده او جعل له شريكا او ولدا او زوجة او نسبه الى الجهل او النقص الخ والكفر بتكذيب محمد صلى الله عليه وسلم في شيء مما جاء به من الدين ضرورة وقد جاء صلى الله عليه وسلم بقوله جل وعلا ومن اصدق من الله قيلا وبقوله ومن اصدق من الله حديثا اي لا احد اصدق من الله قولا وفي نسبة الكذب الى الله جل شانه تكذيب له عليه الصلوة والسلام فيما جاء به ضرورة وفي شيخ زاده في شرح تفسير قوله تعالى ولو شئنا لآتينا كل نفس هديها الخ روي عن الحسن انه قال خطبنا ابو هريرة رضي الله عنه على منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ليعتذرن الله تعالى الى آدم على نبينا وعليه الصلوة والسلام ثلث معاذير يقول الله تعالى يا آدم لولا اني لعنت الكذابين وابغضت الكذب والخلف واعذبهم لرحمت اليوم ولدك اجمعين من شدة ما اعددت لهم من العذاب الحديث وفي هذا القدر كفاية لمن حلت قلبه الهداية والله الهادي الى سواء السبيل لا رب غيره ولا خير الا خيره وصلى الله على النبي وعلى آله وصحبه وسلم۔ امر برقمه خادم الشريعة راجي اللطف الخفي محمد صالح ابن المرحوم صديق كمال الحنفي مفتي مكة المكرمة حالا كان الله لهما حامدا ومصليا ومسلما۔

اس فتوی کو دیکھکر فقیر نے مغفرت کفار کی امکان کے رو میں چند صفحہ کی تحریر مرتب کر کے حضرت مولانا صاحب پایہ حرمین شریفین کچھ مدت میں پیش کی جسپر انہوں نے یہ تقریظ لکھی الی قد جاء فیما افاد فلقد
بیشک ... بیان کیا ...

دیدہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ (مہر: محمد رحمت اللہ ١٢٥٣) چونکہ اس تحریر کو وہ رسالہ عربیہ میں ہو تو تھی اسلیے اسکا اندراج ضروری نجانا کر وہ تحریر کتنا
دیدہ ہے اسکی خوبی کو خدا جانتا ہے

ارتیاب فیجب ان یکون المرجع عند الاشتباہ الیہ والمعول علیہ ووجدت ترجمۃ عبارات البراہین والجواب التفصیلی بالعربیۃ موافقۃ لما فیہما فجزیٰ اللہ مولانا الجزاء التام واسبغ علیہ نعمہ غایۃ الانعام واطال طیلتہ طول الدہر المستدام۔ بارغد عیش لا یسام فیہ ولا یسام۔ بحق صندید المرسلین سید الانام علیہ وعلی آلہ الکرام وصحابتہ الفخام ازکی صلوٰۃ اللہ واطیب السلام۔ حررہ العبد الضعیف الملتجی بحرم ربہ القوی المتین الصمد الاحد امام الدین احمد غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ شاگرد ومرید حضرت شیخ المشائخ مولانا الحاج الحافظ محمد عبد الحق صاحب الہ آبادی مہاجر حرمین محترمین زادہما اللہ تعالیٰ حرمۃ وشرفا

احمد عفی عنہ امام الدین ۱۲۹۹

فقیر کان اللہ لہ چار مہینہ تک مکہ معظمہ میں رہا اور یہہ رسالہ شریفہ بہی تصدیق علماء کبار سے مکمل ہوا تب بعد ادائے حج کے فقیر اخیر ذیحجہ میں مدینہ منورہ کو روانہ ہوا تیسری منزل اثناء راہ میں بعالم رویا دیکہتا ہوں کہ مدینہ منورہ پہونچ گیا ہوں اور ایک شخص گندم گون نے دو میٹہی روٹی دیکر کہا کہ یہہ تیرے لیئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بہیجی ہیں فقیر نے چند لقمہ اسکے کہائے اور حفظ وافر اٹہا یا اور جسے دریافت ہوا کہ یہہ جلد رخصت کا نشان ہے چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ جو ارادہ تہا کہ دو ماہ تک مدینہ منورہ میں قیام کرونگا سو بعد ایک جمعہ کے بسبب ممانعت رہائش کے کہ قافلہ میں مرض وبا تہی قافلہ واپس مکہ معظمہ ہوا۔ فقیر مکہ معظمہ میں جب واپس آیا تو حضرت مولانا صاحب بانی حرمین شریفین سے دریافت ہوا کہ مولوی رشید احمد صاحب نے ایک فتوے امتناع کذب باریتعالےٰ بہیجا ہے جسکے اخیر میں درج ہے کہ حقتعالیٰ مغفرت کفار پر قادر ہے اور یہہ عقیدہ جمیع علماء اہل سنت کا ہے الخ ہمنے تو اسپر تصدیق نہیں کی کہ اس وہوکہ سے وہ اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں مگر سنا گیا ہے کہ مفتی صاحب حنفی مکہ معظمہ سے انکے بعضے دوستوں نے اس فتوے پر کچہہ لکہوالیا ہے اسکا حال معلوم کرنا لازم ہے تب فقیر نے مفتی صاحب موصوف کو دریافت کیا تو انہوں نے یہہ فتوے اور اپنی تصدیق دکہلائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سئل فی ان اللہ تعالیٰ ہل یتصف بصفۃ الکذب ام لا ومن یعتقد انہ یکذب کیف حکمہ افتونا ماجورین۔

الجواب ان اللہ تعالیٰ منزہ من ان یتصف بصفۃ الکذب ولیست فی کلامہ شائبۃ الکذب ابدا کما قال ومن اصدق من اللہ قیلا ومن یعتقد او یتفوہ بانہ تعالیٰ یکذب فہو کافر وملعون قطعاً ومخالف الکتاب

۳۲

ومنکرات سے خالی ہوں اور تشبہ بھی مقصود نہوا اور انکی سند شرعاً بھی موجود ہو انکے بارہ میں ایسا لکہنا سخت بیجا ہے اللہ
تعالی توفیق ادب رفیق فرماوے۔ علمائے دین متین خصوص مفتیان حرمین شریفین زادہما اللہ تعالے شرفاً وتعظیماً
کے شکوے ومعائب تحریر کرکے چہپوانے سے تشہیر کرنی نہایت مخالفت شرع ازہر ہے۔ کسی ایک عام شخص کے امر المعروف
اور نہی عن المنکر میں بھی خلوت میں سمجہانا ماموریہ ہے جیسا کہ دینی کتابوں میں بسط مناسب کے ساتہہ مسطور ہے۔
اللہ تعالے مخالف شرع کاموں سے سچی توبہ نصیب کرے آمین۔ بقلم محمد ابو عبد الرحمن فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ
در مکہ معظمہ شریف ۸ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ۔ حضرت حاجی صاحب موصوف نے اس تحریر کو ملاحظہ فرماکر حضرت مولانا بالفضل
والکمال اولنا الحاج الحافظ محمد عبد الحق صاحب کیخدمت میں بہیجا تو انہوں نے اسپر یہہ لکہا۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً
ماکتب فی ہذا القرطاس صحیح لاریب فیہ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ اتم حررہ محمد عبد الحق عفی عنہ (محمد عبد الحق ۱۲) پہر حضرت
حاجی صاحب نے یہہ تحریر فرمائی۔ تحریر بالا صحیح اور درست ہے مطابق اعتقاد فقیر کے ہے اللہ تعالی اسکے کاتب کو جزا خیر
دے شعر ؎ سبب کر عزیمہا موصول نیست ٭ قدرت از عزل سبب معزول نیست ٭ (مہر) الجواب صحیح
ہاسنت کاکتب میں مسطور ہے واللہ اعلم حررہ المفتقر الی امداد اللہ التھوی
محمد انوار اللہ
حمزۃ النقوی عنہ
نور الدین عفی عنہ (نور الدین) حامداً و ـــــ ـ ـ ـ ـ

حضرت مولانا ومولی الکل حامی دین متین سید الرسل صلے اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا الحاج المہاجر رحمہ اللہ مولانا احمد
رحمت اللہ عافاہ اللہ جو مخاطب بخطاب پایہ حرمین شریفین ہیں زادہما اللہ تعالے عزۃً وشرافۃً کے مفتیان اربعہ مذاہب
مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کی تصحیح وتعریف وتقریظ سے مزین ہوا اور اب ابتدا ربیع اول ۱۳۱۲ھ میں جناب حاجی صاحب
پیشوائے سالکان شریعت وطریقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکہ معظمہ نے بھی اس رسالہ کی ملخص تحریر
پر اپنے دستخط خاص سے تصدیق تسطیر فرمائی اور اسکے مؤلف صاحب کے حق میں امداد دعا لکہکر اپنی مہر شریف اسپر ثبت
کی ایسے جلسہ میں جہاں اکثر مولویصاحبان ودیگر طالبان طریق خدا دانی منتسبان سلسلہ عالیہ حاضر تہے چنانچہ آپ کی
تقریظ اور مہر کے نیچے مولانا مولوی انوار اللہ صاحب جو مشاہیر علماء ریاست حیدر آباد دو استاذ نظام ریاست موصوف ہیں
اور نیز مولانا مولوی سید حمزہ صاحب وغیرہما مریدان حضرت حاجی صاحب موصوف وممدوح نے اپنی تصحیحات ومواہیر درج
کیں الحق یعلو ولا یعلی کا مضمون خوب ظاہر ہوا اب غالب امید ہے کہ مولوی رشید احمد وخلیل احمد صاحبان مع دیگر اپنے ہم مشربوں
اور مریدین کے اپنی خطاؤں سے باز آئینگے اور ہٹ دہرمی نفرماوینگے کیونکہ انکے خطا حضرت مولانا صاحب پایہ حرمین شریفین کی تنہا ...

ولم تتعلق بہ مع انہ لیس من وظیفتہا الا الممکن اہ بحروفہ اور امکان کذب باریتعالی کے اعتقاد کو امام رازی نے تفسیر کبیر میں قریب بکفر لکھا ہے۔ بشریت وغیرہ میں سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے جملہ بنی آدم کو مساوی جاننا محققین کی تصریح کے خلاف ہے تفسیر کبیر میں آیت ان اللہ اصطفے آدم ونوحا الآیۃ کے نیچے امام حلیمی علیہ الرحمۃ کی کتاب کے حوالہ سے لکھا ہے فے المنہاج ان الانبیاء علیہم السلام لا بد وان یکونوا مخالفین لغیرہم فی القوے الجسمانیۃ والروحانیۃ تا قولہ ہے واعلم ان تمام الکلام فی ہذا الباب ان النفس القدسیۃ النبویۃ مخالفۃ بماہیتہا لسائر النفوس انتہے ملخصاً اور تفسیر ابو السعود وغیرہ میں ایسا ہی مذکور ہے اور تفسیر نیشاپوری میں آیت اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کے نیچے بھی یہی تحقیق مسطور ہے اور بیضاوی وغیرہ میں بھی ایسا ہی تحریر ہے اور آیت قل انما انا بشر مثلکم کو مفسرین نے تواضع پر حمل کیا ہے جیسا کہ تفسیر کبیر اور نیشاپوری اور معالم التنزیل اور خازن وغیرہا میں موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔ شیطان لعین کی وسعت علم اور احاطہ زمین کو نصوص قطعیہ سے ثابت جاننا اور عالم علوم الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وعترتہ اجمعین کی وسعت علم کو بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کہنا اور اسکو شرک سے تعبیر کرنا اور آپکے علم شریف کو معاذ اللہ شیطان کے علم سے کم لکھدینا یہ آپکی سخت توہین ہے کیونکہ شرعاً ثابت ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلم مخلوقات ہیں تفسیر نیشاپوری میں آیت فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ کے نیچے لکھا ہے والظاہر انہا اسرار وحقائق ومعارف لا یعلمہا الا اللہ ورسولہ انتہی تفسیر کبیر میں ہے معناہ اوحی اللہ تعالی الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما اوحی الیہ للتفخیم والتعظیم انتہے اور ایسا ہی اکثر تفاسیر میں لکھا ہے اور آیت وعلمک ما لم تکن تعلم کے نیچے تفسیر مدارک وخازن وغیرہا میں ہے وعلمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب اہ۔ اور حدیث مسلم میں بروایت عمرو ابن اخطب رضی اللہ عنہ وارد ہے فاخبرنا بما کان وبما ہو کائن اور مواہب لدنیہ میں ہے اخرج الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ہذا اور اس حدیث کو امام سیوطی نے خصائص کبرے میں بھی نقل کیا ہے پس بشہادت قرآن وحدیث اکابر علماء اہل سنت نے تصریح کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان وما یکون کا حاصل ہے۔ جیسا کہ قاضی عیاض نے شفا میں اور علامہ قاری نے اسکی شرح میں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ وغیرہ میں اسپر تصریح کی ہے۔ مجلس مولود شریف مروجہ عرب وعجم کو کنہیا کے جنم سے مشابہت دینی اور بدعت سیئہ وحرام کہنا اور اس مجلس کے قیام کو جو بنظر تعظیم ذکر خیر ورعایت ادب کے مستحسن جانا گیا ہے حرام بلکہ شرک وکفر لکھدینا اور فاتحہ ارواح اولیاء وصلحاء وسائر مومنین کو برہمنوں کے اسلوک شیہنے سے مشابہ کہنا سخت قبیح کلمات ہیں جو امور خیر صدہا سال سے خواص اہل اسلام میں جاری ہوں اور بدعات

يكون لهما في زمان قبل الوفات لحية طويلة وكتصوير ثلاثة من ائمة اهل البيت راكبين على الافراس فهل يجوز
في الشرع الشريف نقش التصاوير ذوي الروح وتجوز زيارتها ظانا او زاعما منها زيارة صاحبها ويحصل بهذا العمل الفيض
العام ام يحرم هذا الفعل ويأثم بزيارتها الانام وفي نقش الصورة على خلاف الحلية يلزم توهين صاحبها ام لا افتونا
ماجورين حتى يظهر الحق وتطمئن طبائع المسلمين وتلك الرسالة مع هذا الاستفتاء مرسلة لملاحظتكم سلمكم الله والسلام
فقط۔ الحمد لمن هو به حقيق ومنه استمد العون والتوفيق لا يجوز في الشرع الشريف نقش التصاوير ذوي الارواح ولا تجوز
زيارتها ظانا او زاعما منها زيارة صاحبها ولا يحصل بهذا العمل الفيض العام ويحرم هذا الفعل ويأثم بزيارتها الانام
قال العلامة السيد احمد الطحطاوي رحمة الله عليه في حاشيته على الدر المختار وظاهر كلام النووي في شرح مسلم الاجماع على
حرمة تصوير صورة حيوان وهو من الكبائر لانه متوعد عليه بوعيد شديد وهو ما في الصحيحين عنه صلى الله عليه وسلم اشد الناس
عذابا يوم القيمة المصورون يقال لهم احيوا ما خلقتم ثم قال وسواء صنعه لما يمتهن او لغيره فصنعته حرام بكل حال
لان فيه مضاهاة لخلق الله تعالى وسواء كان في ثوب او بساط او درهم او دينار او فلس او اناء او حائط او
غيرها انتهى واخرج الشيخان عن عائشة رضي الله
رسول الله صلى الله عليه وسلم قام على الباب فلم يدخل
الى الله والى رسوله ماذا اذنبت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بال هذه النمرقة قالت قلت اشتريتها لك لتقعد عليها و
توسدها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اصحاب هذه الصور يعذبون يوم القيمة يقال لهم احيوا ما خلقتم وقال ان البيت الذي
فيه الصورة لا تدخل الملائكة واخرجا ايضا عنها رضي الله تعالى عنها انها كانت قد اتخذت على سهوة لها سترا فيه تماثيل فهتكه
النبي صلى الله عليه وسلم واخرج البخاري عنها رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يكن يترك في بيته شيئا فيه
تصاليب اي تصاوير الا نقضه اي ازال ذلك الشيء او قطعه واخرج مسلم عن ابي الهياج الاسدي قال قال علي الا
ابعثك على ما بعثني عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لا تدع تمثالا اي صورة الا طمسته اي محوته وفيه التوهين
والاهانة لصاحب الشريعة سلطان الانبياء والمرسلين عليه وعلى آله وصحبه وعلى جميع الانبياء والمرسلين وآلهم
وصحبهم اجمعين بسبب عدم الانقياد لامره صلى الله عليه وسلم ففي التيسير شرح الجامع الصغير فسر الاكرام
في حديث صحيح السلطان ظل الله في الارض فمن اكرمه اكرمه الله ومن اهانه اهانه الله بالتوقير والامتثال
للاوامر وفسر الاهانة الواردة فيه بضد ذلك وكذلك فسر في السراج المنير شرح الجامع الصغير في حديث البشير
النذير وفي مرقاة المفاتيح لمشكوة المصابيح لملا علي القاري عليه رحمة الله الباري من اهان سلطان الله في الارض

صادق ہے جنکی حقانیت وتبحر علم وفضل کا انکو خود اقرار ہے جیسا کہ بجا ہائے متعددہ براہین قاطعہ میں اسکا اشتہار ہے اور نیز انکو پیر ومرشد جناب حاجی صاحب موصوف وممدوح کی ارشاد سے ثابت ہوگئے ہیں اور کوئی شک شبہ مردود ہونی عقائد امکان کذب باریتعالے وامکان نظیر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم وتصریح قلت علم سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم شیطان لعین کے علم سے معاذ اللہ وغیر ذلک من الہفوات میں نہیں رہا ہے اللہ تعالی توفیق اشتہار توبہ نصوح رفیق فرماوے اور ناحقہ فساد کو رفع دفع کرے آمین یارب العلمین محررہ ۷ اربیع الاول ۱۳۰۸ھ از مکہ معظمہ مدرسہ صولتیہ

العبد محمد سعید عفی عنہ۔ (مطیع محمد سعید) (ابو معظم سید اعظم حسین عفی اللہ عنہ) عصمت علی (عصمت علی ۱۳۰۶)

الحمد للہ تعالے حمداً کثیراً کہ مدینہ منورہ کی زیارت بابشارت کے بعد جو دو مہینہ سے کچھ زائد مکہ معظمہ میں رہائش ہوئی تو اس مبارک سالہ کی بخوبی تکمیل ہوگئی اور شمول عرس حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی سعادت اور مکہ معظمہ کی مجلس مولود شریف کے اشتمال کی برکت حاصل ہوئی ایک ہفتہ کم ایک سال کے بعد وطن میں آنیکا اتفاق ہوا اللہم ارزقنا العود الی الحرمین المحترمین مع الامن والامان والسلامۃ والاسلام آمین یا ذا الجلال والاکرام ۔ ۔ منشی عبد اللطیف دہلوی

فیہا تصویر الرسول الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وتصاویر الخلفاء الراشدین وجمیع ائمۃ اہل بیت الطاہرین رضی اللہ عنہم اجمعین وتصاویر الائمۃ الاربعۃ من المجتہدین وسائر المشائخ الچشتیۃ رحمہم ارحم الراحمین وطبع تلک الرسالۃ فی مطبع دہلی من بلاد الہند واشتہرہا بین الانام وقال فی آخرہا بعد تحریر تصویر نفسہ انی جمعت ہذہ التصاویر القدیمۃ وبینت مختصر ترجمۃ کل واحد منہا لتحصیل الانام الفیض العام من زیارۃ ہؤلاء الکرام طبعتہا وبفضل اللہ تعالے قد تمت ہذہ الجمعۃ فی تصاویر المشائخ الچشتیہ وشرعت فی طبع الحصص السبع الباقیۃ فی تصویرات المشائخ العظام فان بقیت الحیوۃ فقد یکمل طبع الحصص الباقیۃ ویحصل الفیض منہا للخواص والعوام انتہی ما فیہا مترجماً فاشتہرت ہذہ الرسالۃ فی دیار الہند والفنجاب وغیرہا وتوجہت ہمم العوام من اہل الاسلام فی الاہتمام باشترائہا لتحصیل الثواب التام والحال ان تلک التصاویر لیست علی حسب حلیتہا کاخذ السبحۃ فی ید سید المرسلین والثلاثۃ من الخلفاء الراشدین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ولا شک ان وجود السبحۃ بعد ذلک الحین بالیقین وکتصویری الحسنین امردین وقد صرح بوفات الامام الاول بعمر ثمان واربعین وشہادۃ الامام الثانی بعمر خمس وخمسین او سبع وخمسین فیجب ان

ے اول حاكم بان آذاه او عصاه الا انه السد انهتى حرمى نقش الصور على خلاف الحكمة تو هين عظيم لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولائمة الدين وافتراء عليهم رضوان الله تعالى عليهم اجمعين كما لا يخفى سيما على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد قال من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار نعوذ بالله منها فليمنع هذا المفتي مولف هذه الرسالة المذكورة عن ترويج هذه الرسالة المسئول عنها التي فيها افتراء وتقول على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى آله واصحابه واتباعه وعلى ائمة الدين رضوان الله تعالى عليهم وعلينا معهم اجمعين وليفعل بهذا الشخص المولف المؤمن المفتري ما هو لائق به من النكال الشديد والله سبحانه وتعالى اعلم وعلمه اتم واحكم امر برقمه خادم الشريعة راجي اللطف الخفي محمد صالح ابن المرحوم صديق كمال الحنفي مفتي مكة المكرمة حالا كان الله لهما حامدا ومصليا مسلما [ختم: محمد صالح كمال] - الحمد لله وحده وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه السالكين منهجهم بعده اللهم هداية للصواب. تصوير الصور المذكورة من المحرمات التي لا شك فيها وادلة تحريمها كثيرة شهيرة وفي ما ذكره مفتي الانام المسطور اعلاه كفاية وما فعله المصور المذكور في رسالته مما صار به عدد الصور ثلاثا وستين صورة من ابلغ الادلة على قصور باعه في العلوم الشرعية والعقلية فنسال الله العافية من الضلال بعد الهدى ومن دعوى المعرفة مع الجهالة والله سبحانه وتعالى اعلم. رقمه المرتجي من ربه كمال النيل محمد سعيد بن محمد بابصيل مفتي الشافعية بمكة المحمية غفر الله له ولوالديه ومشائخه وجميع المسلمين [ختم: محمد سعيد بابصيل] - حامدا مصليا. ليّد دو من اجاب والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب ويعضده ايضا ما في كنز العمال في تبويب الاقوال والافعال حيث قال دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم البيت فصلى فيه ركعتين فرأى فيه تمثال ابراهيم واسمعيل واسحق قد جعلوا في يد ابراهيم الازلام يستقسم بها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قاتلهم الله ما كان ابراهيم يستقسم بالازلام ثم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بزعفران فلطخه بذلك التماثيل س وعن جابر ايضا ما فيه عن اسامة بن زيد قال دخلت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الكعبة فرأى في البيت صورا فدعا بدلو من ماء فاتيته به فجعل يمحوها ويقول قاتل الله قوما يصورون ما لا يخلقون ط. س والطحاوي وطب ص والله سبحانه وتعالى اعلم وعلمه اتم. حرره محمد عبد الحق عفي عنه [ختم: محمد عبد الحق] المدرس الاول بالمدرسة صولتية بمكة معظمه المجيب مصيب [ختم] المجيب مصيب

فقیر کان الله لہ نے جب یہ تصویر نگار رسالہ مدینہ منورہ میں پیش کیا تو حضرت مولانا شیخ خلیل مدنی نے فرمایا کہ اسکا جواب ہمارے پاس تحریر ہو چکا ہے اگر اسکا مولف ہو تو ہم اسے ہماری ... فقط حضرت بھی ... مکہ معظمہ فتوی کہاں ... حضرت مدنی صاحب کی زبانی ... تصویر پرستی کا ابتدا تصویر ... اللہ تعالی ان لوگوں کو ہدایت کرے جو ... تصویریں اپنے پاس رکھتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ بت پرستی کا ابتدا تصویر ...

فقط بیت با ...